اصلاحی خطبات و رسائل

جلد سوم

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

فہرست

۱۵......رزقِ حلال کی اہمیت وفضیلت نصوص اور واقعات کے تناظر میں

قرآن کریم کی روشنی میں رزقِ حلال کی اہمیت وفضیلت

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں رزقِ حلال کی اہمیت وفضیلت

حضراتِ صحابہ کرام کی دنیا سے بے رغبتی

۱۸......زنا کی قباحت ونقصانات اور اسلاف امت کے پاک دامنی کے پرتاثیر واقعات

۱۴......قرآن وحدیث اورواقعات کی روشنی میں تاثیرقرآن کا ایمان افروزتذکرہ

اَلْحَمْدُلِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبَارَكَ وَتَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾(الأنفال:۲)

وَفِىْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ.وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ﴾ (التوبة:۱۲۴،۱۲۵)

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهَا:

وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الوَحْىُ فِى اليَوْمِ الشَّدِيدِ البَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا❶

❶صحيح البخاري: كيف كان بدء الوحي إلى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم،رقم الحديث:۲

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابلِ صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں قرآن مجید کا ایک خاص وصف تاثیر کا ذکر ہے، قرآنِ کریم ایک ایسی انقلابی کتاب ہے کہ جنہوں نے بھی اس کتاب کو پڑھا سنا اور تدبر کیا تو اسکے دل کی دنیا ہی بدل گئی، یہاں تک کہ اگر کافر نے بھی قرآن مجید سنا تو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور بہت سے کافروں نے صرف قرآن مجید سن کر اسلام قبول کیا، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بڑی تاثیر رکھی ہے، قرآن مجید میں خود اللہ تعالی نے اس کلام کی تاثیر کو بیان کیا ہے۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں تاثیر قرآن کا تذکرہ

ایمان والوں کے اوصاف

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ایمان والوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾ (الأنفال: ۲)

ترجمہ: مؤمن تو وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور ترقی دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

آیت مذکورہ میں ان مخصوص صفات کا بیان ہے جو ہر مؤمن میں ہونا چاہیے، اسمیں اشارہ کہ ہر مؤمن اپنی ظاہر اور باطنی صفات کا جائزہ لیتا رہے، اگر یہ صفات اسمیں موجود ہیں تو اللہ تعالی کا شکر ادا کرے کہ اس میں مؤمنین کی صفات موجود ہیں۔ اور اگر ان میں سے کوئی صفت موجود نہیں یا ہے مگر کمزور ہے تو اس کے حصول میں یا قوی کرنے کی فکر میں لگ جائے۔

مؤمن کا ایمان قرآن مجید سے بڑھتا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ. وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ﴾ (التوبة: ۱۲۴، ۱۲۵)

ترجمہ: اور جب کبھی کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو انہی (منافقین) میں وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اس (سورت) نے تم میں سے کس کے ایمان میں اضافہ کیا ہے؟ اب جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو (واقعی) ایمان لائے ہیں، ان کے ایمان میں تو اس سورت نے واقعی اضافہ کیا ہے، اور وہ (اس پر) خوش ہوتے ہیں۔ رہے وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے تو اس سورت نے ان کی گندگی میں کچھ اور گندگی کا اضافہ کر دیا ہے، اور ان کو موت بھی کفر ہی کی حالت میں آتی ہے۔

اللہ سے ڈرنے والوں پر قرآن کریم کا ظاہری وباطنی اثر

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ﴾ (الزمر: ۲۳)

ترجمہ: اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے، ایک ایسی کتاب جس کے مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، جس کی باتیں بار بار دہرائی گئی ہیں۔ وہ لوگ جن کے

دلوں میں اپنے پروردگار کا رعب ہے ان کی کھالیں اس سے کانپ اٹھتی ہیں، پھر ان کے جسم اور ان کے دل نرم ہوکر اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ذریعے وہ جس کو چاہتا ہے راہِ راست پر لے آتا ہے، اور جسے اللہ راستے سے بھٹکا دے اُسے کوئی راستے پر لانے والا نہیں۔

قرآنِ کریم سنتے ہی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَآ أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ (المائدة: ۸۳)

ترجمہ: اور جب یہ لوگ وہ کلام سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوا ہے تو چونکہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہوتا ہے، اس لیے تم ان کی آنکھوں کو دیکھو گے کہ وہ آنسوؤں سے بہہ رہی ہیں۔ (اور) وہ کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ہیں، لہذا گواہی دینے والوں کے ساتھ ہمارا نام بھی لکھ لیجیے۔

جب مسلمانوں کو حبشہ سے نکالنے کا مطالبہ لے کر مشرکین مکہ کا وفد نجاشی کے پاس آیا تھا تو اس نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلا کر ان کا موقف سنا تھا، اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کے دربار میں بڑی مؤثر تقریر کی تھی، جس سے نجاشی کے دل میں مسلمانوں کی عظمت اور محبت بڑھ گئی اور اسے اندازہ ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہی آخری نبی ہیں جن کی پیشینگوئی تورات اور انجیل میں کی گئی تھی، چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو نجاشی نے اپنے علماء اور راہبوں کا ایک

وفد آپ کی خدمت میں بھیجا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے سورہ یسین کی تلاوت فرمائی، جسے سن کران لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ کلام اس کلام کے بہت مشابہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا، چنانچہ سب لوگ مسلمان ہو گئے اور جب یہ واپس حبشہ گئے تو نجاشی نے بھی اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا، ان آیات میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔ ❶

جنات پر قرآنِ کریم کا اثر

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ. قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ. يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ. وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾ (الأحقاف: ۲۹ تا ۳۲)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) یاد کرو جب ہم نے جنات میں سے ایک گروہ کو تمہاری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں۔ چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو انہوں نے (ایک دوسرے سے) کہا کہ خاموش ہو جاؤ، پھر جب وہ پڑھا جا چکا تو وہ اپنی قوم کے پاس انہیں خبردار کرتے ہوئے واپس پہنچے۔ انہوں نے کہا: اے ہماری قوم کے لوگو! یقین جانو ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد نازل کی گئی ہے، اپنے سے پہلی

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۲۶۳، ۲۶۴

کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، حق بات اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ کے داعی کی بات مان لو، اور اس پر ایمان لے آؤ، اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور تمہیں ایک دردناک عذاب سے پناہ دے دے گا۔ اور جو کوئی اللہ کے داعی کی بات نہ مانے تو وہ ساری زمین میں کہیں بھی جا کر اللہ کو عاجز نہیں کرسکتا، اور اللہ کے سوا اس کو کسی قسم کے رکھوالے بھی نہیں ملیں گے، ایسے لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

اس آیت میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ اس وقت پیش آیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف والوں کو تبلیغ فرمانے اور ان سے دکھ اٹھانے کے بعد مکہ مکرمہ واپس تشریف لے جارہے تھے، راستے میں ایک مقام کا نام نخلہ ہے، وہاں آپ نے قیام فرمایا اور فجر کی نماز میں قرآن کریم کی تلاوت شروع کی، اس وقت جنات کی ایک جماعت وہاں سے گزر رہی تھی، اس نے یہ کلام سنا تو وہ اسے سننے کے لئے رک گئے، اور توجہ سے سننے کے لئے ایک دوسرے کو خاموش رہنے کی تلقین کی، قرآن کریم کا پُر اثر کلام، اور فجر کے وقت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی، اس نے ان جنات پر ایسا اثر کیا کہ وہ اپنی قوم کے پاس بھی اسلام کے داعی بن کر پہنچے اور پھر ان کے کئی وفود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مختلف اوقات میں آئے، آپ نے ان کی تبلیغ اور تعلیم کا فریضہ انجام دیا، جن راتوں میں جنات سے آپ کی ملاقاتیں ہوئیں ان میں سے ہر ایک کو لیلۃ الجن کہا جاتا ہے، اور ان میں سے بعض راتوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ ❶

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۰۵۷

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تاثیرِ قرآن کا ذکر

نزولِ قرآن کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے پسینہ بہنے لگتا

قرآن کی عظمت وجلالت اوراس کی بڑائی و بزرگی کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ حدیث میں آتا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنزِلُ عَلَيْهِ الوَحْيُ فِي اليَوْمِ الشَّدِيدِ البَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا. ❶

ترجمہ: میں نے اللہ کے رسول کو دیکھا کہ سخت سردی کے دنوں میں آپ پر جب وحی نازل ہوتی تو وحی کے ختم ہونے کے بعد آپ کی پیشانی پر سے پسینہ بہنے لگتا۔

نزولِ قرآن کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت

آپ پر وحی نازل ہوتی تو اس کی وجہ سے آپ کا بوجھ بڑھ جاتا اور تکلیف معلوم ہوتی اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ إِلَى جَنْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَشِيَتْهُ السَّكِينَةُ، فَوَقَعَتْ فَخِذُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي، فَمَا وَجَدْتُ ثِقْلَ شَيْءٍ أَثْقَلَ مِنْ فَخِذِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❷

ترجمہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھا کہ آپ کو (نزول وحی کے وقت) سکینہ نے ڈھانپ لیا اور آپ کی ران مبارک میری ران پر پڑ گئی تو میں نے محسوس کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے زیادہ کوئی چیز وزنی نہیں ہے۔

---

❶ صحيح البخاري: كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ٢

❷ سنن أبي داود: كتاب الجهاد، باب في الرخصة في القعود من العذر، رقم الحديث: ٢٥٠٧

غور کیجیے کہ اللہ کی وحی اور اللہ کا کلام کس قدر عظیم وثقیل چیز ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی وجہ سے سخت سردی میں پسینے میں شرابور ہوجاتے ہیں اور آپ کا بدن مبارک اس کے وزن سے وزنی ہوجاتا ہے حتی کہ صحابہ بھی آپ کے وزن کو محسوس فرماتے ہیں، چہرہ سرخ ہوجاتا ہے اور آپ کی آواز کی کیفیت بدل جاتی ہے۔اس سے کلام اللہ کے تاثیر، عظمتِ شان اور مقام کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

تلاوتِ قرآن کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے

قرآن مجید کا اثر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر ہوتا تھا کہ آپ کی حالت متغیر ہوجاتی تھی۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا ’’ اِقْرَأْ عَلَیَّ‘‘ کہ تم میرے سامنے قرآن پڑھو میں اس کو سنوں گا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ!’’أَقْرَأُ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ أُنْزِلَ‘‘ میں کیا پڑھوں جب کہ قرآن تو خود آپ پر نازل ہوا ہے، آپ نے فرمایا کہ نہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ کسی اور سے سنوں، چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور سناتے رہے اور جب آیت پر پہنچے:

﴿فَکَیْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِیدٍ وَجِئْنَا بِکَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِیدًا.﴾ (النساء: ۴۱)

ترجمہ: پھر (یہ لوگ سوچ رکھیں کہ) اس وقت ان کا کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے اور (اے پیغمبر) ہم تم کو ان لوگوں کے خلاف گواہ کے طور پر پیش کریں گے؟

تو انھوں نے سر اٹھا کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نگاہ ڈالی تو ”فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ“ میں نے دیکھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ ❶

سورہ ملک کی تلاوت عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک قبر پر خیمہ نصب کیا اور ان کو معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے۔ اچانک قبر کے اندر سے سورہ ملک پڑھنے کی آواز آئی، جب سورت ختم ہو چکی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هِيَ الْمَانِعَةُ، هِيَ الْمُنْجِيَةُ، تُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. ❷

ترجمہ: عذاب قبر کو روکنے والی اور عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے۔ (زندگی میں وہ پڑھتا تھا اس لئے قبر میں بھی پڑھ رہا ہے، گویا اس سورت کی تاثیر کی وجہ سے عذاب قبر سے محفوظ ہو گیا۔)

اسلافِ امت کے تاثیر قرآن کے ایمان افروز واقعات

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر قرآن کا اثر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں اپنے ہوش میں اپنے ماں باپ کو دین کی پیروی کرتے ہوئے دیکھا ہے اور کوئی دن ایسا نہیں گذرا کہ رسول اللہ صلی اللہ

❶ صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب البكاء عند قراءة القران، رقم الحديث: ۵۰۵۵

❷ سنن الترمذى: أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء فى فضل سورة الملك، رقم الحديث: ۲۸۹۰

علیہ وسلم دن کے دونوں وقت صبح وشام ہمارے پاس نہ آتے ہوں، ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا اور انہوں نے اپنے مکان کے احاطہ میں مسجد بنائی اور وہ اس میں نماز پڑھنے لگے اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے،تو مشرکوں کی عورتیں اور ان کے لڑکے ان کے پاس کھڑے ہوتے تھے اور ان (کے پڑھنے) سے خوش ہوتے تھے اور ان کی طرف دیکھا کرتے تھے:

وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً، لاَ يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذَلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ. ❶

ترجمہ: چونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت رونے والے آدمی تھے اور (یہاں تک کہ) جب وہ قرآن پڑھتے تھے تو وہ اپنی آنکھوں پر اختیار نہ رکھتے تھے، لہذا اس بات نے اشراف قریش کو خوف میں ڈال دیا (کہ کہیں سب مسلمان نہ ہوجائیں)۔

تاثیر قرآن کے سبب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے نکلے تھے، راستہ میں قریش کا ایک شخص ملا، دریافت کرنے پر بتایا کہ میں آج محمد کا سر قلم کرنے جارہا ہوں، انھوں نے کہا کہ آپ ادھر کیا جاتے ہیں، پہلے آپ اپنے گھر کی خبر لو کہ تمہاری بہن فاطمہ اور بہنوئی دونوں محمد پر ایمان لاچکے ہیں، عمر یہ سن کر بہن کے گھر کا رخ کرتے ہیں اور بہن اور بہنوئی کو خوب مارا، آپ کی بہن فاطمہ نے کہا عمر! "**مَا كُنْتَ فَاعِلاً فَافْعَلْ فَقَدْ اَسْلَمْتُ**" تو نے جو کچھ کرنا ہے سو کرلے میں ایمان لاچکی ہوں۔ جو کچھ کرنا ہے سو کرلو میں محمد کے دین کو

❶ صحیح البخاری: کتاب الصلاۃ، باب المسجد یکون فی الطریق من غیر ضرر بالناس، رقم الحدیث: ۴۷۶

چھوڑنے کے لیے تیار نہیں، جب آپ نے بہن کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا کہ مجھے دیکھاؤ تم کیا پڑھ رہی تھی، بہن نے کہا تم ناپاک ہو پہلے غسل کرو، غسل کے بعد بہن نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں قرآن کے اوراق رکھ دیئے جن میں سورہ حدید کی ابتدائی آیات لکھی ہوئیں تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جونہی ان کو پڑھا، دل کی کایا پلٹ گئی، کہنے لگے کہ مجھے بھی محمد کی خدمت میں لے چلو کہ ایمان قبول کروں، وہ عمر جو محمد کا سر قلم کرنے نکلے تھے، قرآن کی تاثیر سے اپنا سر محمد کے قدموں میں ڈال آئے۔ یہ قرآن کی سحر آفرینی اور تاثیر نہیں تو اور کیا ہے؟ ❶

قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کیفیت

حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے خطبہ میں ''اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ'' (التکویر: ۱) (جب سورج لپیٹ دیا جائے گا) پڑھ رہے تھے۔ جب ''عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ'' (التکویر: ۱۴) (تو اس وقت ہر شخص کو اپنا سارا کیا دھرا معلوم ہو جائے گا) پر پہنچے تو رونے کے غلبہ کی وجہ سے ان کی آواز بند ہو گئی۔

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں پڑھیں:

﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ﴾ (الطور: ۷،۸)

ترجمہ: بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور ہو کر رہے گا کوئی اس کو ٹال نہیں سکتا۔

تو ان کا سانس پھول گیا اور وہ بیمار ہو گئے اور بیس دن تک ایسے بیمار رہے کہ لوگ ان کی

❶ أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: عمر بن الخطاب، إسلامه، ج ۳ ص ۶۴۴، ۶۴۵/ سير أعلام النبلاء: ج ۱ ص ۱۴۲

عبادت کرتے رہے۔ ❶

حضرت عمر اتنا روئے کہ آگے نہ پڑھ سکے

حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، جس میں سورہ یوسف شروع کردی پڑھتے پڑھتے جب:

﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ﴾ (یوسف: ۸۴)

ترجمہ: اور انکی دونوں آنکھیں صدمے سے (روتے روتے) سفید پڑگئی تھیں، اور وہ دل ہی دل میں گھٹے جاتے تھے۔

پر پہنچے تو اتنا روئے کہ آگے نہ پڑھ سکے اور رکوع کردیا۔ ❷

آخری صف تک رونے کی آواز

حضرت عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں سورہ یوسف پڑھ رہے تھے، میں آخری صف میں تھا، جب پڑھتے پڑھتے:

﴿إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ﴾ (یوسف: ۸۶)

ترجمہ: (یعقوب) نے کہا: میں اپنے رنج وغم کی فریاد (تم سے نہیں) صرف اللہ سے کرتا ہوں۔

پر پہنچے تو میں نے آخری صف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی۔ ❸

آخرت سے متعلق آیات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کیفیت

ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار تھے، مدینہ کے گلیوں میں گشت

---

❶ حياة الصحابة: بكاء أبي وعمر رضي الله عنهما، ج۳ص ۴۲۳

❷ كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: ج۱۲ ص ۵۸۹ رقم الحديث: ۳۵۸۳۳

❸ صحيح البخاري: كتاب الأذان، باب إذابكى الإمام في الصلاة، ج۱ ص ۱۴۴/مصنف ابن أبي شيبة: ج۱ ص ۳۱۲، رقم الحديث: ۳۵۶۵

کرر ہے تھے اور لوگوں کی حالات کی خبر گیری کرر ہے تھے، آپ کا گزر ایک انصاری کے گھر کے پاس سے ہوا، آپ نے دیکھا وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہے، آپ کی اسکی قرأت سننے کیلئے رک گئے، اس انصاری آدمی نے یہ آیات پڑھی:

﴿وَالطُّورِ. وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ. فِي رَقٍّ مَنْشُورٍ. وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ. وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ. وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ. إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ. مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ﴾ (الطور: ۱ تا ۸)

ترجمہ: قسم ہے کوہ طور کی، اور اس کتاب کی جو ایک کھلے ہوئے صحیفے میں لکھی ہوئی ہے۔ اور قسم ہے بیت معمور کی۔ اور بلند کی ہوئی چھت کی۔ اور بھرے ہوئے سمندر کی کہ تمہارے پروردگار کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے۔ کوئی ہیں ہے جو اسے روک سکے۔

(یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم! یہ بات حق ہے، پھر سواری سے نیچے اترے اور گھر کی دیوار کیساتھ ٹیک لگالی اور کچھ دیر تک متوقف رہے:

فَرَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ فَمَرِضَ شَهْرًا يَعُودُهُ النَّاسُ لَا يَدْرُونَ مَامَرِضَهُ.

ترجمہ: پھر اپنے گھر واپس لوٹے، پھر ایک مہینے تک بیمار پڑے رہے، لوگ عیادت کیلئے آتے مگر کسی کو آپ کی بیماری سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ [1]

قرآنی آیت سنتے ہی فوراً اطاعت کرنا

عیینہ بن حصن بن حذیفہ اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آئے، حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرب تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ عادت تھی کہ وہ مقرب اسی کو بناتے تھے جو عالم اور قاری ہوتا، غرض ایسے لوگ ہی ان

[1] تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج ۴۴ ص ۳۰۸

کی مجلس میں شامل ہوتے تھے، بوڑھے جوان کی کوئی پابندی نہ تھی، عیینہ بن حصن نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ تمہاری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک رسائی ہے، ذرا مجھے بھی ان کے پاس لے چلو، حر بن قیس نے کہا: اچھا میں اجازت طلب کرتا ہوں، آخر حر نے عیینہ کیلئے اجازت حاصل کرلی، عیینہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ اے خطاب کے بیٹے! نہ تو تم انصاف کرتے ہو اور نہ ہمارے ساتھ کچھ سخاوت سے پیش آتے ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصہ ہوئے اور قریب تھا کہ اسے ماریں، اس وقت حر نے کہا: اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا ہے کہ "خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ" معافی کو قبول کریں اور نیکیوں کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے درگزر کیجئے، اور بیشک یہ بھی جاہلوں سے ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

وَاللَّهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلاهَا عَلَيْهِ، وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ.

ترجمہ: اللہ کی قسم! جب حر بن قیس نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگے نہیں بڑھے اور آپ کتاب اللہ کے (احکامات کے) آگے نہایت رک جانے والے تھے۔ ❶

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ پر قرآنِ مجید کا اثر

ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں تھا، آپ دوران سفر دو رکعت نماز پڑھتے تھے، جب کہیں پڑاؤ ڈالتے تو آدھی رات قیام کرتے اور قرآن مجید کو ترتیل کیساتھ حرف حرف واضح کرکے پڑھتے، اور زور زور سے روتے تھے اور یہ آیت پڑھتے:

❶ صحيح البخاری: كتاب تفسير القرآن، باب "خُذِ العَفْوَ وَأْمُرْ بِالعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِينَ"، رقم الحديث: ۴۶۴۲

﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ﴾(ق: ۱۹)

ترجمہ:اور موت کی سختی سچ مچ آنے ہی والی ہے۔(اے انسان) یہ وہ چیز ہے جس سے تو بدکتا تھا۔❶

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ پر قرآن مجید کا اثر

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ یہ آیت پڑھتے:

﴿يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ﴾(الإنفطار: ٦)

ترجمہ:اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے اس پروردگار کے معاملے میں دھوکا لگا دیا ہے جو بڑا اکرم والا ہے۔

تو فرماتے جہل نے دھوکہ میں ڈالا۔اور جب یہ آیت پڑھتے:

﴿أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ﴾(الكهف: ۵۰)

ترجمہ: کیا پھر بھی تم میرے بجائے اسے اور اس کی ذریت کو اپنا رکھوالا بناتے ہو۔ حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں؟

تو رو پڑتے۔❷

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر قرآن مجید کا اثر

قاسم بن محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب صبح ہوتی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کرتا، یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ایک دن میں سلام کرنے کی غرض سے گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نوافل پڑھ رہی تھیں اور یہ آیت پڑھ رہی تھیں ”فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُوْمِ“ اللہ تعالی نے ہم پر

❶ شعب الإيمان: تعظيم القرآن، ج۳ص ۴۱۶، رقم الحديث: ۱۸۹۹

❷ شعب الإيمان: تعظيم القرآن، ج۳ص ۴۱۵، رقم الحديث: ۱۸۹۸

احسان کیا اور ہمیں عذاب سے بچایا۔ دُعا کر رہی تھیں اور مسلسل رو رہی تھیں اور بار بار اس کو دھرا رہی تھیں، میں ٹھہر گیا اور کھڑے کھڑے تھک گیا، پھر میں اپنی ایک ضرورت کے تحت بازار چلا گیا، واپس آیا تو آپ ابھی تک کھڑی نوافل پڑھ رہی تھیں اور آنسو بہہ رہے تھے۔ ❶

بسم اللہ کے سبب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ پر زہر کا اثر نہ کرنا

ایک مجوسی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں اسلام کی دعوت دیتے ہو اس مذہب کی حقانیت پر ہمیں کوئی نشانی بتاؤ تاکہ ہم وہ دیکھ کر مسلمان ہو جائیں، تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے زہر منگوائی اور ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھ کر اس کو کھایا تو اللہ کے فضل وکرم سے زہر کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا، تو یہ دیکھ کر وہ مجوسی پکار اٹھا کہ یہ دین برحق ہے۔ ❷

بیٹے کے بسم اللہ کی تاثیر سے عذاب میں مبتلا والد کی بخشش ہوگئی

حضرت عیسی علیہ السلام ایک قبر کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے اس قبر والے کو سزا دے رہے ہیں، جب وہ واپس لوٹے تو کیا دیکھا کہ رحمت کے فرشتے آئے ہوئے ہیں اور ان کے پاس نور کے طاقچے ہیں، تو انہیں بڑا تعجب ہوا کہ کچھ دیر پہلے عذاب ہو رہا تھا اور اب یہ رحمت کا معاملہ، تو آخر انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اے عیسی! یہ شخص گناہ گار تھا اور اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا، اس کی اہلیہ حاملہ تھی ان کے ہاں لڑکے کی پیدائش

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المراقبة والمحاسبة، المقام الأول، ج ۴ ص ۴۱۲/صفة الصفوة: ترجمة: عائشة بنت أبى بكر الصديق، ج ۱ ص ۳۱۹

❷ التفسير الكبير: الكتاب الثانى فى مباحث بسم اللّٰه الرحمن الرحيم، الباب الحادى عشر، ج ۱ ص ۱۵۵/شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائى: ج ۹ ص ۱۵۲

ہوئی تو انکی اہلیہ نے اس کی پرورش کی یہاں تک کہ بڑا ہوا تو اسکو تعلیم کیلئے بھیجا، اب جب اس بچے نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھی تو اللہ تعالی فرماتے ہیں مجھے شرم آئی اس بات پر کہ میں اس کے والد کو زمین کے نیچے سزا دوں جب کہ اس کا بیٹا زمین پر میرا نام لے تو بیٹے کے تسمیہ پڑھنے سے باپ کی بخشش ہوگئی۔ ❶

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ پر قرآن مجید کا اثر

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کثرت کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کرنے والے انسان تھے، ایک مرتبہ مقام ابراہیم پر تشریف لائے اور نماز شروع کر کے سورۂ جاثیہ پڑھنا شروع کی، جب اس آیت پر پہنچے:

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ﴾(الجاثية: ۲۱)

ترجمہ: یہ لوگ جو برے برے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم انھیں ان لوگوں کے برابر رکھیں گے جنھوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہوجائے، برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔

تو شب بھر اسی آیت کو دہراتے رہے اور روتے رہے۔ ❷

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی پُر تاثیر تلاوت پر فرشتوں کا نزول

معروف انصاری صحابی حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نماز تہجد میں سورۂ بقرہ تلاوت کررہے تھے، گھوڑا جو کہ پاس ہی بندھا ہوا تھا اچانک بدکنے لگا، یہ خاموش ہوگئے تو وہ

❶ التفسير الكبير: الكتاب الثانى، الباب الحادى عشر، ج ۱ ص ۱۵۵

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: تميم بن أوس بن خارجة، ج ۱۱ ص ۷۶

بھی سکون میں آ گیا، انھوں نے دوبارہ تلاوت شروع کردی تو وہ پھر بدکنے لگا اوران کے خاموش ہوجانے پر پھر ٹھہر گیا۔ آخر تلاوت روک دی ان کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب ہی سورہا تھا یہ ڈر گئے کہ گھوڑا اسے تکلیف نہ پہنچائے، جب بچے کو وہاں سے ہٹایا تو آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو سائبان کی طرح کوئی چیز نظر آئی جس میں چراغوں کی طرح روشنی ہے، جب صبح ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ ماجرا بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن حضیر! تم تلاوت جاری رکھتے، ابن حضیر تم تلاوت جاری رکھتے، انھوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے یہ ڈر پیدا ہوگیا کہ کہیں گھوڑا بچے کو روند نہ ڈالے، وہ گھوڑے کے قریب تھا، اس اندیشہ سے (تلاوت روک کر) بچے کی طرف متوجہ ہوگیا، نگاہ اُٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا تو سائبان کی طرح کوئی چیز نظر آئی جس میں چراغوں کی سی روشنی تھی اس لیے میں گھبرا کر گھر سے باہر نکل گیا کہ اسے دیکھ نہ سکوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَتَدْرِی مَا ذَاکَ؟، قَالَ لاَ، قَالَ تِلْکَ الْمَلاَئِکَۃُ دَنَتْ لِصَوْتِکَ، وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ یَنْظُرُ النَّاسُ إِلَیْهَا، لاَ تَتَوَارَی مِنْهُمْ. ❶

ترجمہ: تمھیں معلوم ہے کہ یہ کیا تھا؟ اسید نے فرمایا، نہیں، آپ نے فرمایا: یہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز سن کر اتر آئے تھے، اگر تم تلاوت جاری رکھتے تو صبح لوگ بھی ان فرشتوں کا نظارہ کرتے اور وہ ان کی نگاہوں سے مخفی نہ رہتے۔

ایک صحابی کی تلاوت سے فرشتے رو پڑے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس سے گزرے، وہ قرآن مجید کی یہ آیت

❶ صحیح البخاری: کتاب فضائل القرآن، باب نزول السکینۃ والملا ئکۃ عند قراءۃ القرآن، رقم الحدیث: ۵۰۱۸

تلاوت کررہے تھے:

﴿فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ﴾ (الرحمن:۳۷)

ترجمہ: غرض (وہ وقت آئے گا) جب آسمان پھٹ پڑے گا اور لال چمڑے کی طرح سرخ گلاب بن جائے گا۔

یہ آیت پڑھ کر وہ ٹھہر گئے اور انکے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور آنسو بہاتے بہاتے دم گھٹنے لگا، روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے "وَيْحِي فِي يَوْمٍ تَنْشَقُّ فِيهِ السَّمَاءُ" ہائے اس دن میرا کیا بنے گا جس دن آسمان پھٹ جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی گریہ وزاری سن کر ارشاد فرمایا:

يَا فَتَى فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ بَكَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ بُكَائِكَ. ❶

ترجمہ: اے نوجوان! اللہ کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے! تمھارے رونے پر فرشتے بھی رو پڑے۔

اصحاب صفہ پر قرآن مجید کا اثر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیتیں نازل ہوئیں:

﴿أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ. وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ﴾ (النجم: ۶۰)

ترجمہ: تو کیا تم اسی بات پر حیرت کرتے ہو؟ اور (اس کا مذاق بنا کر) ہنستے ہو، اور روتے نہیں ہو۔

تو ان آیات کو سن کر اصحابِ صفہ رو پڑے اور اس قدر روئے کہ آنسو انکے رخساروں پر بہتے رہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے رونے کی آواز سنی تو آپ بھی رو پڑے، آپ کے رونے پر ہم بھی رو پڑے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ مختصر قیام اللیل: باب البکاء عند قراءۃ القرآن، ج ۱ ص ۱۴۳

لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مُصِرٌّ عَلَى مَعْصِيَةٍ، وَلَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَجَاءَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ. ❶

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالی کے خوف سے رویا وہ جہنم میں نہیں جائے گا، اور گناہوں پر اصرار کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا، اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو اللہ تعالی ایسی قوم لائیں گے جو گناہ کریں گے (پھر توبہ کریں گے) تو اس کی وجہ سے اللہ انہیں بخش دے گا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ پر قرآن مجید کا اثر

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ پہلے مشرک تھے، بدر میں انکو قیدی بنا کر مدینہ لایا گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھنا شروع کی، جب اس آیت پر پہنچے:

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ. أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ. أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ﴾ (الطور: ۳۵ تا ۳۷)

ترجمہ: کیا یہ لوگ بغیر کسی کے آپ سے آپ پیدا ہو گئے، یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا کیا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کیے ہیں؟ نہیں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔ کیا تمہارے پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں، یا وہ داروغہ بنے ہوئے ہیں۔

تو جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ" قریب ہے کہ میرا دل اڑ جائے۔ یعنی میں بے قابو ہو چکا تھا۔ ❷

---

❶ شعب الإيمان: الخوف من الله، ج ۲ ص ۲۳۳، رقم الحديث: ۷۷۷

❷ صحيح البخاری: كتاب تفسير القرآن، بَابُ قَوْلِهِ: (وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ) رقم الحديث: ۴۸۵۴

صحیح بخاری میں دوسری جگہ روایت کے الفاظ ہیں:

وَذٰلِکَ أَوَّلَ مَا وَقَرَ الإِيمَانُ فِي قَلْبِي. ❶

یہ پہلا موقع تھا کہ ایمان میرے دل میں قرار پکڑ چکا تھا۔

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ پر قرآن مجید کا اثر

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ ایک مشہور شاعر تھے، وہ اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب میں مکہ میں گیا تو وڈیروں نے میرے کان بھرے اور کہا کہ محمد سے بچ کے رہنا۔ جب میں حرم میں پہنچا تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، میرے کان میں بھی ان کے چند جملے پڑ گئے، میں نے اچھا محسوس کیا اور دل میں اپنے آپ کو کہنے لگا کہ میں بھی شاعر ہوں اور جوان مرد ہوں عقل رکھتا ہوں بچہ تو نہیں کہ غلط صحیح کی تمیز نہ کرسکوں۔ اس شخص سے ملنا تو چاہیے، چنانچہ میں ان کے پیچھے ان کے مکان تک جا پہنچا اور اپنی ساری کیفیت بیان کی اور عرض کیا کہ آپ ذرا تفصیل سے بتائیں کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس بات کے جواب میں قرآن پاک کا کچھ حصہ سنایا اور میں اتنا متاثر ہوا کہ اسی وقت ایمان لے آیا اور واپس جا کر اپنے باپ اور بیوی کو بھی مسلمان کیا اور پھر اپنے قبیلے اور اپنی قوم میں ساری زندگی مسلسل تبلیغ کرتا رہا۔ ❷

جسم پر تیر لگے لیکن تلاوت نہ چھوڑی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقامِ نخل کی جانب غزوۂ ذات الرقاع کے لیے نکلے۔ ایک مسلمان نے کسی مشرک کی بیوی

❶ صحيح البخاري: كتاب المغازي ،باب شهود الملائكة بدرا ،باب ،رقم الحديث: ۴۰۲۳

❷ الطبقات الكبرى: ترجمة: الطفيل بن عمرو، ج۴ ص ۱۷۹، ۱۸۰ /معرفة الصحابة لأبي نعيم: ج۳ ص ۱۵۶۲ /تاريخ مدينة دمشق: ج۲۵ ص ۱۱، ۱۲

کو قتل کر دیا (یا اسے قید کر لیا) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے واپس آ رہے تھے اس عورت کا شوہر آیا جو کہ کہیں گیا ہوا تھا، جب اسے بیوی کے قتل ہونے کی خبر ملی تو اس نے قسم کھائی کہ جب تک وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا خون نہیں بہالے گا اس وقت تک وہ چین سے نہیں بیٹھے گا۔ چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل پڑا، آپ نے راستہ میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ آپ نے فرمایا: آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟ ایک مہاجر اور ایک اَنصاری نے اپنے آپ کو پہرہ کے لیے پیش کیا اور انھوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم پہرہ دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اس وادی کی گھاٹی کے سرے پر چلے جاؤ۔ یہ دونوں حضرت عمار بن یاسر اور حضرت عبّاد بن بشر رضی اللہ عنہما تھے۔ چنانچہ یہ دونوں گھاٹی کے سرے پر پہنچے تو اَنصاری نے مہاجر صحابی سے کہا: ہم دونوں باری باری پہرہ دیتے ہیں، ایک پہرہ دے اور دوسرا سو جائے۔ اب تم بتاؤ کہ میں کب پہرہ دوں، شروع رات میں یا آخر رات میں؟ مہاجر صحابی نے کہا: نہیں، تم شروع رات میں پہرہ دو۔ چنانچہ مہاجر صحابی لیٹ کر سو گئے اور اَنصاری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ چنانچہ وہ آدمی آیا (جس کی بیوی قتل ہوئی تھی) جب اس نے دور سے ایک آدمی کھڑا ہوا دیکھا تو وہ یہ سمجھا کہ یہ (مسلمانوں کے) لشکر کا جاسوس ہے۔ چنانچہ اس نے ایک تیر مارا جو اِن اَنصاری کو آ کر لگا، اَنصاری نے وہ تیر نکال کر پھینک دیا اور نماز میں کھڑے رہے۔ اس نے دوسرا تیر مارا وہ بھی آ کر ان کو لگا، انھوں نے اسے بھی نکال کر پھینک دیا اور نماز میں کھڑے رہے۔ اس آدمی نے تیسرا تیر مارا وہ بھی آ کر ان کو لگا، انھوں نے اسے بھی نکال کر پھینک دیا، اور پھر رکوع اور سجدہ کر کے (نماز پوری کی اور) اپنے ساتھی کو جگایا اور اس سے کہا: اُٹھ بیٹھو، میں تو زخمی ہو گیا ہوں۔ وہ مہاجر جلدی سے اُٹھے۔ اس آدمی نے جب (ایک کی جگہ) دو کو دیکھا تو سمجھ

گیا کہ ان دونوں حضرات کو اس کا پتہ چل گیا ہے۔ چنانچہ وہ تو بھاگ گیا، جب مہاجر صحابی نے انصاری کے جسم میں سے کئی جگہ خون بہتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے کہا: سبحان اللہ! جب اس نے آپ کو پہلا تیر مارا تو آپ نے مجھے اس وقت کیوں نہیں اُٹھایا؟ انصاری نے کہا:

كُنْتُ فِيْ سُوْرَةٍ أَقْرَأُهَا، فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَقْطَعَهَا حَتَّى أُنْفِذَهَا، فَلَمَّا تَابَعَ عَلَيَّ الرَّمْيَ، رَكَعْتُ فَآذَنْتُكَ، وَايْمُ اللّٰهِ لَوْلَا أَنْ أُضَيِّعَ ثَغْرًا أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِهِ، لَقَطَعَ نَفْسِي قَبْلَ أَنْ أَقْطَعَهَا. [1]

ترجمہ: میں ایک سورت پڑھ رہا تھا تو میرا دل نہ چاہا کہ اسے ختم کرنے سے پہلے چھوڑ دوں، لیکن جب اس نے لگاتار مجھے تیر مارے تو میں نے نماز ختم کرکے آپ کو بتا دیا۔ اور اللہ کی قسم! جس جگہ کے پہرے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا اگر اس جگہ کے پہرے کے رہ جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں جان دے دیتا اور سورت کو بیچ میں نہ چھوڑتا۔

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ پر قرآن مجید کا اثر

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ اس طرح ملتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے، وہاں سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسکرائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کیا تم بیٹھو گے نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ چنانچہ

[1] صحيح ابن حبان: كتاب الطهارة، باب نواقض الوضوء، ج۳ص ۳۷۵، رقم الحديث: ۱۰۹۶

وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کے بیٹھ گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بات کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہیں اوپر کو اٹھائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمحے کے لیے آسمان کی طرف دیکھا، پھر آہستہ آہستہ اپنی نگاہیں نیچی کرنے لگے یہاں تک کہ آپ نے زمین پر اپنے دائیں طرف دیکھنا شروع کر دیا اور اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے عثمان سے منہ پھیر کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے اور اپنا سر جھکا لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دوران میں اپنے سر کو یوں ہلاتے رہے گویا کسی بات کو سمجھ رہے ہیں۔ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے، یہ سب دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کام سے فارغ ہوئے یا جو بھی اس وقت صورت حال تھی اس سے فارغ ہوئے اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا تھا، جو بظاہر لگ رہا تھا کہ کچھ کہا جا رہا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تو نہیں پتہ تھا لیکن بہر حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھیں جیسے پہلی مرتبہ ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں کسی چیز کا پیچھا کرتی رہیں یہاں تک کہ وہ چیز آسمان میں غائب ہو گئی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے کی طرح حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں کسی مقصد کی خاطر آپ کے پاس آیا ہوں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا کہ آج آپ نے جو کچھ کیا ہے اس سے پہلے میں نے آپ کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم نے مجھے کیا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی نظریں آسمان کی طرف اٹھ

گئیں پھر آپ نے دائیں جانب اپنی نظریں جما دیں۔آپ مجھے چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو گئے، آپ نے اپنا سر ہلانا شروع کر دیا گویا جو کچھ آپ سے کہا جا رہا ہے اسے آپ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا واقعی تم نے ایسا محسوس کیا ہے؟ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی ابھی میرے پاس اللہ کا قاصد آیا تھا، پیغام لے کے آیا تھا جب تم میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کا قاصد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر اس نے کیا کہا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے جو کہا وہ یہ تھا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۹۰)

ترجمہ: بیشک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے۔وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔

عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”فَذَلِكَ حِينَ اسْتَقَرَّ الْإِيمَانُ فِي قَلْبِي وَأَحْبَبْتُ مُحَمَّدًا“ یہ وہ وقت تھا جب میرے دل میں ایمان نے اپنی جگہ پختہ کر لی اور مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہو گئی۔ ❶

ایک اعرابی پر قرآن مجید کا اثر

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا:

❶ مسند أحمد: ج۵ ص۸۷، رقم الحديث: ۲۹۱۹/المعجم الكبير للطبراني: ج۹ ص ۳۹، رقم الحديث: ۸۳۲۲/قال الهيثمي في مجمع الزوائد(۴۸/۷)رواه أحمد والطبراني وشهر وثقه أحمد وجماعة وفيه ضعف لايضر وبقية رجاله ثقات.

﴿فَاصۡدَعۡ بِمَا تُؤۡمَرُ وَأَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِينَ﴾ (الحجر: ۹۴)

ترجمہ: لہذا جس بات کا تمھیں حکم دیا جارہا ہے اسے علی الاعلان لوگوں کو سنادو، اور جو لوگ (پھر بھی) شرک کریں، انکی پرواہ مت کرو۔

وہ آیت سنتے ہی سجدے میں گر گیا، جب اس سے پوچھا گیا کہ تم نے سجدہ کیسے کیا؟ اس نے کہا: اس کلام کی فصاحت وبلاغت کو۔

قرآن پڑھتے وقت حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی کیفیت

عمر بن حجادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی باندی سے پوچھا کہ تم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی خاص بات کونسی دیکھی، اس نے کہا کہ میں انھیں دیکھا کرتی تھی کہ وہ جیسے ہی قرآن کو کھولتے ان کے ہونٹ ابھی بند ہی ہوتے کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگ جاتے تھے۔ ❶

امام زین العابدین پر قرآن کریم کی تاثیر

حضرت علی بن حسین (المعروف زین العابدین رحمہ اللہ) کی ایک کنیز آپ کو وضو کرارہی تھی، اچانک پانی کا برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ کے چہرے پر گرا، جس سے آپ کا چہرہ زخمی ہوگیا اور کپڑے بھی گیلے ہوگئے، کنیز سہم گئی، مگر تھی عقلمند اس نے فوراً یہ آیت پڑھی "وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ" (میرے نیک بندے غصے کو پی جاتے ہیں) یہ سنتے ہی خاندانِ نبوت کے اس بزرگ کا سارا غصہ ٹھنڈا ہوگیا اور بالکل خاموش ہوگئے۔ کنیز نے آیت کا دوسرا جملہ "وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ" (اور لوگوں سے درگذر کرتے ہیں) بھی پڑھ دیا۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے دل سے معاف کیا۔ کنیز بھی بہت ہوشیار تھی اس نے آیت کا تیسرا جملہ "وَاللّٰهُ

❶ شعب الإيمان للبيهقي، ج ۱ ص ۳۶۸

"يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ" (اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے) حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ نے یہ سن کر کنیز سے کہا جامیں نے تجھے آزاد کیا۔ ❶

تین بڑے کافر جورات کی تاریکیوں میں چھپ کر قرآن سنتے تھے

ایک مرتبہ ابوجہل اور ابوسفیان اور اخنس بن شریق رات کو اپنے اپنے گھروں سے اس لیے نکلے کہ چھپ کر رسول اللہ سے قرآن سنیں، ان میں ہر ایک علیحدہ علیحدہ نکلا، ایک کی دوسرے کو خبر نہ تھی اور علیحدہ علیحدہ گوشوں میں چھپ کر قرآن سننے لگے، تو اس میں ایسے محو ہوئے کہ ساری رات گزر گئی، جب صبح ہوگئی تو سب واپس ہوئے، اتفاقاً راستے میں مل گئے، اور ہر ایک نے دوسرے کا قصہ سنا تو سب آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ تم نے یہ بری حرکت کی اور کسی نے یہ بھی کہا کہ آئندہ کوئی ایسا نہ کرے، کیوں کہ اگر عرب کے عوام کو اس کی خبر ہوگئی تو وہ سب مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ کہہ سن کر اپنے اپنے گھر چلے گئے، اگلی رات آئی تو پھر ان میں سے ہر ایک کے دل میں یہی ٹیس اٹھی کہ قرآن سنیں، اور پھر اسی طرح چھپ چھپ کر ہر ایک نے قرآن سنا، یہاں تک کہ رات گزر گئی، اور صبح ہوتے ہی یہ لوگ واپس ہوئے تو پھر آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے، اور اس کے ترک پر سب نے اتفاق کیا، مگر تیسری رات آئی تو پھر قرآن کی لذت وحلات نے انھیں چلنے اور سننے پر مجبور کر دیا پھر پہنچے اور رات بھر قرآن سن کر لوٹنے لگے تو پھر راستہ میں اجتماع ہوگیا، تو اب سب نے کہا کہ آؤ آپس میں معاہدہ کرلیں کہ آئندہ ہم ہرگز ایسا نہ کریں گے چنانچہ اس معاہدہ کی تکمیل کی گئی، اور سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے، صبح کو اخنس بن شریق نے اپنی لاٹھی اٹھائی اور پہلے ابوسفیان کے پاس پہنچا کہ بتلاؤ اس کلام کے بارے میں تمہاری

❶ شعب الإيمان: حسن الخلق، فصل في ترک الغضب وفي كظم الغيظ، ج ۱۰ ص ۵۴۵، رقم: ۷۹۶۴

کیا رائے ہے؟ اس نے دبے دبے لفظوں میں قرآن کی حقانیت کا اعتراف کیا تو اخنس نے کہا کہ بخدا میری بھی یہی رائے ہے، اس کے بعد وہ ابوجہل کے پاس پہنچا اور اس سے بھی یہی سوال کیا کہ تم نے محمد کے کلام کو کیسا پایا؟ ابوجہل نے کہا کہ:

تَنَازَعْنَا نَحْنُ وَبَنُو عَبْدِ مَنَافِ الشَّرَفَ، أَطْعَمُوا فَأَطْعَمْنَا وَحَمَلُوا فَحَمَلْنَا وَأَعْطَوْا فَأَعْطَيْنَا حَتَّى إِذَا تَجَاثَيْنَا عَلَى الرُّكَبِ وَكُنَّا كَفَرَسَيْ رِهَانٍ قَالُوْا: مِنَّا نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْوَحْيُ مِنَ السَّمَاءِ فَمَتَى نُدْرِكُ هَذِهِ، وَاللَّهِ لَا نُؤْمِنُ بِهِ أَبَدًا وَلَا نُصَدِّقُهُ فَقَامَ عَنْهُ الْأَخْنَسُ بْنُ شَرِيقٍ. ❶

یعنی صاف بات یہ ہے کہ ہمارے خاندان اور بنوعبد مناف کے خاندان میں ہمیشہ سے چشمک چلی آتی ہے، قوم کی سیادت وقیادت میں وہ جس محاذ پر آگے بڑھنا چاہتے ہیں ہم ان کا مقابلہ کرتے ہیں، انھوں نے سخاوت وبخشش کے ذریعہ قوم پر اپنا اثر جمانا چاہا تو ہم نے ان سے بڑھ کر یہ کام کر دکھایا، انھوں نے لوگوں کی ذمہ داریاں اپنے سر لے لیں تو ہم اس میدان میں بھی ان سے پیچھے نہیں رہے، یہاں تک کہ پورا عرب جانتا ہے کہ ہم دونوں خاندان برابر حیثیت کے مالک ہیں۔ ان حالات میں ان کے خاندان سے یہ آواز اٹھی کہ ہمارے میں ایک نبی پیدا ہوا جس پر آسمان سے وحی آتی ہے، اب ظاہر ہے کہ اس کا مقابلہ ہم کیسے کریں، اس لیے ہم نے تو یہ طے کر لیا ہے کہ ہم زور اور طاقت سے ان کا مقابلہ کریں گے، اور ہرگز ان پر ایمان نہ لائیں گے، اور نہ ان کی تصدیق کریں گے، یہ سن کر اخنس بن شریق اٹھ کر چلے گئے۔

یہ ہے قرآن کا وہ کھلا ہوا معجزہ جس کا دشمنوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا ہے۔

❶ معارف القرآن: سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳ کے تحت، ج ۱ ص ۱۷۴، ۱۷۵/ دلائل النبوۃ للبیهقی: جماع أبواب المبعث، بَابُ اعْتِرَافِ مُشْرِكِي قُرَيْشٍ بِمَا فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالَى مِنَ الْإِعْجَازِ وَأَنَّهُ لَا يُشْبِهُ شَيْئًا مِنْ لُغَاتِهِمْ مَعَ كَوْنِهِمْ مِنْ أَهْلِ اللُّغَةِ وَأَرْبَابِ اللِّسَانِ، ج ۲ ص ۲۰۶، ۲۰۷

عتبہ بن ربیعہ پر قرآن مجید کا اثر

عقبہ بن ربیعہ ایک دن قریش کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گوشے میں تنہا بیٹھے پایا، عتبہ نے اپنی قوم کو کہا کہ میں ابھی اس شخص کے پاس جاتا ہوں اور اسے مال و دولت کا لالچ دے کر اسے اس نئی تحریک سے روکتا ہوں۔ وہ حضرت کے پاس آیا اور مال ودولت کی پیشکش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے میں جو کچھ کہوں وہ سنو، اس کے بعد اپنی کہنا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ حم سجدہ کی تلاوت شروع کی۔ عتبہ سنتے ہی حیرت زدہ اور مدہوش ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ اپنے کام میں مشغول رہیں اور کسی سے نہ ڈریں۔ مگر افسوس کہ برادری کے تعلق نے اسے اسلام قبول کرنے کی توفیق نہ دی۔ تاہم اس نے اپنی قوم کو آ کر کہا:

بخدا میں نے وہ کلام سنا کہ ویسا کبھی نہ سنا تھا، بخدا وہ شعر نہیں اور نہ کہانت ہے، اے گروہ قریش! تم اس کو اس کے کام سے نہ روکو، بخدا اس کلام کو بڑی شان حاصل ہوگی اور تم جانتے ہو کہ وہ جو کچھ تمھارے بارے میں کہتا ہے جھوٹ نہیں کہتا، تم اس کی اطاعت کرو اگر وہ غالب آ گیا اُس کا ملک تمہارا ملک ہوگا، اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی اور تم لوگوں میں نیک بخت ہو گے، جب سے قرآن کریم کی یہ سحر انگیزی بیان کی تو دیگر کفار نے کہا تم پر جادو ہو گیا ہے۔

یہ قرآن کی وہ تاثیر تھی جس کی دشمن نے بھی شہادت دی۔ (1)

محمد بن منکدر اور ابو حازم رحمہما اللہ پر قرآن مجید کا اثر

حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ ممتاز قاری تھے، امام مالک انہیں سید القراء کہتے ہیں، یہ

(1) دلائل النبوۃ للبیھقی: بَابُ اعْتِرَافِ مُشْرِکِی قُرَیْشٍ بِمَا فِی کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الْإِعْجَازِ، ج ۲ ص ۲۰۵

بڑے رقیق القلب تھے، کہ کلام اللہ کی مؤثر آیات پڑھ کر انکی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے تھے۔ایک شب نماز پڑھتے ہوئے رونے لگے جب بہت دیر تک رونے لگےتو انکے گھر والوں نے پریشان ہوکر رونے کی وجہ پوچھی،مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا،اہل خانہ نے حضرت ابوحازم رحمہ اللہ کو بلایا،حضرت ابوحازم رحمہ اللہ نے پوچھا: کیوں رورہے ہو؟ فرمایا کہ دوران تلاوت ایک آیت سامنے آگئی جس نے مجھے رلادیا،پوچھا: وہ کونسی آیت ہے؟ کہا:

﴿وَبَدَا لَهُم مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ﴾(الزمر:٤٧)

ترجمہ:اوراللہ کی طرف سےوہ کچھ ان کے سامنے آجائے گا جس کا انہیں گمان بھی نہیں تھا۔

جب انہوں نے یہ آیت بتائی تو ابوحازم رحمہ اللہ بھی رونے لگے۔❶

امام یحیی بن سعید رحمہ اللہ پر قرآن مجید کا اثر

علی بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم یحیی بن سعید رحمہ اللہ کیساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، جب وہ مسجد سے نکلےتو ہم بھی نکلے،جب گھر کے دروازے کے قریب ہوئےتو کھڑے ہوگئےتو ہم بھی کھڑے ہوگئے،تو ایک روبی آیا،یحیی بن سعید رحمہ اللہ نے انہیں دیکھ کر کہا کہ آجاؤ،چنانچہ ہم سب گھر کے اندر آئے،یحیی بن سعید رحمہ اللہ نے روبی سے کہا: قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھ کر سناؤ،اس نے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا اور میں یحیی بن سعید کو دیکھ رہا تھا کہ آپ کا رنگ تبدیل ہورہا ہے،جب روبی اس آیت پر پہنچا:

﴿إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ﴾(الدخان:٤٠)

ترجمہ:حقیقت یہ ہے کہ فیصلے کا دن ان سب کی مقررہ میعاد ہے۔

---

❶سیر أعلام النبلاء:الطبقة الثالثة،ترجمة:محمد بن منکدر،ج٥ص٣٥٥،رقم الترجمة:١٦٣

تو یحیی بن سعید رحمہ اللہ گرے اور بے ہوش ہو گئے اور اسکی آواز بلند ہوگئی، انکے قریب ایک دروازہ تھا یہ پلٹے تو دروازہ انکے پیٹھ پر لگا اور خون جاری ہو گیا اور زخمی ہو گیا، گھر کے عورتوں نے چیخنا چلانا شروع کیا تو ہم باہر آ کر دروازے پر کھڑے ہو گئے، پھر کچھ دیر بعد ہوش میں آئے، اور یہی آیت زبان پر جاری تھی، اور اسی زخم میں انتقال کر گئے۔❶

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ پر قرآن مجید کا اثر

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کی ابتدائی زندگی فسق وفجور اور ڈاکہ زنی میں گذری، یہ راہ گیروں کو لوٹتے تھے۔ان کی توبہ کا سبب یہ بنا تھا کہ وہ کسی لڑکی پر عاشق ہو گئے تھے، ایک مرتبہ وہ اس کی طرف جانے کے لئے دیوار پھلانگ رہے تھے کہ اچانک آواز ان کے کان میں پڑی کہ کوئی تلاوت کرنے والا تلاوت کر رہا تھا:

﴿أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ.﴾(الحديد: ۱۶)

ترجمہ: جولوگ ایمان لے آئے ہیں، کیا ان کے لیے اب بھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لیے جھک جائیں۔

جب اس نے یہ تلاوت سنی تو کہا: جی ہاں! میرے مالک وہ وقت آ گیا، لہذا وہی سے واپس لوٹا، رات کو کسی ویرانے میں پہنچے، وہاں بارش سے چھپ کر کچھ لوگ بھی تھے، کچھ کہہ رہے تھے کہ ابھی نکل جاتے ہیں اور کچھ کہہ رہے تھے کہ صبح کو چلیں گے، ورنہ فضیل ہمیں ڈاکہ مار کر لوٹ لے گا۔فضیل کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں رات بھر گناہوں میں دوڑتا ہوں، اور یہاں مسلمان لوگ مجھ سے خوف زدہ ہے، میں سمجھتا ہوں

❶سير أعلام النبلاء: الطبقة التاسعة، ترجمة: يحيى بن سعيد بن فروخ القطان، ج۹ ص ۱۸۳، ۱۸۴، رقم الترجمة: ۵۳

کہ اللہ نے مجھے ان لوگوں تک اسی لئے پہنچادیا کہ میں (اپنے کانوں سے سنوں) اور میں اب باز آجاؤں، پھر دعا کی:

اَللّٰهُمَّ إِنِّی قَدْ تُبْتُ إِلَیْکَ، وَجَعَلْتُ تَوْبَتِی مُجَاوَرَةَ الْبَیْتِ الْحَرَامِ. ❶

ترجمہ: اے اللہ میں نے تیرے بارگاہ میں توبہ کرلی ہے اور میں نے اپنی توبہ بیت اللہ کے مجاور بننے کو بنایا ہے۔

جعفر بن حرب رحمہ اللہ پر قرآن مجید کا اثر

ابوالقاسم تنوخی رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے تھے کہ جعفر بن حرب اللہ نے بادشاہ کے بڑے بڑے امور سنبھالے ہوئے تھے، وزارت کے قریب قریب ان کا درجہ تھا اور بادشاہ کے نزدیک ان کا بہت بڑا مقام تھا، انہوں نے ایک آدمی کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:

﴿اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ﴾ (الحدید: ۱۶)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لے آئے ہیں، کیا ان کے دل اللہ کے ذکر کیلئے اور جو حق اترا ہے اس کیلئے جھک جائیں؟

جعفر بن حرب اللہ نے یہ سن کر چیخ ماری اور کہنے لگے اے اللہ! ہاں وہ وقت آ گیا ہے، اس بات کو بار بار دھرایا اور روئے پھر اپنی سواری سے نیچے اترے، اور اپنے کپڑے اتار کر دریائے دجلہ میں داخل ہوگئے اور پانی میں چھپ گئے، پانی میں کھڑے کھڑے ظلم سے جمع کیا ہوا سارا مال واپس کیا اور باقی کو صدقہ کردیا۔ ایک آدمی کا وہاں سے گزر ہوا، اس نے انہیں پانی کے اندر کھڑے ہوئے دیکھا اور ان کا واقعہ سنا تو اس نے

---

❶ شعب الإیمان: معالجة کل ذنب بالتوبة، ج ۹ ص ۴۲۹، رقم الحدیث: ۶۹۳۵

اپنی قمیض اور چادر ہدیہ دی، یہ اسے پہن کر باہر نکلے اور موت تک علم حاصل کرنے اور عبادت میں لگے رہے۔ ❶

ابن فضیل رحمہ اللہ پر قرآن مجید کا اثر

حضرت محمد بن جابر بیان کرتے ہیں کہ میں نے بشر بن حکم نیشاپوری کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت فضیل رحمہ اللہ کی اہلیہ کہا کرتی تھیں کہ ''لَا تَقْرَءُوْا عِنْدَ ابْنِي الْقُرْآنِ'' میرے بیٹے کے پاس قرآن نہ پڑھو۔ بشر کہتے ہیں کہ جب اس کے پاس قرآن پڑھا جاتا تھا تو اس پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔ بشر بیان کرتے ہیں کہ ابنِ فضیل (رِقّتِ قلب کی وجہ سے) قرآن پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ پس اس نے اپنے والد سے کہا: اے میرے والد! ''اُدْعُ اللّٰهَ لَعَلِّي أَسْتَطِيعُ أَنْ أَخْتِمَ الْقُرْآنَ مَرَّةً وَاحِدَةً'' اللہ تعالیٰ سے (میرے حق میں) دعا کریں شاید کہ میں اس قابل ہو جاؤں کہ میں ایک دفعہ ہی قرآن مکمل کرلوں۔ ❷

لبید شاعر پر قرآن مجید کا اثر

جاہلیت کا دور تھا، عرب کے بدو اور اعرابی شعر وادب میں مہارت رکھتے تھے، انہی میں سے ایک شاعر جس کا نام لبید تھا۔ اپنے وقت کا بہت بڑا شاعر اور ادیب تھا، اہل زبان، اہل ادب اور شعراء اسے اپنے امام تصور کرتے تھے اور ملک الشعراء مانتے تھے۔ اس کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے جب ایک دفعہ شعر پڑھا تو سوق عکاظ میں تمام موجود شعراء نے اسے سجدہ کیا۔

عرب کی ایک رِیت تھی، ایک دستور تھا کہ وہاں جو شاعر غیر معمولی قابلیت کا حامل ہوتا

❶ التوابين لابن قدامة: ذكر التوابين من ملوك هذه الأمة، ص ۱۰۲

❷ شعب الإيمان: تعظيم القرآن، ج۳ص۷۱۴، رقم الحديث: ۱۹۰۲

اسے یہ اعزاز ملتا کہ اس کا کلام ریشمی کپڑے پر سونے سے دھاگوں سے لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا جاتا۔ چنانچہ وہاں سات شعراء کا کلام بیت اللہ میں لٹکایا جاچکا تھا انہیں سبعہ معلقہ کہا جاتا ہے (جو آج بھی وفاق المدارس پاکستان کے نصاب میں شامل ہے) یہ لبید سبعہ معلقہ کا آخری شاعر تھا۔

آرتھر این ولاسٹن نے اپنی کتاب ''دی سورڈ آف اسلام'' میں اس لبید کا ایک واقعہ نقل کیا ہے، آرتھر نے کہا کہ ایک روز لبید نے اپنا تازہ کلام بیت اللہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا، ایک مسلمان نے چند قرآنی آیات لکھ کر اس کے برابر لگا دیں۔ دوسرے روز جب لبید کا وہاں سے گزر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے اشعار کے مقابل چند کلمات بیت اللہ کے دروازے پر آویزاں ہیں، اسے اس جرات پر حیرت ہوئی وہ آگے بڑھا قریب آیا اور غور سے ان کلمات کو دیکھا، قرآن پاک کی آیات پڑھیں اور بے اختیار بول اٹھا کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہوسکتا۔ بس اسی وقت حلقہ بگوش اسلام ہوگیا اور شاعری کو خیرآباد کہہ دیا۔

مشہور ادیب ابن مقفع پر قرآن مجید کا اثر

ابن مقفع اپنے وقت کا ایک بڑا بلند پایہ ادیب گزرا ہے، اس نے دعویٰ کیا کہ قرآن بے شک فصاحت و بلاغت کی انتہاء پر ہے، لیکن میں اسی طرز کا کلام لکھ سکتا ہوں، اس نے اپنی کافی عمر اسی خیال خام میں ضائع کی اور اپنے خیال میں کچھ اس طرح لکھا بھی۔ ایک روز اسے ایک مکتب کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا، وہاں ایک لڑکا سورہ ہود کی یہ آیت پڑھ رہا تھا:

﴿وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (ہود: ۴۴)

ترجمہ: اور حکم ہوا کہ اے زمین! اپنا پانی نگل لے، اور اے آسمان! تھم جا چنانچہ پانی اتر گیا اور سارا قصہ چکا دیا گیا کشتی جودی پہاڑ پر آ ٹھہری اور کہہ دیا گیا کہ بربادی ہے اس قوم کی جو ظالم ہو۔

ابن مقفع سنتے ہی حیرت زدہ اور مدہوش ہو گیا اور گھر آ کر سب اپنے لکھے ہوئے کو مٹا دیا اور قسم کھا کر کہا کہ اس کلام کا کوئی معارضہ نہیں کرسکتا اور یہ کسی انسان کا کلام نہیں:

رام أن يعارض القرآن نظلم كلامًا وجعله مفصلا وسماه سورًا فاجتاز يومابصبي يقرؤها في مكتب فرجع ومحاما عمل، وقال: أشهد أن هذا لايعارض أبدًا وماهومن كلام البشر. ❶

علامہ سلیمان الجمل رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

هذه الآية أبلغ آية في القرآن لاحتوائها على أحد وعشرين نوعا من نواع البديع والحال أن كلماتها تسعة عشر. ❷

ترجمہ: یہ آیت کریمہ قرآن پاک کی انتہائی بلیغ آیت ہے کیوں کہ یہ فن بدیع کی (۲۱) اقسام پر مشتمل ہے۔ جبکہ اس آیت کے کل کلمات صرف (۱۹) ہیں۔

ایک دیہاتی پر قرآن کا ایسا اثر کہ اُس نے جان دے دی

امام اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن بصرہ کی جامع مسجد میں آیا، میں بصرہ کی گلیوں میں آ رہا تھا تو ایک اجڈ، خشک دماغ دیہاتی اونٹ پر سوار تلوار سنتے ہوئے کمان ہاتھ میں پکڑے ہوئے میرے قریب آ کر سلام کیا اور مجھ سے پوچھا: آپ کس قبیلہ سے ہیں؟ میں نے کہا: میں بنوالاصمع سے ہوں، اس نے کہا: اصمعی آپ ہے؟ میں

❶ روح المعانی: سورہ ھود آیت نمبر ۴۴ کی تفسیر میں، ج ۱۲ ص ۳۶۴

❷ حاشية الجمل على الجلالين: ج ۳ ص ۴۳۹

نے کیا: ہاں! اس نے کہا: کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا: ایسی جگہ سے آرہا ہوں جہاں رحمٰن کا کلام پڑھا جارہا تھا، اس نے کہا رحمٰن کا ایسا کلام بھی ہے جسے آدمی تلاوت کرتے ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں! وہ کہنے لگا کچھ میرے سامنے تلاوت کرو، میں نے اس سے کہا: اپنے اونٹ سے نیچے اترو، وہ نیچے اترا تو میں نے سوہ ذریات شروع کی، جب میں اللہ تعالیٰ کے اسی فرمان پر پہنچا:

﴿وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَاتُوْعَدُوْنَ﴾ (الذاریات: ۲۲)

ترجمہ: اور تمہارا رزق جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمانوں میں ہے۔

یہ آیت سن کر وہ کہنے لگا، اے اصمعی! یہ رحمٰن کا کلام ہے، میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق بنا کر بھیجا یہ رحمٰن کا کلام ہے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا، مجھے کہنے لگا: بس کرو۔

پھر وہ اونٹنی کے پاس گیا اور اسے ذبح کر دیا اور کھال سمیت اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور کہنے لگا، اس کو تقسیم کرنے میں آپ میری مدد کریں، ہم نے اس اونٹنی کے گوشت کو آنے جانے والے لوگوں میں تقسیم کر دیا، پھر اپنی تلوار اور کمان کو لے کر توڑ دیا اور انہیں کجاوے کے نیچے رکھ دیا اور مڑ کر بستی کی طرف چلا گیا اور یہ کہتے ہوئے جارہا تھا:

﴿وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَاتُوْعَدُوْنَ﴾ (الذاریات: ۲۲)

میں نے اپنے نفس کو ملامت کیا کہ جتنا اعرابی اس قرآن پاک سے متنبہ ہوا اتنا تو نہیں ہوا، جب میں ہارون الرشید کے ساتھ حج کے لئے گیا، مکہ میں داخل ہوا تو میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو کسی نے مجھے ہلکی آواز سے بلایا، میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو وہی اعرابی تھا، اس کا جسم کمزور اور رنگ زرد ہو چکا تھا، اس نے مجھے سلام کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مقام ابراہیم کے پیچھے بٹھالیا اور کہنے لگا: میرے سامنے رحمٰن کا کلام تلاوت

کرو، میں نے سورہ ذریات پڑھنی شروع کی، جب میں ﴿وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ﴾ (الذاریات:۲۲) تک پہنچا تو اعرابی نے چیخ ماری اور کہنے لگا: ہمارے رب نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا، ہم نے اسے سچ پایا، پھر کہنے لگا: اس کے علاوہ کچھ اور کلام بھی ہے، پھر میں نے یہ آیت پڑھی:

﴿فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنْطِقُونَ﴾ (الذاریات: ۲۳)

ترجمہ: قسم ہے آسمان اور زمینوں کے پروردگار کی کہ وہ برحق ہے جیسے تم باتیں کررہے ہے۔

اعرابی نے چیخ ماری اور کہنے لگا: سبحان اللہ!

مَنْ ذَا أَغْضَبَ الْجَلِيلَ حَتَّى حَلَفَ؟ أَفَلَمْ يُصَدِّقُوهُ بِقَوْلِهِ حَتَّى أَلْجَؤُوهُ إِلَى الْيَمِينِ قَالَهَا: ثَلَاثًا وَخَرَجَتْ نَفْسُهُ. ❶

ترجمہ: اللہ رب العزت کو کس نے غصہ دلایا یہاں تک کہ اس نے قسم کھائی، کیا انسان واقعی اس کی تصدیق نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اُسے قسم پر مجبور کیا، تین مرتبہ یہ کہا اور اسی میں اس کا انتقال ہو گیا۔

شہید کا سر تن سے جدا ہو کر تلاوت کرنے لگا

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں تین مجاہد نوجوان تھے جو وقتاً فوقتاً سرزمین روم جا کر حملے کر کے واپس آجاتے تھے، ایک مرتبہ یہ تینوں رومیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے، گرفتاری کے بعد ان کو شاہِ روم کے سامنے پیش کیا گیا تو بادشاہ نے ان پر اپنا دین پیش کیا، انھوں نے کہا اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب قطعاً قبول نہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

❶ شعب الإيمان: التوكل بالله عزوجل، ج ۲ ص ۴۸۰، الرقم: ۱۲۷۶

بادشاہ نے یہ سن کر گرفتار کر کے لانے والوں سے کہا کہ ان کو لے جاؤ، بادشاہ ایک ندی کے پاس ایک چھوٹے سے ٹیلے پر بیٹھا ہوا تھا، اہلکاران کو پکڑ کر ندی کے کنارے پر لے گئے:

فَضَرَبَ عُنُقَ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَوَقَعَ فِي النَّهَرِ،فَإِذَا رَأْسُهُ قَدْ قَامَ بِحِيَالِهِمْ،وَاسْتَقْبَلَهُمْ بِوَجْهِهِ،وَهُوَ يَقُولُ(يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً،فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي)،فَفَزِعُوا وَقَامُوا. ❶

ترجمہ: ایک مجاہد کی گردن تن سے جدا کردی تو اس کا سر ندی میں جا گرا اور گر کر اچانک سب کے برابر میں سیدھا کھڑا ہوگیا۔ (جیسے زندہ انسان کا سر ہوتا ہے) اور اپنا چہرہ سب کی طرف کردیا اور زبان پر یہ آیات جاری تھیں: اے نفس مطمئنہ! چل اپنے رب کی طرف اس طرح کہ تو بھی خوش ہونے والا ہے اور تجھے بھی پسند کیا جارہا ہے۔ پھر داخل ہوجا میرے (مقرب) بندوں میں اور داخل ہوجا میری جنت میں۔ یہ دیکھ کر سب خوف زدہ ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے۔

قرآن مجید کی اتنی تاثیر کی ایک آیت سن کر جان نکل گئی

منصور بن عمار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حج کے ارادے سے نکلا اور کوفہ کی ایک گلی میں پڑاؤ ڈالا، ایک اندھیری رات کو میں نکلا تھا تو ایک آدمی کے پاس سے گذرا جو رات کے وقت چیخ رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا، اے میرے مولا! تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! میں نے تیرے نافرمانی کی تو میں تیری سزا سے جاہل نہیں تھا لیکن ایک غلطی مجھ سے سرزد ہوگئی، میری بدبختی نے اس خطا میں میری مدد کی اور تیری پردہ پوشی نے مجھے

❶ من عاش بعد الموت: ص ۳۸، الرقم: ۳۹

اس غلطی پر ابھارا، میں نے اپنی کوشش سے تیری نافرمانی کی اور اپنی جہالت کی وجہ سے تیری مخالفت کی، تیرے پاس میرے خلاف دلیل ہے، ابھی تیرے عذاب سے مجھے کیا چیز بچائے گی؟ جب تو نے اپنی رسی مجھ سے کاٹ لی تو میں کس کی رسی سے تجھ تک پہنچوں گا؟ ہائے جوانی! ہائے جوانی! جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوا تو میں نے یہ آیت پڑھی:

﴿أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوٓا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (التحريم: ٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس پر سخت کڑے مزاج کے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے کسی حکم میں اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

میں نے ایک زوردار حرکت سنی اس کے بعد میں نے کوئی چیز نہ سنی اور چلا گیا، دوسرے دن اسی راستے سے واپس آیا تو ایک جنازہ رکھا ہوا تھا اور ایک بڑھیا سے میں نے میت کے بارے میں پوچھا: وہ بڑھیا پہچانتی نہیں تھی، اس نے کہا یہ آدمی (اللہ ہی اسے بدلہ دے) میرے بیٹے کے پاس سے گزشتہ رات کو گزرا اور میرا بیٹا کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا تو اس آدمی نے قرآن پاک کی آیت تلاوت کی، جب میرے بیٹے نے سنا تو اس کی شہ رگ پھٹ گئی اور انتقال ہو گیا۔ ❶

تاثیرِ قرآن کے سبب عذابِ قبر سے محفوظ ہو گیا

لوگوں نے ایک مردے کو دفن کیا اور قبر برابر کر کے سب لوگ واپس چلے گئے تو ایک

---

❶ التوابين لابن قدامة: أخبار جماعة من التوابين، ص ١٧١، ١٧٢

شخص نے خواب دیکھا کہ قبر سے مار پیٹ اور بھونکنے کی آواز سنی۔اس کے بعد قبر سے ایک کالا کتا نکلا، اس کتے سے کہا اے بد بخت تو کون ہے؟ اس نے کہا میں میت کا عمل ہوں۔ پھر نے کہا، یہ مار پیٹ تجھے ہوئی یا میت کو؟ اس نے کہا یہ مار مجھے ہی پر پڑی اور مردہ مار سے بچ گیا، کیونکہ اس کے پاس سورہ یسین اور اُس کے مشابہ سورتیں تھیں، اس لئے وہ آڑے آ گئیں اور مجھے مار کر قبر سے نکال دیا گیا۔ ❶

قبر سے تلاوت قرآن کی آواز آنا

سلمہ بن شبیب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوحماد گورکن جیسے پرہیزگار شخص سے سنا، وہ کہہ رہا تھا کہ میں جمعہ کے دن دوپہر کے وقت قبرستان گیا، میں جس قبر پر گزر رہا تھا اندر سے تلاوت قرآن کریم کی آواز سنائی دیتی تھی۔ ❷

ابوبکر بن مجاہد مقری رحمہ اللہ کا قبر میں تلاوت کرنا

عیسیٰ بن محمد ظوماری کہتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَابَكْرِ بْنِ مُجَاهِدٍ فِيْ النَّوْمِ كَأَنَّهُ يَقْرَأُفَكَأَنِّيْ أَقُوْلُ لَهُ: يَاسَيِّدِيْ أَنْتَ مَيِّتٌ وَتَقْرَأُ؟ فَكَأَنَّهُ يَقُوْلُ لِيْ: كُنْتُ أَدْعُوْ فِيْ دُبِرِ كُلِّ صَلاةٍ وَعِنْدَ خَتْمِ الْقُرْآنِ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِمَّنْ يَقْرَأُفِيْ قَبْرِهِ، فَأَنَامِمَّنْ يَّقْرَأُفِيْ قَبْرِهِ. ❸

ترجمہ: میں نے ابوبکر بن مجاہد مقری کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا گویا وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے ہیں۔ میں نے خواب میں ہی ان سے کہا، آپ کا تو انتقال ہو گیا ہے اور پھر بھی تلاوت کر رہے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ میں ہر نماز کے بعد اور ہر ختم قرآن کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ مجھے ان لوگوں میں

❶شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: فصل فيه فوائد، ص ۱۸۶

❷شرح الصدور بشرح حال الموتى والقبور: فصل فيه فوائد، ص ۱۸۸

❸تاريخ بغداد: ترجمة: أحمد بن موسى بن يونس بن حرب، ج۵ ص ۳۵۵، رقم الترجمة: ۲۸۹۶

شامل کردے جو قبر میں تلاوت کرتے ہیں۔ چنانچہ (دعا قبول ہوگئی اور) اب میں اپنی قبر میں قرآن پاک پڑھتا ہوں۔

قبر میں بوڑھے شخص کا قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا

حضرت عاصم سقطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

حَفَرْنَا قَبْرًا بِبَلْخ فَنَقِبَ فِيْ قَبْرِهِ، فَإِذَا شَيْخٌ فِي الْقَبْرِ مُتَوَجِّهٌ إِلَى الْقِبْلَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ أَخْضَرُ وَاَخْضَرُ مَاحَوْلَهُ، وَفِيْ حِجْرِهِ مُصْحَفٌ يَقْرَأُفِيْهِ. ❶

ترجمہ: بلخ میں ہم نے ایک قبر کھودی، جب قبر تیار ہوگئی تو اس کے نیچے سے ایک دوسری قبر نکل آئی۔ میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا قبر میں قبلہ رو بیٹھا ہوا ہے، اس نے سبز تہبند باندھا ہوا ہے اور اس کے اردگرد سبزے اُگے ہوئے ہیں، اس بوڑھے آدمی کی گود میں قرآن پاک ہے اور وہ اس میں پڑھ رہا ہے۔

تلاوت کے ایصالِ ثواب سے مردے کا فائدہ حاصل کرنا

حسن بن جروی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَرَرْتُ عَلَى قَبْرٍ أُخْتٍ لِيْ فَقَرَأْتُ عِنْدَهَا تبارَكَ لِمَايُذْكَرُ فِيهَافَجَاءَ نِيْ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ أُخْتَكَ فِي الْمَنَام تَقُوْلُ جَزَى اللّٰهُ أَبَاعلى خَيْرًا فَقَدِ انْتَفَعْتُ بِمَاقَرَأَ. ❷

ترجمہ: میں نے اپنی بہن کی قبر کے پاس سورہ ملک پڑھی، پھر ایک شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ میں نے آپ کی ہمشیرہ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتی ہیں: اللہ تعالی انہیں جزائے خیر دے، ان کی قرأت سے ہم نے فائدا اٹھایا۔

❶ بشری الكئيب بلقاء الحبيب للسيوطي: ذكر قراءة الموتى فى قبورهم، ص ۴۶

❷ كتاب الروح: المسألة الأولى، ص ۱۱

سورہ یٰسین کی تلاوت کی برکت سے قبرستان والوں کی بخشش

ایک شخص اپنی والدہ کی قبر پر جا کر ہر جمعہ کو سورہ یسین پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے سورہ یٰسین پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک اس سورت کا ثواب ملتا ہے تو قبرستان کے مردوں کو اِس کا ثواب پہنچا۔ اگلے جمعہ کو اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے پوچھا:

أَنْتَ فلانُ ابْنُ فُلا نَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ إِنَّ بِنْتًالِيْ مَاتَتْ فَرَأَيْتُهَافِي النَّوْمِ جَالِسَةً عَلَى شَفِيْرِ قَبْرِهَافَقُلْتُ مَاأَجْلَسَكَ هَاهُنَافَقَالَتْ إِنَّ فُلاَ نَ ابْنَ فُلاَ نَة جَاءَ إِلَى قَبْرِ أُمِّهِ فَقَرَأَ سُوْرَةَ يس وَجَعَلَ ثَوَابَهَالِأَهْلِ الْمَقَابِرِ فَأَصَابَنَامِنْ رَوْحِ ذَلِكَ أَوْغفرَ لَناأَوْنَحوِ ذَلِكَ. ❶

ترجمہ: کیا تم فلاں ابن فلاں ہو؟ اس نے کہا، ہاں میں وہی ہوں۔ اس نے کہا میری ایک بچی فوت ہوگئی ہے، میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ اپنی قبر کے کنارہ پر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ اس نے آپ کا نام لے کر کہا کہ وہ اپنی والدہ کی قبر پر آئے اور سورہ یسین پڑھ کر اس کا ثواب تمام مردوں کو بخش گئے، اس میں سے کچھ ثواب ہمیں بھی ملا، یا ہمیں بخش دیا گیا، اس جیسا کوئی جملہ کہا۔

تلاوت قرآن اور روزوں کے سبب قبر سے خوشبو کا جاری ہونا

حضرت مغیر بن حبیب رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن غالب حُدّانی رحمہ اللہ ایک معرکہ میں شہید ہو گئے۔ جب انہیں قبر میں دفن کیا گیا تو لوگوں نے ان کی قبر سے مشک کی خوشبو محسوس کی۔ ان کے خاندان کے کسی آدمی نے حضرت عبداللہ کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ تم نے کون

❶ کتاب الروح: المسألة لأولی، ص ۱۱

سا عمل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے بہت اچھا عمل کیا ہے۔ پھر خواب دیکھنے والے نے دریافت کیا، تم کس طرف گئے؟ انہوں نے کہا: میں جنت کی طرف گیا۔ پھر انہوں نے دریافت کیا اس کے اسباب کیا ہیں؟ انہوں نے جواب دیا:

بِحُسْنِ الْيَقِينِ وَطُولِ التَّهَجُّدِ وَظَمأٍ الْهَوَاجِرِ، قَالَ: فَمَا هَذِهِ الرَّائِحَةُ الطَّيِّبَةُ الَّتِي تُوجَدُ مِنْ قَبْرِكَ؟ قَالَ :تِلْكَ رَائِحَةُ التِّلَاوَةِ وَالظَّمأً.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان، طویل تہجد گزاری اور روزہ رکھ کر دوپہر کی شدید تشنگی برداشت کرنے کے سبب یہ مقام میسر آیا۔ پھر دریافت کیا یہ قبر سے خوشبو کیسی آرہی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، تلاوت قرآن اور روزوں میں پیاس کی شدت برداشت کرنے کی وجہ سے آرہی ہے۔ ❶

جنت میں تلاوتِ قرآن کی آواز سنی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جب سویا تو اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، پھر میں نے ایک قاری کی آواز سنی، قرآن کی تلاوت کررہا تھا، میں نے پوچھا یہ قاری کون ہے؟ جواب ملا، یہ حارثہ بن نعمان ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَذَلِكَ الْبِرُّ، كَذَلِكَ الْبِرُّ وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ.

یعنی ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا یہی مرتبہ ہے اور حارثہ بن نعمان بہت زیادہ اپنی والدہ سے حسنِ سلوک کرتے تھے۔ ❷

شہید کا قبر میں خوبصورت باغ میں تلاوت کرنا

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے کسی جگہ زمین احد کو کھودا تو ایک

❶ حلية الأوليا: ترجمة: المغيرة بن حبيب، ج٦ ص٢٤٧

❷ مسند أحمد: مسند عائشة بنت الصديق، ج٤٢ ص٢٠٦، رقم الحديث: ٢٥٣٣٧

طاق کھل گیا:

فإذا شخص علی سریر وبین یدیه مصحف یقرأ فیه، وأمامه روضة خضراء وذلک بأحد، وعلم أنه من الشهداء لأنه رأی ررأیی فی صفحة وجهه جرحاً. ❶

ترجمہ: انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہے اوراس کے سامنے ایک قرآن شریف ہے جس میں وہ تلاوت کر رہا ہے اوراس کے آگے لہلہاتا ہوا چمن ہے۔ چونکہ یہ واقعہ اُحد کا تھا اور مردہ کے ایک رخسار پر زخم بھی تھا اس لئے انہوں نے پہچان لیا کہ یہ کسی شہید کی لاش ہے۔

ایک نوجوان کی تلاوت سن کر ایک شخص نے لہو ولعب کی زندگی ترک کردی

شیخ اسمٰعیل بن عبداللہ خزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زمانہ ترقی میں ایک شخص قوم مہالبہ بمقام بصرہ کسی ضرورت کو آیا، جب اپنے کاموں سے فارغ ہوا، بصرہ کی جانب واپس ہوا، اس کے ساتھ ایک غلام اور ایک لونڈی تھی، جب دجلہ میں کشتی پر بیٹھ چکا اور کشتی روانہ ہوئی، ایک جوان کنارے دریا کے نظر آیا، اونی جبہ پہنے ہوئے تھا، ہاتھ میں لاٹھی تھی، ملاح سے کہا مجھ کو بھی بصرہ تک سوار کرلے اور کرایہ لے لو، میں نے اس کو دیکھا اور اس پر ترس کھا کر ملاح سے کہا کہ کشتی کنارے لگا کر کے اس شخص کو اپنے ہمراہ بٹھالے، ملاح نے اس کو کشتی پر سوار کرلیا، جب کھانے کا وقت آیا، دسترخوان منگوایا اور ملاح سے کہا اس جوان کو بلالو ہمارے ساتھ کھانا کھاوئے، ملاح نے بلایا، جوان نے انکار کیا، انہوں نے کھانا شروع کیا اور جوان کو بلاتے رہے یہاں تک کہ وہ بھی آکر شریک ہوا پھر سب نے کھایا، جب کھانے سے فراغت پائی وہ جوان اٹھنے لگا ایک شخص

❶ بشری الکئیب بلقاء الحبیب: ذکر قراءة الموتی فی قبورهم، ص ۴۷

نے روکا، پھر شراب طلب کی خود ایک پیالہ پیا پھر لونڈی کو پلائی ،اس کے بعد اس جوان کے سامنے کیا اس نے انکار کیا، پھر وہ پیالہ لونڈی کو پلا دیا اور کہا تو بھی اپنا کام کر، لونڈی نے غلاف سے ایک عود نکالا ،اسکو درست کر کے سنبھالا اور گانے لگی، پھر اُس شخص نے کہا اے جوان !تم اس طرح گا سکتے ہو؟ کہا اس سے بہتر مجھ کو آتا ہے، جوان نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھ کر یہ آیت پڑھی:

﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِمَنِ اتَّقَى وَلَا تُظْلَمُونَ فَتِيلًا أَيْنَمَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ وَإِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا﴾(النساء:۷۷،۷۸)

ترجمہ: کہہ دو کہ دنیا کا فائدہ تو تھوڑا سا ہے اور جو شخص تقوی اختیار کرے اس کے لیے آخرت کہیں زیادہ بہتر ہے،اور تم پر ایک تاگے کے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا تم جہاں بھی ہوگے (ایک نہ ایک دن) موت تمہیں جا پکڑے گی، چاہے تم مضبوط قلعوں میں کیوں نہ رہ رہے ہو اور اگر ان (منافقوں) کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے،اور اگر ان کو کوئی برا واقعہ پیش آجاتا ہے تو (اے پیغمبر) وہ (تم سے) کہتے ہیں کہ یہ برا واقعہ آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ کہہ دو کہ ہر واقعہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھنے کے نزدیک تک نہیں آتے؟

جوان خوش آواز تھا،نہایت درد دِل کے ساتھ تلاوت کر رہا تھا،اُس شخص نے شراب کا پیالہ دریا میں پھینک کر کہا میں گواہ ہوں یہ اس سے اچھا ہے جو میں ابھی سن چکا ہوں، کیا اس کے سوا اور بھی ہے؟ جوان نے کہا ہاں اور یہ آیت پڑھی:

﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا﴾(الکہف: ۲۹)

ترجمہ: اور کہہ دو کہ حق تو تمہارے رب کی طرف سے آچکا ہے، اب جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر اختیار کرے، ہم نے بیشک (ایسے) ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیرے میں لے لیں گی، اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد کا جواب ایسے پانی سے دیا جائے گا جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا، (اور) چہروں کو بھون کر رکھ دے گا کیسا بدترین پانی، اور کیسی بری آرام گاہ!۔

اُس شخص کے دل میں کلام خدا کی عزت وعظمت سما گئی، بوتل شراب کی اٹھا کر پھینک دی اور عود توڑ ڈالا، پھر کہا اے جوان! کیا کوئی خوشی کا مضمون ہے، جوان نے کہا ہاں ہے اور یہ آیت پڑھی:

﴿قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾(الزمر: ۵۳)

ترجمہ: کہہ دو کہ اے میرے وہ بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر رکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، یقین جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

اُس شخص نے آیت سن کر زور سے چلایا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا، لوگوں نے دیکھا کہ تو وہ انتقال کر چکا تھا، وہ شخص مشہور معروف تھا، لوگ لاش لے کر گھر گئے، تمام لوگ جمع ہوئے، کسی جنازہ میں اتنا بڑا مجمع نہ ہوگا۔ لونڈی کی خبر مجھ کو اس طرح پہنچی کہ اس نے بالوں کا کرتا پہن لیا، توبہ تائب ہوئی دن کو روزہ رکھتی، رات بھر عبادت کرتی، چالیس

سال اسی حال پر گذرے، ایک مرتبہ کہیں رات کو اس آیت پر پہنچیں:

﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا﴾ (الكهف: ۲۹)

ترجمہ: اور کہہ دو کہ حق تو تمہارے رب کی طرف سے آچکا ہے۔ اب جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔ ہم نے بیشک (ایسے) ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیرے میں لے لیں گی، اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد کا جواب ایسے پانی سے دیا جائے گا جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا، (اور) چہروں کو بھون کر رکھ دے گا۔ کیسا بدترین پانی، اور کیسی بری آرام گاہ!۔

جب یہ آیت تلاوت کی خشیتِ الٰہی میں روح پرواز کرگئی، صبح لوگوں نے اس کو مردہ پایا۔ ❶

سورہ تکویر کی آیات سن کر سابقہ زندگی سے پلٹ گیا

حضرت شیخ ابو ہاشم رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں نے بصرہ کا قصد کیا، ایک کشتی کرایہ پر لی، اس میں ایک شخص اس کے ساتھ اس کی لونڈی تھی، مرد نے کہا تمہارے واسطے جگہ نہیں، اس کی لونڈی نے اس سے کہا کہ مجھ کو کشتی میں بٹھا لے، اس مرد نے مجھ کو کشتی پر سوار کرلیا، جب ہم چلے اس مرد نے کھانا طلب کیا، دسترخوان پر کھانا رکھا گیا پھر کہا اس مسکین کو بھی بلالیں، ہمارے ساتھ کھانا کھائے، کھانے سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے لونڈی سے کہا اپنی شراب لا، لونڈی شرب لائی، خود پی اور لونڈی کو حکم دیا کہ مجھ کو پلاوے، میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے، مہمان کے واسطے حق ہے، مجھ کو چھوڑ دیا،

❶ روض الرياحين فی حكايات الصالحين: الحكاية الرابعة والعشرون بعد المائة، ص: ۱۵۲

جب نیند نے اس میں پورا اثر کیا کہا اے لونڈی اپنا ساز لا اور جو تیرے پاس ہے ظاہر کر، اس لونڈی نے ساز لے کر خوب گایا، پھر وہ شخص میری جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا تم اس طرح یہ کام کر سکتے ہو؟ میں نے کہا اس سے بہتر ہے، پھر میں نے سورہ تکویر تلاوت کی:

﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ. وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ. وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ. وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ. وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ. وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ. وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ. وَإِذَا الْمَوْءُ وُدَةُ سُئِلَتْ. بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾ (التکویر: ۱تا ۹)

ترجمہ: جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں گے اور جب پہاڑوں کو چلایا جائے گا اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیوں کو بھی بیکار چھوڑ دیا جائے گا اور جب وحشی جانور اکٹھے کر دیے جائیں گے اور جب سمندروں کو بھڑکایا جائے گا اور جب لوگوں کے جوڑے جوٹے بنادئے جائیں گے اور جس بچی کو زندہ قبر میں گاڑ دیا گیا تھا، اس سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس جرم میں قتل کیا گیا؟

پھر جب میں "وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ" جب صحیفوں کو کھول دیا جائے گا، اس آیت تک پہنچا تو اس شخص نے کہا اے لونڈی چلی جا تو خدا کی راہ میں آزاد ہے، اور جو کچھ شراب اس کے پاس تھی پانی میں ڈال دی اور بوتل توڑ ڈالی، پھر میری طرف آیا، اور میرے ساتھ بغلگیر ہوا اور کہا اے بھائی! کیا تم کہہ سکتے ہو اگر میں توبہ کروں تو خدا میری توبہ قبول کرے گا، میں نے کہا خداوند تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور گناہ سے پاک ہونے والوں کو دوست رکھتا ہے، پھر میں نے اس کو اللہ کے واسطے بھائی بنایا، اس کے بعد میں اور وہ چالیس سال تک ایک ساتھ رہے یہاں تک کہ وہ شخص انتقال کر گیا، میں نے اسے خواب میں دیکھا پوچھا تیرا کیا حال ہوا؟ کہا مجھ کو بہشت عطا ہوئی، میں نے

کہا کس عمل کی بدولت، اس نے جواب دیا تم نے جو'' وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ '' پڑھ کر سنائی تھی، اور میں نے توبہ کی تھی، یہی آیات میری نجات کا ذریعہ بن گئیں۔ ❶

ایک بت پرست کا تلاوت کی تاثیر سے ایمان قبول کرنا

حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں کشتی میں تھا، ہوا نے ہمیں ایک جزیرے میں جا پھینکا، اس جزیرے میں ایک بُت پرست رہتا تھا، ہم نے اس سے پوچھا: تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ اس نے بُت کی طرف اشارہ کیا، ہم نے کہا کہ کشتی میں ہمارے ساتھ ایک آدمی ہے جو اس جیسا بُت بناتا ہے اور یہ بُت معبود نہیں جس کی عبادت کی جائے، اس نے پوچھا: تم کسی کی عبادت کرتے ہو؟ ہم نے کہا: ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اس نے پوچھا: اللہ کون ہے؟ ہم نے کہا: اللہ وہ ذات ہے جس کا عرش آسمان میں ہے، جس کی بادشاہت زمین میں ہے اور جس کی تقدیر زندوں اور مردوں میں ہے، اس نے پوچھا تم نے اللہ کو کیسے پہچانا؟ ہم نے کہا: اس بادشاہ نے ہمارے پاس ایک کریم رسول بھیجا جس نے ہمیں اس کی خبر دی، اس نے پوچھا: اب وہ رسول کہاں ہے؟ ہم نے کہا: جب اس نے پیغام پہنچا دیا تو اللہ نے اسے اپنے پاس بلالیا، اس نے پوچھا: کیا اس نے تمہارے پاس کوئی نشانی چھوڑی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! اللہ کی کتاب چھوڑی ہے، اس نے کہا: اس بادشاہ کی کتاب ہمیں دکھاؤ، ہم نے قرآن پاک لا کر اس کے سامنے رکھا، اس نے کہا: میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں، تم اس میں سے مجھے کچھ سناؤ:

فقرأنا عليه سورة من القرآن فلم نزل نقرأ ويبكى حتى ختمنا السورة فقال: ينبغى لصاحب هذا الكلام أن لا يعصى ثم أسلم. وحملناه معنا

❶ روض الرياحين: الحكاية الثالثة والعشرون بعد المائة، ص ۱۵۱

وعلمناه شرائع الإسلام وسورا من القرآن وكنا حين جننا الليل وصلينا العشاء وأخذنا مضاجعنا قال: لنا يا قوم!هذا الإله الذى دللتمونى عليه إذا جنه الليل ينام؟ قلنا: لا يا عبد الله هو عظيم قيوم لا ينام. قال: بئس العبيد أنتم تنامون ومولاكم لا ينام؟ فأعجبنا كلامه.

ترجمہ: ہم نے ایک سورت سنائی، وہ سنتے ہوئے روتا رہا یہاں تک کہ وہ سورت پوری ہوگئی، اس نے کہا کہ اس پاک کلام والے کا حق یہی ہے کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اس کے بعد وہ مسلمان ہوگیا، ہم نے اس کو اسلام کے ارکان اور احکام بتائے اور چند سورتیں قرآن پاک کی سکھائیں، جب رات ہوئی عشاء کی نماز پڑھ کر ہم سونے لگے تو اس نے پوچھا: کیا تمہارا معبود بھی رات کو سوتا ہے؟ ہم نے کہا: وہ پاک ذات حی قیوم ہے وہ نہ سوتا ہے نہ اس کو اونگھ آتی ہے، اس نے کہا: تم کس قدر نالائق بندے ہو؟ آقا تو جاگتا رہے اور تم سو جاؤ، ہمیں اس کی بات سے بڑی حیرت ہوئی۔

جب ہم اس جزیرہ سے واپس ہونے لگے تو وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو تاکہ میں دین کی باتیں سیکھوں، ہم نے اس کو اپنے ساتھ لے لیا، جب ہم شہرِ عبّادان میں پہنچے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ شخص نومسلم ہے اس کے لئے کچھ معاش کی بھی فکر کرنی چاہیے، ہم نے اُس سے کہا ہمارے پاس کچھ درہم ہیں ان کو تم اپنے خرچ میں لے آنا۔ کہنے لگا: تم لوگوں نے مجھے ایسا راستہ دکھایا جس پر خود بھی نہیں چلتے، میں ایک جزیرے میں تھا، ایک بُت کی پرستش کرتا تھا، خدائے پاک کی پرستش بھی نہ کرتا تھا، اس نے اس حالت میں بھی مجھے ضائع اور ہلاک نہیں کیا حالانکہ میں اس کو جانتا بھی نہیں تھا، پس وہ اس وقت مجھے کیونکر ضائع کردے گا جبکہ میں اس کو پہچانتا بھی ہوں، اس کی عبادت بھی کرتا ہوں، تین دن کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ اس کا آخری

وقت ہے، موت کے قریب ہے، ہم اس کے پاس گئے، اس سے پوچھا کہ تیری کوئی حاجت ہے؟ تو بتا! کہنے لگا: میری تمام حاجتیں اس پاک ذات نے پوری کردیں جس نے تم لوگوں کو جزیرہ میں (میری ہدایت کے لئے) بھیجا تھا۔

شیخ عبدالواحد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر دفعتاً نیند کا غلبہ ہوا، میں وہیں سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت سرسبز شاداب باغ ہے، اس میں نہایت نفیس قبہ بنا ہوا ہے، اس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے، اس تخت پر ایک حسین لڑکی کہ اس جیسی خوبصورت عورت کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی یہ کہہ رہی ہے کہ خدا کے واسطے اس کو جلدی بھیج دو، اس کے اشتیاق میں میری بے قراری حد سے بڑھ گئی، میری جو آنکھ کھلی تو اس نومسلم کی روح پرواز کرچکی تھی، ہم نے اس کی تجہیز وتکفین کی اور دفن کردیا، جب رات ہوئی تو میں نے وہی باغ اور قبہ اور تخت پر وہ لڑکی اس کے پاس دیکھی، وہ یہ آیت پڑھ رہا تھا:

﴿جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ. سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ (الرعد: ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: ہمیشہ رہنے کے لیے وہ باغات جن میں وہ خود بھی داخل ہوں گے، اور ان کے باپ دادوں، بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک ہوں گے وہ بھی، اور (ان کے استقبال کے لیے) فرشتے ان کے پاس ہر دروازے سے (یہ کہتے ہوئے) داخل ہوں گے کہ تم نے (دنیا میں) جو صبر سے کام لیا تھا، اس کی بدولت اب تم پر سلامتی ہی سلامتی نازل ہوگی، اور (تمہارے) اصلی وطن میں یہ تمہارا بہترین انجام ہے۔ ❶

❶ سیلاب مغفرت: ص۳۱۴ تا ۳۱۶/ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص ۳۸۷ تا ۴۰۷/ التوابين لابن قدامة: ذكر خبر جماعة ممن أسلم، ص ۱۷۹، ۱۸۰

قرآن کی تلاوت کے لطف وسرور میں ایک عورت نے جان دے دی

محمد بن حسین بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال حج کو گیا، میں اتفاق سے مکہ کے بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک بوڑھا آدمی ایک لڑکی کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا، لڑکی کا رنگ متغیر ہورہا تھا، بدن بہت لاغر لیکن اس کے چہرے پر ایک نورانی چمک تھی، وہ بوڑھا پکار رہا تھا کہ کوئی اس لڑکی کا خریدار ہے، کوئی ہے جو اس کو پسند کرے، کوئی ہے جو بیس اشرفی سے اس کی قیمت زیادہ دے، اس شرط پر کہ میں اس کے ہر عیب سے بری ہوں؟ میں نے اس شیخ کے قریب جاکر پوچھا کہ اس باندی کی قیمت کا حال تو معلوم ہوگیا اس میں عیب کیا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ یہ لڑکی پاگل ہے، ہر وقت غمزدہ رہتی ہے، رات بھر نماز پڑھتی ہے، دن بھر روزہ رکھتی ہے، نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے، ہر جگہ بالکل تنہائی پسند کرتی ہے، جب میں نے اس کی بات سنی تو وہ لڑکی مجھے پسند آگئی اور میں نے اس کو خرید لیا اور اپنی قیامگاہ پر لے گیا، میں نے اس کو دیکھا کہ وہ زمین کی طرف سر جھکائے بیٹھی ہے، پھر اس نے سر اٹھایا اور کہنے لگی کہ میرے چھوٹے آقا! آپ کا وطن کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، میں نے کہا عراق ہے، کہنے لگی کہ کون سا عراق، بصرہ یا کوفہ؟ میں نے کہا دونوں نہیں، کہنے لگی تو کیا آپ بغداد کے رہنے والے ہیں؟ میں نے کہا ہاں، کہنے لگی: واہ واہ، وہ تو عابدوں کا شہر ہے، زاہدوں کا شہر ہے، مجھے تعجب ہوا کہ یہ باندی ایک کوٹھڑی سے دوسری کوٹھڑی میں جانے والی اس کو عابدوں، زاہدوں کی کیا خبر، میں نے اس سے دل لگی کے طور پر پوچھا کہ تو ان میں سے کن کن عابدوں کو جانتی ہے؟ کہنے لگی: مالک بن دینار کو، بشر حافی کو، صالح مری کو، ابوحاتم سجستانی کو، معروف کرخی کو، محمد بن حسین بغدادی کو، رابعہ عدویہ کو، شعوانہ کو، میمونہ کو۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے ان سب کا حال کس طرح معلوم ہوا؟ کہنے لگی: اے

جوان! میں ان کو کیسے نہ جانوں، خدا کی قسم! یہ لوگ دلوں کے طبیب ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو عاشق کو معشوق کا راستہ بتاتے ہیں، پھر اس نے چار شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

یہ لوگ وہ قوم ہیں جن کی فکر اللہ کے ساتھ وابستہ ہوگئی، پس ان کے لئے کسی اور کی کوئی فکر نہیں رہی، ان لوگوں کا مقصد صرف ان کا مولی اور ان کا سردار ہے، کیا ہی بہترین مقصد ہے جو صرف ایک بے نیاز ذات کے واسطے ہے، نہ تو دنیا ان سے الجھتی ہے اور نہ کھانوں کی عمدگی، نہ دنیا کی لذتیں، نہ اولاد، نہ ان سے اچھا لباس جھگڑتا ہے، نہ مال کی روز افزوں زیادتی، نہ تعداد کی کثرت۔

اس کے بعد میں نے کہا: اے لڑکی! میں محمد بن حسین ہی ہوں، کہنے لگی کہ میں نے اللہ تعالی سے دعا کی تھی کہ تم سے میری کہیں ملاقات ہو جائے، تمہاری وہ دل کش آواز کیا ہوئی جس سے تم مریدین کے دلوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور سننے والوں کی آنکھیں اس سے بہہ جایا کرتی تھیں؟ میں نے کہا: بحالہ موجود ہے، کہنے لگی خدا کی قسم! مجھے قرآن پاک کچھ سنا دو، میں نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھی تو اس نے بہت زور سے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئی، میں نے اس پر پانی چھڑکا جس سے اس کو افاقہ ہوا، تو کہنے لگی جس کے نام کا یہ اثر ہے اگر میں اس کو پہچان لوں اور جنت میں اس کو دیکھ لوں گی تو کیا حال ہوگا، پھر کہنے لگی: اچھا پڑھیے اللہ جل شانہ آپ پر رحم کرے، میں نے یہ آیت پڑھی:

﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ (الجاثية: ٢١)

ترجمہ: کیا وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ انہیں ہم ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے ہیں جس کے نتیجے میں ان کا جینا اور مرنا ایک

ہی جیسا ہو جائے؟ کتنی بری بات ہے جو یہ طے کیے ہوئے ہیں۔

یہ آیت سن کر وہ کہنے لگی اللہ کا شکر ہے ہم نے کبھی کسی کی نہ پرستش کی نہ کسی صنم کو بوسہ دیا، اور کچھ پڑھیے اللہ آپ پر رحم کرے، میں نے پڑھا:

﴿اِنَّـآ اَعْتَـدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا.﴾ (الکهف: ۲۹)

ترجمہ: ہم نے بیشک (ایسے) ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیرے میں لے لیں گی، اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد کا جواب ایسے پانی سے دیا جائے گا جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا، (اور) چہروں کو بھون کر رکھ دے گا۔ کیسا بدترین پانی، اور کیسی بری آرام گاہ!۔

وہ کہنے لگی: تم نے اپنے دل پر ناامیدی لازم کردی، اپنے دل کو امید اور خوف کے درمیان معطر کرو، کچھ اور پڑھو، اللہ جل شانہ آپ پر رحم کرے، تو میں نے پڑھا:

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ. ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ.﴾ (العبس: ۳۸، ۳۹)

ترجمہ: بہت سے چہرے اُس دن روشن، ہنستے مسکراتے، خوش وخرم ہوں گے۔

اور یہ پڑھا:

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ. اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ.﴾ (القیامة: ۲۲، ۲۳)

ترجمہ: بہت سے چہرے اس دن بارونق ہوں گے، اور اپنے رب کی طرف دیکھتے ہوں گے۔

اس پر وہ کہنے لگی ہائے مجھے اس دن اس کی ملاقات کا کتنا اشتیاق ہوگا، جس دن وہ اپنے دوستوں کے لئے تجلی فرمائے گا، کچھ اور پڑھیے، اللہ تعالی آپ پر رحم کرے، میں نے یہ آیت پڑھی:

یَطُوۡفُ عَلَیۡہِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ بِاَکۡوَابٍ وَّاَبَارِیۡقَ وَکَاۡسٍ مِّنۡ مَّعِیۡنٍ لَا یُصَدَّعُوۡنَ عَنۡہَا وَلَا یُنۡزِفُوۡنَ. چندآ یتیں ''لِّاَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ''تک،یعنی سورہ واقعہ کے پہلے رکوع کے ختم تک پڑھیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

ان (اعلی درجہ والوں) کے پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے، یہ چیزیں لے کر ہمیشہ آتے جاتے رہیں گے،آب خورے اور پیالے اور ایسے گلاس جو بہتی ہوئی شراب سے بھرے ہوئے ہوں گے، نہ اس شراب سے ان کو سر کا درد ہوگا (یعنی چکر آئے گا) نہ عقل میں فتور آئے گا،اور ایسے میوے لے کر آئیں گے جن کو یہ لوگ پسند کریں،اور پرندوں کا گوشت جوان کو مرغوب ہو،اور ان کے لئے خوب صورت بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی، جیسا کہ (حفاظت سے) پوشیدہ رکھا ہوا موتی، یہ سب کچھ بدلہ ہے اُن اعمال کا جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے،(یہ لوگ جنت میں) نہ بک بک سنیں گے نہ کوئی اور بیہودہ بات،بس سلام ہی سلام کی آواز (ہر طرف سے) آئے گی۔اور (نمبر۲ کے حضرات) جو داہنے والے ہیں (یعنی ان کے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں ملے ہیں) وہ داہنے والے بھی کیسے اچھے آدمی ہیں، وہ ان باغوں میں رہیں گے جہاں بغیر کانٹوں کی بیریاں ہوں گی اور تہ بتہ کیلے لگے ہوئے ہوں گے، اور نہ ان میں کسی قسم کی روک ٹوک ہوگی،اور بہت کثرت سے میوے ہوں گے جو نہ ختم ہوں گے اور نہ ان میں کسی قسم کی روک ٹوک ہوگی (جتنا جس کا دل چاہے کھائے) اور اونچے اونچے فرش ہوں گے اور (ان کے لئے بھی عورتیں ہوں گی جن کو) ہم نے خاص طور سے بنایا یعنی ایسا بنایا کہ وہ (ہمیشہ ہمیشہ) کنواریاں ہی رہیں گی (یعنی صحبت کے بعد پھر کنواری بن جائیں گی) اور (ناز وانداز کے لحاظ سے) محبوبہ ہوں گی (اور جنت والوں کی) ہم عمر ہوں گی اور یہ سب چیزیں داہنے والوں کے لئے ہیں۔

پھر وہ لڑکی مجھ سے کہنے لگی میرا خیال ہے کہ تم نے بھی حوروں سے منگنی کی ہے، کچھ ان کے مہروں کے واسطے بھی خرچ کیا ہے؟ میں نے پوچھا کہ مجھے بتا دے کہ ان کا مہر کیا ہوگا؟ میں تو فقیر آدمی ہوں، کہنے لگی: رات کو تہجد پڑھنا، دن کو روزہ رکھنا اور فقراء ومساکین سے محبت رکھنا، اس کے بعد اس باندی نے چھ شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

اے وہ شخص! جو حوروں سے ان کے پردہ میں منگنی کرتا ہے اور ان کے عالی مرتبہ کے باوجود ان کا طالب ہے، کوشش کے ساتھ کھڑا ہو جا، سستی ہرگز نہ کر، نفس سے مجاہدہ کر، اس کو صبر کا عادی بنا، رات کو تہجد پڑھا کر، دن کو روزہ رکھا کر یہ ان کا مہر ہے۔ اگر تیری دونوں آنکھیں ان کو اس حال میں دیکھ لیں جب کہ وہ تیری طرف متوجہ ہو رہی ہوں، اور ان کے سینوں پر اناروں کی طرح سے ان کے پستان ابھر رہے ہوں، اور وہ اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ چل رہی ہو اور ان کے سینوں پر چمکتے ہوئے ہار پڑے ہوئے ہوں، تو اس وقت تیری نگاہ میں یہ دنیا کی جتنی زیب وزینت ہے ساری حقیر ہو جائے گی۔

یہ اشعار پڑھ کر اس کو بیہوشی طاری ہوگئی، میں نے پھر اس کے چہرہ پر پانی وغیرہ چھڑکا تو اس کو افاقہ ہوا اور اس نے یہ شعر پڑھے:

إِلٰهِیْ لَا تُعَذِّبْنِیْ فَإِنِّیْ   مُقِرٌّ بِالَّذِیْ قَدْ کَانَ مِنِّیْ

ترجمہ: اے اللہ! تو مجھے عذاب سے بچائیو، بے شک میں اپنے گناہوں کا جو مجھ سے صادر ہوئے اقرار کرنے والی ہوں۔

فَکَمْ مِنْ زِلَّةٍ لِیْ فِی الْخَطَایَا   غَفَرْتَ وَاَنْتَ ذُوْ فَضْلٍ وَمَنٍّ

ترجمہ: تو نے کتنی کثرت سے میری خطاؤں کی لغزشیں معاف فرمائی ہیں، تو بڑے فضل والا ہے، بڑے احسان والا ہے۔

یَظُنُّ النَّاسُ بِیْ خَیْرًا وَاِنِّیْ   لَشَرُّ النَّاسِ اِنْ لَّمْ تَعْفُ عَنِّیْ

ترجمہ: لوگ مجھے اچھا آدمی گمان کرتے ہیں، لیکن اگر تو میری خطائیں معاف نہ کر دے تو میں بدترین آدمی ہوں۔

وَمَا لِیْ حِیْلَةٌ اِلَّا رَجَائِیْ لَعَفْوُکَ اِنْ عَفَوْتَ وَحُسْنُ ظَنِّیْ

ترجمہ: میرے لئے کوئی تدبیر نہیں اس کے سوا کہ تیری بخشش کی امید ہے اور تیرے ساتھ مجھے حسن ظن ہے (کہ تو ضرور کرم کرے گا)۔

یہ اشعار پڑھ کر اس باندی کو پھر غشی ہوگئی، میں جو اس کے قریب پہنچا تو مر چکی تھی، مجھے اس کے انتقال کا بے حد صدمہ ہوا، میں اٹھ کر بازار گیا کہ اس کی تجہیز و تکفین کا سامان خرید کر لاؤں، جب میں بازار سے لوٹا تو وہ کفنی کفنائی خوشبو لگی ہوئی معطر نعش رکھی ہوئی تھی۔ دو سبز کپڑوں میں اس کا کفن تھا جو جنت کا لباس تھا، کفن میں دو سطریں نور سے لکھی ہوئی تھیں، پہلی سطر پر ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' لکھا ہوا تھا، دوسری پر یہ آیت:

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (یونس: ۶۲)

ترجمہ: خبردار رہو کہ اللہ کے ولیوں کو نہ تو خوف ہوتا ہے نہ غمگین ہوتے ہیں۔

میں اور میرے ساتھی اس کے جنازہ کو اٹھا کر لے گئے، جنازہ کی نماز پڑھ کر دفنا دیا اور اس کی قبر پر سورہ یسین شریف پڑھ کر اپنے حجرہ میں چلا آیا، میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، دل اس کے فراق سے غمگین تھا، واپس آکر میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور سو گیا، خواب میں دیکھا کہ وہ لڑکی جنت میں پھر رہی ہے نہایت مہکتے ہوئے زعفران کے باغیچہ میں ہے، ریشم کے اور استبرق کے جوڑے پہنے ہوئے ہیں، اس کے سر پر ایک موتیوں سے جڑا ہوا تاج ہے اور پاؤں میں سرخ یاقوت کے جوتے ہیں، مشک و عنبر کی خوشبو اس سے مہک رہی ہے، اس کا چہرہ شمس و قمر سے زیادہ روشن

ہے، میں نے کہا اے لڑکی! ذرا ٹھہر تو یہ تو بتا دے کہ یہ مرتبہ کس عمل کی بدولت تجھے ملا؟ کہنے لگی کہ فقراء اور مساکین کی محبت سے اور استغفار کی کثرت سے اور مسلمانوں کے راستہ میں سے تکلیف دینے والی چیز کے ہٹا دینے سے، پھر اس نے تین شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

مبارک ہے وہ شخص جس کی آنکھیں راتوں کو جاگتی ہوں اور اپنے مالک کے عشق کی بے چینی میں رات گزار دے، اور کسی دن اپنی کوتاہیوں پر نوحہ کر لیا کرے، اور اپنی خطاؤں پر رو لیا کرے اور شب کو اکیلا کھڑا ہو، اور اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہ اور اپنی نگاہوں کی حفاظت کر۔ ❶

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی تلاوت کا مقتدیوں پر اثر

مولانا عبدالرحمٰن خورجوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں گنگوہ حاضر ہوا، رمضان کا مہینہ تھا اور تراویح میں ختم قرآن مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ ہی سنایا کرتے تھے، ایک شب آپ نے تراویح شروع کی، میں بھی جماعت میں شریک تھا، قرآن مجید پڑھتے پڑھتے آپ اس مقام پر پہنچے جہاں خوف وخشیت دلایا گیا تھا، جماعت میں سب پر اس قرأت کا اتنا اثر ہوا کہ کوئی رو رہا ہے، کسی کے بدن پر لرزہ طاری ہے، کوئی بے قرار اور کانپ رہا ہے، اس رکوع کے بعد جب آپ نے دوسرا رکوع شروع کیا جسمیں رحمت الٰہی کا بیان تھا تو اسوقت دفعتاً تمام جماعت پر سرور طاری ہو گیا، یہاں تک کہ بعض مقتدی ہنسی ضبط نہ کر سکے اور قہقہہ جاری ہو گیا۔ ❷

❶ فضائلِ حج: ص ۲۴۷ تا ۲۵۰/ الروض الریاحین: الحکایة العشرون بعد المائة، ص ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵

❷ تذکرۃ الرشید: ج ۲ ص ۱۹۸

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ پر تلاوت کی وجہ سے رقت طاری ہوگئی

حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ حجرہ شریفہ میں تلاوت قرآن میں مشغول تھے، آپ کے خادم مولانا محمد یحییٰ صاحب پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، میں بھی دبے پاؤں اس طرح خاموشی سے جا کر بیٹھا کہ حضرت نے آہٹ بھی نہ سنی، تھوڑی دیر میں مولانا محمد یحییٰ صاحب کسی ضرورت سے باہر تشریف لے گئے اور میں تنہا بیٹھا رہ گیا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ آپ کا سارا جسم کانپنے لگا، بے اختیار آنسو بہنے لگے، آواز رک گئی، ہر چند آپ پڑھنا چاہتے مگر گریہ کا غلبہ حلق کو پکڑ لیتا تھا، اللہ گواہ ہے کہ خوف کی جو حالت اس وقت حضرت پر طاری تھی شاید وہ حالت اس کمزور اور ضعیف القلب شخص پر بھی طاری نہ ہوگی جو کسی خونخوار شیر کے سامنے پڑا ہو، اور جو خشیت آپ پر مسلط تھی غالباً کسی طاقتور اور ظالم و جابر دشمن بادشاہ کے سامنے کسی زبردست خطا کار غلام پر بھی ظاہر نہیں ہوگی۔ آپ کی اس حالت پر اتفاقیہ اور عمر بھر میں پہلی بار میری نظر پڑی تھی، میں اب تک بھی نہیں جانتا کہ آپ کس بات سے ڈرتے تھے اور کیوں کانپ رہے تھے؟ یہی قرآن مجید جس کو اول سے آخر تک مسلمان پڑھا کرتے ہیں، حضرت بھی پڑھ رہے تھے لیکن خدا جانے وہ مضمون کونسا اور کہاں ہے جس سے ایسا خوف یا خشیت پیدا ہو جاتی ہے؟ میں حضرت کا یہ حال دیکھ کر تھرا اٹھا اور کمال الحاح اور اخلاص کے ساتھ دعا مانگتا رہا کہ یا اللہ! کسی طرح مولانا محمد یحییٰ جلد آ جائیں، دعا دل سے نکلی تھی اس لئے فوراً قبول ہوگئی، شاید چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ مولانا محمد یحییٰ صاحب جنہیں حجرہ میں ہر وقت آنے جانے کی اجازت تھی آ گئے، ادھر انہوں نے چوکھٹ پر

قدم رکھا ادھر حضرت اس حالت کو ضبط فرما کر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ❶

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ کی رقت آمیز تلاوت کا سامعین پر اثر

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''احاطہ دارالعلوم میں بیتے ہوئے دن'' میں اپنے اساتذہ کا تذکرہ بھی کیا ہے، ان اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن قدس سرہ بھی شامل ہیں، ان کی تلاوت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم پر صوفیانہ مشاغل کا غلبہ تھا، مفتی صاحب کی مسجد کے حجرے میں وہ چلہ کش تھے، فقیر بھی تراویح کے وقت حاضر ہو جاتا اور چند ٹوٹے پھوٹے سننے والے مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جاتا، ایسا کیوں کرتا تھا نہ قرآت ہی میں کان کو کوئی خاص لذت ملتی تھی نہ کچھ اور تھا، لیکن دل یہی کہتا تھا کہ شاید زندگی میں پھر ایسے سیدھے سادے لہجے میں قرآن سننے کا موقع نہ ملے گا اور دل کا یہ فیصلہ صحیح تھا نمازیوں میں مولانا شبیر احمد بھی شریک رہتے تھے، اسی زمانے میں ایک دفعہ جو واقعہ پیش آیا اب بھی جب اسے سوچتا ہوں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، دل کانپنے لگتا ہے مفتی صاحب قبلہ حسب دستور وہی اپنی نرم نرم سب رو آواز میں قرآن پڑھتے چلے جاتے تھے، اسی سلسلہ میں قرآنی آیت:

﴿وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾ (ابرھیم: ۴۸)

ترجمہ: اور سب کے سب خدائے واحد وقہار کے سامنے پیش ہوں گے۔

پر پہنچے، نہیں کہہ سکتا کہ مفتی صاحب خود کس حال میں تھے کان میں قرآن کے یہ الفاظ پہنچے اور کچھ ایسا معلوم ہوا کہ کائنات کا سارا حجاب سامنے سے اچانک ہٹ گیا اور انسانیت کھل کر اپنے وجود کے آخری سرچشمے کے سامنے کھڑی ہے، گویا جو کچھ قرآن

❶ تذکرۃ الرشید: ج ۲ص ۱۹۲

میں کہا گیا تھا محسوس ہوا کہ وہ آنکھوں کے سامنے ہے، اپنے آپ کو اس حال میں پارہا تھا کہ شاید خیال یہی تھا کہ غالباً میرا یہ ذاتی حال ہے۔

مگر پتہ چلا کہ میری بغل میں جو نمازی کھڑے ہوئے تھے ان پر بھی کچھ اسی قسم کی کیفیت طاری تھی، مولانا شبیر احمد کی بے ساختہ چیخ نکل پڑی، یاد آ رہا ہے کہ چیخ کر غالباً وہ تو گر پڑے دوسرے نمازی بھی لرزہ براندام تھے، چیخ و پکار کا ہنگامہ ان میں بھی برپا تھا لیکن مفتی صاحب کوہ وقار بنے ہوئے امام کی جگہ اسی طرح کھڑے تھے، جدید کیفیت ان پر جو تھی وہ صرف یہی تھی کہ خلافِ دستور بار بار اس آیت کو مسلسل دہراتے چلے جاتے تھے، جیسے جیسے دہراتے نمازیوں کی حالت غیر ہوتی تھی آخر صف درہم برہم ہوگئی، کوئی ادھر گرا ہوا تھا کوئی ادھر پڑا ہوا تھا، آہ آہ کی آواز مولانا شبیر احمد کی زبان سے نکل رہی تھی، صف پر ایک طرف وہ بھی پڑے ہوئے تھے، کچھ دیر کے بعد لوگ اپنے آپ میں واپس ہوئے تازہ وضو کر کے پھر نئے سرے سے صف میں شریک ہوئے، جہاں تک خیال آتا ہے مفتی صاحب داروگیر، چیخ و پکار، صیحہ اور نعرہ کے ان تمام ہنگاموں میں اپنی جگہ کھڑے ہوئے اس آیت کریمہ کی تلاوت میں مشغول رہے، جب دوبارہ صف بندی ہوئی تب پھر آگے بڑھے۔ (1)

حضرت امیر شریعت کی تلاوت سن کر ہندو مسلمان ہو گئے

۱۹۸۲ء میں میں ایم، بی، بی، ایس کا طالب علم تھا، ملتان کے ایک باغ میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کی تقریر تھی، میرے والد صاحب مجھے ساتھ لے گئے، بخاری مرحوم نے عشاء کی نماز کے بعد تقریر شروع کی اور جب فجر کی اذانیں ختم ہوئیں تو ختم کی، رات کے تقریباً ایک بجے اکثر لوگ سونے لگے، تو بخاری صاحب

(1) احاطہ دار العلوم میں بیتے ہوئے دن: ملکوتی تلاوتِ قرآن، ص۱۹۰، ۱۹۱

نے سورۃ یٰسین کی تلاوت شروع کی۔

اللہ نے بخاری مرحوم کی زبان میں اتنا اثر رکھا تھا کہ سارا مجمع جاگ اٹھا اور لوگ رو رہے تھے۔

اسی اثناء میں سارے مجمع کے اوپر ایک سفید رنگ کا بادل جو درختوں کی بلندی پر تھا چھا گیا اس بادل میں سفید روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔

میں نے والد صاحب سے اس بادل کے متعلق پوچھا: تو وہ بھی یہ نظارہ دیکھ کر حیران ہو گئے۔

چنانچہ سارے مجمع نے یہ نظارہ دیکھا، تقریباً ایک گھنٹہ تک یہ بادل لوگوں پر چھایا رہا، جب بخاری صاحب نے یٰسین ختم کی تو بادل یکدم غائب ہو گیا، اس کے بعد بخاری صاحب نے بتایا کہ اللہ کی دوسری مخلوق اللہ کا کلام سننے آئی تھی یعنی فرشتے۔

میرے والد صاحب نے بتایا کہ ۱۹۴۲ء میں راجن پور میں شدھی تحریک زور پکڑ گئی ہندو مسلمانوں کو جبراً ہندو بنا رہے تھے۔

چنانچہ چھ یا سات خاندان ہندو بن گئے سر پر چوٹیاں رکھ لیں اور مندروں میں جا کر بتوں کی پوجا شروع کر دی، مسلمانوں میں بہت اضطراب پھیل گیا، راجن پور کا ڈاکٹر سکھ تھا A-C ہندو تھا اور پولیس بھی ہندو تھی، مسلمان کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے مسلمانوں کی میٹنگ ہوئی اور میرے والد صاحب کو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو لانے کے لئے بھیجا گیا۔

چنانچہ شاہ جی مرحوم جب راجن پور تشریف لائے تو لوگ ان کی تقریر سننے کے لئے بڑی تعداد میں اکھٹے ہوئے، شاہ جی مرحوم نے حسب معمول سورہ یٰسین پڑھی، اللہ کے اس کلام کا اتنا اثر ہوا کہ نہ صرف مرتد مسلمان خاندان واپس اسلام میں داخل

ہوئے بلکہ کچھ ہندو بھی اللہ کا کلام سن کر مسلمان ہو گئے، ہندوؤں پر شاہ جی مرحوم کا رعب چھا گیا اور شدھی تحریک ختم ہو گئی۔ ❶

حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی اور تلاوت بیان کی سحر انگیزی

خان محمد خان لوند خوڑ نے سنایا کہ میں نے نہ تو شاہ جی کو دیکھا ہوا تھا اور نہ ان کا خاص معتقد تھا۔ میرا سیاسی مسلک بھی ان سے جدا تھا۔ ایک دفعہ عشاء کے وقت دلی دروازہ کے پاس سے گزرا تو شاہ جی تقریر کر رہے تھے۔ میں بڑے ضروری کام میں تھا، اس خیال سے رک گیا کہ جس مقرر کی اتنی شہرت ہے، اسے پانچ منٹ سن لوں۔ میری عادت یہ ہے کہ میں جلسہ میں ایک جگہ نہیں بیٹھ سکتا، خود اپنے جلسے میں بھی گھوم پھر کر دیکھتا اور سنتا ہوں۔ میں پانچ منٹ تک شاہ جی کی تقریر سنتا رہا۔ پھر سوچا، تھوڑی دیر اور سن لوں۔ ان کا سحر تھا کہ کھڑے کھڑے بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے تھک گیا تو لیٹ گیا اور لیٹے لیٹے ساری رات تقریر سنتا رہا اور ایسے حواس گم ہوئے کہ اپنا کام ہی بھول گیا۔ یہاں تک کہ صبح کی اذان بلند ہوئی۔ شاہ جی نے تقریر کے خاتمہ کا اعلان کیا تو مجھے خیال آیا کہ اوہو، ساری رات ختم ہو گئی، یہ شخص تقریر نہیں کر رہا، جادو کر رہا ہے۔ ❷

ایک دفعہ شاہ جی علی گڑھ کے کسی جلسہ میں تقریر کرنے تشریف لے گئے، کالج کے طلباء نے تقریر سننے سے انکار کر دیا، ہنگامہ برپا کیا کہ تقریر سننا محال ہو گیا۔ شاہ جی نے دیکھا کہ بچے بڑے فروختہ ہیں، کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی تو فرمایا:

اچھا بیٹا! قرآن مجید کا ایک رکوع پڑھ لیتا ہوں اور جلسہ تمہارے احترام میں ختم کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔

---

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۳۶۰، ۳۶۱

❷ بیس بڑے مسلمان: عنوان: اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں، ص ۸۹۸

طلبہ خاموش ہوگئے۔شاہ جی نے انتہائی دل سوزی سے نیم خورد آواز میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا، چشم وگوش ودرودیوار جھوم گئے۔تلاوت ختم ہوئی تو فرمایا، بیٹا! کیا خیال ہے،اس کا ترجمہ بھی کروں۔آواز آئی ضرور! ترجمہ بھی کردیجیے۔

اب ترجمہ شروع ہوا، پھرترجمے کی تفسیر وتشریح کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔شاہ جی نے تقریر ختم کی۔طلبہ نے شور مچایا، شاہ جی! خدا کے لیے کچھ اور بیان کیجیے،فرمایا، بیٹا! کبھی پھر آؤں گا تو تقریر سناؤں گا۔❶

امیرشریعت تلاوت کررہے تھے پرندے خاموش اور سانپ جھوم رہے تھے

میاں عبدالصمد لاہور اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان آنکھوں نے پو پھٹتے سورج کی چمک بھی دیکھی، چڑھتے ماہتاب کو بھی دیکھا مگر جو لطف بخاری کے چہرے میں تھا، کہیں بھی نہیں تھا۔ چہرہ کیا تھا، بقعہ نور تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے لیے سب سے مشکل تقریر رسالت پر ہے، ایک دن جوش میں کہا عربی مجھ سے ہے اور میں عربی سے ہوں، گھر کا ہر فرد قرآن مجید کا حافظ ہے۔

۱۹۴۶ء میں جب الیکشن کا زمانہ تھا،مجلس احرار کے جنرل سیکرٹری مولوی مظہر علی اظہر تھے۔شاہ صاحب کشمیر میں تھے،شاہ صاحب رحمہ اللہ الیکشن کے سخت مخالف تھے۔وہ الیکشن کو فرنگ کی دی ہوئی لعنت سمجھتے تھے۔ ہم لوگ شاہ صاحب کو لینے کشمیر گئے۔ رات کو ملاقات ہوئی بات کوئی نہ ہوئی، صبح ہم نے تلاش کیا پتہ چلا کہ فلاں جھیل کی پہاڑی کے اوپر صبح کی نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں اور کافی دیر کے بعد واپس آتے ہیں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ہم نے کیا نقشہ دیکھا کہ پہاڑی کی چوٹی پر تشریف فرما ہیں، ابھی سفیدی مکمل طور پر ظاہر نہ ہوئی تھی، چھ بجے کا وقت تھا۔ پہاڑ کے درمیان

❶ بیس بڑے مسلمان: عنوان: اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں، ص۸۹۹

جھیل کی دوسرے طرف ایک اور پہاڑی ہے جہاں سے پانی بہتا ہے، مگر خاموشی کے ساتھ۔ زمین، آسمان سب خاموش ہیں، شاہ صاحب محوتلاوت ہیں بآ واز بلند۔

کوئی انسان نہیں، ہم نے ان آنکھوں سے نظارہ کیا۔ سامنے کی پہاڑی پر جم غفیر سانپ ہی سانپ تھے چھوٹے بڑے، درمیانے، ایک بڑا سانپ بھی پھن پھیلائے جھوم رہا تھا ہم وہیں رک گئے، سانسیں بھی روک لیں اور بیٹھ گئے، شاہ صاحب قرآن پڑھتے رہے سانپ جھومتے رہے، ہم نے درختوں پر نگاہ ڈالی، جانور بھی خاموش ہیں۔ ادھر شاہ صاحب نے پون گھنٹے بعد تلاوت ختم کی اور سانپوں نے پہلے سر کو پہاڑی پر رکھا جیسے سجدہ ریز ہوں، پھر آہستہ آہستہ چلے گئے۔ پرندے بھی خدا کی حمد وثناء کے گیت گاتے اڑ گئے۔

اب جب بھی میں کبھی مری اور آزاد کشمیر کی پہاڑیوں پر نظر ڈالتا ہوں، سیاہ پہاڑوں پر شام سرمئی آنچل پھیلاتی ہے، سورج اپنا تمام در و بام پر لٹا دیتا ہے تو وہ نورانی چہرہ بھی میری آنکھوں کی پتلیوں میں اور دماغ و دل کے گوشوں میں چمکتا نظر آتا ہے۔

شاہ صاحب نے ہماری طرف دیکھا اور کہا:

کامریڈ! دیکھا تم نے؟ میں اگر پہاڑوں کو قرآن سناؤں تو ریزہ ریزہ کردوں، سمندر کو برف بنادوں، ہوا کو ساکت کردوں، مگر میری قوم نے میرے سر کے بالوں کی سیاہی سفیدی میں بدل دی، مگر میں ان کے دلوں کی سیاہی کو نہ دھوسکا۔

ہم نے آنے کا مقصد بیان کیا۔ بادل نخواستہ تمحیص کے بعد تیاری کرلی۔ ❶

پُرسوز تلاوت پر دیدارِ خداوندی

ایک دن مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے متعدد علماء وصلحاء کی موجودگی میں ان دونوں

❶ ہفت روزہ ختم نبوت جلد ۷، شمارہ ۱۱/ ختم نبوت کے محافظ: ص ۱۰۰، ۱۰۱

بھائیوں قاری عبداللہ مکی، قاری عبدالرحمٰن مکی کو سینے سے لگایا اور رو پڑے اور طویل دُعا کی اور فرمایا: عبداللہ تم کو یہاں مدرسہ صولتیہ کے لیے رکھتا ہوں اور عبدالرحمٰن تم کو ہندوستان بھیج دیتا ہوں۔

قاری عبدالرحمٰن ۱۸۸۳ء میں ہندوستان آئے اور یہاں کانپور میں مولانا احمد حسن کے مدرسہ میں داخل ہوگئے اور درس نظامی پڑھا اور مختلف شہروں میں تجوید پڑھائی، جب الہ آباد سے واپس حجاز جانے کا ارادہ کیا، سامان تیار کیا، تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں آئے، فرمایا: عبدالرحمٰن تم ہندوستان میں رہو، اللہ تعالیٰ نے آپ سے بہت کام لینا ہے۔ آپ حجازی اور مصری لہجوں پر زور دیتے تھے۔ قاری عبدالخالق اور قاری عبدالمالک آپ کے شاگرد تھے۔

مولانا محمد علی صاحب مونگیری کے صاحب زادے مولانا منت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مولانا محمد علی مونگیری نے قاری عبدالرحمٰن کو اپنے ہاں خانقاہ میں ٹھہرایا، فجر کے وقت مولانا مونگیری نے آپ کو کمرے میں بلایا کہ چائے پیئیں گے، فرمایا: قاری صاحب چائے تیار ہو رہی ہے، آپ ایک رکوع سنا دیں، قاری صاحب نے شروع کیا، مولانا مونگیری صاحب پر رقت طاری ہوگئی، فرمایا: دوسرا رکوع سنائیں، دونوں روتے رہے، باہر ایک دنیا بیٹھی تھی، سارے رو رہے تھے اور یہ سلسلہ دن کے ساڑھے بارہ بجے تک چلتا رہا، چائے پینے کی نوبت نہیں آئی۔ ۱۹۳۰ء میں قاری عبدالرحمٰن کا انتقال ہوگیا اور لکھنو میں دفنائے گئے، ایک دفعہ قاری عبدالرحمٰن کو اللہ تعالیٰ کی ملاقات خواب میں ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے خواب میں فرمایا: قاری صاحب مجھے اپنا کلام سنائیں، میں نے سورہ انعام شروع کی، جب اس آیت کے پہنچا:

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ﴾ (الأنعام: ۱۸)

ترجمہ: اور اسی کا زور ہے اپنے بندوں پر۔

تو اللہ تعالیٰ نے مجھے لقمہ دیا کہ قاری صاحب اب میں آپ کے سامنے ہوں، یوں پڑھو: وَأَنْتَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِكَ.

آپ نے اللہ تعالیٰ سے خواب میں پوچھا کہ یارب العالمین! آپ کو بندوں کی طرف سے کون سی عبادت زیادہ پسند ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قرآن مجید کی تلاوت، میں نے کہا کہ ایک شخص سمجھ کر پڑھتا ہے اور دوسرا بغیر سمجھے پڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ دونوں میرے ہاں مقبول ہیں، کوئی بھی محروم نہیں۔ ❶

تلاوت کی تاثیر کے سبب منہ سے نور نکلنا

ایک عورت کا انتقال ہوا، اس کا بیٹا روزانہ قبر پر جاتا، قرآن شریف پڑھتا۔ ایک صاحبِ کشف وہاں پہنچے تو ان سے اس عورت نے کہا کہ میرے بیٹے کو کہہ دو کہ جب وہ میری قبر پر آئے تو ذرا تھوڑی دیر ٹھہر جایا کرے، اس کے بعد قرآن شریف پڑھے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اسے ایک نظر دیکھ لوں لیکن جب وہ آتا ہے تو آتے ہی قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیتا ہے، جس سے اس کے منہ سے اتنا نور نکلتا ہے کہ میری آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں اور میں اس کو دیکھ نہیں پاتی۔ ❷

سورہ فاتحہ کے ذریعے ایک غیر مسلمان کو ذہنی سکون ملا

امریکہ میں جب کوئی آدمی بہت زیادہ سکون محسوس کرتا ہے تو کہتا ہے I am Feeling natural high کہ میں قدرتی طور پر بہت زیادہ سکون محسوس کر رہا ہوں، امریکہ کا ایک امیر آدمی تھا، جس کی زندگی میں سکون نہیں تھا اس وجہ سے اس کے سر میں درد اکثر رہتا تھا، ہمارے ایک دوست مسٹر احمد کسی سرکاری کام کے سلسلہ میں

❶ ہمارے اسلاف: ص ۲۴۴، ۲۴۵، باحوالہ درنایاب: ص ۱۸۷

❷ ملفوظات فقیہ الامت قسط ۵ ص ۶۹

وہاں گئے اور ایک مکان میں رہائش اختیار کر لی، اس مکان کے قریب ہی وہاں کے مقامی لوگوں نے ایک مسجد بنائی ہوئی تھی، مسٹر احمد نے بھی وہاں نماز پڑھنا شروع کر دی، تاہم اس امیر آدمی سے اس کی دوستی ہوگئی، اس کا مکان بھی قریب ہی تھا۔ ایک دفعہ مسٹر احمد نماز پڑھنے کیلئے اپنے گھر سے نکلے تو اس انگریز نے پیچھے سے آواز دے کر کہا، مسٹر احمد ادھر آئیں، میں آپ کو گانا سنانا چاہتا ہوں، مسٹر احمد نے کہا: میں گانا سننے سے نفرت کرتا ہوں اور اب میں نماز کیلئے جا رہا ہوں میں نہیں آ سکتا، اس نے اصرار کرتے ہوئے پھر وہی بات دہرائی، بالآخر وہ کہنے لگا: مسٹر احمد! آپ کو وہ گانا سنانا چاہتا ہوں جو آپ اس مینار سے روزانہ پانچ مرتبہ سنتے ہو۔ مسٹر احمد فرماتے ہیں کہ شاید اذان کی بات کر رہا ہے، اس کمرے میں ٹیبل پر ایک طبلہ رکھا ہوا تھا، اس نے کمرہ بند کر دیا اور طبلہ بجانا شروع کر دیا، میں پریشان تھا کہ جماعت کا وقت نکل جائے گا، مگر اس نے تھوڑی دیر کے بعد طبلہ کے سر پر ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ پڑھنا شروع کر دیا، میں تو سمجھ گیا کہ حقیقت میں وہ کیا پڑھ رہا تھا، اس نے گانے کی سر بنا کر پوری سورہ فاتحہ پڑھ دی، میں نے بعد میں اس سے پوچھا کہ تو نے یہ گانا کس سے حاصل کیا؟ اس نے بتایا کہ مجھے بہت زیادہ ذہنی پریشانی رہتی تھی، مصر میں ایک مسلمان دوست رہتے تھے، میں نے ان سے اپنی ذہنی پریشانی بیان کی تو انہوں نے مجھے یہ گانا دیا اور کہا کہ جب تمہیں بہت زیادہ پریشانی ہو تو کسی تنہا کمرے میں بیٹھ کر پڑھ لیا کرو تمہیں سکون مل جایا کرے گا، اس کے بعد جب بھی مجھے کوئی پریشانی ہوتی ہے تو میں اسی طرح یہاں بیٹھ کر یہ گانا گا لیتا ہوں تو مجھے زیادہ سکون ملتا ہے اور پھر میں اپنے دوستوں کو بتاتا ہوں I am Feeling natural high کہ میں قدرتی طور پر بہت زیادہ سکون محسوس کر رہا ہوں۔ ❶

---

❶ خطبات فقیر: عظمت قرآن، ج ۳ ص ۲۲۴، ۲۲۵

تلاوت قرآن کی تاثیر کی وجہ سے برزخی کیڑا ختم ہو گیا

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے ایک ملنے والے تھے، مولوی مصطفیٰ صاحب انہوں نے یہ عجیب واقعہ بیان کیا:

دلی میں جمنا میں سیلاب آیا جس سے قریب کے قبرستان کی کچھ قبریں اکھڑ گئیں۔ قبر کھلی تو کچھ لوگوں نے دیکھا کہ مردہ پڑا ہوا ہے اور اس کی پیشانی پر ایک چھوٹا سا کیڑا ہے، وہ جب ڈنگ مارتا ہے تو پوری لاش لرز جاتی ہے، تھرتھرا جاتی ہے اور اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ لاش اپنی اصلی کیفیت پر آ جاتی ہے تو وہ پھر ڈنگ مارتا ہے، لاش کی پھر وہی کیفیت ہو جاتی ہے، سب دیکھ رہے ہیں اور حیران ہیں۔ ایک دھوبی تھا، جمنا کے گھاٹ پر آیا تھا اس سے دیکھا نہیں گیا، اس نے ایک کنکر اس کو مارا تو وہ کیڑا اچھلا اور اس دھوبی کی پیشانی پر آ کر ڈنگ مارا اور پھر وہیں جا کر بیٹھ گیا تو وہ دھوبی چلانے لگا اور تڑپنے لگا۔ اس سے کسی نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا سنو! مجھے ایسی تکلیف ہے کہ مجھے نہ صرف ایک بچھو اور ایک سانپ نے کاٹا ہے اور نہ صرف آگ کا کوئی شعلہ میرے بدن پر رکھ دیا گیا بلکہ مجھے ایسی تکلیف ہے کہ میرے بدن کے ایک ایک عضو میں بلکہ ایک ایک رونگٹے اور بال میں گویا ہزاروں لاکھوں بچھو اور آگ کی چنگاریاں بھر دی گئی ہوں، ایسی کیفیت ہے۔ چنانچہ وہ تین دن تک یونہی تڑپتا رہا پھر انتقال کر گیا، تو مولوی مصطفیٰ صاحب فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ یہ اس دنیا کا کیڑا نہیں ہے بلکہ برزخ کے عذاب کی شکل ہے۔ میں نے سوچا کہ اس کے لئے دوسرا علاج ہے۔ قریب جا کر ہمت کر کے بیٹھا اور کچھ سورتیں، یسین شریف اور قل ھو اللہ احد پڑھنا شروع کیں۔ جب میں نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کی تو وہ کیڑا چھوٹا ہونا شروع ہوا اور ہوتے ہوتے ذرا سا ہو کر ختم ہو گیا۔ جب

وہ ختم ہو گیا تو ہم لوگ بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عذاب سے نجات دی، اس کا کفن برابر کر کے قبر بند کردی گئی۔اب اس سے گناہوں کی سزا کا اندازہ لگائیے، معلوم نہیں اس سے کون سا جرم ہوا ہوگا، خدا تعالیٰ کے غضب کی کون سی شکل اس میں ہو، کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ❶

قرآنِ کریم کی ایسی تاثیر کہ کمیونسٹوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ایسا عظیم الشان کلام ہے جس کے معجزے ہر دور میں نظر آتے رہے، ۱۹۸۷ء کی بات ہے کہ اس عاجز (حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی صاحب مدظلہ) کو امریکہ میں کچھ وقت گزارنے کا موقعہ ملا، اس وقت مصر کے مشہور قاری عبدالباسط جن کی کیسٹیں آپ اکثر سنتے رہتے ہیں، وہ بھی وہاں تشریف لائے، کچھ ایسا سلسلہ بنا کر مختلف محفلوں میں وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے اور یہ عاجز کہیں اردو میں کہیں انگلش میں جیسا مجمع ہوتا تھا اس کے حساب سے کچھ باتیں عرض کر دیا کرتا تھا، اسی انداز سے مختلف جگہوں پر پروگرام ہوتے رہے، آپ کو پتہ ہی ہے کہ قاری عبدالباسط کتنا ڈوب کر قرآن پڑھتے تھے، اللہ کریم نے ان کو آواز بھی ایسی دی تھی کہ جو ان کی زبان سے قرآن سنتا تھا وہ عش عش کر اٹھتا تھا، ان کو اس عاجز سے اتنی محبت تھی کہ وہ میرا نام لے کر مجھ سے بات نہیں کرتے تھے بلکہ جب بھی بات کرنی ہوتی تو وہ مجھے "رجل صالح" کہہ کر بات کرتے تھے۔ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچھا: قاری صاحب آپ اتنا مزے کا قرآن مجید پڑھتے ہیں، آپ نے بھی کبھی قرآن کا معجزہ دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگے: قرآن کا ایک معجزہ؟ معلوم نہیں کہ میں نے قرآن کے سینکڑوں معجزے آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ میں نے کہا: کوئی ایک تو سنا دیجئے، تو یہ واقعہ انہوں نے خود سنایا:

❶ عالم برزخ کے عبرت انگیز واقعات: ص ۱۱۶، ۱۱۷

قاری صاحب فرمانے لگے کہ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب جمال عبدالناصر مصر کا صدر تھا، اس نے رشیا (روس) کا سرکاری دورہ کیا، وہاں کمیونسٹ حکومت تھی، اس وقت کمیونزم کا طوطی بولتا تھا، دنیا اس سرخ انقلاب سے گھبراتی تھی، دنیا میں اس کو ریچھ سمجھا جاتا تھا، آج تو اس سپر پاور کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کی برکت سے صفر پاور بنادیا ہے، جمال عبدالناصر ماسکو پہنچا، اس نے وہاں جا کر اپنے ملکی امور کے بارے میں کچھ ملاقاتیں کیں، ملاقاتوں کے بعد انہوں نے تھوڑا سا وقت تبادلہ خیالات کیلئے رکھا ہوا تھا، اس وقت وہ آپس میں گپیں مارنے کیلئے بیٹھ گئے، جب آپس میں گپیں مارنے لگے تو ان کمیونسٹوں نے کہا: جمال عبدالناصر تم کیا مسلمان بنے پھرتے ہو، تم ہماری سرخ کتاب کو سنبھالو، جو کمیونزم کا بنیادی ماخذ تھا، تم بھی کمیونسٹ بن جاؤ، ہم تمہارے ملک میں ٹیکنالوجی کو روشناس کرادیں گئے، تمہارے ملک میں سائنسی ترقی بہت زیادہ ہوجائے گی اور تم دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں شمار ہوجاؤ گے، اسلام کو چھوڑو اور کمیونزم اپنالو، جمال عبدالناصر نے انہیں اس کا جواب دیا تو سہی مگر دل کو تسلی نہ ہوئی، اتنے میں وقت ختم ہوگیا اور واپس آ گئے مگر دل میں کسک باقی رہ گئی کہ نہیں، مجھے اسلام کی حقانیت کو اور بھی زیادہ واضح کرنا چاہیے تھا، جتنا مجھ پر حق بنتا تھا میں نہیں کر سکا، دو سال کے بعد جمال عبدالناصر کو ایک مرتبہ پھر رشیا جانے کا موقعہ ملا، قاری صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے صدر کی طرف سے لیٹر ملا کہ آپ نے تیاری کرنی ہے اور میرے ساتھ ماسکو جانا ہے، کہنے لگے کہ میں بڑا حیران ہوا کہ قاری عبدالباسط کی تو ضرورت پڑے سعودی عرب میں، عرب امارت میں، پاکستان میں وہاں مسلمان بستے ہیں، ماسکو اور رشیا جہاں خدا بے زار لوگ موجود ہیں، دین بے زار لوگ موجود ہیں، وہاں قاری عبدالباسط کی کیا ضرورت پڑ گئی؟ خیر تیاری کی اور میں صدر صاحب کے ہمراہ

وہاں پہنچا، وہاں انہوں نے اپنی میٹنگ مکمل کی، اس کے بعد تھوڑا سا وقت تبادلہ خیالات کے لیے رکھا ہوا تھا، فرمانے لگے: اس مرتبہ جمال عبدالناصر نے ہمت سے کام لیا اور ان سے کہا کہ یہ میرے ساتھی ہیں جو آپ کے سامنے کچھ پڑھیں گے، آپ سنئے گا، وہ سمجھ نہ پائے کہ کیا پڑھے گا؟ وہ پوچھنے لگے کہ یہ قرآن پڑھے گا، انہوں نے کہا: اچھا پڑھیے، فرمانے لگے کہ مجھے اشارہ ملا اور میں نے پڑھنا شروع کیا، سورہ طٰہ وہ رکوع پڑھنا شروع کر دیا جسے سن کر کسی دور میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ایمان لے آئے تھے:

﴿إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (طٰہٰ: ۱۴)

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس لیے میری عبادت کرو، اور مجھے یاد رکھنے کے لیے نماز قائم کرو۔

فرماتے ہیں کہ میں نے جب وہ رکوع تلاوت کر کے آنکھ کھولی تو قرآن کا معجزہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سامنے بیٹھے ہوئے کمیونسٹوں میں سے چار یا پانچ آدمی آنسوؤں سے رو رہے تھے، جمال عبدالناصر نے پوچھا: جناب! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ وہ کہنے لگے: ہم تو کچھ نہیں سمجھے کہ آپ کے ساتھی نے کیا پڑھا ہے مگر پتہ نہیں کہ اس کلام میں کچھ ایسی تاثیر تھی کہ ہمارا دل موم ہو گیا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں اور ہم کچھ بتا نہیں سکتے کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا؟

سبحان اللہ جو قرآن کو مانتے نہیں، قرآن کو جانتے نہیں، اگر وہ بھی قرآن سنتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں بھی تاثیر پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ ❶

ان واقعات سے اندازہ لگائیں کہ قرآن مجید کی تلاوت سے کتنے لوگوں کی زندگیاں

❶ خطبات فقیر: عظمت قرآن، ج ۳ ص ۲۲۱ تا ۲۴۴

بدل گئیں، کوئی قرآن سن کر مسلمان ہورہا ہے، کوئی قرآن سن کر رو رہا ہے، کوئی کفر کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کی روشنی میں داخل ہورہا ہے، قرآن آج بھی وہی قرآن ہے، آج ہم پر قرآن مجید کا اثر کیوں نہیں ہوتا؟

گناہوں کی وجہ سے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (المطففين: ۱۴)

ترجمہ: ہرگز نہیں! بلکہ جو عمل یہ کرتے رہے ہیں اس نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ، فَإِنْ زَادَ، زَادَتْ، فَذَلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ: (كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ). ❶

ترجمہ: جب کوئی مؤمن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے، پھر اگر وہ اس گناہ سے توبہ کر لیتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو اس کا دل اس نقطہ سیاہ سے صاف کر دیا جاتا ہے، اور اگر زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر چھا جاتا ہے، پس یہ ران یعنی زنگ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (المطففين: ۱۴)

اس سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی کثرت اور بے توجہی کے سبب قدرتاً دلوں پر مہر لگا دی جاتی ہے جو ایک انسان کے لیے بڑی محرومی اور بدبختی کی بات ہے اور یہ دنیا و آخرت کا بڑا خسارہ ہے۔

---

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الزهد، باب ذكر الذنوب، رقم الحديث ۴۲۴۴

آج ہم اپنے دلوں کا جائزہ لیں ، سماج اور معاشرہ پر نظر ڈالیں کہ اسلامی احکام کی اتباع کے لیے ہم کتنا دوڑ رہے ہیں، دینی اجلاس واجتماع کی کثرت ہے، درس قرآن اور درس حدیث کی کمی نہیں ، دینی تحریکات اور اصلاحی کوششوں کی بھی کمی نہیں ، ہر جمعہ نماز سے قبل مختلف عنوان پر اصلاحی بیانات کا سلسلہ جاری ہے، ہر طرف قرآن اور حدیث کی ہی باتیں آپ کو ملیں گی ، مدارس ومکاتب اور خانقاہوں کا وجود نہ صرف باقی بلکہ ان کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے، پھر اس کے باوجود روحانی اعتبار سے ملت بیمار کیوں ہے؟ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ خود مسلمانوں کے گھروں اور سماج میں ایسی بے حیائیاں جنم لے رہی ہیں ، جن سے انسانیت کو بھی شرم آتی ہے،سود، رشوت، شراب نوشی، زنا کاری، ظلم وزیادتی ،قتل وغارت گری، گالی گلوج، بداخلاقی وبدکرداری، ناجائز عقدومعاملات اور دیگر برائیاں اس طرح مسلم معاشرے میں جڑ پکڑ گئی ہیں کہ ان کے ازالہ کے لیے بڑے سے بڑے مصلح، داعی، مفکرو مدبر کی کوششیں بے کار ثابت ہورہی ہیں ، قرآن وحدیث پر مشتمل ان تقاریر و بیانات کا کوئی اثر ہے اور نہ اصلاحی و دینی مضامین ومقالات اور کتابوں کا، پہلے کے مقابلے میں اب دینی رسائل وجرائد کی بھی بہتات ہے اور کتابوں کی طباعت ہر سال بڑھتی جارہی ہے، لیکن برائیوں اور بے حیائیوں کا سیلاب ہے جس پر بند لگانے کی ہر کوشش ناکام ہے۔

قرآن پڑھنے کی ایک مثال لیجیے، صحابۂ کرام جب قرآن پڑھتے یا سنتے تو ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ،جہنم کے مناظر اور اس کے خوفناک عذاب کے بیان سے جسم کانپ اٹھتا، جنت کی لازوال نعمتوں کا اشتیاق پیدا ہوتا، وہ بچوں کی طرح روتے ، بلکتے اور تڑپتے تھے بلکہ ابوجہل، ابولہب، اخنس بن شریق جیسے سخت دل کفارِ مکہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے تہجد کی نماز میں قرآن سنتے تو

روتے اور قرآن کی سحر انگیزی اور اعجاز کا اعتراف کرتے ،مگر آج ہم بھی قرآن پڑھتے اور سنتے ہیں، غور کیجیے کہ کیا اس عظیم الشان کتاب کی آیات سننے سے دلوں میں کوئی ہلچل پیدا ہوتی ہے، روح میں وجد آتی ہے، زندگی میں انقلابی اثرات رونما ہوتے ہیں، شب وروز قرآن پڑھنے کے باوجود بھی کبھی نہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں، نہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں، نہ ہمارے جذبات میں کوئی طوفان برپا ہوتا ہے اور نہ ہی قلب وجگر کی تسخیر پائی جاتی ہے۔

آج سودی کاروبار کرنے والے مسلمان سود کی حرمت کے خلاف تقریریں سنتے ہیں، سود پر اللہ کا جو غضب نازل ہوتا ہے اور آخرت میں اس کے جو خوفناک نتائج ہوں گے، ان پر بھی ان کی اچھی نظر ہے، سودی لین دین کی لعنت والی قرآنی آیات و احادیث کا مطالعہ بھی کرتے ہیں، لیکن کیا ان بیانات سے قرآن وحدیث کی دھمکیوں سے ہمارے دل میں کوئی حرکت پیدا ہوئی، کتنے ایسے مسلمان ہیں جنھوں نے خوف خدا کے سبب قرآنی احکام سنتے ہی ایسے کاروبار کو ترک کر دیا ہو اور گذرے ہوئے معاملات پر آنکھوں سے آنسو بہے ہوں، زندگی گناہوں اور برائیوں سے لت پت ہے اور ان جرائم کے خلاف شب وروز قرآن وحدیث کی باتیں کانوں سے ٹکراتی ہیں، عذاب قبر اور جہنم کے مناظر کا بیان بھی سامنے ہوتا ہے لیکن جسم میں کوئی حس نہیں ہے، دل ودماغ میں کوئی انقلاب نہیں، شب وروز کی عملی رفتار میں کوئی تغیر نہیں بلکہ نیکیوں کے بجائے برائیوں کی طرف، رحمتِ خداوندی کے بجائے اس کے غضب کی طرف ہم لپک رہے ہیں، بلاشبہ قرآن کی اپنی تاثیر باقی ہے، شریعت کی پابندیاں اپنی جگہ قائم ہیں، جنت وجہنم کی ساری باتیں پہلے کی طرح اب بھی تازہ ہیں لیکن دلوں کی کیفیت بدل گئی، ایمانی حرارت میں فرق آ گیا، عنداللہ جواب دہی کا احساس مٹ گیا، جس

دل میں سختی پیدا ہو جاتی ہے، قبولیت کے تمام دروازے اس کے لیے بند ہو جاتے ہیں اور ایسے قلوب کے لیے قرآن نے بہت سخت وعید بیان کی ہے:

﴿فَوَيۡلٌ لِّلۡقَاسِيَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مِّنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ فِيۡ ضَلَالٍ مُّبِيۡنٍ﴾ (الزمر: ۲۲)

ترجمہ: تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل اللہ کی نصیحت سے اور زیادہ سخت ہو گئے، وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوے ہیں۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ بداعمالیوں کے سبب ہمارے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہو، جس کی وجہ سے اصلاح کی تمام کوششیں ضائع ہو رہی ہیں اور دل و دماغ پر قرآن وحدیث کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہے، اگر ایسا ہے تو یہ بڑی بدبختی اور محرومی کی بات ہوگی، اس لیے اپنے قلوب کی تہوں میں جھانک کر دیکھئے، تنہائی میں غور کیجیے، دل کو ٹٹو لیے اور توبہ کیجیے، اپنے گناہوں اور بداعمالیوں سے آج اس کا موقع ہے، آنکھیں موند لینے کے بعد حسرت کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

گناہوں کی کثرت و مزاولت سے دل پر تاریکی چھا جاتی ہے، پھر جوں جوں گناہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے، تاریکی میں شدت پیدا ہوتی رہتی ہے اور حالت اس قدر پختہ ہو جاتی ہے کہ روشن دلائل اور قرآن وحدیث کی باتوں اور نیک خیالات کا اس پر گذر نہیں ہوتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی سرکشی اور بداعمالیوں سے دل کی نورانیت ختم ہو جاتی ہے، پھر نصیحتوں اور نیک باتوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا، دل کی سیاہی ایک پر ایک گناہ سے بڑھتی ہی جاتی ہے، جب تک توبہ واستغفار کر کے اسے پاک صاف نہ کر لیا جائے، ہر کلام اس کے لیے غیر مؤثر ثابت ہوتا ہے، اس لیے ایک مسلمان کو چاہیے کہ

اپنے دل کو گناہوں سے آلودہ نہ ہونے دیں، اگر بشری تقاضے کی بنیاد پر کبھی گناہ سرزد بھی ہوجائے تو اللہ کی طرف رجوع ہو، آنکھوں سے آنسو بہا کر خدا کے حضور صدق دل سے توبہ کریں، دل کی سیاہی ساری محرومی کی جڑ ہے، دل روشن اور پاکیزہ رہے تو تمام اعضاء سے نیک اور خدا کی مرضی کے مطابق امور انجام پاتے ہیں اور دل میں ہی کجی رہی تو کوئی عضو نیک کام کے لیے تیار نہیں ہوتا، جب دل میں کجی اور فساد آتا ہے تو اعضاء سے بھی بُرے افعال صادر ہوتے ہیں اور دل صحیح رہتا ہے تو وہ اعضاء کو صحیح اور نیک کام کی ترغیب دیتا ہے اور انسان سے اچھے کام کا صدور ہوتا ہے اور اس پر دین کی باتیں اثر انداز ہوتی ہیں، ورنہ دل سیاہ رہتے ہوئے قیمتی سے قیمتی باتیں بے سود ثابت ہوتی ہیں، آپ اگر اپنی کامیابی چاہتے ہیں تو دل کو سیاہ ہونے سے بچایئے، گناہوں سے توبہ واستغفار کی عادت ڈالیے، توبہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اس سے بڑا سے بڑا گناہ بھی ختم ہوجاتا ہے، اگر آپ نے گناہوں سے توبہ نہیں کی تو دل کی سیاہی بڑھتی جائے گی اور پھر اچھے اچھے دینی مضامین، اچھی کتابیں اور مؤثر خطاب بھی آپ کو صحیح رخ نہیں دے سکتا، ضلالت وگمراہی آپ کا مقدر بن جائے گی، جو ایک انسان کے لیے ایسی ہلاکت ہے جس سے بڑی کوئی ہلاکت نہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ❶

❶ ماخوذ مضمون از حضرت مولانا مفتی تنظیم عالم قاسمی صاحب ماہنامہ دارالعلوم جلد نمبر ۱۰۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ جنوری ۲۰۱۹ء

۱۵......رزقِ حلال کی اہمیت وفضیلت نصوص اورواقعات کے تناظر میں

اَلْحَمْدُلِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

أَمَّابَعْدُ:فَأَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلاَلًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾(البقرة:۱۶۸)

وَفِيْ مَقَامٍ آخَرَ:

﴿يَآأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًاإِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾(المؤمنون:۵۱)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا،وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَالْمُؤْمِنِينَ بِمَاأَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ،فَقَالَ:(يَاأَيُّهَاالرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا،إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ)وَقَالَ:(يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَارَزَقْنَاكُمْ)ثُمَّ ذَكَرَالرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَأَشْعَثَ أَغْبَرَ،يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ،يَارَبِّ،يَارَبِّ،وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ،وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ،وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ،فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟[1]

[1] صحيح مسلم: كتاب الكسوف:باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها،رقم الحديث:۱۰۱۵

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَکَلَ طَیِّبًا وَعَمِلَ فِی سُنَّۃٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَہ، دَخَلَ الْجَنَّۃَ. ❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابلِ صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!
میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں حلال رزق کمانے کی ترغیب اور مال حرام سے اجتناب کا حکم دیا ہے، قرآن وحدیث میں حلال رزق کمانے کی نہایت تاکید آئی ہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں رزقِ حلال کی اہمیت وفضیلت

رسولوں کی جماعت کو رزقِ حلال کا حکم

﴿یَآ أَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا إِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ﴾ (المؤمنون: ۵۱)

ترجمہ: اے رسولوں کی جماعت! تم رزق حلال کھاؤ اور نیک اعمال کرو، یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو میں اسکو خوب جانتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے عمل کو رزقِ حلال سے جوڑا ہے، اسی لئے مفسرین نے یہ نکتہ لکھا ہے کہ جب رزق حلال کا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نیک اعمال کی توفیق دیتا ہے، اور جب رزق حلال کا نہ ہوتو عموماً نیک اعمال کی توفیق بھی نہیں ملتی۔

رزقِ حلال کھاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو رزقِ حلال کھانے کا حکم دیا:

﴿یَا أَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْأَرْضِ حَلاَلًا طَیِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الأطعمۃ، ج۴ص۱۱۷، رقم الحدیث: ۷۰۷۳ قال الحاکم: ھذا الحدیث صحیح الإسناد ووافقہ الذھبی

الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾(البقرة:١٦٨)

ترجمہ:اے لوگو! زمین میں جو حلال پاکیزہ چیزیں ہیں وہ کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، یقین جانو کہ وہ تمھارا ایک کھلا دشمن ہے۔

پاکیزہ رزق کھاؤ اور شکرادا کرو

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾(البقرة:١٧٢)

ترجمہ:اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمھیں رزق کے طور پر عطا کی ہیں، ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ، اور اللہ کا شکرادا کرو، اگر واقعی تم صرف اسی کی بندگی کرتے ہو۔

حرام مال سے اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں منع فرمایا ہے، اور رزقِ حلال کی ترغیب دی ہے۔

دوسروں کا مال ناحق طریقے پر مت کھاؤ

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (النساء:٢٩)

ترجمہ:اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقے سے نہ کھاؤ، الا یہ کہ کوئی تجارت باہمی رضامندی سے وجود میں آئی ہو (تو وہ جائز ہے) اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقین جانو اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔

ناجائز مقدمات کے ذریعے دوسروں کا مال نہ کھاؤ

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾(البقرة:١٨٨)

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقوں سے نہ کھاؤ، اور نہ ان کا مقدمہ حاکموں کے اس سے غرض سے لے جاؤ کہ لوگوں کے مال کا کوئی حصہ جانتے بوجھتے ہڑپ کرنے کا گناہ کرو۔

دن ذریعہ معاش ہے

﴿وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ﴾ (الأعراف: ١٠)

ترجمہ: اور اس میں تمہارے لیے روزی کے اسباب پیدا کیے، (پھر بھی) تم لوگ شکر کم ہی ادا کرتے ہو۔

﴿وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا﴾ (النبأ: ١١)

ترجمہ: اور دن کو روزی حاصل کرنے کا وقت ہم نے قرار دیا۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں رزقِ حلال کی اہمیت وفضیلت

اللہ تعالی پاکیزہ مال کو قبول کرتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: (يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا، إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ) وَقَالَ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ.

ترجمہ: اے لوگوں! اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ نے مؤمنین کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اس نے رسولوں کو دیا، اللہ نے فرمایا: اے رسولو! تم پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو میں تمہارے عملوں کو جاننے والا ہوں، اور فرمایا: اے ایمان والو! ہم

نے جوتم کو پاکیزہ رزق دیا اس میں سے کھاؤ۔

پھر ایسے آدمی کا ذکر فرمایا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے، پریشان بال، جسم گرد آلود، اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف دراز کر کے کہتا ہے، اے رب! اے رب! حالانکہ

وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ،وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ،وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ،وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ.

ترجمہ: اس کا کھانا حرام، اوراس کا پہننا حرام، اوراس کا لباس حرام، اوراس کی غذا حرام۔

فَأَنَّی یُسْتَجَابُ لِذٰلِکَ؟❶

تو اس کی دعا کیسے قبول ہو؟

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی پاکیزہ رزق کو قبول کرتا ہے اور حلال کھانے والوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔

تین اعمال پر جنت کی بشارت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَکَلَ طَیِّبًا وَعَمِلَ فِی سُنَّةٍ وَأَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهُ،دَخَلَ الْجَنَّةَ.❷

ترجمہ: جو شخص حلال کا رزق کھائے اور میری سنت پر عمل کرے اور لوگوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائے، تو یہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔

چار عمدہ اوصاف

حضرت عبداللہ بن وعمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَرْبَعٌ إِذَا کُنَّ فِیکَ فَلَا عَلَیْکَ مَا فَاتَکَ مِنَ الدُّنْیَا : حِفْظُ

❶صحیح مسلم: کتاب الکسوف: باب قبول الصدقة من الکسب الطیب وتربیتها، رقم الحدیث: ۱۰۱۵

❷المستدرک علی الصحیحین: کتاب الأطعمة، ج۴ ص۱۱۷، رقم الحدیث: ۷۰۷۳

أَمَانَةٍ، وَصِدْقُ حَدِيثٍ، وَحُسْنُ خَلِيقَةٍ، وَعِفَّةٌ فِي طُعْمَةٍ. ❶

ترجمہ: اگر تیرے اندر یہ چار باتیں ہوں تو دنیا تجھ سے فوت بھی ہو جائے تو تجھے کوئی نقصان نہیں، ایک امانت کی حفاظت، دوسری بات میں سچائی، تیسری اچھے اخلاق اور چوتھی کھانے میں پاکیزگی (یعنی رزق حلال)۔

بنوآدم سے قیامت کے دن پانچ چیزوں کے متعلق سوال ہوگا؟

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے ابن آدم کے قدم اس وقت تک نہیں ڈگمگائیں گے اور اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کرلی جائے گی:

عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ. ❷

پہلا سوال یہ ہوگا کہ تو نے عمر کن کاموں میں گزاری، یعنی اچھے کاموں میں یا برے کاموں میں؟

دوسرا سوال یہ ہوگا کہ جتنا تو نے علم حاصل کیا تھا اس کے مطابق کتنا عمل کیا۔

تیسرا اور چوتھا سوال یہ ہوگا کہ مال کہاں سے اور کس طریقے سے کمایا یعنی حلال طریقے سے کمایا یا حرام طریقے سے؟ اور کن کاموں میں وہ مال خرچ کیا (جائز جگہوں میں یا

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة: مسند عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهم، ج ١١ ص ٢٣٣، رقم الحديث: ٦٦٥٢/قال المنذري في الترغيب والترهيب (٢/ ٣٤٥) رواه أحمد والطبراني وإسنادهما حسن/قال الهيثمي في مجمع الزوائد (١٠/ ٢٩٥) رواه أحمد والطبراني وإسنادهما حسن /قال الألباني في صحيح الترغيب والترهيب (٢/ ٣١٧) صحيح

❷ سنن الترمذي: أبواب صفة القيامة، باب في القيامة، رقم الحديث: ٢٤١٧

ناجائز جگہوں میں)؟

اور پانچواں سوال یہ ہوگا کہ اپنے جسم کو کن کاموں میں لگایا، یعنی اپنی زندگی کن کاموں میں گزاری۔

تجارت کے لیے سات نبوی اصول

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَطْيَبَ الْكَسْبِ كَسْبُ التُّجَّارِ الَّذِينَ إِذَا حَدَّثُوا لَمْ يَكْذِبُوا، وَإِذَا ائْتُمِنُوا لَمْ يَخُونُوا، وَإِذَا وَعَدُوا لَمْ يُخْلِفُوا، وَإِذَا اشْتَرَوْا لَمْ يَذُمُّوا، وَإِذَا بَاعُوا لَمْ يُطْرُوا، وَإِذَا كَانَ عَلَيْهِمْ لَمْ يَمْطُلُوا، وَإِذَا كَانَ لَهُمْ لَمْ يُعَسِّرُوا. ❶

ترجمہ: سب سے پاکیزہ پیشہ ان تاجروں کا پیشہ ہے کہ جو وہ بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، اور جب انھیں امانت دار بنایا جائے اور امانت ان کے سپرد کی جائے تو خیانت نہ کریں، اور جب وہ وعدہ کریں تو وعدہ خلافی نہ کریں، اور جب وہ کسی سے کوئی چیز خریدیں تو اس چیز کی ناجائز مذمت نہ کریں (یعنی اس چیز کو خواہ مخواہ ناقص قرار نہ دیں،) اور جب وہ کوئی چیز بیچیں تو اس کی بے جا تعریف نہ کریں، اور جب ان پر کوئی قرض وغیرہ واجب الاداء ہو تو وہ ٹال مٹول نہ کریں، اور جب ان کا کوئی حق قرض وغیرہ کسی کے ذمہ واجب الاداء ہو تو وہ حق وصول کرنے میں سختی نہ کریں۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجار کے لیے سات اصول ذکر فرمائے ہیں:

۱......سچ بولنا اور جھوٹ سے بچنا۔

۲......امانت دار ہونا اور خیانت سے احتراز کرنا۔

---

❶ شعب الإيمان للبيهقي، باب حفظ اللسان عما لا يحتاج إليه، ج٦ ص٤٨٨ رقم الحديث: ٤٥١٣

۳......وعدہ پورا کرنا اور وعدہ خلافی سے اجتناب کرنا۔

۴......دوسرے تاجروں کی چیزوں کی بے جا تنقیص و مذمت نہ کرنا۔

۵......اپنی چیزوں کی بے جا تعریف سے بچنا۔

۶......قرض کی ادائیگی میں حتی الوسع عجلت کرنا اور ٹال مٹول نہ کرنا۔

۷......قرض داروں سے قرض وصول کرنے میں نرم رویہ اختیار کرنا اور سختی وشدت سے پرہیز کرنا۔

یہ سات اصول کتنے مبارک اور جامع ونافع ہیں۔ اگر تجار ان سب اصولوں پر عمل پیرا ہوجائیں تو ان کی تجارت میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں گی۔ مال ودولت کی کثرت کے چکر میں انسان حرام سے بچے، اسلئے کہ یہ مال وزر دونوں بے وفا ہیں اُس وقت تک نفع نہیں دیتے جب تک انسان کے ہاتھ سے نکل نہ جائیں۔

سونے کی وجہ تسمیہ اور مال وزر کی بے وفائی

سیم وزر کی بے وفائی کی واضح دلیل یہ ہے کہ وہ اس وقت تک انسان کو نفع نہیں دیتے جب تک انسان انھیں اپنی ملک اور اپنے قبضے سے نکال کر غیر کے حوالے نہ کردے۔

علماء ادب لکھتے ہیں کہ سونے کا نام عربی میں ”ذھب“ ہے اور ذہب سب سے اعلیٰ اور قیمتی مال ہے لیکن عربی زبان جو سید الالسنہ اور اللہ تعالیٰ کی محبوب زبان ہے اس میں سونے کے نام یعنی ”ذھب“ میں سونے کی بے وفائی، برے انجام اور اس کی بری حقیقت کی طرف واضح طور پر دو لطیف اشارے ہیں۔

پہلا اشارہ اس کے فانی ہونے کی طرف ہے، اس اشارے کا بیان یہ ہے کہ ذہب، ذہاب سے مأخوذ ہے۔ ذہاب کا معنی ہے چلا جانا اور ثابت ودائم نہ ہونا، پس اس میں

اشارہ ہے کہ سونا ثابت اور دائمی رفاقت والی چیز نہیں بلکہ فانی ہے، اور انسان سے چلی جانے ولی چیز ہے۔

بہرحال اس میں اشارہ ہے کہ سونا فانی چیز ہے، اور جب سونا فانی چیز ہے باوجود اس کے کہ وہ سب سے اعلیٰ مال ہے تو ثابت ہوا کہ دیگر اقسامِ اموال بطریق اولیٰ فانی اور غیر باقی ہیں۔

دوسرا اشارہ لفظ ”ذھب“ میں اس کی بے وفائی کی طرف:

قَالُوْا سُمِيَّ الذَّهَبُ ذَهَبًا لِأَنَّهُ لَا يَنْفَعُ إِلَّا بَعْدَ مَا يَذْهَبُ عَنْكَ.

ذہب (سونے) کا نام اس لیے ذہب رکھا گیا کہ سونا جب تک تیرے ہاتھ سے چلا نہیں جاتا اس وقت تک وہ تجھے نفع نہیں پہنچا سکتا۔

کیوں کہ خود سونا نہ کھایا جاسکتا ہے اور نہ پیا جاسکتا ہے اور نہ پہنا جاسکتا ہے۔ البتہ سونا دے کر اس کے بدلے میں آپ کھانے پینے اور پہننے کا سامان خرید سکتے ہیں۔

اِنَّ أَوَّلَ مَا ضُرِبَ الدِّيْنَارُ وَالدِّرْهِمُ رَفَعَهُمَا اِبْلِيْسُ ثُمَّ وَضَعَهُمَا عَلٰى جَبْهَتِهٖ ثُمَّ قَبَّلَهُمَا وَقَالَ: مَنْ أَحَبَّكُمَا فَهُوَ عَبْدِيْ حَقًّا. ❶

ترجمہ: جب پہلی مرتبہ دینار اور درہم ڈھالے گئے اور تیار کیے گئے تو شیطان نے ان دونوں کو بڑی رغبت کے ساتھ اُٹھا کر اپنے ماتھے پر رکھا، پھر انھیں بوسہ دیا اور کہا کہ جو آدمی تم دونوں سے زیادہ محبت کرے گا اور زیادہ پسند کرے گا وہ آدمی میرا حقیقی غلام اور تابعدار ہوگا۔

مال و دولت سے انسان کبھی سیر نہیں ہوتا، جتنی بڑھتی جاتی ہے اتنی حرص میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، انسان کا حریص پیٹ صرف قبر کی مٹی سے بھرے گا۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج۳ص ۲۳۳

انسان کبھی مال ودولت سے سیر نہیں ہوتا

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ لَهُ ثَالِثٌ، وَلَا يَمْلَأُ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ. ❶

ترجمہ: اگر ابن آدم کے لیے سونے سے بھری ہوئی دو وادیاں ہوں (دو پہاڑوں کے درمیان میدانی جگہ وادی کہلاتی ہے) تو بھی وہ اس بات کی خواہش کرے گا کہ کاش اس کے پاس سونے کی تیسری وادی بھی ہوتی۔ بس ابن آدم کے حریص منہ کو صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ ہاں اگر وہ اس حریصانہ سوچ سے باز آ جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے ہیں۔

موت کے بعد میت کے ساتھ تین چیزوں کا تعلق

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ میت کے ساتھ تین چیزوں کا تعلق ہوتا ہے، جن میں سے دو چیزیں یہیں دنیا میں رہ جاتی ہیں اور میت سے ان کا تعلق ختم ہو جاتا ہے اور ایک چیز میت کے ساتھ جاتی ہے۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں اہل وعیال، مال اور اعمال۔ اہل وعیال اور مال سے میت کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور یہ دونوں چیزیں دنیا میں ہی رہ جاتی ہیں، اور میت کے اعمال موت کے بعد بھی میت کے ساتھ رہتے ہیں:

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ

❶ سنن الترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء لو كان لابن آدم واديان من مال لابتغى ثالثا، رقم الحديث: ۲۳۳۷

أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ. ❶

حدیث مذکور کے مفہوم کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں انسان کی محبوب ترین چیزیں تین ہیں۔ مال، دوم احباب ورشتہ دار، سوم اعمال۔

ان تین امور میں سے پہلے دو امور کا تعلق اور وابستگی انسان کے ساتھ پائیدار نہیں۔ انسان کے ساتھ ان دو کا تعلق صرف موت تک ہے یا زیادہ سے زیادہ قبر تک، اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ تعلق ناپیدار اور بے اعتبار ہے، یہ تعلق اعتماد کے قابل نہیں ہے۔

البتہ اعمال کا تعلق پائیدار اور دائمی ہے، وہ موت کے بعد قبر میں بھی ساتھ رہیں گے اور برزخی زندگی کے بعد آخرت کی تمام منازل میں بھی ساتھ رہیں گے حتی کہ جنت و دوزخ میں بھی اچھے اور برے اعمال کا تعلق باقی رہے گا۔ لہٰذا عقل مند وہ شخص ہے جو اچھے اعمال اپنائے اور برے اعمال سے بچے۔ نیز عقل مند وہ انسان ہے جو اپنے دل کو مال کی حرص اور اس کی محبت سے خالی اور پاک رکھے، اور اپنے آپ کو رزقِ حلال سے جوڑے اور حلال پیشیوں کو اختیار کرے۔

مالِ حرام سے پرورش پانے والا جسم جہنم کا حقدار ہے

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ، إِنَّهُ لَا يَرْبُو لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ إِلَّا كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ. ❷

ترجمہ: اے کعب بن عجرہ! کوئی جسم مال حرام سے پرورش نہیں پاتا مگر جہنم کی آگ اس

❶ صحیح ابن حبان: کتاب الجنائز، ذکر الخصال اللتی تتبع جنازة المیت إلخ، ج۷ ص ۳۷۴ رقم الحدیث: ۳۱۰۷

❷ سنن الترمذی: أبواب السفر: باب ما ذکر فی فضل الصلاة، رقم الحدیث: ۶۱۴

کیلئے مناسب ہے۔

ان آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام نے کس قدر حلال کمائی کی ترغیب دی ہے اور حرام سے بچنے کی کتنی تاکید کی ہے۔حرام کمائی کی مختلف صورتیں ہیں۔

ناجائز کمائی کے طریقے

باطل اور ناجائز طریقے سے دوسروں کا مال کھانا حرام ہے اور اس میں حرام خوری کی ہر صورت داخل ہے، خواہ لُوٹ مار کرکے ہو یا چوری، جوئے، سود، رشوت میں سے کسی طریقے سے یا جھوٹی گواہی دے کر گواہ نے کمایا ہو، یا جھوٹا فیصلہ دے کر قاضی و جج نے مال پانی وصول کیا، یا جھوٹ کی وکالت کرکے وکیل نے فیس لی یا یتیم، بیوہ، غریب امیر الغرض کسی کے مال میں خیانت کرکے، ڈنڈی مارکر یا کسی بھی طرح دھوکہ دے کر مال ہتھیا لیا، یا حرام تماشوں جیسے فلموں، ڈراموں، گانے بجانے کی اجرت وصول کی، یا حرام کاموں یا حرام چیزوں کا معاوضہ ہو یا بلا اجازتِ شرعی بھیک مانگ کر رقم لی ہو، یہ سب ممنوع و حرام ہیں۔

ان تمام حرام کاموں سے بچیں اور حلال رزق تلاش کریں جیسے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام حلال رزق کماتے تھے، اور مختلف پیشے اختیار کرکے حلال رزق حاصل کرتے تھے۔

حضراتِ انبیاء علیہم السلام اور پیشہ رزق حلال

۱......حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کرتے تھے۔

۲......حضرت نوح علیہ السلام نجّاری یعنی بڑھئی کا کام کرتے تھے۔

۳......حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے۔

۴......حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام نے کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کیا۔

۵......حضرت شعیب علیہ السلام مویشی پالتے تھے اور ان کا دودھ اور اون فروخت

کرتے تھے۔

۶......حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پیشہ گلّہ بانی تھا۔

۷......حضرت داود علیہ السلام زرہ بناتے تھے۔

۸......حضرت سلیمان علیہ السلام عظیم سلطنت کے حکمران ہونے کے باوجود اپنی گزر بسر کے لیے ٹوکریاں اور زنبیلیں بناتے تھے۔

۹......حضرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اُجرت پر بکریاں بھی چرائیں اور تجارت بھی کی۔ ❶

تو حضرات انبیاء علیہم السلام حلال رزق کماتے تھے اور مختلف پیشے اختیار کر کے انہوں نے اپنی زندگی بسر کی۔

احادیثِ مبارکہ میں حرام تو دور کی بات مشتبہ چیزوں سے بھی اپنے آپ کو بچانے کا حکم دیا گیا ہے۔

احادیثِ مبارکہ کے روشنی میں مشتبہ مال اوراشیاء سے بچنا

مشتبہ چیزوں سے بچنا دین وعزت کی حفاظت کا ذریعہ ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ، وَبَیْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَایَعْلَمُهَا کَثِیرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَی الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِینِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ: کَرَاعٍ یَرْعَی حَوْلَ الْحِمَی، یُوشِکُ أَنْ یُوَاقِعَهُ، أَلَا وَإِنَّ لِکُلِّ مَلِکٍ حِمًی، أَلَا إِنَّ حِمَی اللَّهِ فِی أَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً: إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ

❶ اتقاء الحرام والشبهات فی طلب الرزق: الفصل الثالث، ص ۶۴، ۶۵

الْجَسَدُ كُلُّهُ،وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ،أَلَاوَهِيَ القَلْبُ. ❶

ترجمہ: حلال ظاہر ہے اور حرام (بھی ظاہر ہے) اور دونوں کے درمیان میں شبہ کی چیزیں ہیں کہ جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص شبہ کی چیزوں سے بچے اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو شخص شبہوں (کی چیزوں) میں مبتلا ہو جائے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے کہ جانور شاہی چراگاہ کے قریب چر رہا ہو جس کے متعلق اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک دن اس کے اندر بھی داخل ہو جائے (لوگو) آگاہ ہو جاؤ کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں اس کی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں، خبردار ہو جاؤ کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے، سنو وہ ٹکڑا دل ہے۔

متقین کے مقام تک پہنچنے کا راستہ

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَبْلُغُ العَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُتَّقِينَ حَتَّى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا لِمَا بِهِ البَأْسُ. ❷

ترجمہ: بندہ اس وقت تک کامل پرہیزگاروں کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ان چیزوں کو نہ چھوڑ دے جن میں کوئی قباحت نہیں ہے تا کہ اس طرح وہ ان چیزوں سے بچ سکے جن میں قباحت ہے۔

❶ صحيح البخاری: كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه، رقم الحديث: ۵۲

❷ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقاق والورع، باب ما جاء فی صفة الأوانی، باب منه، رقم الحديث: ۲۴۵۱، قال الترمذی: هذاحديث حسن غريب/المستدرك على الصحيحيين: كتاب الرقاق، ج۴ ص۳۵۵، رقم الحديث: ۷۸۹۹، قال الحاكم: هذاحديث صحيح الإسنادووافقه الذهبی

مشتبہ اور مشکوک اشیاء کو چھوڑ دیں

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کی یہ بات محفوظ کی کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ، وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ. ❶

ترجمہ: چھوڑ دے اس چیز کو جو تجھے شک میں ڈالے، اس چیز کے لیے جو تجھے شک میں نہ ڈالے، بے شک سچ طمانینت کا ذریعہ ہے اور جھوٹ شک ہے۔

مؤمن کی مثال کھجور کے درخت کی مانند ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ النَّحْلَةِ، أَكَلَتْ طَيِّبًا وَوَضَعَتْ طَيِّبًا، وَوَقَعَتْ فَلَمْ تَكْسِرْ وَلَمْ تُفْسِدْ. ❷

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! بے شک مؤمن کی مثال کھجور کی طرح ہے کہ کھاتا بھی پاکیزہ ہے اور جنتا بھی پاکیزہ ہے اور گر جاتا ہے نہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی خراب ہوتا ہے۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقاق والورع، باب ما جاء فی صفة الأوانی، باب منه، رقم الحديث: ۲۵۱۸

❷ مسند أحمد: ج ۱۱ ص ۴۵۸، رقم الحديث: ۶۸۷۲/ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الزهد، باب ما جاء فی فضل الورع والزهد، ج ۱۰ ص ۲۹۵، رقم الحديث: ۱۸۱۲۱/ قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ أَحْمَدُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ تَقَدَّمَ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ غَيْرَ أَبِي سَبْرَةَ، وَقَدْ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ/ سلسلة الأحاديث الصحيحة: ج ۵ ص ۳۶۰، رقم الحديث: ۲۲۸۸

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشتبہ کھجور نہ کھانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راستے سے گزر رہے تھے، وہاں آپ نے ایک کھجور کا دانہ پڑا دیکھا، تو ارشاد فرمایا کہ:

لَوْلَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَکَلْتُھَا. ❶

ترجمہ: اگر مجھے اس کھجور کے بارے میں صدقہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اسے کھالیتا۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کے شبہ کی وجہ سے وہ کھجور نہیں کھائی، باوجودیکہ آپ کو ضرورت تھی، اسی لیے ضرورت کے مواقع پر بھی انسان اپنے آپ کو مشتبہ اشیاء سے بچائے، یہ کمالِ احتیاط ہے۔

مالِ حرام روزِ محشر کو گواہی دے گا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن منبر پر بیٹھے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد تم لوگوں کے متعلق دنیا کی زیب وزینت سے ڈرتا ہوں کہ اس کے دروازے تم پر کھول دیئے جائیں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا اچھی چیز بری چیز کو لائے گی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، تو اس شخص سے کہا گیا، کیا بات ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا ہے اور حضور تجھ سے گفتگو نہیں کرتے۔ ہم نے خیال کیا کہ آپ پر وحی اتر رہی ہے، آپ نے چہرے سے پسینہ پونچھا اور فرمایا کہ سوال کرنے والا کہاں ہے۔ گویا اس کی تعریف کی اور فرمایا:

إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ، وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ، إِلَّا آكِلَةَ الْخَضْرَاءِ، أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ،

❶ صحیح البخاری: کتاب البیوع: باب ما یتنزہ من الشبہات، رقم الحدیث: ۲۰۵۵

فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ، وَرَتَعَتْ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: اچھی چیز بری چیز پیدا نہیں کرتی مگر موسم ربیع میں ایسی گھاس بھی اگتی ہے جو مار ڈالتی ہے یا تکلیف میں مبتلا کر دیتی ہے، مگر اس جانور کو جو ہری گھاس چرے یہاں تک کہ جب دونوں پیٹ بھر جائیں، تو وہ آفتاب کی طرف رخ کر کے لید اور پیشاب کرے اور چرتا رہے، اسی طرح یہ مال سرسبز وشاداب اور میٹھا ہے، کیا ہی بہتر ہے مسلمان کا مال کہ اس میں سے مسکین، یتیم اور مسافروں کو دیتا ہے، یا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس کو ناحق لیتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے مگر اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور قیامت کے دن اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا دودھ کے بارے میں احتیاط

عبدالوہاب بن ابوحفص رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے روزے کی حالت میں شام کی، جب افطار کا وقت ہوا تو انکے پاس دودھ کا ایک پیالہ لایا گیا، حضرت داؤد علیہ السلام نے پوچھا: یہ کہاں سے آیا؟ بتایا گیا کہ یہ ہماری بکریوں کا ہے، پھر پوچھا: انکی قیمت کہاں سے آئی؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ کیوں اتنا پوچھ رہے ہیں؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا:

إِنَّا مَعَاشِرَ الرُّسُلِ، أُمِرْنَا أَنْ نَأْكُلَ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَنَعْمَلَ صَالِحًا. ❷

❶ صحيح البخاري: كتاب الزكوة، باب الصدقة على اليتامى، رقم الحديث: ١٤٦٥

❷ تاريخ مدينة دمشق: حرف الدال، ترجمة: داؤد بن ايشا، ج١٧ ص ٩٦، رقم الترجمة: ٢٠٣٧

ترجمہ: ہم لوگ رسولوں کی جماعت ہیں، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم لوگ حلال کھائیں اور نیک عمل کریں۔

انسان تقویٰ کی حیثیت کو کب پا سکتا ہے

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُصِيبُ رَجُلٌ حَقِيقَةَ التَّقْوَى حَتَّى يُحِيلَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَرَامِ حَاجِزًا مِنَ الْحَلَالِ وَحَتَّى يَدَعَ الْإِثْمَ وَمَا تَشَابَهَ مِنْهُ. ❶

ترجمہ: کوئی آدمی اس وقت تک تقویٰ کی حقیقت کو نہیں پا سکتا جب تک اس میں دو باتیں نہ ہوں، پہلی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اور حرام چیز کے درمیان حلال امور کی دیوار کھڑی کردے (یعنی حلال مال کے ذریعے حرام مال کو روک دے) اور دوسری بات یہ کہ وہ چھوٹے گناہوں کو بھی چھوڑ دے اور جس چیز میں گناہ کا شبہ ہو اسے بھی چھوڑ دے۔

أَبُو مُوسَى إِسْرَائِيلُ، قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ، يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ الذَّنْبَ فَمَا يَزَالُ بِهِ كَئِيبًا. ❷

ترجمہ: ابو موسیٰ اسرائیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو بندہ گناہ کرتا ہے وہ اس گناہ کی وجہ سے ہمیشہ مغموم اور پریشان رہتا ہے۔

رزقِ حلال سے متعلق اسلافِ امت کے تئیس زریں اقوال

افضل عبادت ورع ہے

۱......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

إِنَّكُمْ لَتَغْفُلُونَ عَنْ أَفْضَلِ الْعِبَادَةِ هُوَ الْوَرَعُ. ❸

❶ حلية الأولياء: ترجمة: سفيان بن عيينة، ج ٧ ص ٢٨٨

❷ حلية الأولياء: ترجمة: سفيان بن عيينة، ج ٧ ص ٢٨٨

❸ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج ٢ ص ٩١

ترجمہ:تم لوگ افضل ترین عبادت ورع سے غافل ہو (یعنی احتیاط کے ساتھ زندگی گزارنااور حرام سے بچنا)

رزقِ حلال کی اہمیت

۲......حضرت عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

مَـامِـنْ مَوْطِنٍ يَأتِيْنِى فِيْهِ الْمَوْتُ أَحَبُّ إِلَىَّ مِنْ مَوْطِنٍ أَتَسَوَّقُ فِيْهِ لِأَهْلِى أَبِيْعُ وَأَشْتَرِى فِىْ رَحْلِىْ.❶

ترجمہ:وہ جگہ جہاں میری موت آئے اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے جہاں میں اپنے گھر والوں کے لئے اپنے کجاوے میں خرید وفروخت کروں۔

میں اُس شخص سے ناراض ہوتا ہوں

۳......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

إِنِّى لَأَمْقُتُ الرَّجُلَ أَرَاهُ فَارِغًا،لَا فِى أَمْرِ الدُّنْيَا،وَلَا فِى أَمْرِ الْآخِرَةِ.❷

ترجمہ:مجھے اس شخص پر بڑا غصہ آتا ہے جسے فارغ دیکھتا ہوں جو نہ دنیا کے کام میں ہوتا ہے اور نہ آخرت کے۔

عبادت کی قبولیت کے لئے شرط

۴......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

لَوْ صَـلَّيْتُمْ حَتَّى تَكُونُوا كَالْحَنَايَا،وَصُمْتُمْ حَتَّى تَكُونُوا كَالْأَوْتَارِ لَمْ يَقْبَلْ ذٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا بِوَرَعٍ حَاجِزٍ.❸

❶قوت القلوب:الفصل السابع والأربعون،ج۲ص ۱۳۴۱

❷الزهد لوكيع:باب الحساب ،ج۱ص ۶۵۲،الرقم :۳۶۹

❸إحياء علوم الدين:كتاب الحلال والحرام ،ج۲ص ۹۱

ترجمہ: اگر تم اتنی نمازیں پڑھو کہ کمان کی طرح تمھاری کمر جھک جائے اور اتنے روزے رکھو کہ تانت کی طرح کمزور ہو جاؤ، تو تمھاری یہ نمازیں اور روزے قبول نہیں ہوں گے جب تک کہ تم حرام امور سے اجتناب نہ کرو۔

حلال پر زندگی گزارنے والا صدیق ہوتا ہے

۵......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ مَایَدْخُلُ فِیْ جَوْفِهٖ کَتَبَهُ اللّٰهُ صَدِیْقاًفَانْظُرْ عِنْدَ مَنْ تَفطَّرَ یَا مِسْکِیْن. ❶

ترجمہ: جو شخص دیکھ بھال کر کے کھاتا ہے اللہ تعالی اسکو صدیق لکھ دیتا ہے، اس لئے افطار کرنے سے پہلے یہ دیکھ لیا کرو کہ کہاں افطار کر رہے ہو؟

اطاعت کی توفیق لقمہ حلال سے ہوتی ہے

۶......حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلطَّاعَةُ خَزَانَةُ مِنْ خَزَائِنِ اللّٰهِ إِلَّا أَنَّ مِفْتَاحَهَاالدُّعَاءُ وَأَسْنَانُهُ لُقْمَةُ الْحَلَالِ. ❷

ترجمہ: اطاعت اللہ تعالی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، اس خزانے کی کنجی دعا ہے اور کنجی کے دندانے حلال غذا کے لقمے ہیں۔

رزقِ حلال اور مالِ حرام کی مثال

۷......حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَنْفَقَ مِنَ الْحَرَامِ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ کَانَ کَمَنْ طَهُرَ الثَّوْبُ النَّجَسُ

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج۲ ص ۹۱

❷ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج۲ ص ۹۱

بِـالْبَـوْلِ وَالثَّـوْبُ الـنَّـجَّـسُ لَا يَـطْهُـرُهُ إِلَّاالْـمَـاءُ وَالذَّنْبِ لَايُكَفِّرُهُ إِلَّا الْحَلَالُ. ❶

ترجمہ: اللہ کے راستے میں مال حرام خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسے کوئی شخص کپڑے پر لگی ہوئی نجاست کو پیشاب سے دھوئے، جسطرح کپڑے کی طہارت کیلئے پاک پانی ضروری ہے اسی طرح گناہوں کے کفارے کے لیے حلال مال ضروری ہے۔

ایمان کی حقیقت چار خصلتوں پر مبنی ہے

۸......حضرت سہل تستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِيقَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يَكُونَ فِيهِ أَرْبَعُ خِصَالٍ: أَدَاءُ الْفَرَائِضِ بِـالسُّـنَّةِ، وَأَكْلُ الْحَلَالِ بِالْوَرَعِ، وَاجْتِنَابُ النَّهْيِ ظَاهِرًا وَبَاطِنًا، وَالصَّبْرُ عَلَى ذَلِكَ إِلَى الْمَوْتِ. ❷

ترجمہ: بندہ ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک اسمیں چار خصلتیں نہ ہوں: ۱......سنتوں کیساتھ فرائض ادا کرنا۔ ۲......ورع کیساتھ حلال غذا کھانا۔ ۳......ظاہر وباطن کی منہیات سے اجتناب کرنا۔ ۴......ان تینوں خصلتوں کی زندگی کی آخری سانس تک پابندی کرنا۔

ایک مشتبہ درہم کا لوٹانا ایک لاکھ دراہم کے صدقہ سے بہتر ہے

۹......حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَدُّدِرْهَـمٍ مِـنْ شُبْهَةٍ أَحَـبُّ إِلَـيَّ مِـنْ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِمَائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ وَمَائَةِ أَلْفٍ وَّمَائَةِ أَلْفٍ حَتَّى بَلَغَ إِلَى سِتَّمَائَةِ أَلْفٍ. ❸

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج۲ ص ۹۱

❷ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج۲ ص ۹۱

❸ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج۲ ص ۹۱

ترجمہ: ایک مشتبہ درہم کا واپس کردینا میرے نزدیک ایک لاکھ سے چھ لاکھ درہم تک خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

مالِ حلال اور حرام کے اثرات

۱۰......حضرت سہل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَكَلَ الْحَرَامَ عَصَتْ جَوَارِحُهُ شَاءَ أَمْ أَبَى عَلِمَ أَوْ لَمْ يَعْلَمْ وَمَنْ كَانَتْ طُعْمَتُهُ حَلَالًا أَطَاعَتْهُ جَوَارِحُهُ وَوُفِّقَتْ لِلْخَيْرَاتِ. ❶

ترجمہ: جو شخص حرام غذا کھاتا ہے اس کے اعضاء باری تعالی کی نافرمانی کرتے ہیں، خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے، خواہ اُسے علم ہو یا نہ ہو، اور جو شخص حلال غذا کھاتا ہے اسکے اعضاء باری تعالی کے اطاعت کرتے ہیں اور انہیں خیر کی توفیق عطاء کی جاتی ہے۔

نجات تین چیزوں میں ہے

۱۱......حضرت سری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلنَّجَاةُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي طِيبِ الْغِذَى وَكَمَالِ التُّقَى، وَطَرِيقِ الْهُدَى. ❷

ترجمہ: نجات تین چیزوں میں ہیں: پاکیزہ غذا کھانا، مکمل تقوی اختیار کرنا اور ہدایت کی راہ پر چلنا۔

ابلیس حرام کھانے والے کو بہکاتا نہیں ہے

۱۲......یوسف بن اسباط رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی نوجوان بندہ عبادت کرنے لگتا ہے تو ابلیس اپنے معاونین سے کہتا ہے "**اُنْظُرُوا مِنْ أَيْنَ مَطْعَمُهُ**" دیکھو! اسکا کھانا کہاں سے آتا ہے۔ اگر اسکا کھانا برا اور ناجائز ہوتا ہے تو ابلیس کہتا ہے:

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج ۲ ص ۹۱

❷ شعب الإيمان: المطاعم والمشارب ومايجب التورع منها، ج ۷ ص ۵۱۳، رقم الحديث: ۵۳۸۹

دَعُوهُ،لا تَشْتَغِلُوا بِهِ،دَعُوهُ يَجْتَهِدُ وَيَنْصَبُ فَقَدْ كَفَاكُمْ نَصِيبَهُ. ❶

ترجمہ: اسکو اپنے حالت پر چھوڑ دو، اس کے ساتھ مشغول نہ ہو، اسکو چھوڑ دو کہ عبادت خوب کرے اور اپنے آپ کو تھکا دے، اس کے حصے نے تمھاری طرف سے کفایت کر لی ہے۔

یعنی جسکا کھانا حرام کا ہو تو اسکی عبادت قبول نہیں ہوتی، تو ابلیس کہتا ہے کہ اسکو بہکانے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ پہلے سے بہکا ہوا ہے۔

کھانے میں احتیاط زہد کا ذریعہ ہے

۱۳......حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ نَظَرَ فِي مَطْعَمِهِ دَخَلَ عَلَيْهِ الزُّهْدُ مِنْ غَيْرِ دَعْوَى،وَلا يَشُمُّ طَرِيقَ الصِّدْقِ عَبْدٌ دَاهَنَ نَفْسَهُ أَوْ دَاهَنَ غَيْرَهُ. ❷

ترجمہ: جو شخص اپنے کھانے پر نظر رکھتا ہے (یعنی احتیاط کرتا ہے کہ حرام نہ ہو) تو اس پر بغیر دعوی کے زہد داخل ہو جاتا ہے، اور وہ شخص سچائی کے راستے کی بو بھی نہیں سونگھے گا جو اپنے نفس کو یا دوسرے کو (دین کے معاملے میں) سست کر دے۔

ہمارے اصول پانچ ہیں

۱۴......حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أُصُولُنَا خَمْسَةُ أَشْيَاءٍ التَّمَسُّكُ بِكِتَابِ اللَّهِ،وَالاقْتِدَاءُ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،وَأَكْلُ الْحَلالِ،وَاجْتِنَابُ الْآثَامِ، وَأَدَاءُ الْحُقُوقِ. ❸

ترجمہ: ہمارے اصول پانچ چیزیں ہیں: کتاب اللہ کو مضبوطی سے تھامنا، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنا، حلال کھانا، گناہوں سے بچنا اور حقوق ادا کرنا۔

❶الزهد الكبير للبيهقي: ج ١ ص ٣٤٢، الرقم: ٩٣٦
❷الزهد الكبير للبيهقي: ج ١ ص ٣٤٣، الرقم: ٩٣٧
❸الزهد الكبير للبيهقي: ج ١ ص ٣٤٤، الرقم: ٩٤٢

مالِ حرام والا خواہشات کے زیر اثر بولتا ہے

۱۵......حضراتِ سلف فرمایا کرتے تھے:

أَنَّ الْوَاعِظَ كَانَ إِذَا جَلَسَ لِلنَّاسِ قَالَ الْعُلَمَاءُ تَفَقَّدُوا مِنْهُ ثَلاثًا فَإِنْ كَانَ مُعْتَقِدًا لِبِدْعَةٍ فَلا تُجَالِسُوهُ فَإِنَّهُ عَنْ لِسَانِ الشَّيْطَانِ يَنْطِقُ وَإِنْ كَانَ سَيِّئُ الطُّعْمَةِ فَعَنِ الْهَوَى يَنْطِقُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَكِينَ الْعَقْلِ فَإِنَّهُ يُفْسِدُ بِكَلامِهِ أَكْثَرَ مِمَّا يُصْلِحُ فَلا تُجَالِسُوهُ. ❶

ترجمہ: جب کوئی واعظ وعظ کہنے کے لیے بیٹھے تو اس میں تین باتیں دیکھو، اگر وہ مبتدعانہ خیالات رکھتا ہو تو اس کے پاس مت بیٹھو، اس لیے کہ بدعتی شیطان کی زبان سے بولتا ہے۔ اور اگر بری غذا استعمال کرتا ہے تو بھی اس سے کنارہ کشی اختیار کرو کیوں کہ ایسا شخص خواہشات نفسانی کے زیر اثر خطاب کرتا ہے، اگر اس کے شعور میں پختگی نہ ہو تب بھی اس کی بات مت سنو اس لیے کہ ایسا شخص اصلاح کے بجائے بگاڑ اور فساد کا بیج بوتا ہے۔

سچا تاجر پسندیدہ شخص ہے

۱۶......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے سچے تاجر کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے یا عبادت کے لئے فارغ شخص، آپ نے فرمایا:

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ أَحَبُّ إِلَيَّ لِأَنَّهُ فِيْ جِهَادٍ يَأْتِيْهِ الشَّيْطَانُ مِنْ طَرِيْقِ الْمِكْيَالِ وَالْمِيْزَانِ وَمِنْ قِبَلِ الْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ فَيُجَاهِدُهُ. ❷

ترجمہ: سچا تاجر میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ وہ جہاد میں مصروف ہے،

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج ۲ ص ۹۱

❷ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۳۱

شیطان ناپ تول کے راستے سے اور لینے دینے کی جانب سے اس کے سامنے آتا ہے اور پھر وہ اس کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔

لوگوں سے استغناء میں عافیت ہے

۱۷...... حضرت ایوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوقلابہ رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا:

إِلْزَمِ السُّوقَ فَإِنَّ الْغِنَى مِنَ الْعَافِيَةِ يَعْنِى الْغِنَى عَنِ النَّاسِ وَاللّٰه أَعْلَمُ وَالْغِنَى اَلَّذِى يُطَاعُ اللّٰه تَعَالَى بِهِ. ❶

ترجمہ: بازار کو لازم پکڑلو کیونکہ تونگری عافیت کی چیز ہے۔ یعنی لوگوں سے استغنا ملتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں، حقیقی مالداری وہی ہے کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے۔

تجارت میں برکت ہے

۱۸...... بعض سلف فرماتے ہیں:

اِتَّجِرْ وَبِعْ وَاشْتَرِ وَلَوْ بِرَأْسِ الْمَالِ يَجْعَلُ لَكَ مِنَ الْبَرَكَةِ مَالاَ يَجْعَل لِصَاحِبِ الزَّرْعِ. ❷

ترجمہ: تجارت کر اور خرید وفروخت کر، خواہ بغیر نفع ونقصان ہی کیوں نہ ہو، اس میں تیرے لئے وہ برکت ہے جو کھیتی والے کو نہیں۔

سچے تاجر کے مال میں برکت ہے

۱۹...... حضرت ابن محیریز جو کہ شام کے عابدوں میں سے تھے، فرماتے ہیں:

مَامِنْ طَعَامٍ أَمْلَأُ بِهِ مَابَيْنَ جَنْبِى بَعْدَ غَنِيمَةٍ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ مِنْ فَىْءٍ

❶ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج۲ ص ۴۳۱، ۴۳۲

❷ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج۲ ص ۴۳۲

الْمُشْرِكِيْنَ أُقِيْمَ بِهَا حَقُّ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ طَعَامٍ تَاجِرٍ صَدُوْقٍ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستے میں مشرکوں کے پاس سے آنے والے مال غنیمت کے بعد جس میں اللہ تعالی کا حق قائم ہو گیا ہو، سچے تاجر کے کھانے سے زیادہ پسندیدہ کوئی اور کھانا نہیں کہ جس سے میں اپنا پیٹ بھروں۔

جھوٹی قسم سے مال میں برکت ختم ہو جاتی ہے

۲۰......بعض اہل سلف فرماتے ہیں:

عَجَباً لِلتَّاجِرِ وَالْبَائِعِ كَيْفَ يَنْجُوْ يَزِنُ وَيَحْلِفُ بِالنَّهَارِ وَيَنَامُ بِاللَّيْلِ. ❷

ترجمہ: تعجب ہے اس تاجر اور بیچنے والے پر کہ وہ کیسے نجات پائے گا جو دن میں وزن کرتا ہے اور قسمیں کھاتا ہے اور رات کو سوتا ہے۔

احتیاط کرو ورنہ گناہ اپنا راستہ بنالے گا

۲۱......حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں:

كَمَا تَدْخُلُ الْحَيَّةُ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ كَذٰلِكَ تَدْخُلُ الْخَطِيْئَةُ بَيْنَ الْمُتَبَايِعَيْنِ. ❸

ترجمہ: جس طرح دو پتھروں کے درمیان سانپ گھس جاتا ہے اسی طرح دو خرید و فروخت کرنے والے کے درمیان گناہ گھس آتا ہے۔

تجارت میں دوسروں کی خیر خواہی کو ملحوظ رکھیں

۲۲......بعض علماء فرماتے ہیں:

مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ لِيَشْتَرِيَ وَيَبِيْعَ فَكَانَ دِرْهَمُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ دِرْهَمِ أَخِيْهِ

❶ قوت القلوب: الفصل السابع ولأربعون، ج۲ ص ۴۳۲

❷ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج۲ ص ۴۴۰

❸ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج۲ ص ۴۴۰

لَمْ يَنْصَحِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمَعَامَلَةِ. ❶

ترجمہ: جو آدمی خرید وفروخت کے لئے بازار میں داخل ہو، اور اس کے نزدیک اپنے بھائی کے درہم سے اپنا درہم زیادہ پسندیدہ ہو، اس نے معاملہ کرتے وقت مسلمانوں کو خیرخواہی نہیں کی۔

دوسروں کے لیے وہ پسند کریں جو اپنے لیے کرتے ہیں

۲۳......بعض علماء فرماتے ہیں:

مَنْ بَاعَ أَخَاهُ شَيْئًا بِدِرْهَمٍ وَهُوَ يُصْلَحُ لَهُ بِخَمْسَةِ دَوَانِيْق فَإِنَّهُ لَمْ يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَايُحِبَّ لِنَفْسِهِ حَتّٰى لَا يَبِيْعَ أَخَاهُ شَيْئًا بِدِرْهَمٍ. ❷

ترجمہ: جس نے اپنے بھائی کے سامنے ایک درہم میں ایک چیز فروخت کی اور اس کی مناسب قیمت پانچ دانق تھی تو اس نے اپنے بھائی کے لئے وہ پسند نہ کیا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے تا آنکہ وہ اپنے بھائی کو ایک درہم کی فروخت نہ کرے، جب تک کہ اسی قیمت میں وہ اسے نہ خریدے۔

اس لئے کاروبار کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ اپنے مال اور بھائی کے مال کو اپنے نزدیک برابر سمجھے تا کہ کاروبار کے وقت عدل کر سکے یا برابر برابر خریداری کرے اور کاروبار کے بارے میں شرعی احکام کی پابندی کی جا سکے اور اس طرح ہی اس کا مال، علم میں نیکی اور حکم میں مباح ہوسکتا ہے۔ اب اگر وہ مال کے سلسلہ میں بھی متقی ہوگا تو یہ مال خیانت، چوری، فساد، لوٹ اور دھوکہ کا ذریعہ نہیں بنے گا۔ دراصل مباح کاروبار میں بھی اسی قسم کی حرام صورتیں پائی جا سکتی ہیں اور اگر ان اشیاء کی زیادہ پرواہ نہ کی تو

❶ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۳۳

❷ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۳۳

اس کی کمائی مشتبہ ہوگئی۔ اس لئے کہ اس کے اندر حرام کی ملاوٹ کا خطرہ پیدا ہو چکا ہے اور اسے اس بات کا یقین نہیں ہے کہ وہ بالکل حلال اور درست کاروبار ہو، کیونکہ اس زمانہ میں تقوی اور پرہیزگاری کم ہوگئی اور حرام کی آمیزش بڑھ گئی ہے۔

اسلافِ امت کا مشتبہ اشیاء سے اجتناب اور محتاط طرزِ زندگی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشتبہ مال سے بچنا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے ایک غلام نے کھانے کی کوئی چیز ان کی خدمت میں پیش کی، آپ نے اس چیز میں سے کچھ کھالیا، اس کے بعد غلام نے بتایا کہ مجھے یہ چیز اس طرح حاصل ہوئی تھی کہ اسلام کے دور سے پہلے جاہلیت کے دور میں ایک آدمی کو میں نے اپنے آپ کو کاہن ظاہر کر کے کچھ بتلایا تھا، جیسے نجومی کاہن لوگ ہوتے ہیں، لوگوں کو مستقبل کے احوال وغیرہ بتلاتے رہتے ہیں، شریعت نے ان چیزوں سے سخت منع کیا ہے، ایسے لوگوں کے پاس جانا بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ ان سے مستقبل کے احوال پوچھے جائیں یا ان پر یقین کیا جائے، شریعت میں اس کی سخت ممانعت ہے۔ بہرحال! غلام نے کہا کہ اس کہانت کے بدلہ میں اس شخص نے مجھے یہ چیز دی تھی جو میں نے آپ کو کھانے کے لیے دی۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے:

فَاَدْخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَه فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهٖ. (۱)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے فوراً حلق میں انگلی ڈال کر جو کچھ پیٹ میں تھا قے کر دی۔

دیکھئے! یہ لاعلمی میں جو کھالیا یہ حرام نہیں تھا، مگر یہ ان حضرات کا تقویٰ تھا کہ جیسے ہی اشتباہ پیدا ہو گیا تو انہوں نے فوراً اپنے پیٹ سے اس چیز کو نکال دیا۔

(۱) صحیح البخاری: کتاب المناقب: باب ایام الجاهلیة، رقم الحدیث: ۳۸۴۲

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشتبہ مال سے بچنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دن امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دودھ نوش فرمایا تو انہیں بہت اچھا لگا، جس شخص نے انہیں دودھ پلایا تھا اس سے امیر المؤمنین نے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں کا ہے؟ اس نے انہیں بتایا کہ ایک پانی پر (یعنی نام لے کر بتایا کہ فلاں جگہ جہاں پانی تھا) میں گیا، وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ زکوۃ کے بہت سے اونٹ موجود ہیں اور انہیں پانی پلایا جا رہا ہے، پھر اونٹ والوں نے اونٹوں کا تھوڑا سا دودھ نکالا، اس میں سے تھوڑا سا دودھ میں نے بھی لے کر اپنی مشک میں ڈال لیا، یہ وہی دودھ ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے منہ میں ڈالا اور قے کر دی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل کمالِ تقویٰ اور انتہائی ورع کی بنا پر ہے، آپ کو جیسے معلوم ہوا فوراً قے کر دی۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رعایا کی اجازت کے بغیر شہد استعمال نہ کرنا

حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیمار ہوئے، ان کے لیے علاج میں شہد تجویز کیا گیا اور اس وقت شہید بیت المال میں موجود تھا، (انھوں نے خود اس شہد کو نہ لیا بلکہ) مسجد جا کر منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

إِنْ أَذِنْتُمْ لِيْ فِيْهَا أَخَذْتُهَا وَإِلَّا فَإِنَّهَا عَلَيَّ حَرَامٌ فَأْذَنُوْا لَهُ فِيْهَا. ❷

---

❶ موطأ مالک: کتاب الزکاۃ: باب ماجاء فی أخذ الصدقات والتشدید فیھا، ج ۱ ص ۲۷۷، رقم الحدیث: ۷۰۴

❷ تاریخ مدینۃ دمشق: ترجمۃ: عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزی، ج ۴۴ ص ۳۰۱ رقم الترجمۃ: ۵۲۰۶

ترجمہ: مجھے علاج کے لیے شہد کی ضرورت ہے، اور شہد بیت المال میں موجود ہے، اگر آپ لوگ اجازت دیں تو میں اس میں سے لے لوں، ورنہ وہ میرے لیے حرام ہے، چناں چہ لوگوں نے خوشی سے آپ کو اجازت دے دی۔

حالانکہ اگر آپ چاہتے تو امیر المؤمنین ہونے کی حیثیت سے استعمال کر سکتے تھے، اور آپ کو چاہیے بھی نہایت معمولی تھا، بیماری کے ایام تھے اور ضرورت تھی، لیکن پھر بھی رعایا کی اجازت کے بغیر آپ نے استعمال نہیں کیا، یہ آپ کی محتاط طرزِ زندگی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ کی خرید وفروخت میں نہایت احتیاط

ایک مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی شخص سے زمین خریدی اور طے ہوا کہ قیمت کچھ دن بعد دیں گے، مگر ایسا ہوا کہ بہت دن گزر گئے لیکن وہ شخص قیمت لینے نہ آیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور اسے ڈھونڈنے لگے، ایک دن وہ شخص آپ کو مل گیا، آپ نے اس سے پوچھا: کیا ہوا بھائی تم قیمت لینے نہیں آئے؟ وہ شخص کہنے لگا: مجھے زمین بیچتے ہوئے دھوکا ہوا، لوگ مجھے برا بھلا کہنے لگے، اب چونکہ خرید وفروخت ہو چکی تھی، مالک کو زمین واپس لینے کا کوئی اختیار نہیں تھا، مگر آپ کے اخلاق حسنہ دیکھئے کہ فرمایا:

تمھیں اختیار ہے اگر چاہو تو زمین واپس لے لو یا قیمت لے لو، اس کے بعد یہ حدیث پڑھی:

أَدْخَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَ الْجَنَّةَ رَجُلاً كَانَ سَهْلاً مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا جو نرم خو ہو، خواہ خریدار ہو یا دکاندار، ادا کرنے والا ہو یا تقاضا کرنے والا۔

---

❶ مسند أحمد: مسند عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۴۷۰، رقم الحدیث: ۴۱۰

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اچھے اخلاق کو اپنائیں، دوسروں کی خوشی کے لیے اپنا حق چھوڑ دیں، جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا کہ مالک کو اختیار دے دیا حالانکہ مالک کو اس کا کوئی حق نہیں پہنچتا تھا، ابتداء میں دیکھیں جب مالک قیمت لینے نہیں آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خود اسے ڈھونڈنے لگے، ہمیں بھی چاہیے کہ پہلے تو کسی کی چیز نہ لیں اور اگر لیں تو پھر مالک تک پہنچائیں، مالک نہ ملے تو اُسے تلاش کریں۔ اور پھر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ خرید وفروخت میں نرمی اختیار کریں، صلح صفائی سے کام کریں، اگر کوئی ہم سے فریاد کرے تو اُسے کریں، اور اپنے اندر نرمی لے کر آئیں، نرم مزاج اور صلح پسند انسان سب کا محبوب ہوتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نہایت محتاط طرزِ زندگی

دنیا کی تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے کہ حاکم وقت اپنی ذات پر اور اہل وعیال پر کس قدر بے جا روپیہ خرچ کرتے ہیں اور اپنی رعیت کا بالکل ہی خیال نہیں کرتے اور گویا کہ پوری زندگی عیش وعشرت اور لہو ولعب میں بسر ہوتی ہے۔ بس آخری کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح اعلیٰ منصب کو حاصل کیا جائے اور جب اس میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو خوفِ خدا ان کے دل سے نکل جاتا اور وہ ہر طرح کے اخلاقی جرائم اور گناہ میں ملوث ہو جاتے۔ ایسے افراد کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اخلاق وکردار اور طرزِ زندگی مشعلِ راہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے پورے دورِ خلافت میں ایک حبہ بھی بیت المال کا اپنی ذات پر خرچ نہیں کیا، بلکہ بعض لوگوں نے ان کو ہدایا دیے اُسے بھی خلقِ خدا کی امانت سمجھ کر بیت المال میں جمع کر دیا۔ آپ نے بیت المال کی رقم کی اس طرح حفاظت کی کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کو ایک صاحب نے ہدیہ دیا اور وہ ہدیہ کیا

تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں، مگر اس کو بھی بیت المال میں پہنچا دیا، آپ نے ایک خطبہ میں صراحت کی ہے:

مَا أَصَبْتُ مِنْ فَيْئِكُمْ إِلا هَذِهِ الْقَارُوْرَةَ، أَهْدَاهَا إِلَيَّ الدِّهْقَانُ، ثُمَّ نَزَلَ إِلَى بَيْتِ الْمَالِ، فَفَرَّقَ كُلَّ مَا فِيْهِ. ❶

ترجمہ: (لوگو! میں نے تمہارے مال سے نہ تھوڑا لیا، نہ بہت) سوائے اس شے کے، اور جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر دکھائی، جس میں عطر یا کوئی خوشبو تھی، حضرت علی نے کہا مجھے ایک دہقان نے یہ ہدیہ دیا ہے، پھر بیت المال تشریف لے گئے اور جو کچھ اس میں تھا تقسیم کر دیا۔

ازار خریدنے کے لئے تلوار فروخت کردی

حضرت مجمّع تیمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی تلوار لے کر بازار گئے اور فرمایا:

مَنْ يَّشْتَرِيْ مِنِّيْ سَيْفِيْ هَذَافَلَوْ كَانَ عِنْدِيْ أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ اَشْتَرِيْ بِهَا إِزَارًا مَابِعْتُهُ. ❷

ترجمہ: مجھ سے میری یہ تلوار خریدنے کے لیے کون تیار ہے؟ اگر لنگی خریدنے کے لیے میرے پاس چار درہم ہوتے تو میں یہ تلوار نہ بیچتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رعایا کے اموال میں نہایت احتیاط

یحیی بن سلمہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سلمہ کو اصبہان کا عامل بنا کر بھیجا تھا، وہ جب واپس آئے تو ملکی مال کے ساتھ گھی اور شہد سے بھری ہوئی

---

❶ الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج٣ ص ١١١٣/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ٤٢ ص ٤٨٠

❷ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ٤٢ ص ٤٨٢

چند مشکیں بھی لائے۔ اطلاع پا کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی صاجزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے عمرو بن سلمہ سے شہد اور گھی مانگا، انہوں نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس دو مشکیں بھجوا دیں، دوسرے دن صبح ہوئی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تقسیم کرنے کے لیے سارا مال مع شہد اور گھی اکٹھا کیا لیکن جب مشکوں کو شمار کیا تو وہ کم نظر آئیں، آپ نے عمرو بن سلمہ سے ان کے بارے میں دریافت کیا، عمرو نے اس وقت کوئی واضح بات نہیں کہی بلکہ کہا: ہم ان دونوں کو لے آئیں گے۔

لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ٹھان لیا کہ بتانا ہی ہوگا، چنانچہ عمرو نے آپ کو پوری بات بتادی۔ آپ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس سے دونوں مشکوں کو منگوا لیا، دیکھا تو اس میں سے تھوڑا تھوڑا شہد اور گھی نکالا ہوا تھا، آپ نے تجارت پیشہ لوگوں سے کہا: ذرا اندازہ کرو، کتنا کتنا کم ہے؟ معلوم ہوا کہ تقریباً تین درہم کا سامان کم ہے، آپ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے انہیں وصول کیا، پھر سارا مال تقسیم کر دیا۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معمول

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل اور دار الخلافت کی تباہی کے بعد یہ معمول بنالیا تھا کہ کھانے سے پہلے یہ دیکھ لیا کرتے تھے کہ اس پر ان کی مہر لگی ہوئی ہے یا نہیں، اگر مہر لگی ہوتی تو استعمال کرتے، یہ معمول انہوں نے اس لیے بنایا تا کہ مشتبہ مال سے محفوظ رہیں۔ ❷

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تجارت میں احتیاط

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے شریک کے پاس تجارت کا مال بھیجا جس میں ایک

❶ الكامل في التاريخ: سنة أربعين، ذكر مقتل أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، ج ٢ ص ٧٤٩

❷ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج ٢ ص ٩١

کپڑا عیب دار تھا، آپ نے انہیں یہ پیغام بھی دیا تھا کہ جب اس کو بیچیں تو عیب کو ضرور بیان کریں، انہوں نے کپڑا بیچ دیا مگر عیب کو بیان کرنا غلطی سے بھول گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص نے خریدا ہے:

فلما علم أبو حنيفة تصدق بثمن المتاع كله وكان ثلاثين ألف درهم وفاصل شريكه. ❶

ترجمہ: جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے پوری قیمت صدقہ فرمادی جو تیس ہزار درہم تھی نہ صرف یہ بلکہ اپنے شریک سے بھی علیحدگی اختیار فرمالی۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تجارت میں چار اوصاف

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ایسی چار صفات سے متصف ہوئے کہ معاملات سے ان کا جوڑ ملتا ہے اور ان اوصاف کی وجہ سے آپ ایک کامل اور ماہر تاجر ہوئے، جس طرح کہ علماء کی جماعت میں آپ سب سے برتر اور فائق تھے، وہ چار صفتیں یہ ہیں:

۱......آپ کا نفس غنی تھا، لالچ کا اثر کسی وقت بھی آپ پر ظاہر نہیں ہوا، حالانکہ لالچ کا اثر اکثر نفوس پر غالب آجاتا ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ اچھے کھاتے پیتے گھرانے کے فرد تھے جس پر محتاجی کی مذلت کبھی طاری نہیں ہوئی۔

۲......نہایت درجہ امانت دار تھے اور آپ کے نفس سے جس شے کا بھی تعلق ہوتا تھا اسی میں شدید تھے۔

۳......آپ معاف اور درگزر کرنے والے تھے، نفس کی دناءت سے اللہ نے آپ کو بچا رکھا تھا۔

۴......آپ بڑے دیندار تھے، شریعت کے احکام پر سختی سے عمل پیرا تھے، دن کو روزہ

❶الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: ص ۵۹

رکھتے تھے اور رات کو عبادت کرتے تھے۔

ان اوصاف عالیہ کا اجتماعی طور پر جو اثر آپ کے تجارتی معاملات پر ہوا، اس کی وجہ سے تاجروں کے طبقہ میں انوکھے تاجر ہوئے اور بیشتر افراد نے آپ کی تجارت کو حضرت خلیفۃ المسلمین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت سے تشبیہ دی ہے، گویا کہ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تجارت کی ایک مثال پیش کررہے ہیں اور آپ ان طریقوں پر چل رہے ہیں جن پر سلف صالح کا عمل تھا، مال کے خریدنے کے وقت بھی اسی طرح امانت داری کے طریقہ پر عامل رہتے تھے، جس طرح بیچنے کے وقت عامل رہا کرتے تھے۔ ❶

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مشتبہ کھانے سے بچنا

امام احمد رحمہ اللہ کے گھر میں آٹا گوندھتے وقت خمیرے آٹے کی ضرورت پیش آئی، تو ان کے بیٹے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ کے گھر سے خمیرہ آٹا لایا گیا، جب روٹی پک گئی تو امام احمد رحمہ اللہ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ روٹی مشتبہ ہے، چنانچہ آپ نے گھر والوں سے دریافت فرمایا تو گھر والوں نے سارا قصہ سنادیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے روٹی کھانے سے انکار کردیا اور نہ کھانے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ میرا بیٹا قاضی ہے جسے بیت المال سے وظیفہ ملتا ہے، امام احمد رحمہ اللہ کی رائے میں سرکاری خزانے کا مال مشکوک تھا یعنی اس کا حلال ہونا یقینی نہیں تھا، اور ایسے مال کا کھانا اور استعمال کرنا اگرچہ عام لوگوں کے لیے جائز ہے لیکن امام احمد رحمہ اللہ جیسے عظیم المرتبہ محدث ایسے مال سے پرہیز کرتے تھے۔ حالانکہ ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ رحمہ اللہ نہایت متقی اور صالح انسان تھے، تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ رات کو اپنے گھر میں

❶ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حیرت انگیز واقعات: ص ۲۹۴

سونے کے بجائے والد محترم کے گھر کے دروازے کے قریب لیٹے رہتے تھے کہ شاید والد محترم کو کسی وقت میری ضرورت پڑے۔

بہر حال امام احمد رحمہ اللہ نے جب روٹی میں شبہ ظاہر کیا تو گھر والوں نے پوچھا کہ یہ روٹی مساکین کو دیدیں؟ فرمایا ہاں دیدو مگر دیتے وقت یہ عیب ضرور بیان کرنا، چنانچہ گھر والوں نے جب وہ روٹی مساکین کو دینا چاہی تو انہوں نے بھی روٹی کھانے سے انکار کر دیا، گھر والے پریشان ہو گئے، انہوں نے امام احمد رحمہ اللہ سے مشورہ کیے بغیر وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔

امام احمد رحمہ اللہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو ''فَامْتَنَعَ مِنْ أَكْلِ الْحُوتِ مُدَّةَ حَيَاتِهٖ'' یعنی امام احمد رحمہ اللہ نے زندگی بھر مچھلی کھانا چھوڑ دی (کہ مچھلیوں نے وہ مشتبہ روٹی کھائی ہوگی۔) ❶

امام احمد رحمہ اللہ کی محتاط طرزِ زندگی

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام یحیی بن معین رحمہ اللہ کے درمیان بہت زیادہ قریبی تعلق تھا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ امام یحیی بن معین رحمہ اللہ کی زبانی یہ بات سن کر تعلق میں کمی آگئی کہ میں کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتا لیکن اگر بادشاہ مجھے کچھ دے دے تو لینے سے انکار نہ کروں۔ بعد میں امام یحیی بن معین رحمہ اللہ نے عذر کیا اور کہنے لگے کہ میں تو یہ بات ازراہِ مذاق کہہ رہا تھا، فرمایا: کیا دین ہی مذاق کے لیے رہ گیا ہے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ کھانے پینے کے معاملات کا تعلق بھی دین سے ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا﴾ میں کھانے کو

❶ مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل لهٗ، ج۴ ص ۱۳۱۶

عمل صالح پر مقدم کیا ہے۔❶

حضرت وہیب رحمہ اللہ کی نہایت محتاط زندگی

حضرت فضیل بن عیاض، امام سفیان بن عیینہ اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ مکہ مکرمہ میں وہیب بن الورد رحمہ اللہ کے گھر پر جمع ہوئے، بات کھجوروں کی چل پڑی، وہیب رحمہ اللہ کہنے لگے: مجھے کھجور بہت پسند ہے، لیکن میں اس لیے نہیں کھاتا کہ ادھر کے باغات کی کھجوریں زبیدہ کی کھجوروں میں خلط ملط ہوگئی ہیں، عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کہنے لگے: اگر تم نے ان باریکیوں کا لحاظ کیا تو روٹی کھانا بھی تمہارے لیے دشوار ہو جائے گا، پوچھا وہ کیوں؟ فرمایا: اس لیے کہ جس طرح باغات میں اختلاط ہوگیا ہے اسی طرح زمینیں بھی ایک دوسرے میں مل گئی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی وہیب کی حالت خراب ہوگئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ سے کہا: تم نے انہیں قتل کر دیا ہے، عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ معذرت کرنے لگے کہ میرا مقصد محض یہ تھا کہ وہ دشواریوں میں نہ پڑیں، وہیب رحمہ اللہ جب ہوش میں آئے تو انہوں نے قسم کھائی کہ میں مرتے دم تک روٹی نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے روٹی چھوڑ دی اور دودھ پینا شروع کر دیا۔ ایک دن ان کی والدہ دودھ لے کر آئیں، آپ نے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں کا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ فلاں شخص کی بکری کا دودھ ہے، پوچھا کہ اس کے پاس یہ بکری کہاں سے آئی تھی؟ والدہ محترمہ نے اس سلسلے میں بھی ان کی تشفی کر دی۔ جب دودھ کا پیالہ منہ کے پاس لے گئے تو یکلخت خیال آیا کہ ایک سوال اور باقی رہ گیا ہے، پیالہ الگ رکھ کر والدہ سے دریافت کیا کہ یہ بکری کسی زمین میں چرا کرتی ہے، والدہ

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج۲ ص ۹۱

خاموش رہی کیوں کہ وہ زمین مشکوک تھی جہاں وہ چرنے کے لیے جاتی تھی، آپ نے پیالہ واپس کر دیا، والدہ نے کہا بھی کہ پی لو، اللہ تعالی درگزر فرمانے والے ہیں، فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ پہلے اس کی نافرمانی کروں پھر اس کی مغفرت کی امید رکھوں۔ ❶

میں ایسی چیز کا کھانا پسند نہیں کرتی جو اللہ کے ذکر سے غافل ہو

ابوالعباس بن مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں یمن میں تھا، میں نے دیکھا کہ ایک شکاری ساحل پر مچھلیاں پکڑ رہا ہے اور اس کی ایک جانب اس کی بیٹی بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ مچھلیاں پکڑ کر اپنے تھیلے میں ڈالتا تو وہ لڑکی مچھلیوں کو پانی میں پھینک دیتی۔ جب اس شخص نے کافی دیر کے بعد دیکھا کہ کتنی مچھلیاں پکڑی جا چکی ہیں تو اسے کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ اس نے کہا پیاری بیٹی! مچھلیاں کہاں گئیں؟ اس نے کہا:

فقالت یا أبت سمعتک قال: لا تقع سمکة فی شبکة إلا غفلت عن ذکر اللّٰه فلم أحب أن آکل شیئا غفل عن ذکر اللّٰه فبکی الرجل ورمی بالصنارة. ❷

ترجمہ: والد صاحب میں نے آپ سے ہی سنا ہے کہ کوئی مچھلی جال میں نہیں پھنستی مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جائے۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ میں ایسی چیز کو کھاؤں جو اللہ کے ذکر سے غافل ہو۔ پس وہ شخص رو پڑا اور اس نے جال پھینک دیا۔

---

❶ إحیاء علوم الدین: کتاب الحلال والحرام، ج۲ ص ۹۱، ۹۲

❷ الزھر الفائح فی ذکر تنزہ عن الذنوب والقبائح: لاتغفل عن ذکر اللّٰہ، ج ۱ ص ۶۳/ صفة الصفوة: ج۲ ص ۵۳۵/ حیاة الحیوان: السمک، ج۲ ص ۴۱

حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کی ہمشیرہ کا تقویٰ و احتیاط

عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے والد امام احمد رحمہ اللہ کے پاس گھر میں بیٹھا تھا، کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، والد صاحب نے فرمایا کہ دیکھو یہ کون ہے؟ میں نے دروازہ کھول کر دیکھا کہ ایک عورت کھڑی ہے، اس عورت نے کہا کہ میں نے امام احمد سے کسی مسئلے کے بارے میں ملنا ہے، میرے والد نے اندر آنے کی اجازت دی، چناں چہ وہ اندر آئی اور پردے میں میرے والد کے پاس بیٹھ گئی:

فسلمتُ عليه وقالت له: يا أبا عبد الله! انا امرأة أغزل بالليل في السراج فربما طفئ السراج فأغزل في القمر فعلي أن أُبين غزل القمر من غزل السراج؟ فقال لها أحمد: إن كان عندكِ بينهما فرق فعليك ان تبيني ذلك.

ترجمہ: اس عورت نے میرے والد (امام احمد رحمہ اللہ) کی خدمت میں سلام پیش کیا اور یہ مسئلہ دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! (یہ امام احمد کی کنیت ہے) میں رات کے وقت چراغ کی روشنی میں اون کاتی ہوں، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ چراغ بجھ جاتا ہے اور میں چاند کی روشنی میں اون کات لیتی ہوں (آپ مجھے بتائیں کہ) کیا مجھ پر یہ بات لازم ہے کہ میں دھاگے بیچتے وقت لوگوں کو چاند اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اون کا فرق بتاؤں؟

امام احمد رحمہ اللہ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر تو یہ سمجھتی ہے کہ چاند کی روشنی میں کاتی ہوئی اون اور چراغ کی روشنی میں کاتی ہوئی اون میں فرق ہوتا ہے تو پھر اس فرق کو بیان کرنا تجھ پر لازم ہے۔

عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ فتویٰ سن کر وہ عورت چلی گئی، اس عورت کے اس

ایمان آفروز سوال اور شدید تقویٰ پر مبنی اس استفتاء سے میرے والد صاحب بڑے متاثر ہوئے۔ چنانچہ اس عورت کے چلے جانے کے بعد میرے والد (امام احمد رحمہ اللہ) نے فرمایا:

فقال لي يا بني ما سمعت قط إنسانا يسأل عن مثل هذا اتبع هذه المرأة فانظر أين تدخل قال فاتبعتها فإذا هي قد دخلت إلى بيت بشر بن الحارث وإذا هي أخته قال فرجعت فقلت له فقال محال أن تكون مثل هذه إلا أخت بشر. ❶

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے کبھی کسی انسان کو اس عورت جیسا شدید احتیاط وتقویٰ پر مبنی سوال کرتے ہوئے نہیں سنا۔ (عبداللہ فرماتے ہیں کہ پھر امام احمد رحمہ اللہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ) اس عورت کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ یہ عورت کس گھر میں داخل ہوتی ہے (تاکہ پتہ چلے کہ اس عورت کا کس گھرانے سے تعلق ہے) چنانچہ میں اس مقصد کے لیے اس عورت کے پیچھے پیچھے چلا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ عورت حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ کے گھر میں داخل ہوئی اور مجھے پتہ چلا کہ یہ عورت بشر بن حارث رحمہ اللہ کی بہن ہے، میں نے واپس آکر اپنے والد امام احمد رحمہ اللہ کو یہ بات بتائی تو انھوں نے فرمایا کہ یہ بات ناممکن اور محال ہے کہ بشر بن حارث رحمہ اللہ کی بہن کے علاوہ کوئی اور عورت ایسی متقیہ اور پرہیزگار ہو۔

ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کا رزق حلال کی تلاش کے لیے ملک شام کا سفر کرنا

خلف بن تمیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے (ایک مرتبہ) ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو ملک شام میں دیکھا، میں نے پوچھا کہ اے ابراہیم! کون سی چیز آپ کو یہاں لے آئی

❶ طبقات الحنابلة: ج ۱ ص ۴۲۸

ہے (یعنی آپ کس وجہ سے یہاں تشریف لائے ہیں)؟ تو ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے فرمایا نہ میں جہاد کرنے کے لیے یہاں آیا ہوں اور نہ جہاد کی تیاری کے لیے، بلکہ میں صرف اس لیے یہاں آیا ہوں تاکہ مجھے کھانے کے لیے رزق حلال میسر آجائے۔❶

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا ایک قلم کی واپسی کے لیے دوبارہ شام کا سفر کرنا

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے نام سے کون ناواقف ہوگا، اپنے دور میں امام المسلمین تھے، ان کے زہد وتقویٰ اور دعوت وجہاد کے واقعات پڑھ کر آج بھی ایمان میں تازگی پیدا ہوجاتی ہے، ایک مرتبہ انھوں نے شام میں کسی سے قلم مستعار لیا، واپس کرنا بھول گئے اور ایران کے شہر مرو آئے تو وہ قلم یاد آیا، وہاں سے دوبارہ شام کا سفر کیا اور جاکر قلم اس کے مالک کو لوٹایا:

سمعت الحسن بن عرفة يقول قال لي ابن المبارک استعرت قلما بأرض الشام فذهب على أن أرده إلى صاحبه، فلماقدمت مرو نظرت فإذاهو معي، فرجعت ياأبا علي الحسن بن عرفة إلى أرض الشام حتى رددته على صاحبه.❷

اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کتنی محتاط زندگی گزاری کہ ایک قلم کی واپسی لئے کتنا طویل سفر طے کیا۔

دس اہل علم کی حرام سے نہایت احتیاط

بشر بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ معافی بن عمران رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ گزشتہ

❶حلية الأولياء: ترجمة: ابراهيم بن أدهم ج۷ ص ۳۷۳

❷تاريخ بغداد، ترجمة: عبد الله بن مبارک أبو عبد الرحمن المروزي، ج ۱۰ ص ۱۶۵

زمانے میں اہل علم میں سے دس آدمی ایسے تھے جو حلال کے سلسلہ میں بہت سخت نظر رکھتے تھے، ان کے پیٹ میں کوئی ایسی چیز داخل نہ ہوتی تھی جس کے بارے میں وہ یہ نہ جانتے ہوں کہ یہ حلال ہے، اگر یہ بات معلوم نہ ہوتی تو پانی پر کفایت کر لیتے تھے، پھر حضرت بشر بن حارث رحمہ اللہ نے ان حضرات کے نام شمار کیے وہ یہ تھے: ابراہیم بن ادہم، سلیمان الخواص، علی بن الفضیل، ابومعاویہ الاسود، یوسف بن اسباط، وہیب بن الورد، حذیفہ اہل حران میں سے، اور داود طائی رحمہم اللہ وغیرہ۔ ❶

تجارت میں احتیاط کے پیش نظر سارا مال صدقہ کر دیا

بعض سلف کے بارے میں مروی ہے کہ وہ راستے میں تھے، انہوں نے بصرہ کی طرف گندم کا ایک جہاز بھیجا اور اپنے وکیل کو لکھا کہ جس روز یہ گندم بصرہ میں پہنچے اس روز فروخت کر دینا اور کل تک بھی تاخیر نہ ہو، جب گندم پہنچی تو اس وقت نرخ کم تھے۔ تاجروں نے وکیل کو کہا:

اگر ایک ہفتہ تاخیر کر کے بیچو تو کئی گنا نفع ہوگا، اس نے ایک ہفتہ مؤخر کر دی اور اس میں کئی گنا نفع حاصل کیا۔ پھر مالک کو یہ تمام واقعہ لکھ بھیجا۔ انہوں نے کہا:

یاھذاقد کنا قنعنا أن نربح الثلث مع سلامة دیننا وإنک قد خالفت أمرنا وقد جنیت علینا جنایة، فإذا أتاک کتابی فخذ المال کله فتصدّق به علی فقراء أهل البصرة ولیتنی أنجو من الاحتکار کفافاً لا علیّ ولا لی. ❷

ترجمہ: ہم دینی سلامتی کے ساتھ تہائی نفع پر بھی رضامند تھے مگر تم نے ہمارے حکم کے خلاف کیا اور ہم پر جرم لگوا دیا۔ جب میرا خط پہنچے تو سارا مال لے کر اہل بصرہ کے فقراء

---

❶ الورع لأحمد بن حنبل: ص ۱۴

❷ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۳۸

پر صدقہ کر دو اور مجھے اُمید ہے کہ یہ ذخیرہ اندوزی کا کفارہ ہو جائے تو بھی بڑی بات ہے، نہ گناہ ہوا اور نہ ثواب ہو۔

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کی تجارت میں احتیاط

ہمارے شیخ عابد الشط مظفر بن سہل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے غیلان درزی کو فرماتے سنا کہ حضرت سقطی رحمہ اللہ نے ساٹھ دینار میں باداموں کا ایک ٹوکرا خریدا اور اپنے روز نامچہ میں لکھ دیا کہ اس پر تین دینار نفع ہے۔ اس کے بعد باداموں کی قیمت نوے دینار تک پہنچ گئی، دلال آیا تو اس نے بادام لینے چاہے، انہوں نے کہا لے لو، اس نے پوچھا: کیا قیمت ہے؟

کہا: تریسٹھ دینار۔

دلال نے کہا: باداموں کے پیالے کی قیمت ستر دینار ہو چکی ہے۔

حضرت سری نے فرمایا "قَدْ عَقَدْتُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللّٰهِ عَقْداً لَا أَحِلُّهُ لَسْتُ أَبِيْعُهُ إِلَّا بِثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ دِيْنَاراً" میں نے اپنے اور اللہ کے درمیان ایک عہد کر رکھا ہے کہ اسے تریسٹھ دینار میں فروخت کروں گا، اب میں اس عہد کو نہیں توڑوں گا۔

دلال نے کہا "وَأَنَا قَدْ عَقَدْتُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللّٰهِ عَقْداً لَا أَحِلُّهُ، أَنْ لَّا أَغُشَّ مُسْلِماً، لَسْتُ آخُذَ مِنْكَ إِلَّا بِسَبْعِيْنَ دِيْنَاراً" میں نے بھی اپنے اور اللہ کے درمیان ایک عہد کر رکھا ہے کہ کسی مسلمان سے دھوکہ نہیں کروں گا، میں بھی اس عہد کو نہیں توڑوں گا اور آپ سے ستر دینار میں ہی لوں گا ورنہ نہیں۔

بتاتے ہیں کہ نہ اس دلال نے خریدا اور نہ حضرت سری رحمہ اللہ نے فروخت کیا۔ ❶

❶ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۳۸، ۴۳۹

احتیاط کے پیشِ نظر تیس ہزار درہم کا نفع واپس کر دیا

ایک آدمی نے بصرہ میں رہنے والے ایک تابعی کے بارے میں بتایا کہ ان کا ایک غلام تھا، اس نے شکر تیار کی اور غلام نے لکھا کہ اس سال گنے کو بہت نقصان پہنچا ہے اس لئے شکر خرید لیں، شاید نفع زیادہ ہو، انہوں نے شکر خرید لی۔ جب وقت آیا تو اس میں تیس ہزار کا نفع ہوا، بتاتے ہیں کہ وہ یہ مال لے کر گھر گئے اور رات بھر نفع کے بارے میں سوچتے رہے کہ میں نے تیس ہزار کا نفع کمایا مگر مسلمانوں میں سے ایک آدمی کے ساتھ خیر خواہی نہ کر کے خسارہ اٹھایا۔ جب صبح ہوئی تو جس سے شکر خریدی تھی اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسے تیس ہزار دیئے اور فرمایا: تیرے مال میں اللہ برکت کرے۔

اس نے پوچھا: یہ کہاں سے ہے؟

انہوں نے بتایا: جب میں نے تجھ سے شکر خریدی تھی تو اصل بات نہیں بتائی تھی۔ میرے غلام نے مجھے لکھا تھا کہ اس سال گنے کو بہت نقصان پہنچا ہے اور میں نے تمہیں اس کی اطلاع نہیں دی۔ اگر تمہیں معلوم ہو جاتا تو شاید فروخت نہ کرتے۔

اس نے جواب دیا: اللہ آپ رحم کرے آپ نے اب تو بتا دیا اور میں نے بخوشی آپ کو یہ رقم دے دی۔

بتاتے ہیں کہ وہ رقم لے کر گھر آئے اور یہ رات بھی جاگتے گزار دی اور سوچتے رہے: تو نے اصل بات نہیں بتائی تھی، کاروبار کرتے وقت ایک مسلمان کو نصیحت نہیں کی تھی۔ شاید اس نے شک کے مارے یہ رقم چھوڑ دی ہو۔ صبح سویرے ہی اٹھے اور جا کر کہا: اللہ تجھے عافیت میں رکھے، اپنا مال لو، میرے قلب کے لئے یہی بہتر ہے۔ آخر انہوں نے اسے تیس ہزار رقم دے دی۔ ❶

❶ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۳۹

معمولی شبہ کی وجہ سے چالیس ہزار درہم چھوڑ دیئے

حضرت سلیمان تیمی رحمہ اللہ بتاتے ہیں:

تَرَکَ مُحَمَّدُ بْنُ سِیْرِیْنَ أَرْبَعِیْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ مِنْ شَیْءٍ حَاکَ فِیْ صَدْرِهٖ، لَمْ تَخْتَلِفِ الْعُلَمَاءُ أَنْ لَّیْسَ بِهٖ بَأْسٌ. ❶

ترجمہ: محمد بن سیرین نے ایک دفعہ چالیس ہزار درہم اس وجہ سے چھوڑ دیئے تھے کہ انہیں اس مال کے بارے میں قلبی خلش ہی ہوئی، حالانکہ علماء نے بالاتفاق بتایا تھا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ ان پر فکرِ دین کا غلبہ تھا۔

حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ کی تجارت میں احتیاط

حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ ریشم کا کاروبار کرتے تھے۔ ایک آدمی نے آکر ریشم کا کپڑ مانگا، انہوں نے غلام کو کہا: ریشم کی گٹھری نکال لاؤ۔ جب اسے کھولا تو غلام نے کہا: میں اللہ سے جنت مانگتا ہوں۔

فرمایا: گٹھری باندھ دو اور اس میں سے کچھ فروخت نہ کرو۔ شاید اس کی مدح ہو چکی ہو۔ (یعنی یہ جملہ کہ میں اللہ سے جنت مانگتا ہوں، اِس کے ذریعے کپڑے کی تعریف کی گئی، تو یہ مال مشتبہ ہو گیا، اس لئے اب اِسے فروخت نہ کرو۔) بتاتے ہیں ان کے پاس دو قسم کے جوڑے تھے۔ ایک قسم کی قیمت چار سو تھی اور دوسرے کی دو سو۔ وہ نماز پڑھنے گئے اور ان کا بھتیجا بیٹھا تھا۔ ایک اعرابی آیا اور اس نے چار سو والا لباس خریدنا چاہا، اس نے دو سو والا سامنے رکھا۔ اس نے اسے ہی خوب جان کر لے لیا اور رضامندی کے ساتھ خرید کر ہاتھ میں لئے چل دیا۔ یہ مسجد سے نکلے تو اپنی دکان کا کپڑا اعرابی کے ہاتھ میں دیکھا اور پہچان لیا۔ پوچھا: یہ لباس کتنے میں لیا ہے؟

---

❶ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۳۹

اس نے کہا: چار سو میں۔

فرمایا: نہیں، اس کی قیمت دوسو ہے۔

اعرابی نے کہا: میاں، ہمارے ہاں اس کی قیمت پانچ سو درہم ہے۔

حضرت یونس رحمہ اللہ نے فرمایا: دین میں خیرخواہی ساری دنیا سے بہتر ہے۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑا اور بھتیجے کے پاس لائے۔ بھتیجے کو ڈانٹا اور فرمایا: **أَمَا اتَّقِ اللّٰهَ؟ أَمَا اسْتَحْيَيْتَ أَنْ تَرْبَحَ مِثْلَ الثَّمَنِ وَتَتْرُكَ النُّصْحَ لِعَامَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ؟** تو اللہ سے نہیں ڈرتا، تجھے حیاء نہ آئی کہ ایک مسلمان کے ساتھ خیرخواہی نہیں کی اور قیمت کے برابر نفع لیا۔

اس نے کہا: ’’اللہ کی قسم! اس نے رضامندی پر لیا۔

فرمایا: چاہیے یہ راضی ہو گیا مگر جس پر تو اپنے لئے راضی ہوتا ہے اس کے لئے اس پر کیوں راضی نہ ہوا؟‘‘

پھر اعرابی کو دوسو درہم واپس کیے۔ ❶

جن کی احتیاط و تقوی کے سبب قحط میں دعا کی جاتی تھی

محمد بن منکدر رحمہ اللہ کا بھی اسی طرح کا واقعہ آتا ہے کہ ان کے پاس جنابی اور بصری ٹکڑے تھے۔ بعض کی قیمت پانچ پانچ اور بعض کی دس دس تھی، یہ باہر گئے ہوئے تھے۔ دکان میں غلام تھا۔ اس نے ایک اعرابی پر ایک ٹکڑا غلطی سے پانچ والا دس میں فروخت کر دیا۔ حضرت ابن منکدر رحمہ اللہ تشریف لائے تو اس مغالطے سے آگاہ ہوئے۔ فرمایا:

تیرا ستیاناس ہو، تو نے ہمیں ہلاک کیا۔ جاؤ جا کر بازاروں میں اعرابی کو تلاش کرو۔ وہ سارا دن تلاش کرتا رہا، آخر اسے پالیا۔ جب آیا تو ابن منکدر رحمہ اللہ نے اسے بتایا:

❶ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۳۹

بھائی اس غلام کو مغالطہ ہو گیا اس نے پانچ کا دس میں فروخت کر دیا۔

اس نے کہا: بھائی میں تو راضی ہوں، فرمایا:

وَإِنْ رَضِيْتَ لِنَفْسِكَ فَإِنَّا لَا نَرْضَى لَكَ إِلَّا مَا نَرْضَاهُ لِأَنْفُسِنَا فَاخْتَرْ إِحْدَى ثَلَاثَ خِصَالٍ، إِمَّا أَنْ تَأْخُذَ شِقَّةً مِنَ الْعَشَرَاتِ بِدَرَاهِمِكَ وَإِمَّا أَنْ نَرُدَّ عَلَيْكَ خَمْسَةً، وَإِمَّا أَنْ تَرُدَّ عَلَيْنَا شِقَّتَنَا وَتَأْخُذَ دَرَاهِمَكَ. ❶

ترجمہ: تو اپنے لئے بے شک راضی ہے مگر ہم تیرے لئے اس پر راضی ہیں جس پر اپنے لئے راضی ہوتے ہیں۔ تین باتوں میں ایک منظور کر لے، چاہے تو دس درہم والا ٹکڑا لے لو، یا ہم سے پانچ درہم واپس لے لو، اور چاہے ہمارا ٹکڑا واپس کر دو اور اپنے درہم واپس لے لو۔

اس نے کہا: مجھے پانچ واپس کر دیں۔

چنانچہ انہوں نے پانچ درہم واپس کر دیئے۔ یہ درہم لے کر اعرابی باہر نکلا اور لوگوں سے دریافت کرنے لگا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟

لوگوں نے بتایا کہ یہ محمد بن منکدر رہیں۔

اس اعرابی نے کہا: ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' جب ہمارے علاقوں میں قحط پڑتا ہے تو ہم انہی کے واسطہ سے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے۔

تجارت میں بنیاد تقویٰ ہے

کاروبار میں پرہیز گاری کے بارے میں بعض علماء سے سوال کیا گیا تو فرمایا:

لَا يَصِحُّ الْوَرَعُ فِي الْبَيْعِ إِلَّا بِحَقِيقَةِ النُّصْحِ.

کاروبار میں تقویٰ تب ہی صحیح ہوتا ہے جب کہ حقیقی خیر خواہی ہو۔

❶ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۳۹، ۴۴۰

پوچھا گیا: وہ کیسے؟

فرمایا: جب تو نے ایک چیز ایک درہم میں فروخت کی تو دیکھ، یہ اس قابل ہے کہ خود بھی اُسے ایک درہم میں خریدے۔ اگر ایسا ہے تو تو نے خیر خواہی کی اور اگر یہ پانچ دانق کے قابل ہے اور تو نے اسے ایک درہم میں فروخت کیا تو گویا تو اپنے لئے اس پر راضی نہ ہوا، اب تیری خیر خواہی ختم ہوگئی اور جب خیر خواہی ختم ہوگئی تو تقویٰ جاتا رہا۔ ❶

تجارت میں احسان کے سبب آدھی رقم چھوڑ دی

حضرت حسن رحمہ اللہ نے چار سو درہم کا ایک خچر فروخت کیا، جب سودا طے ہو گیا تو خریدار نے ان سے کہا کہ اے ابوسعید! ذرا نرمی کیجئے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے سو درہم چھوڑ دیئے، خریدار نے پھر کہا کہ ذرا احسان کیجئے، اے ابوسعید! فرمایا، میں نے دوسرا سو درہم بھی تجھے بخش دیا، چنانچہ انہوں نے اپنے حق سے دوسو درہم کم کر دیئے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ خریدار نے کہا، ذرا احسان کیجئے، فرمایا، میں نے تجھے دوسو درہم بخش دیئے، کسی نے ان سے کہا، اے ابوسعید! یہ تو آدھی قیمت ہے، تو فرمایا کہ ”هٰكَذَا يَكُوْنُ الْإِحْسَانُ وَإِلَّا فَلَا“ احسان اسی طرح ہوتا ہے ورنہ نہیں ہوتا۔ ❷

ہر آئے دن امانت ودیانت میں کمی آرہی ہے

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایسا زمانہ گزرا ہے کہ ایک آدمی بازار میں آتا اور پوچھتا کہ میں کس آدمی کے ساتھ معاملہ کروں جو اہلِ صدق اور اہلِ وفا میں سے ہو؟ جواب ملتا کہ جس کے ساتھ چاہو معاملہ کرو۔

---

❶ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۴۰

❷ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۴۴

پھران پر وہ وقت آیا کہ آدمی پوچھتا ہے: میں کس آدمی کے ساتھ معاملہ کروں؟ تو اُسے بتایا جاتا ہے کہ فلاں فلاں کے سوا جس کے ساتھ چاہو معاملہ کرو۔

پھر فرمایا: آج ہم اس دور میں ہیں کہ جب پوچھا جائے میں کس سے معاملہ کروں؟ تو کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں سے معاملہ کرو اور بس مجھے خطرہ ہے کہ لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ یہ فلاں فلاں بھی ختم ہو جائیں گے۔ ❶

تجارت میں جھوٹی قسم کھانے والے کے لئے سخت وعید

بہترین تاجر وہ ہے جو نہ قسم اٹھائے، نہ جھوٹ بولے، نہ وعدہ خلافی کرے اس لئے کہ جھوٹی قسم کاروبار کو تباہ کر دیتی ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، قُلْنَا: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَدْ خَابُوا وَخَسِرُوا؟ فَقَالَ: اَلْمَنَّانُ، وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ. ❷

ترجمہ: تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر نہیں کرے گا اور نہ ہی انکو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، ہم نے کہا: وہ کون لوگ ہیں؟ اے اللہ کے رسول! گھاٹے اور خسارے میں پڑھ جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دے کر احسان جتانے والا، شلوار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال فروخت کرنے والا۔

❶ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۴۶

❷ سنن الترمذی: أبواب البیوع، باب ما جاء فیمن حلف علی سلعة کاذبا، رقم الحدیث: ۱۲۱۱

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی تجارت میں برکت کی وجہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا: آپ کی فراخی وامارت کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: تین اسباب ہیں:

مَارَدَدْتُ رِبْحاً قَطُّ وَلَاطَلَبَ مِنِّیْ حَیْوَانٌ وَأَخَّرْتُ بَیْعَهُ وَلَابِعْتُ بِنَسِیْءٍ. ❶

ترجمہ: میں نے نفع کبھی رد نہیں کیا، مجھ سے جس جانور کو فروخت کرنے کا مطالبہ ہوا میں نے تاخیر نہیں کی اور میں نے ادھار فروخت نہیں کیا۔

اسلافِ امت کا نہایت محتاط طرزِ عمل

امام غزالی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ ایک صاحب کے پاس حالتِ نزع میں بیٹھے ہوئے تھے، اسی اثناء میں ان صاحب کا انتقال ہوگیا، اور وہاں ایک چراغ جل رہا تھا، ان بزرگ نے کہا کہ یہ چراغ بجھادو، کیوں کہ اس چراغ کے تیل میں اب اس میت کے وارثین کا حق ہوگیا ہے۔ اب ان کی اجازت کے بغیر اس کا جلانا اور اس سے نفع کرنا جائز نہیں۔ ❷

حضرت معاذہ عدویہ کا اپنی رضاعی بیٹی کو حرام سے بچنے کا حکم

حضرت معاذہ عدویہ نے اُم الاسود کو اپنا دودھ پلایا تھا۔ ام الاسود کہتی ہیں مجھے حضرت معاذہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

لا تفسدی رضاعی بأکل الحرام، فإنی جهدت جهدی حین أرضعتک حتی أکلت الحلال فاجتهدی أن لا تأکلی إلا حلالا

❶ قوت القلوب: الفصل السابع والأربعون، ج ۲ ص ۴۴۸

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب الحلال والحرام، ج ۲ ص ۹۶

لعلک أن توفقی لخدمة سیدک والرضا بقضائه. ❶

ترجمہ: حرام کھا کر میرا دودھ پلایا ہوا ضائع نہ کر دینا، جب میں تجھے دودھ پلاتی تھی تو حلال کھانے کی بھرپور کوشش کرتی تھی لہذا تم بھی ہمیشہ کوشش کرتے رہو کہ حرام منہ کو نہ لگے شاید تو اللہ تعالیٰ کی خدمت کے لئے وقف ہو جائے اور اس کی قضا پر رضامند ہو جائے۔

حضرت میمونہ کی خرید وفروخت کے درمیان نہایت احتیاط

حضرت میمونہ بنت اقرع رحمہا اللہ بڑی ولی اللہ اور متقی تھیں، یہ بڑی عابدہ تھیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کی خدمت میں گاہے بگاہے مسائل پوچھنے کے لئے جایا کرتی تھیں۔ یہ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے رزقِ حلال حاصل کرتی تھیں اور معمولی شبے والے مال سے بھی اجتناب کرتی تھیں۔ غزل یعنی ہاتھ یا تکلے کے ذریعے اون کا تنا ان کا مشغلہ تھا اور اسی کو بیچ کر وہ رزق حاصل کرتی تھیں۔

اس سلسلے میں حضرت میمونہ بنت اقرع رحمہا اللہ کی شدتِ احتیاط اور شدتِ تقوی کا ایک قصہ ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیخ مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن امام احمد رحمہ اللہ کے سامنے رزقِ حلال کے بارے میں میمونہ کے تقوی کا یہ قصہ ذکر کیا:

إنها أرادت أن تبیع غزلها فقالت للغزال إذا بعت هذا الغزل فقل: إنی ربما کنت صائمة فأرخی یدی فیه ثم ذهبت ورجعت فقالت رد علیّ الغزل أخاف أن لا یبین الغزال هذا فترحم أبو عبد اللّٰه علیها. ❷

---

❶ صفة الصفوة: ذکر المصطفیات من عابدات البصرة، ترجمة: أم الأسود بنت زید العدویة، ج۲ ص۲۴۶

❷ طبقات الحنابلة: ذکر النساء، ترجمة: میمونة بنت الأقرع، ج۱ ص۴۲۶

ترجمہ: حضرت میمونہ رحمہا اللہ نے ایک دن اپنی کاتی ہوئی اون کے دھاگوں کو بیچنے کا ارادہ کیا، اور اونی دھاگے بیچنے والے دوکاندار کے پاس اونی دھاگے رکھتے ہوئے فرمایا کہ میرے دھاگے بیچتے وقت گاہک کو یہ بات ضرور بتا دینا کہ میں کبھی روزے سے ہوتی تھی، ضعف کی وجہ سے اون کاتتے ہوئے میرا ہاتھ گاہے بگاہے کچھ ڈھیلا ہو جاتا تھا (تو مبادا ان میں کوئی نقص رہ گیا ہو) میمونہ رحمہا اللہ دکاندار کو یہ کہہ کر چلی گئیں (لیکن اطمینان نہ ہوا) اور دوبارہ واپس آکر دوکاندار سے کہا کہ میرے دھاگے مجھے واپس دے دو، مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ دھاگے مذکورہ عیب بیان کئے بغیر نہ دے دئے جائیں۔ (یہ واقعہ سن کر) امام احمد رحمہ اللہ نے میمونہ رحمہا اللہ کے لئے دُعا فرمائی کہ اللہ تعالی اس پر رحم فرمائیں (کتنی محتاط اور متقی خاتون تھیں)۔

تو یہ لوگ حرام مال سے تو بچتے ہی تھے، مشتبہ مال سے بھی اپنے آپ کو بچاتے تھے، حلال رزق میں اللہ رب العزت نے برکت رکھی ہے، اور حلال رزق کے ثمرات تھے کہ ان کی زندگیاں عبادت اور رضائے الٰہی میں گزارتیں تھیں۔

احتیاط کے پیشِ نظر مالِ حرام کی سواری میں بیٹھنے سے اجتناب

حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی رحمہ اللہ اکابر اولیاء میں سے ہیں، وہ دہلی سے اپنے وطن کاندھلہ آنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایک بیل (گاڑی) کرایہ پر لی اور چل پڑے، راستہ میں اس شخص سے گفتگو فرمانے لگے، گفتگو کے درمیان گاڑی والے نے بتایا کہ یہ گاڑی ایک رنڈی کی ہے، میں کرایہ پر اس کو چلاتا ہوں، یہ سن کر حضرت پیشاب کے بہانہ گاڑی سے اُتر گئے، پیشاب کیا اور گاڑی والے سے کہا کہ بیٹھ کر ٹانگیں شل ہوگئی ہیں، ذرا چلنا چاہتا ہوں تم گاڑی لے کر چلو، میں پیدل چلتا ہوں۔

کافی دور جانے کے بعد گاڑی والے نے عرض کیا کہ حضرت اب بیٹھ جائیے، حضرت نے پھر ٹال دیا، آخر کار وہ گاڑی والا سمجھ گیا اور کہا کہ آپ رنڈی کی گاڑی پر بیٹھنا نہیں چاہتے ہیں۔ حضرت نے اس کو کاندھلہ لا کر اس کی مزدوری دے دی، مگر پورا راستہ پیدل ہی تشریف لائے۔ ❶

اس واقعہ سے اندازہ کریں کہ وہ کرایہ دے کر سفر کر رہے ہیں، لیکن پھر بھی جب معلوم ہوا کہ فاحشہ عورت کی سواری ہے تو اُس پر نہیں بیٹھے، پیدل سفر کرتے رہے لیکن کرایہ مکمل دیا۔

معاملات میں عدم احتیاط کے سبب خلافت سلب کردی

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ایک مرید تھے جن کو آپ نے خلافت بھی عطا فرمادی تھی اور ان کو بیعت اور تلقین کرنے کی اجازت دے دی تھی، ایک مرتبہ وہ سفر کر کے حضرت والا کی خدمت میں تشریف لائے، ان کے ساتھ ان کا بچہ بھی تھا، انہوں نے آ کر سلام کیا اور ملاقات کی اور بچے کو بھی ملوایا کہ حضرت یہ میرا بچہ ہے، اس کے لئے دعا فرمادیجئے، حضرت والا نے بچے کے لئے دعا فرمائی اور پھر ویسے ہی پوچھ لیا کہ اس بچے کی عمر کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت اس کی عمر ۱۳ سال ہے، حضرت نے پوچھا کہ آپ نے ریل گاڑی کا سفر کیا ہے تو اس بچے کا آدھا ٹکٹ لیا تھا یا پورا ٹکٹ لیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ حضرت آدھا ٹکٹ لیا تھا، حضرت نے فرمایا: کہ آپ نے آدھا ٹکٹ کیسے لیا جب کہ بارہ سال سے زائد عمر کے بچے کا تو پورا ٹکٹ لگتا ہے، انہوں نے عرض کیا کہ قانون تو یہی ہے کہ بارہ سال کے بعد ٹکٹ پورا لینا چاہیے اور یہ بچہ اگرچہ ۱۳ سال کا ہے لیکن دیکھنے میں ۱۲ سال کا لگتا ہے، اس وجہ سے

❶ ارواح ثلاثہ: ۲۱۴

میں نے آدھا ٹکٹ لے لیا، حضرت نے فرمایا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تصوف اور طریقت کی ہوا بھی نہیں لگی، آپ کو ابھی تک اس بات کا احساس اور ادراک نہیں کہ بچے کو جو سفر آپ نے کرایا یہ حرام کرایا، جب قانون یہ ہے ۱۲ سال سے زائد عمر کے بچے کا ٹکٹ پورا لگتا ہے اور آپ نے آدھا ٹکٹ لیا، اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ نے ریلوے کے آدھے ٹکٹ کے پیسے غصب کر لیے اور آپ نے چوری کر لی، اور جو شخص چوری اور غصب کرے ایسا شخص تصوف اور طریقت میں کوئی مقام نہیں رکھ سکتا، لہذا آج سے آپ کی خلافت اور اجازت بیعت واپس لی جاتی ہے۔ چنانچہ اس بات پر انکی خلافت سلب فرمالی، حالانکہ اپنے اَوراد و وظائف میں، عبادات اور نوافل میں، تہجد اور اشراق میں ہر چیز میں بالکل طریقت پر مکمل تھے، لیکن یہ غلطی کی کہ بچے کا ٹکٹ پورا نہیں لیا، صرف اس غلطی کی بناء پر خلافت سلب فرمالی۔ ❶

تھانہ بھون کے مدرسہ کے اساتذہ کا تنخواہ کٹوانا

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی خانقاہ میں جو مدرسہ تھا، اس مدرسہ کے ہر استاد اور ہر ملازم کے پاس ایک روزنامچہ رکھا رہتا تھا، مثلاً ایک استاد ہے اور اس کو چھ گھنٹے سبق پڑھانا ہے، اب سبق پڑھانے کے دوران اس کے پاس کوئی مہمان ملنے کے لئے آ گیا تو جس وقت مہمان آتا، وہ استاد اس کے آنے کا وقت اس روزنامچے میں لکھ لیتا، اور پھر جب وہ مہمان رخصت ہو کر واپس جاتا تو اس کے جانے کا وقت بھی نوٹ کر لیتا۔ سارا مہینہ وہ اسی طرح کرتا اور جب مہینے کے آخر میں تنخواہ ملنے کا وقت آتا تو وہ استاد دفتر میں ایک درخواست دیتا کہ اس ماہ کے دوران میرا اتنا وقت مہمانوں کے ساتھ صرف ہوا ہے، لہذا اتنی دیر کی تنخواہ میری تنخواہ میں سے کم کر لی

❶ اصطلاحی خطبات: اپنے معاملات صاف رکھیں، ج ۹ ص ۷۸،۷۹

جائے۔ اس طرح ہر استاد اور ہر ملازم درخواست دے کر اپنی تنخواہ کٹواتا۔ صرف مہمان کے آنے کی حد تک نہیں بلکہ مدرسہ کا وہ وقت کسی بھی ذاتی کام میں صرف ہوتا تو وہ وقت نوٹ کر کے اس کی تنخواہ کٹواتا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ یہ وقت بکا ہوا ہے، اب یہ وقت ہمارا نہیں ہے، جس ادارے میں آپ نے ملازمت کی ہے وہ وقت اس ادارے کی ملکیت بن گیا، اب اگر آپ نے اس وقت کے اندر کمی کی تو اتنے وقت کی تنخواہ آپ کے لئے حرام ہوگئی۔ آج ہم لوگوں کو اس طرف دھیان نہیں ہے، ہم لوگ تو صرف سود کھانے اور رشوت لینے کو حرام سمجھتے ہیں، لیکن ان مختلف طریقوں سے ہماری آمدنیوں میں جو حرام کی آمیزش ہو رہی ہے اس کی طرف ہمارا ذہن نہیں جاتا۔ ❶

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی نہایت احتیاط

ایک مرتبہ خود حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک مرتبہ سفر کرنے کے لئے اسٹیشن پہنچے اور سیدھے اس دفتر میں تشریف لے گئے جہاں سامان کا وزن کرایا جاتا تھا۔ وہاں اتفاق سے ریلوے کا گارڈ کھڑا ہوا تھا جو حضرت والا کو پہچانتا تھا، وہ پوچھنے لگا کہ حضرت کیسے تشریف لائے؟ حضرت نے فرمایا کہ میں اپنے سامان کا وزن کرانے آیا ہوں تاکہ اگر زیادہ ہو تو اس کا کرایہ ادا کر دوں۔ اس گارڈ نے کہا کہ حضرت! آپ وزن کرانے کے چکر میں کیوں پڑ رہے ہیں، آپ سامان کو وزن کرائے بغیر سفر کرلیں، میں آپ کے ساتھ ہوں اور میں اس ٹرین کا گارڈ ہوں آپ کو راستے میں کوئی نہیں پکڑے گا اور اگر سامان زیادہ ہوا تو آپ سے کوئی بھی شخص جرمانے کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ حضرت نے اس گارڈ سے پوچھا کہ آپ کہاں تک میرے ساتھ جائیں گے؟ اس گارڈ نے جواب دیا کہ میں فلاں اسٹیشن تک جاؤں گا۔

❶ اصلاحی خطبات: رزق حلال طلب کریں، ج ۱۰ ص ۱۹۴، ۱۹۵

حضرت نے پوچھا کہ اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟ اس نے کہا کہ اس کے بعد جو گارڈ آئے گا میں اس سے کہہ دوں گا کہ ان کے سامان کا ذرا خیال رکھنا۔ حضرت والا نے پھر پوچھا وہ گارڈ کہاں تک جائے گا؟ گارڈ نے جواب دیا کہ وہ گارڈ تو جہاں تک آپ کی منزل ہے وہاں تک آپ کے ساتھ ہی سفر کرے گا، اس لئے آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ مجھے اور بھی آگے جانا ہے۔ اس نے پوچھا کہ آگے کہاں جانا ہے؟ حضرت والا نے فرمایا کہ مجھے تو اس منزل سے آگے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس جانا ہے، وہاں کون گارڈ میرے ساتھ جائے گا جو مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے سوال و جواب سے بچائے گا؟ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ یہ ٹرین تمہاری ملکیت نہیں ہے، اس کے اوپر تمہارا اختیار نہیں ہے، تمہیں محکمے کی طرف سے اجازت نہیں ہے کہ تم کسی شخص کے زیادہ سامان کو کرایہ کے بغیر چھوڑ دو۔ لہذا میں تمہاری وجہ سے دنیاوی پکڑ سے تو بچ جاؤں گا لیکن اس وقت جو چند پیسے میں بچا لوں گا اور وہ چند پیسے میرے لئے حرام ہو جائیں گے، ان حرام پیسوں کے بارے میں جب اللہ تعالیٰ کے سامنے سوال ہوگا تو وہاں پر کون سا گارڈ مجھے بچائے گا اور کون جواب دہی کرے گا؟ یہ باتیں سن کر اس گارڈ کی آنکھیں کھل گئیں، پھر حضرت والا سامان وزن کرا کر اسکے زائد پیسے ادا کر کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ (١)

مولانا حسین علی رحمہ اللہ کا بڑی پیشکش کو ٹھکرا دینا

ایسے ناسازگار اور ناموافق حالات میں نواب آف بہاولپور ایک مسئلے کی تحقیق کے لیے حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کے ڈیرے پر آئے، قرآنی علوم کے فیض کے اس چشمے کو دیکھا تو بڑے متاثر ہوئے اور پیشکش کی کہ اگر آپ قبول فرمائیں تو آپ کے

(١) اصلاحی خطبات: رزق حلال طلب کریں، ج ١٠ ص ١٩٥ تا ١٩٧

مدرسہ کے تمام اخراجات اور طلبہ کے کھانے کا بندوبست میں کر دیا کروں۔

بظاہر یہ بہت بڑی پیشکش تھی۔ آج اگر کوئی شخص کسی مدرسہ کے مہتمم کو ایسی پیشکش کرے تو مہتمم صاحب بلاتحقیق قبول بھی فرمائیں گے اور جزاک اللہ کی دعاؤں سے اسے جنت کا حق دار بھی ٹھہرائیں گے۔ مگر حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ نے اس پیشکش کے جواب میں کمال استغناء سے فرمایا:

نواب صاحب! یہ علماء اور طلباء دور دراز علاقوں سے سفر کر کے میرے پاس قرآن کی تفسیر اور حدیث کی تشریح پڑھنے کے لیے آتے ہیں، میں ان کے پیٹ میں مشکوک روزی کے لقمے نہیں بلکہ حلال کمائی کے نوالے ڈالنا چاہتا ہوں۔ ❶

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا کمالِ احتیاط

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں:

میں نے اپنے والد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کو بھی اسی طرح دیکھا کہ ہر چیز میں ملکیت واضح کر دینے کا معمول تھا، آخری عمر میں حضرت والد صاحب نے اپنے کمرے میں ایک چارپائی ڈال لی تھی، دن رات وہیں رہتے تھے، ہم لوگ ہر وقت حاضر رہتے تھے، میں نے دیکھا کہ جب میں ضرورت کی کوئی چیز دوسرے کمرے سے ان کے کمرے میں لاتا تو ضرورت پوری ہونے کے بعد فوراً فرماتے کہ اس چیز کو واپس لے جاؤ، اگر کبھی واپس لے جانے میں دیر ہو جاتی تو ناراض ہوتے کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ واپس پہنچا دو ابھی تک واپس کیوں نہیں پہنچائی؟ کبھی کبھی ہمارے دل میں خیال آتا کہ ایسی جلدی واپس لے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ابھی واپس پہنچا

---

❶ مولانا حسین علی رحمہ اللہ شخصیت، کردار، تعلیمات: ص ۲۶

دیں گے۔ایک دن خود والد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ میں نے اپنے وصیت نامہ میں لکھ دیا ہے کہ میرے کمرے میں جو چیزیں ہیں وہ سب میری ملکیت ہیں اور اہلیہ کے کمرے میں جو چیزیں ہیں وہ ان کی ملکیت ہیں، لہذا جب میرے کمرے میں کسی دوسرے کی چیز آ جاتی ہے تو مجھے خیال ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا انتقال اس حالت میں ہو جائے کہ وہ چیز میرے کمرے کے اندر ہو اس لیے کہ وصیت نامہ کے مطابق وہ چیز میری ملکیت تصور کی جائے گی حالانکہ حقیقت میں وہ چیز میری ملکیت نہیں ہے۔

اس لیے میں اس بات کا اہتمام کرتا ہوں اور تمہیں کہتا ہوں کہ یہ چیز جلدی واپس لے جاؤ، یہ سب باتیں دین کا حصہ ہیں، آج ہم نے ان کو دین سے خارج کر دیا ہے اور یہی باتیں بڑوں سے سیکھنے کی ہیں۔ میرے والد ماجد قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ گھر میں بعض اشیاء مشترک استعمال کی ہوتی ہیں جس کو گھر کا ہر فرد استعمال کرتا ہے اور ان کی ایک جگہ مقرر ہوتی ہے کہ فلاں چیز فلاں جگہ رکھی جائے گی مثلاً گلاس فلاں جگہ رکھا جائے گا، پیالہ فلاں جگہ رکھا جائے گا، صابن فلاں جگہ رکھا جائے گا، ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ ان چیزوں کو استعمال کر کے بے جگہ رکھ دیتے ہو تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارا یہ عمل گناہ کبیرہ ہے، اس لیے کہ وہ چیز مشترک استعمال کی ہے جب دوسرے شخص کو اس کے استعمال کی ضرورت ہوگی تو وہ اس کو اس کی جگہ پر تلاش کرے گا اور جب جگہ پر اس کو وہ چیز نہیں ملے گی تو اس کو تکلیف اور ایذاء ہوگی اور کسی بھی مسلمان کو تکلیف پہنچانا گناہ کبیرہ ہے، ہمارا ذہن کبھی اس طرف گیا بھی نہیں تھا کہ یہ بھی گناہ کی بات ہے، ہم تو سمجھتے تھے کہ یہ تو دنیا داری کا کام ہے، گھر کا انتظامی معاملہ ہے۔

یاد رکھو! زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں دین کی کوئی ہدایت موجود

نہ ہو، ہم سب اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کیا ہم لوگ اس بات کا اہتمام کرتے ہیں کہ مشترک استعمال کی اشیاء استعمال کے بعد ان کی متعین جگہ پر رکھیں تاکہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو؟ اب یہ چھوٹی سی بات ہے جس میں ہم صرف بے دھیانی اور بے توجہی کی وجہ سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس لیے کہ ہمیں دین کی فکر نہیں، دین کا خیال نہیں، اللہ تعالی کے سامنے پیش ہونے کا احساس نہیں، دوسرے اس لیے کہ ان مسائل سے جہالت اور ناواقفیت بھی آج کل بہت ہے۔ ❶

تین چیزیں دین سے دوری اور معاصی کا ذریعہ بنتی ہیں

ایک شخص نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو اذیت دی اور نہایت تکلیف پہنچائی تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے یوں بددعا فرمائی کہ اے اللہ! جس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے آپ اسے صحت وتندرستی دے دیں، اس کی عمر لمبی کر دیں اور اس کا مال بڑھا دیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اپنی بددعاء میں تین چیزوں کا ذکر کیا۔ اوّل تندرستی اور بدنی صحت، دوم طولِ عمر، سوم کثرتِ مال، یہ تینوں چیزیں انسان کو سرکشی اور معاصی پر آمادہ کرتی ہیں لیکن ان تینوں میں نعمت ورحمت کا پہلو بھی ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کثرتِ مال، صحتِ جسم اور طولِ عمر بڑی آزمائش اور امتحان کی چیزیں ہیں، کیوں کہ عموماً یہ تین چیزیں انسان کو سرکشی اور معاصی کی ترغیب دیتی ہیں، یہ تینوں امور شیطان کی گمراہیوں کے اسباب وذرائع ہیں۔

کثرت مال کے نقصانات تو ظاہر ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ دولت مند لوگ عموماً بے شمار معاصی اور مفاسد میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کثرتِ مال شیطان کی شرارتوں کا ایک

❶ اصلاحی خطبات: کھانے کے آداب، ج۵ ص۱۸۰، ۱۸۱

اہم آلہ وسبب ہے۔مگر افسوس کہ عام مسلمان مال ودولت کی فروانی کو عظیم سعادت اور بڑی کامیابی سمجھتے ہوئے اس کے حصول میں حلال وحرام کی تمیز نہ کرتے ہوئے شب وروز سرگرداں رہتے ہیں اوراس بات کی ذرا بھی فکرنہیں کہ مال ودولت کی کثرت کے ذریعہ شیطان لوگوں گمراہ کرتا ہے:

أن رجلاً نال من أبی الدرداء وأراه سوءً ا فقال اللّٰهم من فعل بی سوء اً فأصح جسمه وأطل عمره وأكثر ماله فانظر كيف رأى كثرة المال غاية البلاء مع صحة الجسم وطول العمر لأنه لا بد وأن يفضى إلى الطغيان. ❶

چار ہزار اقوال زریں میں سے چار کا انتخاب

حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ میں نے چار ہزار اقوال میں سے چار سو منتخب کئے اور چار سو سے چالیس کا انتخاب کیا، پھران چالیس میں سے بھی صرف چار کا منتخب کیا۔

لَا تَعْقِدْ قَلْبَکَ مَعَ الْمَرْأَةِ فَإِنَّهَا الْيَوْمَ لَکَ وَغَدًا لِغَيْرِکَ، فَإِنْ أَطَعْتَهَا أَدْخَلَتْکَ النَّارَ.

ترجمہ:عورت کے ساتھ دل نہ لگاؤ کہ وہ آج تیری ہے کل کسی اور کی ہوگی،اس کا کہنا مانے گا تو تجھے دوزخ تک پہنچائے گی۔

لَا تَعْقِدْ قَلْبَکَ مَعَ الْمَالِ، فَإِنَّ الْمَالَ عَارِيَةٌ، الْيَوْمَ لَکَ وَغَدًا لِغَيْرِکَ. فَلَا تُتْعِبْ نَفْسَکَ بِمَا لِغَيْرِکَ، فَإِنَّ الْمَهْنَأَ لِغَيْرِکَ وَالْوِزْرَ عَلَيْکَ. وَإِنَّکَ إِذَا عَقَدْتَ قَلْبَکَ بِالْمَالِ مَنَعْتَهُ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالَى، وَدَخَلَ

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج٣ص ٢٣٣

فِيكَ خَشْيَةَ الْفَقْرِ وَأَطَعْتَ الشَّيْطَانَ.

مال کے ساتھ دل نہ لگاؤ کہ یہ مستعار چیز ہے جو آج تیرے پاس ہے کل کسی اور کے پاس ہوگا، لہٰذا غیر کی چیز کے لیے خواہ مخواہ مشقت نہ اُٹھاؤ کہ اس کے منافع تو غیر اُٹھائیں اور کلفتیں تو برداشت کرے، اور یہ بھی ہے کہ مال کے ساتھ دل لگاؤ گے تو یہ حقوق اللہ کی ادائیگی سے روکے گا فقر کا خوف پیدا ہوگا اور شیطان کی اطاعت ہونے لگے گی۔

اُتْرُكْ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ. فَإِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بِمَنْزِلَةِ الشَّاهِدِ، يَضْطَرِبُ عِنْدَ الشُّبْهَةِ وَيَهْرَبُ مِنَ الْحَرَامِ وَيَسْكُنُ عِنْدَ الْحَلَالِ.

ترجمہ: دل میں جو بات کھٹک پیدا کرے اسے ترک کردو کیوں کہ مؤمن کا قلب گواہ کی مانند ہے جو شبہات پر اضطراب محسوس کرتا ہے، حرام سے بھاگتا ہے اور حلال سے سکون پاتا ہے۔

لَا تَعْمَلْ شَيْئًا حَتَّى تَحْكُمَ الْإِجَابَةُ. ❶

ترجمہ: کوئی عمل اس وقت تک اختیار نہ کرو جب تک کہ اس کی قبولیت کا یقین نہ ہونے لگے۔

حضرت لقمان رحمہ اللہ کو دانائی ملنے کا سبب

حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا چند کام ایسے ہیں جنہوں نے مجھے اس مقام پر پہنچایا ہے، اگر وہ کام تم بھی کرلو تو تمہیں بھی یہی درجہ حاصل ہو جائے گا۔ وہ کام یہ ہیں:

غَضِّي بَصَرِي وَكَفِّي لِسَانِي، وَعِفَّةُ طُعْمَتِي وَحِفْظِي فَرْجِي، وَقَوْلِي بِصِدْقٍ، وَوَفَائِي بِعَهْدِي، وَتَكْرِمَتِي ضَيْفِي، وَحِفْظِي جَارِي وَتَرْكِي مَا

❶ تنبیه الغافلين: باب الحرص وطول الأمل، ص ۲۲۴

لَا يَعْنِيهِ، فَذَاكَ الَّذِي صَيَّرَنِي إِلَى مَا تَرَى.❶

ترجمہ:۱...... اپنی نگاہ کو پست رکھنا۔۲...... زبان کو روکے رکھنا۔۳...... رزق حلال کھانا۔۴...... اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنا۔۵...... سچی بات کرنا۔۶...... عہد کو پورا کرنا۔۷...... مہمان کا اکرام کرنا۔۸...... پڑوسی کی حفاظت کرنا۔۹...... فضول باتوں اور فضول کاموں کو چھوڑ دینا۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک رزق میں برکت کا ذریعہ ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُمَدَّ لَهُ فِي عُمُرِهِ، وَاَنْ يُزَادَلَهُ فِي رِزْقِهِ، فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ، وَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.❷

ترجمہ: جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اور اس کا رزق بڑھائے اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، اور (رشتہ داروں) کے ساتھ صلۂ رحمی کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے سے اور اُن کی خدمت میں لگے رہنے سے عمر دراز ہوتی ہے اور رزق بڑھتا ہے۔

اِنَّ الْعَاقَّ لَا يُبْسَطُ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَلَا يُطَالُ فِيْ عُمُرِهِ.❸

نافرمان کے رزق اور عمر میں برکت نہیں ہوتی۔

❶تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)،سورۃ لقمان: آیت نمبر۱۲ کی تفسیر کے تحت، ج۶ ص۲۹۹

❷مسندأحمد: ج۲۱ ص۹۳، رقم الحدیث: ۱۳۴۰۱/شعب الإیمان للبیهقی: باب بر الوالدین، ج۱۰، ص۲۶۴، رقم الحدیث: ۷۴۷۱

❸نضرة النعیم في مکارم أخلاق الرسول الکریم، عقوق الوالدین، من مضار عقوق الوالدین، ج۱۰ ص۵۱۷

کسبِ مال کے تین مستحسن طریقے

۱...... زراعت ۲...... صناعت یعنی حرفت وصنعت مختلف پیشے اسی قسم میں داخل ہیں، پیشوں کی انواع واقسام بے شمار ہیں۔ ۳...... تجارت، تجارت کی انواع واقسام بے شمار ہیں۔

یہ تین اصولی ذرائع ہیں آمدنِ مال وتحصیلِ دولت کے، اور یہ تینوں اَز روئے شرع جائز بلکہ مستحسن ہیں اور بعض صورتوں میں فرضِ کفایہ ہیں۔

پھر علماء کا اختلاف ہے یہ ان تین انواع میں سے کون سی نوع افضل ہے، بعض علماء نے صنعت کو افضل قرار دیا ہے، لیکن بہت سے علماء نے کہا ہے کہ تجارت افضل ہے، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ زراعت افضل ہے۔

علامہ ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْأَشْبَـهُ أَنَّ الـزَّرَاعَةَ أَطْيَـبُ لِأَنَّهَـا إِلَى التَّـوَكُّـلِ أَقْرَبُ، وَاللّٰـهُ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ. ❶

ترجمہ: یہ بات حق کے زیادہ قریب ہے کہ زراعت بہتر اور افضل ہے (صنعت وتجارت کے مقابلے میں) کیوں کہ یہ توکل کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

بہرحال کسبِ مال کے مذکورہ صدر تینوں طریقے مستحسن ہیں اور صحابہ کرام ان تینوں طریقوں پر عمل پیرا رہے، اکثر انصاری صحابہ کسان تھے اور باغات والے تھے یعنی وہ زراعت کا کام کرتے تھے۔

اسی طرح بہت سے صحابہ خصوصاً مہاجرین کا پیشہ تجارت تھا، حضرت ابوبکر صدیق،

❶ روضة الطالبين وعمدة المفتين: كتاب الأطعمة، فصل، ج٣ ص ٢٨١

حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تاجر تھے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ کو چار باتوں کی تلقین

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب رحمہ اللہ نے مجھے چار چیزیں تلقین فرمائیں۔

۱......طلب رزق حلال۔

۲......تمام عالم سے اپنے آپ کو بدتر سمجھنا۔

۳......مراقبہ احسان۔

۴......ترک اختلاط غیر جنس۔ ❶

رزقِ حلال کے دنیاوی فوائد وثمرات

رزقِ حلال کے ظاہری اور باطنی ثمرات

کسی بزرگ نے ایک ابدال کو کھانے کے لیے کچھ پیش کیا، انہوں نے کھانے سے انکار کردیا اور فرمایا: ہم لوگ حلال غذا کے علاوہ کچھ استعمال نہیں کرتے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے دل مستقیم رہتے ہیں، حالت یکساں رہتی ہے، ہم پر ملکوت کے سربستہ راز منکشف ہوتے ہیں اور ہم آخرت کے احوال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ اگر ہم لوگ تین دن بھی وہ غذا استعمال کرلیں جو تم لوگ استعمال کرتے ہو تو جو کچھ علم یقین ہمیں حاصل ہے وہ سب سلب ہوجائے اور خوف ومشاہدہ احوال کی قوت ہمارے دل میں باقی نہ رہے۔ ❷

رزقِ حلال مرتبہ کی بلندی کا ذریعہ ہے

حضرت سری بن مغلس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کچھ دنوں سے بھوکا تھا، تو

❶ امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق: ص ۱۳۷

❷ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج ۲ ص ۹۱

میں نے راستے میں صاف پانی سے بھرا ہوا برتن دیکھا جس کے ارد گرد حشیش گھاس کے پودے اُگ چکے تھے، تو میں اترا اور آرام کرنے لگا، میں نے دل میں کہا:

یَا سَرِیُّ!إِنْ کُنْتَ یَوْمًا أَکَلْتَ أُکْلَةً حَلَالًا وَشَرِبْتَ شَرْبَةً حَلَالًا فَالْیَوْمَ.

ترجمہ: اے سری! اگر تو آج حلال کھانا چاہے اور حلال پینا چاہے تو آج کا دن ہے۔

تو میں نے اس سے کھایا اور پیا، تو غیب سے آواز آئی جسکو میں دیکھ نہیں سکا، اس نے کہا: یَا سَرِیُّ بْنَ مُغَلِّسٍ فَالنَّفَقَةُ الَّتِی بَلَغَتْکَ إِلَی هُنَا مِنْ أَیْنَ'' اے سری بن مغلس! جس نفقہ نے تجھے یہاں پہنچایا وہ کہاں سے آیا؟ ❶

رزقِ حلال کی برکات

ایک شخص عبداللہ شاہ جو دیو بند میں گھاس بیچتے تھے، جو ملتا اس میں سے ایک حصہ اپنی والدہ کو دیتے اور ایک حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور باقی اپنے خرچ میں لاتے، انہوں نے ایک مرتبہ حضرت مولانا یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ اور دوسرے حضرات کی دعوت کی، مولانا نے فرمایا کہ دعوت کہاں سے کرو گے، تمہارے پاس ہے ہی کیا، کہنے لگے جو حصہ خیرات کا نکالتا ہوں اسی سے دعوت کردوں گا، غرض پانچ آنے جمع کیے اور حضرت مولانا کے پاس لائے، اور کہا کہ تم خود ہی پکالو، میں کہاں جھگڑا کروں گا، اگر دنیا دار بھی اس طرز کو اختیار کرلیں تو کیسا اچھا ہو، مہمان تھے کئی اور پیسے صرف پانچ آنے، بزرگ مہمانوں کا مشورہ ہوا کہ کوئی سستی چیز تجویز کی جاوے، چنانچہ میٹھے چاول گڑ کے تجویز کیے، بڑی احتیاط سے لگائے گئے، کوری ہانڈی منگائی گئی، پکانے والے کو وضو کرایا گیا، غرض ہر طرح کی احتیاط کی گئی، وہ چاول تھے ہی کتنے ایک ایک دو دو لقمہ

❶ الزهد الکبیر للبیهقی: ج ۱ ص ۳۴۶، الرقم: ۹۵۱ / شعب الإیمان: ج۷ ص ۵۱۷، الرقم الحدیث: ۵۴۰۰

کھا لیے۔ مولانا خود فرماتے تھے کہ ان دولقموں کی برکت دیکھی کہ ایک ماہ تک قلب میں انورات وبرکات محسوس ہوتے تھے، ایک ماہ کامل یہ اثر رہا۔

فائدہ: حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، میں کہتا تھا کہ جس کی کمائی کے ایک لقمہ کا یہ اثر ہے تو جو دن رات اسی کو کھاتا ہے اس کی کیا حالت ہوگی، دوستو اگر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل محبت ہوگی تو یہ بات پیدا ہو جائے گی۔ ❶

حلال، حلال کو کھینچتا ہے

ابن خریف رحمہ اللہ علیہ اپنے والد کا واقعہ بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں میرے والد بڑے تاجر تھے اور انہوں نے ایک شخص کو آگے شریک رکھا تھا، ایک دفعہ ایسا ہوا کہ کپڑے کے اندر ایک عیب تھا اور میرے والد نے جس کو شریک رکھا تھا انہوں نے اس کپڑے کو بھیج دیا اور وہ اس کپڑے میں عیب نہیں بتایا، حضرت جب آئے پوچھا: تو انہوں نے کہا: میں تو بتانا بھول گیا۔ فرمایا: جاؤ، اُسے تلاش کرو، کہا: حضرت وہ تو بہت آگے چلا گیا ہوگا، میں کہاں تلاش کروں گا، کہا: تم مجھے حلیہ بتاؤ میں خود تلاش کرتا ہوں، انہوں نے حلیہ بتایا، ابن خریف رحمہ اللہ علیہ کے والد تلاش کرنے کے لئے سواری پر خود نکل گئے تلاش کرتے کرتے ایک جگہ پہنچ گئے، معلومات راستے پر لیتے رہے کہ ایک قافلہ گزرا ہے اس طرح کے لوگ تھے، ایسا حلیہ تھا، اتنی سواریوں پہ تھے، جب وہاں پہنچے تو انہوں نے پوچھا جس آدمی نے سامان خریدا وہ کون ہے؟ بتایا گیا وہ فلاں ہے، اتفاق سے غیر مسلم تھا، انہوں نے کہا: تم نے جو سامان خریدا اُس سامان کے اندر کپڑوں میں ایک عیب موجود ہے، اس نے کہا کہ اگر عیب ہے تو تم اتنی دور سے آئے مجھے بتانے کے لئے، کہا: ہاں، میں آیا ہوں، اسلام حکم یہ دیتا ہے کہ کسی کو دھوکا نہ دو،

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۵۱

کسی کو عیب دار چیز نہ دو، تو آپ کو یہ عیب والی چیز پہنچ گئی ہے، میں معافی چاہتا ہوں یا تو آپ کپڑا مجھے واپس کردو، یا جو رقم دی ہے، میں آپ کو اس میں عیب کی وجہ سے رقم کچھ واپس کردوں، اُس شخص نے کہا: جو دراہم میں نے دیے تھے، آپ کے اس تاجر کو وہ دراہم مجھے دو، تو انہوں نے دراہم دیئے، تو اس نے دراہم کو پھینک دیا اور اپنے جیب سے دوسرے دراہم نکال کر اس کو دے دیے۔ اُس نے کہا: تم نے یہ دراہم کیوں پھینکے؟ کہا ان دراہم میں کھوٹ تھا، وہ نقلی دراہم تھے، میں نے وہ دراہم کا یہ کپڑا لیا تھا، جب تم نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا، اتنے دور سے عیب بتانے کے لئے آئے ہو تو میرے دل نے گوارا نہیں کیا کہ میں تمہیں نقصان پہنچاؤں، اس لیے میں تمہیں ابھی اصلی دراہم دے رہا ہوں اور یہ شخص اس واقعہ سے بڑا متاثر ہوا، اور اسلام کی حقانیت دل میں موجزن ہوگئی۔ ❶

ایک نوجوان کا حرام کمائی سے بچنے پر وافر رزقِ حلال کا ملنا

میرے آبائی گاؤں کوٹ بھگت (واقع تحصیل سمبڑیال، ضلع سیالکوٹ) کے قریب ہی ایک دوسرا گاؤں کوٹ بلند ہے۔ وہاں میرے ایک عزیز دوست چودھری محمد نواز گھمن رہتے ہیں، وہ خود چھوٹے زمیندار ہیں مگر ان کے رشتے دار بارسوخ لوگ ہیں۔ ۱۹۹۰ء کے لگ بھگ ان کے بڑے بیٹے نوید نواز گھمن نے ''بی اے'' کیا، تو اسے ملازمت کی تلاش ہوئی، رشتے داروں کے اثر ورسوخ کی وجہ سے اسے پولیس میں اے ایس آئی کی پیش کش ہوئی، مگر اس نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ پولیس میں رہ کر رشوت سے بچنا مشکل ہوتا ہے اور وہ کسی قیمت پر مالِ حرام کے قریب نہیں جانا چاہتا۔

کچھ وقت کے بعد چودھری محمد نواز گھمن کے ایک رشتہ دار نے بتایا کہ نوید کو نائب

---

❶ خزینہ: ص ۱۹۵

تحصیل داری کا منصب مل سکتا ہے، لیکن اس کے لئے ایک لاکھ روپے خرچ کرنے پڑیں گے، نواز گھمن صاحب راضی ہو گئے اور انہوں نے جذبہ مسرت کے ساتھ نوید کو یہ خوشخبری سنائی کہ تم عنقریب نائب تحصیل دار بن جاؤ گے، لیکن یہ جان کر کہ اس کے لئے ایک لاکھ روپے رشوت میں دینے پڑیں گے، نوید نے دوٹوک انداز میں انکار کر دیا کہ مجھے خواہ کتنا ہی عرصہ بیکار رہنا پڑے، لیکن میں رشوت کے بَل پر ہرگز کوئی ملازمت قبول نہیں کروں گا، چودھری محمد نواز گھمن نے بتایا کہ نوید کی یہ بات سن کر میں بہت برہم ہوا کہ آخر تم چاہتے کیا ہو؟ تھانیداری تم نے مسترد کر دی اور اب تحصیل دار بننے سے تم انکار کر رہے ہو، آخر تم زندگی میں کیا بننا چاہتے ہو؟

اس کے جواب میں نوجوان نوید نے کہا: میں مسلمان ہوں، اور میں صرف اور صرف حلال کے رزق پر زندگی گزارنا چاہتا ہوں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں، اس لئے میں رشوت دے کر یا لے کر جہنم میں نہیں جانا چاہتا، اس نے بڑے اعتماد سے کہا آپ فکر نہ کریں، اللہ مالک ہے، وہ اپنا فضل فرمائے گا اور میری ملازمت کا ان شاء اللہ بہت اچھا انتظام ہو جائے گا۔

چودھری محمد نواز گھمن نے بتایا: سچی بات ہے دینی معلومات کی کمی کی وجہ سے ان دنوں میرا ایمان خاصا کمزور تھا، چنانچہ میں اپنے بیٹے کی بات کو نہ سمجھ سکا اور بڑبڑانے لگا کہ دیکھوں گا خدا تمہیں محض ''بی اے'' کی بنیاد پر تھانیداری سے اور تحصیلداری سے اچھی ملازمت کیسے دیتا ہے؟ تم خواب دیکھ رہے ہو اور خواب اکثر پورے نہیں ہوتے۔

لیکن حیرت انگیز طور پر ایک ہی مہینے کے بعد نوید کو سعودی عرب سے بلاوا آ گیا، اس کے ایک ماموں وہاں ٹھیکے دار تھے، انہوں نے اسے ویزہ بھجوا دیا، وہاں جاتے ہی

اسے ایک بین الاقوامی ادارے ''یونی لیور'' میں ملازمت مل گئی اور تیس ہزار روپے تنخواہ مقرر ہوئی اوراس طرح ثابت ہوگیا کہ مالِ حرام سے نفرت کرنے اور رزقِ حلال کی طلب کرنے والوں کی اللہ اپنے فضل سے مدد کرتا ہے۔

نوید گھمن اب بھی سعودی عرب میں باعزت ملازمت کررہا ہے، اور مالی کشادگی کے علاوہ متعدد حج اور عمروں کی سعادت سے فیض یاب ہو چکا ہے۔ ❶

رزقِ حلال کے ثمرات کے سبب مسائل کا استخراج واستنباط

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ایک دفعہ امام شافعی رحمہ اللہ کے گھر پہنچے۔امام شافعی نے اپنی بیٹیوں کو بتایا کہ ایک بڑے عالم آئے ہیں، ان کے لیے اچھا سا کھانا تیار کردیں۔ چنانچہ بیٹیوں نے کھانا بنا کر کمرے میں رکھ دیا۔ رات کو تہجد کے لیے مصلی بھی رکھ دیا اور وضو کے لیے لوٹا بھی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کھانا کھایا اور کچھ دیر بات چیت کرنے کے بعد لیٹ گئے۔علی الصبح نمازِ فجر کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے۔ بچیاں کمرے میں صفائی کرنے کے لیے آئیں تو دیکھا کہ برتن میں جو دو تین آدمیوں کا کھانا رکھا تھا وہ سارا ختم، مصلیٰ جیسا رکھا تھا ویسے ہی پڑا تھا، پانی جیسے بھرا تھا جوں کا توں موجود تھا۔ یہ دیکھ کر بڑی حیران ہوئیں اور ساتھ ہی ذہن میں کچھ بدگمانی سی بھی پیدا ہوگئی کہ ان کی تعریفیں تو بہت سنی تھیں مگر معاملہ تو ایسا نہیں، تہجد بھی نہیں پڑھی اور صبح بھی بے وضو ہی چلے گئے۔ جب امام شافعی رحمہ اللہ گھر آئے تو بیٹیوں نے ساری بات کہہ سنائی۔

اس دور کی کیا بات تھی وہ سچے اور کھرے لوگ تھے۔ امام شافعی نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو بچیوں کی بات سے آگاہ کردیا، وہ فرمانے لگے...... بات یہ ہے کہ جب میں نے کھانے کا پہلا لقمہ کھایا تو میرے دل و دماغ پر عجیب قسم کے انوارات ظاہر ہونا

❶ مکافاتِ عمل: ص ۳۹

شروع ہو گئے اور ہر لقمہ پر روحانی کیفیت بڑھتی جا رہی تھی میں نے سوچا کہ یہ اس پاکیزہ رزق کا اثر ہے۔ معلوم نہیں زندگی میں ایسا حلال اور پاک رزق پھر مجھے نصیب ہو گا یا نہیں، اس لیے میں نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔

پھر بستر پر جب میں سونے کے لیے لیٹا تو میرے دل و دماغ میں قرآن پاک کی آیتیں اور احادیث نبویہ مستحضر ہونے لگیں اور بہت سے مسائل کا حل مجھ پر منکشف ہونے لگا، اسی کیفیت میں رات گزری معمول کے مطابق جب نماز تہجد کی جانب میرا دھیان ہوا تو میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ علم کا ایک باب سیکھنا ہزار رکعت نوافل پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے، لہذا میں نے اپنی ساری توجہ انہیں مسائل علمیہ کے استنباط واستخراج کی جانب ہی رکھی یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت ہو گیا اور میں مسجد چلا گیا۔ رات بھر آنکھ لگی نہ وضو ٹوٹا اور یہی وجہ تھی کہ وہ وضو کے لیے آپ کا رکھا ہوا پانی اور جائے نماز بھی وہیں اسی حالت میں رکھا رہا اور استعمال کی نوبت ہی نہ آئی۔ اور میرا گمان ہے کہ یہ آپ کے پاکیزہ رزق کی برکت کا اثر تھا۔ ❶

رزقِ حلال کے سبب اولاد کا اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونا

پروفیسر صدیق قمر صاحب گورنمنٹ کالج عارف والا میں اردو کے استاد ہیں، انہوں نے ایک ملاقات میں بتایا کہ قبولہ میں ہمارے ہی محلے میں ولی محمد نامی ایک موچی رہا کرتا تھا۔ پرائمری تک پڑھا ہوا تھا، مطالعے کا ذوق رکھتا تھا اور بہت سمجھ دار آدمی تھا، خدا اور خلقِ خدا کے ساتھ اس کا تعلق بہت اچھا تھا، صوم وصلوۃ کا پابند، خدا ترس اور خیر پسند تھا، جوتے بنا کر بیچتا اور اپنے خاندان کی کفالت کرتا تھا۔

ولی محمد بہت خوش اخلاق تھا، سراپا شفقت تھا اور بچوں سے بہت پیار کرتا تھا، وہ امام

---

❶ خطبات حکیم الإسلام: اساس التوحید، لقمہ حلال کی علمی وعملی برکات، ج۵ ص ۳۴ تا ۳۷

غزالی کا ایک قول اکثر دہرایا کرتا تھا کہ حرام کا ایک لقمہ بھی اندر چلا جائے تو وہاں تاریکی پھیل جاتی ہے اور ایک لقمہ حلال کا چلا جائے تو اندر روشنی ہو جاتی ہے۔

ولی محمد موچی کے دو بیٹے تھے: فتح محمد اور محمد علی، دونوں بہت لائق اور محنتی تھے۔ فتح محمد فزکس میں ''ایم ایس'' کر کے لیکچرار ہو گئے اور امریکہ سے ''پی ایچ ڈی'' کرنے کے بعد ایک بڑی یونیورسٹی میں صدرِ شعبہ فزکس کے منصب تک پہنچے جبکہ محمد علی بنک میں اعلیٰ افسر بن گئے، ایک غریب دستکار کی نیکی اور رزقِ حلال نے ان کے بیٹوں کو دنیاوی اعتبار سے اعلیٰ ترین عزت عطا کر دی۔ ❶

رزقِ حلال کی طلب نے مالا مال کر دیا

متشرّع صورت کے خوش اخلاق اور معصوم پیکر مہر محمد انیس صاحب (تاریخ پیدائش ۱۹۶۴۔۳۔۱) سے میری ملاقات محمد یونس مغل صاحب کی معیت میں ۲۰۰۶۔۳۔۶ء کو ہوئی، وہ عوامی روڈ، پرانا ڈسکہ میں رہتے ہیں اور پراپرٹی کا کاروبار کرتے ہیں، غلہ منڈی میں ان کی آڑھت کی دکان بھی ہے، ان کی کہانی رزقِ حلال کی برکات کی ایک ایمان افروز کہانی ہے۔

انہوں نے بتایا: میں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز ۱۹۸۵ء میں پولیس کی ملازمت سے کیا، معمولی کانسٹیبل بھرتی ہوا، ۱۹۹۵ء میں ترقی کر کے ''اے ایس آئی'' بن گیا، لیکن ۱۹۹۹ء میں میں نے ملازمت ترک کر دی اور پراپرٹی کا کاروبار شروع کر دیا، اللہ کا شکر ہے کہ میں ملازمت کے دوران رشوت نہیں لیتا تھا، لوگوں کے جائز کام کرا دیتا تھا، تاہم کوئی خوشی سے کچھ دیتا تو انکار نہیں کرتا تھا۔

میں نے ۱۹۸۹ء میں شادی اپنے قریبی رشتہ داروں میں کی، میں نے عزم کر لیا تھا کہ

❶ مکافاتِ عمل: ص ۴۷

اپنے سسرال کے لئے کسی پریشانی کا سبب نہیں بنوں گا، چنانچہ میں نے ان سے کوئی معمولی سی چیز بھی طلب نہ کی، اس کا صلہ مجھے خدا نے یہ دیا کہ شادی کے پہلے ہی مہینے سیالکوٹ میں بِگ سٹی الاؤنس کا اجراہوگیا اور میری تنخواہ ڈیڑھ سو روپے بڑھ گئی۔

پولیس کی ملازمت چھوڑنے کا سبب ارد گرد کا یہ مشاہدہ تھا کہ تقریباً سارے پولیس افسروں کے گھریلو حالات بہت ہی خراب نظر آتے تھے، انسپکٹر ڈی ایس پی وغیرہ سب کی اولاد خراب تھی، نالائق تھی، ان کے لڑکے چوری اور ڈاکوں میں ملوث تھے اور ماں باپ کو طرح طرح کی بیماریوں نے گھیر رکھا تھا اور اس کا سبب مالِ حرام تھا، رشوت کی کمائی تھی، میں سوچا کرتا کہ اگر میں بھی ملازمت پر اکتفا کرتا ہوں تو گزارہ مشکل ہوگا اور اگر رشوت لوں گا تو میرے گھر کا اور اولاد کا وہی حشر ہوگا جو ان لوگوں کا ہو رہا ہے، چنانچہ میں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ نوکری چھوڑ دوں گا اور کاروبار کروں گا۔

اس مقصد کی خاطر میں اپنی تنخواہ میں سے ہر ماہ ایک ہزار کی بچت کرنے لگا، چونکہ ہم پانچوں بھائی والدین کے ساتھ اکٹھے ہی رہتے تھے، اس لئے یہ بچت آسانی سے ہوگئی اور میں نے ۱۹۹۵ء میں ایک بیگھہ زمین نوے ہزار میں خرید لی، بیس ہزار ایڈوانس دیئے۔ اللہ نے کرم فرمایا اور وہ زمین میں نے جلد ہی ایک لاکھ تیس ہزار روپے میں فروخت کردی، میرا حوصلہ بڑھا اور کاروبار کا سلسلہ چل نکلا، ۱۹۹۹ء میں میں نے ملازمت ترک کر کے ساری توجہ کاروبار پر مرکوز کردی، میں ایک ہاؤسنگ کالونی میں حصہ دار بن گیا اور وہاں سے پندرہ سولہ لاکھ کا منافع ہوگیا، چنانچہ اب تک میں تین ہاؤسنگ کالونیاں بنا چکا ہوں، اللہ کا مجھ پر بے حد وحساب کرم ہے اور اب غلہ منڈی میں آڑھت کا کاروبار بھی ہے۔

میں اللہ کے فضل سے گزشتہ ڈیڑھ سال سے تبلیغ سے وابستہ ہوں، پہلے نیند نہیں آتی

تھی، روپے پیسے ہی کے خیالات ذہن پر چھائے رہتے تھے، اب سکون سے سوتا ہوں اوراللہ کی بے حدوحساب نعمتوں پراس کاشکرادا کرتا ہوں، تین بیٹے اورایک بیٹی ہے، بحمداللہ سب فرمانبرداراورنیک ہیں۔ ❶

حلال کمائی برکت اورسکون کاذریعہ ہے

ایک نوجوان کسی ڈسپنسری میں ملازم تھا، اس کا بیان ہے کہ میں ڈسپنسری کی دوائیاں فروخت کر کے ہزاروں روپے ماہوار بنالیتا تھا پھر میں کسی اللہ والے کے ہاتھ پر بیعت ہوگیا، اب میں نے توبہ کرلی ہے، میری تنخواہ نوسوروپے ہے، ایک وہ وقت تھا کہ ہزاروں روپے ناجائز حاصل کرنے سے گزارہ نہیں ہوتا تھا، دل بے چین رہتا تھا، اب صرف نوسوروپے میں گزارہ ہورہاہے، اب دل مطمئن بھی ہے دل میں چین بھی ہےاورسکون بھی ہے۔ ❷

رزقِ حلال کے سبب خلقِ خدا کی محبت وبرکات

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں دیوبند میں ایک بزرگ تھے شاہ جی عبداللہ شاہ، گزراوقات کے لئے انہوں نے گھاس کھودنے کا مشغلہ اختیار کیا تھا، گھاس کھود کر گٹھڑی بناتے اسے بیچتے اوراس سے گزراوقات کرتے اورگٹھڑی کی قیمت متعین تھی چھ پیسے، نہ کم لیتے تھے نہ زیادہ، بارہ مہینے ایک ہی قیمت تھی، دیوبند کےلوگوں کا یہ حال تھا کہ جولوگ اپنے جانوروں کے لئے گھاس خرید نے آتے تھےتو ہرایک کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ شاہ جی کی گٹھڑی میں خریدلوں حالانکہ سینکڑوں گھسیارےاپنی اپنی گٹھڑیاں لئے بیٹھےرہتے تھےلیکن ان سے کوئی نہ خریدتا تھا

❶ مکافات عمل: ص ۳۷، ۳۸

❷ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۷۷

بلکہ شاہ جی کو ترجیح دیتے تھے کہ اس میں ہمارے جانوروں کے لئے بھی برکت ہوگی اور ہمارے گھر میں بھی، اس لئے پہلے سے انتظار میں کھڑے رہتے تھے، جب دیکھا کہ شاہ جی سر پر گٹھڑی لئے آرہے ہیں تو سب لوگ خریدنے کو دوڑتے تھے، جس نے گٹھڑی پر پہلے ہاتھ رکھ دیا بس گٹھڑی اسی کی ہو جاتی تھی اور وہیں پر گٹھڑی ڈال دیتے تھے، چھ پیسے لیتے اور کہہ دیتے کہ لے جاؤ اپنی گٹھڑی، پھر ان چھ پیسوں میں ان کے یہاں یہ طریق تھا کہ دو پیسے تو وہیں صدقہ کر دیتے اور دو پیسے گھر کا خرچ تھا، ایک کوڑی کی لکڑی لیتے اور ایک پائی کا تیل لیتے اور ایک ادھیلہ کا آٹا لیتے، سستا زمانہ تھا، دو پیسے میں خاندان کا گزر ہوتا تھا اور دو پیسے جمع کر لیا کرتے تھے سال بھر میں، جب آٹھ دس روپے جمع ہو جاتے تو ہمارے اکابر کی دعوت کیا کرتے تھے جن میں مثلاً حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت مولانا محمد یعقوب وغیرہ وغیرہ ہوتے تھے۔ ❶

تو جس طرح رزقِ حلال کی بڑی برکات اور ثمرات ہیں اسی طرح حرام کے بہت سے نقصانات ہیں، مالِ حرام کے سبب انسان امراض، تکالیف، مصائب، لاعلاج بیماریاں، اولاد اور ماتحتوں کی نافرمانیوں اور بد اخلاقیوں کے سبب زندگی بھر پریشان اور غمگین رہتا ہے، رات کی نینداور دن کا سکون ختم ہو جاتا ہے، اور معاشرے میں لوگوں کی نگاہ میں گر کر انسان رسوا اور ذلیل ہو جاتا ہے۔

مالِ حرام کے دنیاوی نقصانات اور سنگین نتائج

حرام خوری کی دنیاوی سزا

اس سلسلے میں مجھے اپنا ''بی اے'' کا کلاس فیلو اکرام اللہ خان کبھی نہیں بھولا، یہ ایک تھانیدار کا بیٹا تھا، ''بی اے'' ایل ایل بی'' کرنے کے بعد سول جج بن گیا تھا، بدقسمتی

❶ خطبات طیب: ص ۱۳۱

سے اس کی دینی یا اخلاقی اعتبار سے ذرا بھی تربیت نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ اس نے رشوت اور جلب زر میں کمال حاصل کیا، خوب دولت بنائی، ماڈل ٹاؤن لاہور میں بیوی کے نام پر خاصا بڑا مکان بھی خرید لیا، ریس بھی کھیلتا تھا اور عیاشی کی دیگر صورتوں کو بھی جائز سمجھتا تھا۔

اور پھر دو بیٹیوں اور دو بیٹوں کے ہوتے ہوئے اکرام اللہ خان نے ایک نوجوان نرس سے اس وقت شادی کرلی جب اس کی عمر تقریباً اٹھاون سال تھی اور اس کے سارے بچے جوان ہو گئے تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ خاندان میں ہنگامہ کھڑا ہو گیا، بیٹوں اور بیٹیوں نے باپ کی باقاعدہ پٹائی کی اور بیوی نے پستول کی نوک پر اس سے طلاق نامے پر دستخط کرالئے اور اس مکان سے اسے ہمیشہ کے لئے بے دخل کر دیا گیا جو اس نے بڑے شوق سے خریدا تھا۔

اب اکرام اللہ خان گزشتہ دس سال سے اپنی نرس بیوی کے ساتھ کرائے کے مکان میں رہتا ہے، دوسری بیوی سے اس کا ایک بیٹا ہے، ایک بیٹی ہے۔ بچوں کی عمریں بالترتیب چھ سال اور چار سال ہیں۔ بیوی ایک ہسپتال میں نرس ہے، وہ ملازمت پر چلی جاتی ہے تو یہ بچوں کی خبر گیری کے لئے گھر پر ڈیوٹی دیتا ہے، اور اڑسٹھ سال کی عمر میں اس کی زندگی مسائل اور مصائب کا ایک مجموعہ بن کے رہ گئی ہے اور یہ سارا وبال مالِ حرام کا اور بے وقت عشق بازی کا ہے۔ ❶

حلال کاروبار کی برکت اور حرام کاروبار کی نحوست

یہ آج سے تقریباً ۳۰ سال سے پہلے کا واقعہ ہے کہ میرے ابو جان کے گھر میں ایک خاتون کام کرتی تھی، ایک دن وہ کام کر کے نکلی تو کمر درد کی وجہ سے نڈھال تھی، میرے

❶ مکافات عمل: ص ۱۱، ۱۲

ابو نے فرمایا کہ خالہ گھروں میں کام کی بجائے ایک بھینس رکھ تو ماہانہ ۳۰ روپے کی بجائے ۱۵۰ روپے کما سکتی ہو اور کام کا بوجھ بھی کم ہوگا، کیونکہ ہمارے محلے میں ایک اور خاتون نے ایک دن ذکر کیا تھا کہ بھینس کے دودھ کی وجہ سے ہم ماہانہ ۱۵۰ روپے کما لیتے ہیں، تو اس خاتون جس کا نام اقبال تھا، اس نے کہا میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے۔ بہرحال اس کو یہ تجویز پسند آئی، ایک دن بعد وہ میرے ابو کے پاس آئی اور کہا کہ اگر تین ہزار روپے کا بندوبست ہو جائے تو میں بھینس خرید سکتی ہوں، اس وقت ۳۵۰۰ روپے کی بھینس مل جاتی تھی، میرے ابو نے کہا فکر نہ کریں، میں آپ کو ۳۰۰۰ روپے دیتا ہوں تاکہ آپ کے روزگار کا بندوبست ہو جائے، بہرحال اس نے بھینس خرید لی، اور دنوں میں ہی اس کا کاروبار چلنا شروع ہو گیا اور کچھ ہی عرصہ میں وہ اس قابل ہو گئی کہ اس نے دو بھینس اور خرید لی، شروع میں وہ دودھ میں پانی نہیں ملاتی تھی، تو اللہ نے بھی اس کی حلال کی کمائی میں برکت دے دی، اور وہ بہت خوشحال ہو گئی۔ میرے ابو جان ملازمت کے سلسلے میں بیرون میں زیادہ رہتے تھے، کچھ سالوں کے بعد جب ابو گھر آئے تو کسی نے بتایا کہ اب خالہ اقبال دودھ میں پانی ملا کر بیچتی ہے، میرے ابو جان نے اس کو گھر بلایا اور سمجھایا کہ دیکھو اللہ کی نافرمانی نہ کرو اور حلال کا رزق کماؤ لیکن اس نے یہ بات نہ مانی اور ملاوٹ شدہ دودھ بیچتی رہی، اب خدا کی قدرت دیکھیں جب تک وہ ایمانداری سے کام کرتی رہ تو اس کے کاروبار میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوتی رہی، جب اس نے اللہ کی نافرمانی شرع کی تو فوراً اس کو اس کا پھل دنیا میں مل گیا۔ سب سے پہلے اس کی ایک بھینس بیمار ہو کر مر گئی، دوسری کو ایک زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا، جس کی وجہ سے وہ بھی مر گئی، تیسری بھینس نے خالہ اقبال کو ٹکر ماری تو خالہ اقبال کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی اور بھینس کی مناسب دیکھ بھال نہ

کر سکنے کی وجہ سے اس نے وہ بھینس بھی بیچ دی اور پھر وہ اسی معذوری میں اس دنیا سے رخصت ہوگئی اس کا تمام کاروبار ٹھپ ہو گیا، یہ واقع جہلم کا نیا محلّہ کا ہے۔ ❶

دو ماہ تک حرام لقمے کی نحوست

دارالعلوم دیو بند کے صدرِ مدرس حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ کے استاذ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص کی دعوت پر اس کے گھر کھانا کھانے چلا گیا، ابھی صرف ایک لقمہ ہی کھایا تھا کہ یہ احساس ہو گیا کھانے میں کچھ گڑ بڑ ہے شاید یہ حلال کی آمدنی نہیں ہے، جب تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ واقعتاً حلال کی آمدنی نہیں تھی لیکن وہ حرام آمدنی کا لقمہ نا دانستہ طور پر حلق کے اندر چلا گیا۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اس پر توبہ واستغفار کی لیکن اس کے باوجود دو مہینے تک اس حرام لقمے کی ظلمت محسوس ہوتی رہی اور دو ماہ تک بار بار یہ خیال اور وسوسہ آتا رہا کہ فلاں گناہ کرلوں اور فلاں گناہ کرلوں اور گناہ کے داعیے دل میں پیدا ہوتے رہے۔ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کے دلوں کو مجلّٰی اور مزکّٰی فرماتے ہیں انہیں ان گناہوں کی ظلمت کا احساس ہوتا ہے، ہم لوگ چونکہ ان گناہوں سے مانوس ہو گئے ہیں اس لئے ہمیں معلوم نہیں ہوتا۔ ❷

مالِ حرام کے سبب دعاؤں کی قبولیت ختم ہو جاتی ہے

مؤرخین نے لکھا ہے کہ کوفہ میں مستجاب الدعوات لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ جب کوئی حاکم اُن پر مسلط ہوتا اُس کے لیے بددعا کرتے وہ ہلاک ہو جاتا۔ حجاج ظالم کا جب وہاں تسلط ہوا تو اُس نے ایک دعوت کی، جس میں ان حضرات کو خاص طور سے

❶ مکافات عمل: ص ۵۱، ۵۲

❷ اصطلاحی خطبات: اولاد کی اصلاح وتربیت، ج ۴ ص ۳۵

شریک کیا اور جب کھانے سے فارغ ہو چکے تو اُس نے کہا کہ میں ان لوگوں کی بددعا سے محفوظ ہو گیا کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہوگئی۔ ❶

حرام کاروبار کے سبب دومرتبہ ٹرک اُلٹ گیا

پروفیسر احسان الحق چیمہ صاحب نے بتایا: میں نے ۱۹۷۰ء میں دوسری شادی کی۔ میری یہ اہلیہ نرسنگ کے شعبے سے وابستہ تھی، ۱۹۷۴ء میں اس کو مکہ مکرمہ کے ایک ہسپتال میں ملازمت مل گئی اور میں بھی وہیں چلا گیا، ۱۹۷۶ء میں مجھے سعودی عرب کا مستقل ویزہ مل گیا، میں ۱۹۹۰ء تک وہی مقیم رہا۔

سعودی عرب میں میں نے تجارت شروع کردی، جدہ سے چیزیں خریدتا اور مکہ اور دوسرے شہروں میں سپلائی کرتا تھا۔ جدہ میں چاول کا ایک پاکستانی ڈیلر تھا، وہ باسمتی میں ملاوٹ کرتا اور مہنگے داموں میں بیچتا تھا۔ چونکہ اس میں منافع بہت تھا اس لئے لالچ میں آکر میں نے بھی یہ چاول خریدا اور اپنے منی ٹرک میں ڈال کر مکہ آرہا تھا کہ یہ ٹرک میقات میں الٹ گیا، سارا چاول ضائع ہوگیا، اور میں مرتے مرتے بچا، یہ ۱۹۸۰ء کی بات ہے، ۱۹۸۱ء میں دوسری بار اسی طرح کا حادثہ پیش آیا، اس مرتبہ بھی میں ملاوٹ والا چاول لے کر مکہ جارہا تھا اور عین میقات کے مقام پر ٹرک الٹ گیا، اس مرتبہ بھی مشکل سے جان بچی۔

تب میں چونکا، مجھے احساس ہوا کہ میرا خدا مجھ سے ناراض ہے اور میری اصلاح چاہتا ہے، چنانچہ میں نے سچے دل سے توبہ کرلی اور ۱۹۸۵ء میں جب پانچواں حج کیا تو عرفات کے میدان میں ہر طرح کے گناہوں سے سچی اور پکی توبہ کرلی، قرآن پاک سے گہری وابستگی قائم کرلی اور اپنے آپ کو تبلیغ دین کے لئے وقف کرلیا، اس کے نتیجے

❶ فضائل رمضان: ۲۹

میں اللہ نے مجھے متعدد وقیع کتابوں کا مصنف بنادیا اور میری دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا فرمادیا۔ ❶

جوے کے سبب کوڑی کوڑی کا محتاج ہوگیا

جو شخص جوا کھیلتا ہے اگر وہ جیتتا ہے تو بھی نقصان میں رہتا ہے کیونکہ وہ مال حرام کا ہوتا ہے، حضور اکرم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حرام پر پلنے والا جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اگر جوا کھیلنے والا ہار جائے تو پھر بھی نقصان میں رہتا ہے کہ خون پسینے کی کمائی چند لمحوں میں گنوادی، جوا کھیلنے والا جب کھیلنے بیٹھتا ہے تو اسے دنیا کا ہوش نہیں رہتا ہے پھر اس کا ذہن صرف اور صرف کھیل کی طرف رہتا ہے اور اگر ہار جائے تو اپنا مکان اور ساز وسامان حتیٰ کہ بیوی تک داؤ پر لگادیتا ہے۔

یہ واقعہ میرا چشم دید ہے کہ ایک شخص نہایت امیر وکبیر تھا، اس کے دو بیٹے تھے، وہ شخص اپنے گاؤں کا زمیندار تھا اور اپنے گاؤں میں سب سے زیادہ زمین اسی کے پاس تھی، وہ نہایت اچھا انسان تھا لیکن اس کے دونوں بیٹے برے دوستوں کی صحبت میں بیٹھ بیٹھ کر بری عادتیں اپنا چکے تھے، چند ماہ بعد اس امیر شخص کا انتقال ہوگیا، اس کے بیٹوں کو جوئے کی لت پڑ گئی، انہوں نے اپنے باپ کا چھوڑا ہوا ورثہ جوئے میں ہار دیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ وہ جو دولت کی ریل پیل میں عیش کرتے تھے کوڑی کوڑی کے محتاج ہوگئے، اب ان میں سے ایک پھولوں کے ہار بنا کر بیچتا ہے۔ ❷

جوا کھیلنے والا سب کچھ ہار کر حواس کھو بیٹھا

ایک گاؤں میں ایک امیر آدمی رہتا تھا، اس کے چار بیٹے تھے، امیر شخص کے پاس ایک

---

❶ مکافات عمل: ص۵۴، ۵۵

❷ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۲۴۴، ۲۴۵

کار اور ایک موٹر سائیکل تھی اور اس کے پاس زرعی رقبہ بھی کافی تعداد میں تھا، اس شخص کو جوئے کی لت تھی، ایک دن کھیلتے ہوئے اس نے ہزاروں روپے جیتے اور دوسرے دن بھی اڈے پر پہنچ گیا اور پہلی بازی ہی ہار گیا پھر بازی لگائی کہ شاید اس دفعہ جیت جائے مگر وہ بھی ہار گیا اور اسی طرح امیدی ناامیدی کے بھنور میں پھنستا ہوا آخری بازی لگا دی اور اس میں اپنی موٹر سائیکل اور جیتے ہوئے روپوں کے علاوہ اپنے گھر کے سامان سمیت سب کچھ داؤ پر لگا دیا اور یہ بازی ہار گیا، اسے یقین نہ آیا کہ وہ اپنا سب کچھ ہار چکا ہے، اسی عالم میں ہوش وحواس کھو بیٹھا اور کوڑی کوڑی کا محتاج ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب وہ مرا تو اس کے کفن دفن کے لئے بھی پیسے نہ تھے۔ (1)

حرام مال کے سبب عذابِ قبر میں مبتلا ہونا

ایک بہت نیک شخص تھے، وہ پانچوں وقت پابندی سے نماز بھی پڑھا کرتے تھے، مالدار ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے سخی دل بھی تھے، دل کھول کر غریبوں اور بیواؤں کی امداد کیا کرتے تھے، کئی یتیم بچیوں کی شادیاں بھی کرادیں، حج بھی کیا ہوا تھا ۱۹۷۳ء کی ایک صبح کو ان کا انتقال ہو گیا، بے حد ملنسار اور با اخلاق تھے، اہل محلّہ ان سے بے حد متاثر تھے، لہٰذا سوگواروں کا تانتا بندھ گیا ان کے جنازے میں لوگوں کا کافی مجمع تھا، سب لوگ قبرستان آئے قبر کھود کر تیار کر لی گئی جونہی میت قبر میں اتارنے کے لیے لائے کہ غضب ہو گیا، یکا یک قبر خود بخود بند ہو گئی، سارے لوگ حیران رہ گئے دوبارہ زمین کھودی گئی جب میت اتارنے لگے تو تو پھر قبر بند ہو گئی، سارے لوگ پریشان تھے ایک آدھ بار مزید ایسا ہی ہوا آخر چوتھی بار تدفین میں کامیاب ہو ہی گئے، فاتحہ پڑھ کر سب لوٹے اور ابھی چند ہی قدم چلے تھے کہ ایسا محسوس ہوا کہ زمین زور زور سے ہل

(1) ناقابل فراموش سچے واقعات: ۲۴۵

رہی ہے، سب لوگوں نے بے ساختہ مڑ کر دیکھا تو ایک ہوش اڑا دینے والا منظر تھا۔ آہ! قبر میں دراڑیں پڑ چکی تھیں، اس میں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے اور دھواں اٹھ رہا تھا اور قبر کے اندر سے چیخ و پکار کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی، یہ لرزہ خیز منظر دیکھ کر سب کے اوسان خطا ہو گئے اور سب لوگ جس سے جس طرف بن پڑا بھاگ کھڑے ہوئے۔

سب لوگ بے حد پریشان تھے کہ بظاہر نیک سخی اور با اخلاق انسان کی آخر ایسی کونسی خطا تھی کہ جس کے سبب اس قدر ہولناک عذاب قبر میں مبتلا ہو گیا؟

تحقیق کرنے کے بعد اسکے حالات کچھ یوں سامنے آئے۔

مرحوم بچپن سے ہی بہت ذہین تھا لہٰذا ماں باپ نے اعلیٰ تعلیم دلوائی، جب خوب پڑھ لکھ لیا تو کسی طرح سفارش اور رشوت کے زور پر ایک سرکاری محکمہ میں ملازمت اختیار کر لی، رشوت کی لت پڑ گئی، رشوت کی دولت سے پلاٹ بھی خریدا اور اچھا خاصا بینک بیلنس بھی بنایا اسی سے حج بھی کیا اور ساری سخاوت بھی اسی حرام مال سے کی تھی۔ ❶

ایک تجربہ کار ڈاکٹر کا مریضوں کی تکالیف وراحت پر تبصرہ

میں نے اپنے دس سالہ میڈیکل کیریئر میں اس بات کا بغور تجزیہ کیا ہے کہ ایسے افراد جو رشوت خوری کرتے ہیں ان کی موت بڑی ہی اذیت ناک ہوتی ہے، ان کے جسم سے جب روح نکلتی ہے تو اس کی اذیت کا اندازہ وہ خود کر سکتا ہے، اس کی تکلیف کو دیکھ کر بہت سے ڈاکٹر کانپ جاتے ہیں، ایسے لوگوں پر فالج، دل کے خطرناک امراض شوگر، بلڈ پریشر ایک ساتھ حملہ آور ہوتے ہیں، ایسے مریضوں کو بڑی خراب حالت میں آئی، سی یو میں رکھا جاتا ہے اور کئی دفعہ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایسے راشی لوگوں پر کسی دوا کا

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۵۴۸، ۵۴۹

اثر تک نہیں ہوتا، مریض خود بھی یہ چاہتا ہے کہ جلدی سے زندگی کا خاتمہ ہوجائے لیکن اس کے گناہوں کی وجہ سے اس کے جسم سے روح بڑی اذیت کے بعد نکلتی ہے، اکثر ایسی تکلیف والے مریضوں سے میں نے پوچھا: تم کیا کام کرتے تھے تو وہ خود اس بات کا اعتراف کرلیتے تھے کہ وہ بہت رشوت لیتا تھا یا اس کے گھر والے کہتے تھے کہ ہم نے بہت منع کیا لیکن یہ کسی کی بات ماننے کے لیے تیار ہی نہ ہوتا تھا، کوئی دوا کوئی دعا اس کو اس تکلیف سے نجات نہیں دلاسکتی۔

لیکن اس کے برعکس ایسے مریض بھی آتے ہیں جو بہت نیک ہوتے ہیں، انہوں نے اپنے آپ کو حرام خوری سے دور رکھا ہوتا ہے ان کی موت اتنی آسان ہوجاتی ہے کہ خود ڈاکٹر کو پتہ نہیں چلتا کہ مریض کب چل بسا، ایسی موت کو دیکھ کر ہم لوگ حسرت کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم کو بھی ایسی موت دے، نیک لوگوں کی موت کو دیکھ کر ڈاکٹر اس بات کا اندازہ لگالیتے ہیں کہ مرنے والا بڑا نیک آدمی تھا، ایسے مریض جو اذیت سے مرتے ہیں ان کو دیکھ کر اندازہ کرنا آسان ہوجاتا ہے کہ یہ ضرور حرام خوری کرتے ہوں گے۔

اکثر لوگ شکایت کرتے ہیں کہ فلاں ڈاکٹر ٹھیک نہیں ہے، فلاں ہسپتال ٹھیک نہیں ہے، بہت پیسہ خرچ کرنے کے باوجود مریض کی اذیت کم نہیں ہوتی حالانکہ ایسا نہیں ہے، یہ صرف اس حرام کمائی کی وجہ سے ہے وہ اس کمائی سے جو بھی دوا خریدتا ہے بے اثر ہوجاتی ہے، تمام ڈاکٹر ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں، تمام ہسپتال بھی ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں، حالانکہ نیک کمائی والے لوگوں کو صرف ایک معمولی گولی سے ہی آرام آجاتا ہے اور ایسے لوگ سرکاری ہسپتال سے علاج کرواکر بھی مطمئن ہوجاتے ہیں، جبکہ راشی حضرات بڑے ہسپتال میں جاکر بھی تکلیف اٹھاتے ہیں اسی لیے ایسے لوگ کسی ڈاکٹر یا ہسپتال سے مطمئن نہیں ہوتے، یہ تمام قصور صرف اس کمائی کا ہے جو حرام

طریقے سے حاصل کی گئی ہے، پھر یہی نہیں ایسی کمائی سے راشیوں کی اولاد بھی نقصان اٹھاتی ہے، گناہ گھر کا ایک فرد کرتا ہے اور تکلیف تمام گھر اٹھاتا ہے، یہ ایسے زندہ حقائق ہیں جن سے ہر آدمی کا واسطہ پڑتا ہے، ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ حرام کمائی والے کو موت کے وقت اتنی اذیت ہوتی ہے کہ وہ کلمہ ہی نہیں پڑھ سکتا، اس کی زبان سے کلمہ ادا بھی نہیں ہوتا جبکہ نیک لوگوں کو کلمہ نصیب ہوتا ہے اور وہ سکون کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں، رشوت خور مرتا بھی اذیت سے ہے کلمہ بھی نصیب نہیں ہوتا اور حرام کی دولت ڈاکٹر کی نذر ہو جاتی ہے ایسے لوگوں کو سوائے گناہ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (بشکریہ اَز ڈاکٹر منظور احمد صاحب) ❶

اِن واقعات سے معلوم ہوا کہ مالِ حرام کا وبال دنیا میں بھی سامنے آتا ہے، اور انسان لاعلاج امراض، مال کا آئے دن نقصان،، اولاد و ماتحتوں کی ایذاء رسانیاں، زندگی بے رونق، چہرے پر نحوست، ہر پل ھل من مزید کی حرص، زبان پر گالم گلوچ، فسق و فجور اور بے حیائی کی زندگی، اپنوں سے دوری، خلقِ خدا کی دل میں نفرت، عبادت کی توفیق کا نہ ہونا، تلاوت سے محروم ہونا، اور مالِ غنیمت کے سبب کا تنہائی اور وحشت کی زندگی گزارنا، موت کے تذکرے سے رنگت کا تبدیل ہونا، اور آخر مرض الموت کی سختیوں میں مبتلا ہو کر دنیا سے چلا جانا۔

اللہ تعالی ہم سب کو رزقِ حلال پر قناعت کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

---

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۵۵۲، ۵۵۳

۱۶......دنیا سے بے رغبتی اور اسلاف امت کے پرتاثیر واقعات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أمّا بعد: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴾(الأنعام: ۳۲)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿اِعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ﴾(الحديد: ۲۰)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي، فَقَالَ: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ

لِمَوْتِکَ.❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابلِ صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا ذکر کیا ان میں دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، دنیا اور متاعِ دنیا آج ہر انسان کی زندگی کا محور ہے۔ اسی کے حصول میں وہ ہمہ وقت سرگرم عمل ہے اور یہی اسکی تمناؤں کا مرکز، اسکی تگ و دو کا حاصل اور اسکی جدوجہد کا محور ہے۔ بیشتر افراد کی قوت وصلاحیت اور اوقات کا استعمال صرف اور صرف دنیا بنانے کیلئے ہے، اس لیے کہ یہ دنیا اپنے دامن میں بے پناہ عیش وعشرت اور لطف ولذت کا سامان سمیٹے ہوئی ہے اور اپنی رنگینیوں اور دل فریبیوں سے انسان کو اسی طرف مائل کررہی ہے۔ اس کے مقابلے میں آخرت اور اسکی جزا وسزا پردے میں ہے، جسکی حقیقت بعد موت ہی ظاہر ہونے والی ہے۔ لہذا انسان کی نگاہ کوتاہ صرف اپنے سامنے کی متاع حقیر پر نظر رکھ کر پردہ غیب کی متاع کثیر سے غافل ہو جاتی ہے، مال ودولت اور جاہ ومنصب کے حصول کی دوڑ بھاگ اسے اسکے مقصد حیات اور زندگی بعد موت کے تعلق سے کچھ سوچنے کا موقع نہیں دیتی، جبکہ اگر قرآن وحدیث کی روشنی میں دنیا کی حیثیت کا جائزہ لیا جائے تو یہ محض دھوکے کا سامان ہے۔

دنیا سے بے رغبتی قرآنِ کریم کی روشنی میں

لوگوں کے لئے دنیاوی چیزوں کی محبت خوشنما بنادی گئی ہے

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ

---

❶صحیح البخاری: کتاب الرقاق: باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کن فی الدنیا کانک غریب أو عابر سبیل، رقم الحدیث: ٦٤١٦

مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ﴾(آل عمران: ۱۴)

ترجمہ: لوگوں کے لیے ان چیزوں کی محبت خوشنما بنا دی گئی ہے جو ان کی نفسانی خواہش کے مطابق ہوتی ہے، یعنی عورتیں، بچے، سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر، نشان لگائے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیتیاں، یہ سب دنیوی زندگی کا سامان ہے، (لیکن) ابدی انجام کا حسن تو صرف اللہ کے پاس ہے۔

دنیاوی زندگی کھیل تماشہ ہے

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴾(الأنعام: ۳۲)

ترجمہ: اور دنیوی زندگی تو ایک کھیل تماشے کے سوا کچھ نہیں اور یقین جانو کہ جو لوگ تقوی اختیار کرتے ہیں، ان کے لیے آخرت والا گھر کہیں زیادہ بہتر ہے، تو کیا اتنی سی بات تمہاری عقل میں نہیں آتی؟

غریب لوگوں کو اپنی مجلس سے مت ہٹائیے

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْکَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾(الانعام: ۵۲)

ترجمہ: اور ان لوگوں کو اپنی مجلس سے نہ نکالنا جو صبح وشام اپنے پروردگار کو اس کی

خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پکارتے رہتے ہیں۔ ان کے حساب میں جو اعمال ہیں ان میں سے کسی کی ذمہ داری تم پر نہیں ہے، اور تمہارے حساب میں جو اعمال ہیں ان میں سے کسی کی ذمہ داری ان پر نہیں ہے جس کی وجہ سے تم انہیں نکال باہر کرو، اور ظالموں میں شامل ہو جاؤ۔

قریش مکہ کے کچھ سرداروں نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد غریب اور کم حیثیت قسم کے لوگ بکثرت رہتے ہیں، ان کے ساتھ آپ کی مجلس میں بیٹھنا ہماری توہین ہے، اگر آپ ان لوگوں کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں تو ہم آپ کی بات سننے کے لئے آ سکتے ہیں، اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

دنیاوی زندگی کی مثال

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا﴾ (الکہف: ۴۵، ۴۶)

ترجمہ: اور ان لوگوں سے دنیوی زندگی کی یہ مثال بھی بیان کردو کہ وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا، تو اس سے زمین کا سبزہ خوب گھنا ہو گیا، پھر وہ ایسا ریزہ ریزہ ہوا کہ اسے ہوائیں اڑا لے جاتی ہیں، اور اللہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔

مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہیں، اور جو نیکیاں پائیدار رہنے والی ہیں، وہ تمہارے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں، اور امید وابستہ کرنے کے لیے بھی بہتر۔

---

(1) آسان ترجمہ قرآن: ص ۲۸۹

دنیاوی مال ومتاع ایک دھوکہ ہے

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِعۡلَمُوا أَنَّمَا الۡحَيَاةُ الدُّنۡيَا لَعِبٌ وَلَهۡوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيۡنَكُمۡ وَتَكَاثُرٌ فِي الۡأَمۡوَالِ وَالۡأَوۡلَادِ كَمَثَلِ غَيۡثٍ أَعۡجَبَ الۡكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصۡفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الۡآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغۡفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرِضۡوَانٌ وَمَا الۡحَيَاةُ الدُّنۡيَا إِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُورِ﴾ (الحدید: ۲۰)

ترجمہ: خوب سمجھ لو کہ اس دنیا والی زندگی کی حقیقت بس یہ ہے کہ وہ نام ہے کھیل کود کا، ظاہری سجاوٹ کا، تمہارے ایک دوسرے پر فخر جتانے کا، اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنے کا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش جس سے اگنے والی چیزیں کسانوں کو بہت اچھی لگتی ہیں، پھر وہ اپنا زور دکھاتی ہیں، پھر تم اس کو دیکھتے ہو کہ زرد پڑ گئی ہے، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے، اور آخرت میں (ایک تو) سخت عذاب ہے، اور (دوسرے) اللہ کی طرف سے بخشش ہے، اور خوشنودی، اور دنیا والی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

اسطرح بہت سی آیات میں مختلف پیراؤں میں دنیا کی حقیقت بیان کر کے اس سے بے رغبتی کی ترغیب دی گئی ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی حقیقت کو مختلف پیراؤں میں بیان کر کے اس سے زہد واستغناء کی ترغیب دی ہے۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں دنیا سے بے رغبتی

دنیا میں مسافر کی طرح رہو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑا، پھر فرمایا:

كُنْ فِي الدُّنيا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. ❶

ترجمہ: دنیا میں تم ایسے رہو جیسے ایک اجنبی آدمی یا مسافر رہتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے کہ جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کیا کرو اور جب صبح ہو جائے تو شام کے منتظر نہ رہو، نیز تندرستی میں بیماری کے لیے اور زندگی میں موت کے لیے تیاری کرلو۔

دنیا اور آخرت کی فکر میں مبتلا شخص کی حالت وکیفیت

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ كَانَتِ الدُّنيا هَمَّهُ، فَرَّقَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنيا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ، جَمَعَ اللَّهُ لَهُ أَمْرَهُ، وَجَعَلَ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَأَتَتْهُ الدُّنيا وَهِيَ رَاغِمَةٌ. ❷

ترجمہ: جو شخص ہمیشہ دنیا کی فکر میں مبتلا رہے گا اور دین کی پرواہ نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے تمام کام پریشان کر دے گا اور اس کی مفلسی ہمیشہ اس کے سامنے رہے گی اور دنیا اتنی ہی ملے گی جتنی اس کی تقدیر میں لکھی ہے اور جس کی نیت آخرت کی جانب ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس کی دلجمعی کے لیے اُس کے تمام کام درست فرما دے گا اور اس کے دل میں دنیا سے استغناء ڈال دے گا اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔

اللہ اور بندوں میں محبوب بننے کا راز

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ

❶ صحيح البخاري: كتاب الرقاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم كن في الدنيا كانك غريب أو عابر سبيل، رقم الحديث: ٦٤١٦

❷ سنن ابن ماجة: كتاب الزهد، باب الهم بالدنيا، رقم الحديث: ٤١٠٥

وسلم کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ!

دُلَّنِی عَلَی عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِی اللّٰهُ وَأَحَبَّنِی النَّاسُ؟

ترجمہ: مجھے ایسا عمل بتائیں جب میں وہ عمل کروں تو اللہ بھی مجھے محبوب بنائے اور لوگ بھی مجھے محبوب بنائیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِزْهَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبَّکَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِیمَا فِی أَیْدِی النَّاسِ یُحِبُّکَ النَّاسُ. ❶

ترجمہ: دنیا سے بے رغبتی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور لوگوں کے ہاتھ میں جو ہے اس سے بے رغبتی کرو تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔

آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حیثیت

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا الدُّنْیَا فِی الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا یَجْعَلُ أَحَدُکُمْ إِصْبَعَهُ فِی الْیَمِّ، فَلْیَنْظُرْ بِمَ تَرْجِعُ؟ ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں اس طرح ہے کہ جس طرح تم میں سے کوئی آدمی اپنی انگلی دریا میں ڈال دے اور پھر اس انگلی کو نکال کر دیکھے کہ اس میں کیا لگتا ہے؟

اللہ رب العزت کے ہاں دنیا مردار سے زیادہ بے حیثیت ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک

❶ سنن ابن ماجة: کتاب الزهد، باب الزهد فی الدنیا، رقم الحدیث: ۴۱۰۲

❷ صحیح مسلم: کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب فناء الدنیا وبیان الحشر یوم القیمة، رقم الحدیث: ۲۸۵۸

مرتبہ بازار سے گزرتے ہوئے کسی بلندی سے مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے دونوں طرف تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیڑ کا ایک بچہ جو چھوٹے کانوں والا تھا، اسے مرا ہوا دیکھا، آپ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: ''أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هَذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ؟ تم میں سے کون اسے ایک درہم میں لینا پسند کرے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: ہم میں سے کوئی بھی اسے کسی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کرتا اور ہم اسے لے کر کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تمہیں مل جائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: اللہ کی قسم اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو پھر بھی اس میں عیب تھا کہ اس کے کان چھوٹے ہیں، اور اب تو حالت یہ ہے کہ یہ مردار بھی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَوَاللَّهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ، مِنْ هَذَا عَلَيْكُمْ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! اللہ کے ہاں یہ دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس طرح تمہارے نزدیک یہ مردار ذلیل ہے۔

اس امت کی اوسط عمریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَتَتْ عَلَيْهِ سِتُّونَ سَنَةً، فَقَدْ أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ. ❷

ترجمہ: جس شخص کی عمر کے ساٹھ سال پورے ہو جائیں تو اللہ تعالی اسکو کمزوری دے کر موت کے قریب کر دیتا ہے۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقاق، رقم الحديث: ٢٩٥٧

❷ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ج ۱۴ ص ۱۴، رقم الحديث: ٨٢٦٢

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُمُرُ أُمَّتِي مِنْ سِتِّينَ سَنَةً إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً. ❶

ترجمہ: میری امت کی عمریں ساٹھ سال سے ستر سال تک ہوتی ہے۔

دو چیزیں انسان میں ہمیشہ جوان رہتی ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَتَانِ: الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ، وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ. ❷

ترجمہ: ابن آدم بوڑھا ہوتا ہے اور اسکی دو چیزیں جوان رہتی ہیں: مال کی حرص اور عمر کی حرص۔

دو خونخوار بھیڑئیوں سے زیادہ دونقصان دہ چیزیں

حضرت مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ. ❸

ترجمہ: دو بھوکے بھیڑیئے کو بکریوں کی ریوڑ میں چھوڑنا اس بات سے زیادہ شدید نہیں کہ کسی انسان کا مال اور دنیوی شرف پر حرص ہو۔

انسان کا پیٹ قبر کی مٹی سے بھرے گا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا

لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ

❶ سنن الترمذي: أبواب الزهد، باب ما جاء في فناء أعمار هذه الأمّة ما بين الستين إلى سبعين، رقم الحديث: ۲۳۳۱

❷ صحيح مسلم: كتاب الزكوة، باب كراهة الحرص على الدنيا، رقم الحديث: ۱۰۴۷

❸ سنن الترمذي: أبواب الزهد، باب ما جاء في أخذ المال، باب منه، رقم الحديث: ۲۳۷۶

إِلَّا التُّرَابُ،وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ. ❶

ترجمہ:اگرابن آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوتو تیسری وادی بھی چاہے گا،ابن آدم کا پیٹ نہیں بھرتا مگرمٹی سے،اوراللہ اسپر مہربان ہوتا ہے جورجوع کرتا ہے۔

دنیا کا بھوکا سیر نہیں ہوتا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ:مَنْهُومٌ فِي عِلْمٍ لَا يَشْبَعُ،وَمَنْهُومٌ فِي دُنْيَا لَا يَشْبَعُ. ❷

ترجمہ: دوبھوکے ایسے ہوتے ہیں جوکبھی سیر نہیں ہوتے،ایک علم کا بھوکا جوکبھی سیر نہیں ہوتا،ایک دنیا کا جوکبھی سیر نہیں ہوتا۔

جو چیز لالچ کے ساتھ لی جائے اسمیں برکت نہیں ہوتی

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا،تو آپ نے مجھے دیا، پھر میں نے آپ سے کچھ مانگا،تو آپ نے مجھے دیا، پھر آپ نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا المَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ،فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ،وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ،وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ العُلْيَا خَيْرٌ مِنَ اليَدِ السُّفْلَى. ❸

ترجمہ:اے حکیم! یہ مال تروتازہ اورشیریں ہے،اس لئے جوشخص اس کواچھی نیت سے

❶صحیح البخاری: کتاب الرقاق،باب ما یتقی من فتنة المال،رقم الحدیث: ٦٤٣٦

❷المستدرک علی الصحیحین: کتاب العلم،ج ١ ص ١٦٩،رقم الحدیث: ٣١٢/ قال الحاکم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ،وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ وَلَمْ أَجِدْ لَهُ عِلَّةً.وَوَافَقَهُ الذهبی

❸صحیح البخاری: کتاب الرقاق،بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :هَذَاالْمَالُ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ،رقم الحدیث: ٦٤٤١

لے گا، اس کے لئے اس میں برکت ہوگی، اور جو شخص اس میں بخل کرے گا، تو اس کو اس میں برکت نہ ہوگی، اور وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا، اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے اچھا ہے۔

بہترین مال وہ ہے جو حق طریقے سے لیا جائے اور مصارف میں خرچ کیا جائے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم پر اپنے بعد صرف ان چیزوں کا خوف کرتا ہوں جو دنیا کی برکتوں میں تمہیں ملیں گی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی نعمتوں کا ذکر کرنا شروع کیا اور یکے بعد دیگرے بیان کرتے چلے گئے، پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! کیا خیر (یعنی مال سے) شر وفساد پیدا ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب نہ دیا، ہم لوگوں نے اپنے دل میں کہا، کہ شاید آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے، سب لوگ اس طرح خاموش تھے جیسے ان کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہے، جو جنبش سے اڑ جائے، کچھ وقفہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ مبارک سے پسینہ پونچھا اور فرمایا:

أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا، أَوَخَيْرٌ هُوَ ثَلاثًا إِنَّ الخَيْرَ لا يَأْتِي إِلَّا بِالخَيْرِ، وَإِنَّهُ كُلَّمَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الخَضِرِ، كُلَّمَا أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا، اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ، فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ، ثُمَّ رَتَعَتْ، وَإِنَّ هَذَا المَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَنِعْمَ صَاحِبُ المُسْلِمِ لِمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ، فَجَعَلَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَاليَتَامَى وَالمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ، وَمَنْ لَمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ، فَهُوَ كَالآكِلِ الَّذِي لا يَشْبَعُ، وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ القِيَامَةِ. (۱)

(۱) صحيح البخاری: كتاب الجهاد والسير، باب فضل النفقة فی سبيل الله، رقم الحديث: ۲۸۴۲

ترجمہ: وہ سائل جو ابھی تھا کہاں ہے؟ کیا وہ مال خیر ہے، یہی تین مرتبہ فرمایا، بیشک خیر برائی پیدا نہیں کرتا، موسم بہار کا سبزہ اگرچہ خوشگوار ہے، لیکن کبھی کبھی فنا کے گھاٹ اتار دیتا ہے، یا موت کے قریب پہنچا دیتا ہے، جو جانور اس سبزہ کو اتنا کھائے کہ جب اس کی کوکھ تن جائے، تو دھوپ میں جا پڑے اور وہیں پڑے پڑے جگالی کرے، لید کرے، پیشاب کرے اور پھر اگر چرنا شروع کر دے اس کو ایسا سبزہ ہلاک نہیں کرتا، دنیا کا یہ مال ہرا بھرا ضرور ہے، لیکن درحقیقت اسی مسلمان کا مال اچھا ہے، جو حق کے ساتھ اس کو حاصل کرے اور پھر مجاہدوں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کو دیتا رہے اور جو شخص ناحق کسی کا مال اڑا لے، وہ اس کھانے والے کی طرح ہے، جو کتنا ہی کھائے، لیکن سیری نہیں ہوتی، ایسی دولت اس صاحب مال کے خلاف قیامت کے دن شہادت دے گی۔

دنیا سب کی سب ملعون ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللَّهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ. ❶

ترجمہ: آگاہ رہو! بے شک دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اسمیں ہے سب ملعون ہے سوائے اللہ کے ذکر کے اور عالم اور متعلم کے۔

حبّ دنیا آخرت کے نقصان کا باعث ہے

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی هوان الدنيا علی اللّٰه عزوجل، باب منه، رقم الحديث: ٢٣٢٢

مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى. ❶

ترجمہ: جو اپنی دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچاتا ہے، اور جو اپنی آخرت سے محبت رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچاتا ہے، پس فنا ہونے والے پر باقی رہنے والے کو ترجیح دو۔

دنیا اور عورت کے فتنے سے بچو

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا، فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ، فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ. ❷

ترجمہ: دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ و نائب بنانے والا ہے، پس وہ دیکھے گا کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو؟ دنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی ڈرتے رہو، کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔

ابن آدم کہتا ہے میرا مال

حضرت مطرف اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ

❶ مسند أحمد: ج ۳۲ ص ۴۷۰، رقم الحديث: ۱۹۶۹۷ / قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۱۰ / ۲۴۹) رواه أحمد والبزار والطبراني ورجالهم ثقات / صحيح الترغيب والترهيب: ج ۳ ص ۲۶۶، رقم الحديث: ۳۲۴۷

❷ صحيح مسلم: كتاب الرقاق، بَابُ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ وَبَيَانِ الْفِتْنَةِ بِالنِّسَاءِ، رقم الحديث: ۲۷۴۲

علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، آپ "أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ" پڑھ رہے تھے پھر آپ نے فرمایا:

يَقُولُ ابْنُ آدَمَ: مَالِي، مَالِي، قَالَ: وَهَلْ لَكَ، يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ. ❶

ترجمہ: ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال، اے ابن آدم! تیرا کیا مال ہے؟ تیرا مال تو صرف وہی ہے جو تو نے کھا لیا اور ختم کرلیا، یا جو تو نے پہن لیا اور پرانا کرلیا، یا جو تو نے صدقہ کیا اور ختم ہو گیا۔

دنیا کی فراوانی تمہیں کہیں ہلاک نہ کرڈالے

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے مسور بن مخرمہ صحابی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ نے جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے، بیان کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین کا جزیہ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کر کے علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو وہاں کا حاکم مقرر کردیا، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لے کر آئے، انصار کو معلوم ہوا تو وہ سب صبح کی نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم روپیہ کی خبر سن کر حضرت جو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ لے کر آئے ہیں (آئے ہو) سب نے کہا: جی ہاں! صحیح ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللَّهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنِّي

❶ صحیح مسلم: کتاب الزهد والرقاق، رقم الحديث: ۲۹۵۸

أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ، كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ. ❶

ترجمہ: اچھا خوش ہو جاؤ اور خوشی کی امید رکھو، اللہ کی قسم! مجھے تمہارے مفلس ہو جانے کا ڈر نہیں ہے اور یہ ڈر ہے کہ کہیں تم بھی اگلی امتوں کی طرح خوش حال ہو کر ایک دوسرے پر رشک کرنے لگو اور دنیا تم کو بھی اسی طرح تباہ کر دے جس طرح اگلی امتوں کو تباہ کر دیا تھا۔

عورتوں کیلئے دوسرخ چیزوں میں ہلاکت ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَيْلٌ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْأَحْمَرَيْنِ: الذَّهَبِ وَالْمُعَصْفَرِ. ❷

ترجمہ: دوسرخ چیزوں میں عورتوں کیلئے ہلاکت ہے: ایک سونا، دوسرا پیلے رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے۔

یہ ان عورتوں کے لئے ہلاکت ہے جو زیورات پہن کر اور رنگ دار کپڑے پہن کر زیب و زینت کر کے مردوں کو اپنی طرف مائل کریں، اور مردوں کو فتنے میں ڈالیں، ورنہ فی نفسہ عورتوں کے لئے سونا اور رنگ دار لباس پہننا جائز ہے۔ ❸

میری امت کے لئے فتنہ مال ہے

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

❶ صحیح البخاری: کتاب الرقاق، بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيهَا، رقم الحدیث: ۶۴۲۵

❷ صحیح ابن حبان: کتاب الرھن، باب ما جاء فی الفتن، ج۱۳ ص۳۰۷، رقم الحدیث: ۵۹۶۸

❸ التنویر شرح جامع الصغیر: ج۱۱ ص۴۹

وسلم کوفرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ. ❶

ترجمہ: بےشک ہرامت کے لیے کوئی نہ کوئی فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہوگا۔

دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

حُلْوَةُ الدُّنيا مُرَّةُ الْآخِرَةِ،وَمُرَّةُ الدُّنيا حُلْوَةُ الْآخِرَةِ. ❷

ترجمہ: دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہت ہے اور دنیا کی کڑواہت آخرت کی مٹھاس ہے۔

غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ الغِنَى عَنْ كَثْرَةِ العَرَضِ،وَلَكِنَّ الغِنَى غِنَى النَّفْسِ. ❸

ترجمہ: غنا کثرت سامان و مال سے نہیں ہوتا بلکہ غنا نفس کے غنی ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

دنیا کی محبت اور موت سے نفرت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُوشِكُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمُ الْأُمَمُ مِنْ كُلِّ أُفُقٍ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ عَلَى قَصْعَتِهَا.

---

❶سنن الترمذی:أبواب الزهد،باب ما جاء أن فتنة هذه الأمّة فی المال، رقم الحديث: ٢٣٣٦

❷المستدرک علی الصحیحین: کتاب الرقاق، ج۴ص ۳۴۵،رقم الحدیث: ۷۸۶۱/قَالَ الْحَاكِمُ:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ

❸صحيح البخاری: کتاب الرقاق،باب الغنی غنی النفس ،رقم الحديث: ٦٤٤٦

ترجمہ:عنقریب ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں دنیا کے ہر کونے سے مختلف قومیں تمہارے خلاف ایک دوسرے کواس طرح دعوت دیں گی جیسے ایک کھلانے والی عورت اپنے پیالے کی طرف بلاتی ہے۔

ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس زمانے میں ہماری تعداد کم ہونے کی وجہ سے ایسا ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ،وَلَكِنْ تَكُونُونَ غُثَاءً كَغُثَاءِ السَّيْلِ،تُنْتَزَعُ الْمَهَابَةُ مِنْ قُلُوبِ عَدُوِّكُمْ،وَيَجْعَلُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ .قَالَ:قُلْنَا:وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الْحَيَاةِ وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ .❶

ترجمہ:اس زمانے میں تمہاری تعداد تو بہت زیادہ ہوگی لیکن تم لوگ سمندر کے خس و خاشاک کی طرح ہوگے،تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال لیا جائے گا اورتمہارے دلوں میں ''وہن'' ڈال دیا جائے گا،ہم نے پوچھا کہ''وہن'' سے کیا مراد ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زندگی کی محبت اورموت سے نفرت۔

فقراء دولت مندوں سے پہلے جنت میں داخل ہونگے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَدْخُلُ الْفُقَرَاءُ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ نِصْفِ يَوْمٍ.❷

ترجمہ:فقراء مالداروں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہونگے اورآدھا دن پانچ سو سال کے برابر ہوگا۔

---

❶مسند أحمد:تتمة مسند الأنصار،ج۳۷ص ۸۲،رقم الحديث: ۲۲۳۹۷

❷سنن الترمذي:أبواب الزهد ،باب ما جاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم،رقم الحديث: ۲۳۵۳

قیامت کے دن خسارے والے لوگ کون ہوں گے؟

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا: رب کعبہ کی قسم! وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں، میں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا تو نہ ٹھہر سکا اور کھڑا ہوگیا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کون ہیں؟ فرمایا:

هُمُ الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَامِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ،وَقَلِيلٌ مَا هُمْ،مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ،وَلَا بَقَرٍ، وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَ تْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ، وَأَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا، عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا،حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ. ❶

ترجمہ: وہ بہت مال والے ہیں سوائے اس کے جو اس طرح اپنے سامنے سے، اپنے پیچھے سے، اپنے دائیں اور بائیں سے، اور ان میں سے کم لوگ وہ ہیں جو اونٹ اور گائے اور بکریوں والے ان کی زکوہ ادا نہیں کرتے تو وہ قیامت کے دن بڑھ چڑھ کر فربہ ہوکر آئیں گی، ان کو اپنے سینگوں سے زخمی کریں گی اور اپنے کھروں سے روندیں گی، جب ان کا پچھلا گزر جائے گا تو اس پر ان کا پہلا لوٹ آئے گا، یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ کردیا جائے۔

اکثر مالدار قیامت کے دن غریب ہونگے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

❶ صحیح مسلم : كتاب الزكوة،باب تغليظ عقوبة من لا يؤدى الزكوة ،رقم الحديث: ۹۹۰

عشاء کی نماز کے وقت مدینہ کی زمین حرہ میں چل رہا تھا اور ہم احد پہاڑ کو دیکھ رہے تھے، تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے عرض کیا: لبیک اے اللہ کے رسول!

مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا ذَاکَ عِنْدِی ذَهَبٌ، أَمُسَی ثَالِثَةً عِنْدِی مِنْهُ دِینَارٌ، إِلَّا دِینَارًا أَرُصُدُهُ لِدَیْنٍ، إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِی عِبَادِ اللَّهِ، هَکَذَا حَثَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَهَکَذَا عَنْ یَمِینِهِ وَهَکَذَا عَنْ شِمَالِهِ .

ترجمہ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ احد پہاڑ میرے پاس سونے کا ہو اور تیسری شب تک میرے پاس اس میں سے ایک دینار بھی بچ جائے، سوائے اس دینار کے جس کو میں اپنے قرض کی ادائیگی کے لئے روک رکھوں، بلکہ میں اللہ کے بندوں کو اس طرح بانٹوں اور آپ نے اپنے سامنے ایک لپ بھر کر اشارہ کیا اور اسی طرح دائیں اور اسی طرح اپنے بائیں طرف اشارہ کیا۔

پھر ہم چلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں نے کہا: لبیک اے اللہ کے رسول! فرمایا:

إِنَّ الْأَکْثَرِینَ هُمُ الْأَقَلُّونَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، إِلَّا مَنْ قَالَ هَکَذَا وَهَکَذَا مِثْلَ مَا صَنَعَ فِی الْمَرَّةِ الْأُولَی.①

ترجمہ: کثرتِ مال والے ہی قلیل مال والے ہوں گے قیامت کے دن، سوائے ان لوگوں کے جو اس طرح اور اس طرح دیتے ہیں جیسا کہ آپ نے پہلی مرتبہ کیا۔

فقروفاقہ اور تنگدستی پر اجروثواب

حضرت فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

① صحیح مسلم : کتاب الزکوۃ، باب الترغیب فی الصدقة ، ج۲ ص۶۸۷، رقم الحدیث: ۹۴

لوگوں کونماز پڑھاتے تھےتو نماز میں کچھ لوگ بھوک کی وجہ سے گر جاتے تھے، یہ لوگ اصحابِ صفہ میں سے تھے، یہاں تک کہ دیہاتیوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ یہ لوگ مجنون اور دیوانے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھا کرانکے طرف گئے اورفرمایا:

لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ لَأَحْبَبْتُمْ لَوْ أَنَّكُمْ تَزْدَادُوْنَ فَاقَةً وَحَاجَةً. ❶

ترجمہ:اگرتم جان لیتے جو میں جانتا ہوں کہ اللہ کے پاس تمھارے لیے کیا ہے؟تو تم چاہوگے کہ فقروفاقہ اورزیادہ ہوجائے۔

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔

اللہ تعالی اپنے محبوب بندے کودنیا سے محفوظ رکھتے ہیں

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِي سَقِيمَهُ الْمَاءَ. ❷

ترجمہ:جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اسکو دنیا سے ایسے محفوظ فرماتے ہیں جیسا کہ تم اپنے مریض کو پانی سے محفوظ کرتے ہو۔

❶مسندأحمد:مسندفضالة بن عبيدالأنصاری، ج٩ ص٣٦٤،رقم الحديث:٢٣٩٣٨/مسند البزار:مسند فضاله بن عبيد، ج٩ ص٢٠٥،رقم الحديث: ٣٧٥٠

❷سنن الترمذی:أبواب الطب،باب ما جاء فی الحمية،رقم الحديث: ٢٠٣٦

دنیا کی مثال غلاظت کی طرح ہے

حضرت ضحاک بن سفیان کلابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: آپ کی خوراک کیا ہے؟ میں نے کہا: گوشت اور دودھ۔ فرمایا: پھر اس سے کیا بن جاتا ہے؟ میں نے کہا: جو کچھ بن جاتا ہے آپ جانتے ہیں، فرمایا:

فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَکَ وَتَعَالَى ضَرَبَ مَا يَخْرُجُ مِنُ ابُنِ آدَمَ مَثَلًا لِلدُّنيَا. ❶

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے اس چیز کیساتھ دنیا کی مثال بیان کی جو ابن آدم سے (غلاظت) نکلتی ہے۔

مال اور اعمال کی دوستی

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْأَجَلِ مَثَلُ رَجُلٍ لَهُ ثَلَاثَةُ أَخِلَّاءَ، قَالَ لَهُ مَالُهُ: أَنَا مَالُکَ خُذُ مِنِّى مَا شِئُتَ وَدَعُ مَا شِئُتَ، وَقَالَ الْآخَرُ: أَنَا مَعَکَ أَحْمِلُکَ وَأَضَعُکَ فَإِذَا مِتَّ تَرَكْتُکَ، قَالَ: هَذَا عَشِيرَتُهُ، وَقَالَ الثَّالِثُ: أَنَا مَعَکَ أَدْخُلُ مَعَکَ وَأَخْرُجُ مَعَکَ مِتَّ أَوُ حَيِيتَ، قَالَ: هَذَا عَمَلُهُ. ❷

ترجمہ: مؤمن اور موت کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کے تین دوست ہوں، اس کا مال اس سے کہے: اپنی چاہت کے مطابق لے لے اور چاہت کے مطابق چھوڑ دے،

❶ مسند أحمد: مسند المكيين، ج ۲۵ ص ۲۴، رقم الحديث: ۱۵۷۴۷ / صحيح الترغيب والترهيب: ج ۲ ص ۵۰۶، رقم الحديث: ۲۱۵۱

❷ المستدرک على الصحيحين: کتاب الإيمان، ج ۱ ص ۱۴۶، رقم الحديث: ۲۵۱ / قال الذهبي: على شرط مسلم

دوسرا کہے: میں تیرے ساتھ ہوں لیکن جب تو مرجائے گا تو میں تجھے اتاردوں گا (اور تجھ سے علیحدہ ہو جاؤں گا،) یہ اسکا اہل خانہ ہے، تیسرا کہے: میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے ساتھ ہی نکلوں گا تو مرے یا جیے، یہ اسکے اعمال ہیں۔

اللہ رب العزت کن لوگوں کی لاج رکھتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رُبَّ أَشْعَثَ،مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ. ❶

ترجمہ: بہت سے پراگندہ بالوں والے دروازوں سے دھتکارے ہوئے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے اعتماد پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

دنیا کی مثال پانی پر چلنے والے کی طرح ہے

حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْمَاشِي فِي الْمَاءِ،هَلْ يَسْتَطِيعُ الَّذِي يَمْشِي فِي الْمَاءِ أَلَّا تَبْتَلَّ قَدَمَاهُ؟ ❷

ترجمہ: دنیا کی مثال پانی میں چلنے والے کی طرح ہے، کیا کوئی اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ پانی میں چلے اور اسکے قدم گیلے نہ ہوں۔

❶ صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب،باب فضل الضعفاء والخاملين،رقم الحديث: ٢٦٢٢

❷ الزهد لابن أبي الدنيا: ص ٨٦،الرقم: ١٧٧/قال الألباني: وهذا مرسل، وسنده صحيح،رجاله رجال الشيخين،غير إسحاق وهو الطالقاني ثقة.فالصواب في الحديث الإرسال.(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة: ج ١٠ ص ٢٨٨،الرقم: ٤٧٤١

سوائے ضرورت کے ہر عمارت وبال ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو آپ نے ایک بلند گنبد دیکھا، آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: فلاں انصاری صحابی کا ہے، آپ خاموش رہے اور دل ہی میں یہ بات رکھی، یہاں تک کہ اس گنبد کے مالک آپ کے پاس آئے اور آپ کو لوگوں کے درمیان سلام کیا، آپ نے ان سے منہ پھیر لیا، اس طرح کئی بار کیا حتی کہ وہ صاحب جان گئے آپ کی ناراضگی اور اعراض کو، تو انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی شکایت کی کہ اللہ کی قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے کچھ ناراض دیکھتا ہو، (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف التفات نہیں فرما رہے) صحابہ کرام نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تھے تو آپ کے گنبد کو دیکھا تھا، پھر وہ صحابی واپس گئے اور اپنے گنبد کو گرا دیا اور بالکل زمین کے برابر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن پھر نکلے اس گنبد کی طرف تو اسے نہ دیکھا، آپ نے فرمایا کہ گنبد کے ساتھ کیا گیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم سے گنبد کے مالک نے آپ کے اعراض کی شکایت کی تھی تو ہم نے اسے بتلا دیا تھا چنانچہ اس نے اسے منہدم کر دیا، آپ نے فرمایا:

أَمَا إِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلَّا مَا لَا، إِلَّا مَا لَا يَعْنِي مَا لَا بُدَّ مِنْهُ. ❶

ترجمہ: یاد رکھو ہر عمارت اپنے مالک کے لئے وبال ہے سوائے اس کے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو۔

---

❶ سنن أبي داود: كتاب الأدب: باب ما جاء في البناء، رقم الحديث: ۵۲۳۷/سلسلة الأحاديث الصحيحية: ج۶ ص ۴۹۷، رقم الحديث: ۲۸۳۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا سے بے رغبتی

دودو ماہ گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عروہ بن زُبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بھانجے! ہم چاند دیکھتے یہاں تک کہ دومہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے (تیسرے چاند سے مراد تیسرے مہینے کا چاند ہے جو دو ماہ پورے ہونے کے وقت دیکھتے تھے) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں آگ جلانے کی نوبت نہ آئی ہوتی۔ میں (عروہ بن زبیر) عرض گزار ہوا کہ پھر آپ کی گزر اوقات کس چیز پر ہوتا تھا؟ فرمایا:

اَلْأَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ،وَكَانُوا يَمْنَحُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبْيَاتِهِمْ فَيَسْقِينَاهُ.❶

ترجمہ: دوسیاہ چیزوں یعنی کھجوراور پانی پر، ماسوائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چندانصاری ہمسائے تھے جن کے ریوڑ تھے، وہ اپنے گھروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا ہدیہ پیش کیا کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پلادیا کرتے تھے۔

دیکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواجِ مطہرات نے کس طرح زہدواستغناء کے ساتھ زندگی گزاری۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے رب نے مجھ پر یہ پیش کیا کہ میرے لیے

❶صحيح البخاري: كتاب الرقاق،باب : كيف كان عيش النبى صلى الله عليه وسلم وأصحابه وتخليهم من الدنيا،رقم الحديث: ٦٤٥٩

مکہ کی پتھریلی زمین کوسونا بنادے، تو میں نے کہا:

لَا، یَا رَبِّ وَلٰکِنْ أَشْبَعُ یَوْمًا وَأَجُوعُ یَوْمًا، أَوْ قَالَ ثَلَاثًا أَوْ نَحْوَ هٰذَا، فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَیْکَ وَذَکَرْتُکَ، وَإِذَا شَبِعْتُ شَکَرْتُکَ وَحَمِدْتُکَ. ❶

ترجمہ: نہیں، اے رب! بلکہ میں ایک دن پیٹ بھر کھاؤں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا، یا کہا کہ تین دن، یا اسطرح کہا: جب میں بھوکا ہوں گا تو تیری طرف گڑ گڑاؤں گا اور تجھے یاد کروں گا، اور جب سیر ہوں گا تو تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری تعریف کروں گا۔

مجھے دنیا سے کیا تعلق

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے لیکن اندر نہیں گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو ان سے حضرت فاطمہ نے بیان کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**إِنِّی رَأَیْتُ عَلَی بَابِهَا سِتْرًا مَوْشِیًّا، فَقَالَ: مَا لِی وَلِلدُّنْیَا**" میں نے فاطمہ کے دروازے پر دھاری دار پردہ دیکھا مجھے دنیا کی زیب وزینت سے کیا کام؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے یہ حال بیان کیا، تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ چاہیں اس بارے میں مجھے کہہ دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**تُرْسِلُ بِهِ إِلَی فُلَانٍ أَهْلِ بَیْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ**" فلاں گھر والے کے پاس بھیج دو کہ وہ ضرورت مند ہیں۔ ❷

❶ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی الکفاف والصبر علیه، رقم الحدیث: ۲۳۴۷

❷ صحیح البخاری: کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها، باب هدیة ما یکره لبسها، رقم الحدیث: ۲۶۱۳

میری اور دنیا کی مثال ایک مسافر کی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چٹائی پر تشریف فرما ہیں، پہلوئے مبارک پر اس کے نشانات پڑ چکے ہیں، عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اگر آپ اس سے کچھ نرم بستر بنوا لیتے تو کتنا اچھا ہوتا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا لِي وَلِلدُّنْيَا؟ مَا مَثَلِي وَمَثَلُ الدُّنْيَاإِلا كَرَاكِبٍ سَارَ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ، فَاسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ،ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا. ❶

ترجمہ: میرا دنیا سے کیا تعلق؟ میری اور دنیا کی مثال تو اس سوار کی سی جو گرمی کے موسم میں سارا دن چلتا رہے اور کچھ دیر کے لئے ایک درخت کے نیچے سایہ حاصل کرے، پھر اسے چھوڑ کر چل دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نرم بچھونے پر بیٹھنے سے گریز کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بچھونا تھا جو پرانا اور کھردرا ہو چکا تھا، میں نے جب یہ دیکھا تو میں اسکے اوپر دوسرا بچھونا بچھا دیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نرم ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو فرمایا: اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے دیکھا کہ آپ کا بچھونا پرانا اور کھردرا ہو چکا ہے تو میں نے اسپر دوسرا بچھونا بچھا دیا تاکہ آپ کے لیے نرم ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**أَخِّرِيهِ عَنِّي،وَاللَّهِ لا أَقْعُدُ عَلَيْهِ حَتَّى تَرْفَعِيهِ**

❶ مسند أحمد: ومن مسند بني هاشم ،مسندعبداللّٰه بن العباس، ج۴ ص ۴۷۳،رقم الحديث: ۲۷۴۴

قَالَتُ: فَرَ فَعتُ الاَعُلَی الَّذِیُ صَنعُتُ. ''اس دوسرے کو ہٹادو، اللہ کی قسم! میں اس پر تب تک نہ بیٹھوں گا جب تک آپ اسکوا ٹھا نہ لو، چنانچہ میں نے اوپر والا بچھونا اٹھالیا۔ ❶

کئی کئی راتیں بھوک میں گزر جاتیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَمُكُثُ اللَّيَالِي الُمُتَتَابِعَاتِ طَاوِيًا، وَأَهُلُهُ لَا يَجِدُونَ عَشَاءً، وَكَانَ خُبُزُهُمُ خُبُزُ الشَّعِيرِ. ❷

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی کئی راتیں خود بھی بھوکے رہتے تھے اور آپ کے اہل کے ساتھ رات کا کھانا نہیں ہوتا تھا، (جبکہ انکا کھانا پر تکلف نہیں ہوتا تھا بلکہ) جو کی کی روٹی ہوتی تھی۔

دن میں کبھی دو مرتبہ پیٹ بھر کر نہیں کھایا

ایک دفعہ مروان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دعوت کی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بہت کم وقت ایسا ہوتا کہ میں پیٹ بھر کر کھانا کھاتی، جب بھی کھالوں تو مجھے رونا آتا ہے تو میں روتی ہوں، مروان نے پوچھا: کیوں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

أَذُكُرُ الُحَالَ الَّتِي فَارَقَ عَلَيُهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ الدُّنُيَا، فَوَاللَّهِ مَا شَبِعَ مِنُ خُبُزِ الُبُرِّ مَرَّتَيُنِ فِي يَوُمٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❸

---

❶ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج ۱۳ ص ۴۹، رقم الحديث: ۹۹۳۳/ شرح السنة للبغوى: كتاب الرقاق، باب كيف كان عيش النبى صلى الله عليه وسلم وعيش أصحابه رضى الله عنهم، ج ۱۴ ص ۲۷۷، رقم الحديث: ۴۰۸۲

❷ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج ۱۳ ص ۴۹، رقم الحديث: ۹۹۳۴

❸ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج ۱۳ ص ۵۱، رقم الحديث: ۹۹۳۶

ترجمہ: میں اس حالت کو یاد کرتی ہوں جس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو چھوڑ کر گئے تھے، اللہ کی قسم! کبھی گندم کی روٹی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن میں دو مرتبہ پیٹ بھر نہیں کھایا یہاں تک اللہ سے جا ملے۔

اللہ نے ہمارے لئے آخرت اور ان کے لئے دنیا رکھی ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالا خانہ میں تھے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا:

وَهُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى حَصِيرٍ ،فَجَلَسْتُ ،فَأَدْنَى عَلَيْهِ إِزَارَهُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُهُ ،وَإِذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ ،فَنَظَرْتُ بِبَصَرِي فِي خِزَانَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَإِذَا أَنَا بِقَبْضَةٍ مِنْ شَعِيرٍ نَحْوِ الصَّاعِ ،وَمِثْلِهَا قَرَظًا فِي نَاحِيَةِ الْغُرْفَةِ ،وَإِذَا أَفِيقٌ مُعَلَّقٌ ،قَالَ :فَابْتَدَرَتْ عَيْنَايَ ،قَالَ :مَا يُبْكِيكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ قُلْتُ :يَا نَبِيَّ اللَّهِ ،وَمَا لِي لَا أَبْكِي وَهَذَا الْحَصِيرُ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِكَ ،وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ لَا أَرَى فِيهَا إِلَّا مَا أَرَى ، وَذَاكَ قَيْصَرُ وَكِسْرَى فِي الثِّمَارِ وَالْأَنْهَارِ ،وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،وَصَفْوَتُهُ ،وَهَذِهِ خِزَانَتُكَ ،فَقَالَ :يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ،أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَنَا الْآخِرَةُ وَلَهُمُ الدُّنْيَا؟ قُلْتُ :بَلَى .❶

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، میں بیٹھ گیا اور آپ نے اپنی چادر اپنے اوپر لے لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کے علاوہ کوئی کپڑا نہ تھا اور چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو (کمر) پر لگے ہوئے تھے، پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالا خانہ کو بغور دیکھا تو اس میں چند مٹھی جو تھے جو کہ ایک صاع

❶ صحیح مسلم: کتاب الطلاق ،بَابٌ فِي الْإِيلَاءِ، وَاعْتِزَالِ النِّسَاءِ، رقم الحدیث: ۱۴۷۹

کی مقدار میں ہوں گےاوراس کے برابر سلم کے پتے ایک کونہ میں پڑے ہوئے تھے اور ایک کچا چمڑا جس کی دباغت اچھی طرح نہ ہوئی تھی لٹکا ہوا تھا، پس میری آنکھیں بھرآئیں،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اے ابن خطاب! تجھے کس چیز نے رلا دیا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں کیوں نہ روؤں؟ یہ چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے جو چند چیزیں نظر آرہی ہیں،اور وہ قیصر وکسری ہیں جو پھلوں اور نہروں میں زندگی گزارتے ہیں، حالانکہ آپ اللہ کے رسول اوراس کے برگزیدہ بندے ہیں اور یہ آپ کا خزانہ ہے،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اے ابن خطاب! کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ ہمارے لئے آخرت ہے اور ان کے لئے دنیا؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور موت دے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مِسْكِينًا وَأَمِتْنِي مِسْكِينًا وَاحْشُرْنِي فِي زُمْرَةِ الْمَسَاكِينِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ: اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھے قیامت کے دن مسکینوں کی جماعت میں اٹھانا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی: یہ کیوں؟ اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

إِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا،يَا عَائِشَةُ لَا تَرُدِّي الْمِسْكِينَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ،يَا عَائِشَةُ!أَحِبِّي الْمَسَاكِينَ وَقَرِّبِيهِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ يُقَرِّبُكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

❶سنن الترمذی:أبواب الزهد ،باب ماجاء أن فقراء المهاجرين يدخلون الجنة قبل أغنيائهم،رقم الحديث: ۲۳۵۲

ترجمہ:اس لیے کہ یہ لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونگے ، اے عائشہ!مسکین کومت لوٹاؤ اگر چہ کھجور کے ٹکڑے کے بقدر دے دو،اے عائشہ! مسکین سے محبت کرواورانکوقریب کرواس لیے کہ اللہ آپ کوقریب کردے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سے سب سے زیادہ دنیا سے بے رغبت تھے

حضرت عمروبن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر میں خطبہ دیتے ہوئے ارشادفرمایا:

مَا أَبْعَدَ هَدْيَكُمْ مِنْ هَدْىِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،أَمَّا هُوَ فَكَانَ أَزْهَدَ النَّاسِ فِى الدُّنْيَاوَأَمَّا أَنْتُمْ فَأَرْغَبُ النَّاسِ فِيهَا. ❶

ترجمہ: آپ لوگوں کی سیرت تمھارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے کس قدر دور ہوچکی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ دنیا سے بے رغبت تھے اورتم تمام لوگوں سے زیادہ دنیا میں رغبت رکھتے ہو۔

صحابہ کرام اورسلف کے دنیا سے بے رغبتی سے متعلق اکتالیس اقوالِ زریں

بیٹادنیاایک گہراسمندرہے

۱......حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

أَىْ بُنَىَّ!إِنَّ الدُّنْيَا بَحْرٌ عَمِيقٌ،قَدْ غَرِقَ فِيهِ نَاسٌ كَثِيرٌ،فَاجْعَلْ سَفِينَتَكَ فِيهَا تَقْوَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ،وَحَشْوُهَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ،وَشِرَاعُهَا التَّوَكُّلُ عَلَى اللَّهِ لَعَلَّكَ تَنْجُو،وَلَا أَرَاكَ نَاجِيًا. ❷

❶مسند أحمد:مسند الشاميين حديث عمروبن عاص،ج۲۹ص۳۰۷،رقم الحديث: ۱۷۷۷۳

❷الزهد لأحمد:بقية زهد عيسى عليه السلام ،ص۸۶، الرقم: ۵۳۲

ترجمہ: اے بیٹے! دنیا ایک گہرا سمندر ہے، اس میں بہت سے لوگ ڈوب چکے ہیں، اس میں خوفِ خدا کی کشتی پر سفر کرو، ایمان کو ہم سفر بناؤ اور توکل کو بادبان قرار دو، اس طرح شاید تم غرق ہونے سے بچ جاؤ، یوں تو مجھے تمہارے بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

دنیا کو آخرت کے عوض فروخت کرو

۲......حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا:

بِعْ دُنْيَاکَ بِآخِرَتِکَ تَرْبَحُهُمَا جَمِيْعاً وَلَا تَبِعْ آخِرَتَکَ بِدُنْيَاکَ تَخْسَرُهُمَا جَمِيْعاً. ❶

ترجمہ: اپنی دنیا کو آخرت کے عوض فروخت کردو تو تمہیں دنیا وآخرت دونوں میں نفع ہوگا، اور آخرت کو دنیا کے عوض فروخت مت کرو ورنہ دونوں میں نقصان ہوگا۔

دنیا کی بے ثباتی سے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول

۳......امام مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور آپ کے اوپر سوتی لباس تھا، لوگوں نے آپ کی طرف دیکھنا شروع کردیا، تو آپ نے فرمایا:

لَا شَيْءَ فِيمَا يُرَى إِلَّا بَشَاشَتُهُ يُبْقِي الْإِلٰهُ، وَيَوَدُّ إِلَى الْمَالِ وَالْوَلَدِ، وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا كَنَفْحَةِ أَرْنَبٍ. ❷

ترجمہ: جس چیز کی طرف دیکھا جارہا ہے اسکی ظاہری تازگی ہے جو اللہ نے بنائی ہے، اور انسان اپنے مال اور اولاد سے محبت کرتا ہے، اللہ کی قسم! دنیا آخرت کے مقابلے میں خرگوش کی سانس کی طرح ہے۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج۳ ص ۲۰۸

❷ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۱۶۶، رقم الحديث: ۱۰۱۱۸

دنیا فانی اور آخرت باقی ہے

۴......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جماعت میں سب آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ إِنَّمَا أَعْطَاكُمُ الدُّنْيَا لِتَطْلُبُوا بِهَا الْآخِرَةَ، وَلَمْ يُعْطِكُمُوهَا لِتَرْكَنُوا إِلَيْهَا، إِنَّ الدُّنْيَا تَفْنَى، وَالْآخِرَةَ تَبْقَى، لَا تَبْطَرَنَّكُمُ الْفَانِيَةُ، وَلَا تُشْغِلَنَّكُمْ عَنِ الْبَاقِيَةِ، آثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى، فَإِنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ، وَإِنَّ الْمَصِيرَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، اتَّقُوا اللَّهَ، وَالْزَمُوا جَمَاعَتَكُمْ، وَلَا تَصِيرُوا أَحْزَابًا، (وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا) (آل عمران:۱۰۳).

ترجمہ: اللہ تعالی نے تمہیں دنیا اس لیے عطا کی تا کہ اس کے ذریعے آخرت کو طلب کرو، یہ اس لئے عطا نہیں کی آپ کو اسکی طرف جھک جاؤ، یقیناً دنیا ختم ہوگی اور آخرت باقی رہے گی، تمہیں فانی چیز اترانے میں مبتلا نہ کرے اور باقی رہنے والی چیز سے غافل نہ کرے، جو باقی رہنے والی ہے اسکو اس پر ترجیح دو جو فنا ہونی والی ہے، یقیناً دنیا ختم ہوجائے گی، اور لوٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے، پس اللہ سے ڈرو، اور اپنی جماعت کو لازم پکڑو اور گروہ نہ بنو۔

(آیت کا ترجمہ) اور اللہ نے تم پر جو انعام کیا ہے اسے یاد رکھو کہ ایک وقت تھا جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔ (۱)

دنیا سے بے رغبتی پر مصائب ہلکے ہو جاتے ہیں

۵......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(۱) الزهد لابن أبي الدنيا: ص ۱۰۳، الرقم: ۲۰۹

مَنْ زَهِدَ فِی الدُّنْیَا هَانَتْ عَلَیْهِ الْمُصِیبَاتُ،وَمَنِ ارْتَقَبَ الْمَوْتَ سَارَعَ فِی الْخَیْرَاتِ. ❶

ترجمہ: جو دنیا سے بے رغبتی کرے گا اس پر مصیبتیں ہلکی ہوجاتی ہیں،اور جو موت کا انتظار کرتا ہے تو نیک کاموں کی طرف دوڑتا ہے۔

دنیا کی مثال سانپ کی طرح ہے

٦......حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، جسمیں یہ لکھا تھا:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا مَثَلُ الدُّنْیَا مَثَلُ الْحَیَّةِ:لَیِّنٌ مَسُّهَا تَقْتُلُ بِسُمِّهَا،فَأَعْرِضْ عَمَّا یُعْجِبُکَ فِیهَا لِقِلَّةِ مَا یَصْحَبُکَ مِنْهَا،وَضَعْ عَنْکَ هُمُومَهَا لِمَا أَیْقَنْتَ بِهِ مِنْ فِرَاقِهَا،وَکُنْ أَسَرَّ مَا تَکُونُ فِیهَا أَحْذَرَ مَا تَکُونُ لَهَا،فَإِنَّ صَاحِبَهَا کُلَّمَا اطْمَأَنَّ مِنْهَا إِلَی سُرُورٍ أَشْخَصَهُ عَنْهُ مَکْرُوهٌ، وَالسَّلَامُ. ❷

ترجمہ: (حمد وصلاۃ کے بعد) بے شک دنیا کی مثال سانپ کی طرح ہے جسکا کاٹنا تو معمولی ہوتا ہے مگر زہر اس کا ماردیتا ہے،لہذا دنیا میں سے جو کچھ آپ کو اچھا لگے اس سے منہ پھیرلیں اس لیے کہ اس میں سے بہت ہی کم تیرے پاس رہے گا،اور اپنے آپ سے اس فکر کو اتار پھینکے اس لیے اسکے جدا ہونے کا آپ کو یقین ہے،اور جو کچھ اسمیں ہے اس سے کنارہ کش ہوجاؤ اس لیے کہ صاحب دنیا بہت ہی کم سرور وخوشی کی جانب مطمئن ہوتا ہے،اسکے ناپسندیدہ اشیاء کو نگاہیں اونچا کرکے دیکھئے۔ والسلام۔

❶الزهد لابن أبی الدنیا: ص ۵۸،الرقم : ۹۲

❷الزهد لابن أبی الدنیا: ص ۸۰،الرقم : ۱۶۴

صحابہ کرام نے زاہدانہ زندگی گزاری

۷......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَنْتُمْ أَكْثَرُ صَلَاةً، وَأَكْثَرُ جِهَادًا مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ كَانُوا خَيْرًا مِنْكُمْ.

ترجمہ: تم نماز بھی زیادہ پڑھتے ہو اور جہاد بھی اصحاب محمد سے زیادہ کرتے ہو، حالانکہ وہ تم سے بہتر تھے۔

لوگوں نے کہا: کس وجہ سے بہتر تھے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّهُمْ كَانُوا أَزْهَدَ فِي الدُّنْيَا، وَأَرْغَبَ فِي الْآخِرَةِ. ❶

ترجمہ: اس لیے وہ لوگ دنیا سے بے رغبت تھے اور آخرت میں رغبت رکھنے والے تھے۔

جو دنیا بنائے گا آخرت کا نقصان کرے گا

۸......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ، وَمَنْ أَرَادَ الدُّنْيَا أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَضُرُّوا بِالْفَانِي لِلْبَاقِي. ❷

ترجمہ: جو شخص آخرت کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کا نقصان کرتا ہے، اور جو دنیا کا ارادہ رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کا نقصان کرتا ہے۔ پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ باقی رہنے والی چیز کے لیے فانی چیز کا نقصان برداشت کرلو۔

دین کی زیب وزینت کو دیکھ کر آخرت سے غافل نہ ہوں

۹......عرفجہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورۃ الاعلیٰ پڑھنے کی درخواست کی، جب اس آیت پر پہنچے "**بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ**

❶ المعجم الكبير: باب العين، ج ۹ ص ۱۵۳، رقم الحديث: ۸۷۶۸

❷ المعجم الكبير: باب العين، ج ۹ ص ۱۵۱، رقم الحديث: ۸۷۵۷

الـــدُّنْيَـــا“ (بلکہ تم لوگ دنیا کی زندگی کوترجیح دیتے ہو) تو قرأت چھوڑ دی اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوکرارشادفرمایا:

آثَرْنَا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ لِأَنَّا رَأَيْنَا زَهْرَتَهَا وَزِينَتَهَا وَطَعَامَهَا وَشَرَابَهَا، وَزُوِّيَتْ عَنَّا الْآخِرَةُ فَاخْتَرْنَا الْعَاجِلَ عَلَى الْآجِلِ. ❶

ترجمہ: ہم نے دنیا کی زندگی کوآخرت پرترجیح دی ہے،اس لیے ہم نے دنیا کی تازگی، زینت،کھانا اور پینا دیکھا ہے،اور ہم سے آخرت مخفی رکھی گئی ہے، پس ہم نے دنیا کو آخرت پر پسند کیا۔

دنیامیں انسان مہمان ہےاور مال امانت ہے

۱۰......حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَهُوَ ضَيْفٌ وَمَالُهُ عَارِيَةٌ فَالضَّيْفُ مُرْتَحِلٌ وَالْعَارِيَةُ مَرْدُودَةٌ.

ترجمہ: تم میں سے کوئی نہیں ہے مگر وہ مہمان ہے، اسکا مال امانت ہے، مہمان چلا جائے گا اور امانت مالک کے پاس لوٹ جائیگی۔

اس مضمون کوایک شعر میں کہا گیا:

وَمَا الْمَالُ وَالْأَهْلُونَ إِلَّا وَدَائِعٌ　　وَلَا بُدَّ يَوْمًا أَنْ تُرَدَّ الْوَدَائِعُ. ❷

ترجمہ: مال اوراولادسب امانتیں ہیں، ایک نہ ایک دن امانتوں کوواپس لوٹانا ہوگا۔

اللہ کے نافرمانی دنیا کی وجہ سے کی جاتی ہے

۱۱......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

❶الزهد لأبی داود: ج ۱ ص ۱۶۳ ،الرقم : ۱۶۳

❷إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج۳ص۲۰۷

مِنْ هَوَانِ الدُّنْيَا عَلَى اللّٰهِ أَلَّا يُعْصَى إِلَّا فِيهَا، وَلَا يُنَالُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِتَرْكِهَا. ❶

ترجمہ: دنیا کی ذلت کے لیے یہ بات کافی ہے کہ اللہ تعالی کی نافرمانی دنیا ہی کے سلسلے میں ہوتی ہے، اور رضائے الٰہی دنیا ترک کر کے ہی حاصل ہوتی ہے۔

حب دنیا کا علاج ذکر اللہ ہے

۱۲......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِدَائِكُمْ وَدَوَائِكُمْ؟ أَمَّا دَاؤُكُمْ فَحُبُّ الدُّنْيَا، وَأَمَّا دَوَاؤُكُمْ فَذِكْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: کیا میں تمھیں تمھاری بیماری اور اسکا علاج نہ بتاؤں؟ رہا تمھاری بیماری پس وہ دنیا کی محبت ہے، اور تمھارا علاج اللہ تعالی کا ذکر ہے۔

متفرق مال ودولت سے اللہ کی پناہ

۱۳......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ دعا فرمایا کرتے تھے:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ تَفْرِقَةِ الْقَلْبِ. ❸

ترجمہ: میں اللہ سے پراگندہ دلی کی پناہ چاہتا ہوں۔

لوگوں نے پوچھا: پراگندہ دلی کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا "أَنْ يُوضَعَ لِي فِي كُلِّ وَادٍ مَالٌ" کہ میرے لیے ہر وادی میں مال ہی مال رکھا جائے۔

بہترین اور بدترین لوگوں کی علامات

۱۴......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مجلس میں ہوتے تو

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج۳ص ۲۰۸
❷ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۱۹۰، رقم الحديث: ۱۰۱۶۳
❸ الزهد والرقاق لابن المبارك: باب في طلب الحلال، ج۱ ص ۲۲۴، الرقم: ۶۳۵

فرمایا کرتے تھے ''لَقَدْ عَرَفْنَا خِيَارَكُمْ مِنْ شِرَارِكُمْ، وَلَنَحْنُ أَعْرَفُ بِكُمْ مِنَ الْبَيَاطِرَةِ بِالْخَيْلِ '' یقیناً ہم نے تم میں سے بہترین اور بدترین لوگوں کو جان لیا، اور ہم تم سے زیادہ گھوڑوں کے نعل لگانے والوں کو جانتے ہیں۔ایک شخص نے کہا: کیا تم علم غیب جانتے ہو؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: چھوڑ و شیخ کو، شیخ تم سے زیادہ جانتا ہے، پھر ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: بہترین لوگ کون ہیں؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا:

خِيَارُكُمْ أَزْهَدُكُمْ فِي الدُّنْيَا وَأَرْغَبُكُمْ فِي الْآخِرَةِ، الَّذِي يُعْتِقُ مَحَرَّرُوهُمُ الَّذِينَ لَا يَتَّخِذُونَ الذِّكْرَ مَهْجَرًا، وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ دُبُرًا.

ترجمہ:تم میں سے بہترین لوگ وہ ہے جو دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں رغبت رکھنے والا ہو،اور وہ لوگ غلام کو آزاد کرتے ہیں،اور ذکر کو ترک نہیں کرتے اور نماز کو تاخیر سے ادا نہیں کرتے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا: بدترین لوگ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا:

أَرْغَبُكُمْ فِي الدُّنْيَا، وَأَزْهَدُكُمْ فِي الْآخِرَةِ، الَّذِينَ لَا يُعْتَقُ مُحَرَّرُوهُمْ، وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا دُبُرًا. (1)

ترجمہ: (تم میں سے بدترین لوگ وہ ہے) جو دنیا میں رغبت اور آخرت سے بے رغبت ہو،اور وہ لوگ غلام کو آزاد نہیں کرتے ہیں،اور نماز کو تاخیر سے ادا کرتے ہیں۔

جتنی دنیا زیادہ ہوگی اتنا حساب زیادہ ہوگا

۱۵......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

(1) شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۱۸۹، رقم الحديث: ۱۰۱۶۲

ذُو الدِّرْهَمَيْنِ أَشَدُّ حِسَابًاأَوْ قَالَ:حَبْسًامِنْ ذِی الدِّرْهَمِ. ❶

ترجمہ: دودرہم کے مالک کا حساب ایک درہم کے مالک سے زیادہ سخت ہوگا۔

تین شخصوں پر تعجب ہے

۱۶......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَلاثٌ أَعْجَبَتْنِی حَتَّی أَضْحَكَتْنِی:مُؤَمِّلُ الدُّنْيَا،وَالْمَوْتُ يَطْلُبُهُ،وَغَافِلٌ وَلَيْسَ بِمَغْفُولٍ عَنْهُ،وَضَاحِكٌ لا يَدْرِی أَسَاخِطٌ عَلَيْهِ رَبُّ الْعَالَمِينَ أَمْ رَاضٍ. ❷

ترجمہ: تین شخصوں نے مجھے تعجب میں ڈال رکھا ہے حتی کہ مجھے ہنسنے پر مجبور کردیا، پہلا وہ شخص دنیا کی امیدیں اور آرزوئیں کرنے والا ہے حالانکہ موت اسکے تلاش میں ہے، دوسرا وہ شخص غافل اور بے خبر رہتا ہے حالانکہ اس سے کوئی غافل نہیں، تیسرا وہ شخص جو ہنستا رہتا ہے حالانکہ اسکو معلوم نہیں کہ رب العالمین اس سے ناراض ہے یا راضی ہے۔

دنیا کی اصل حقیقت کو روزِ قیامت سامنے لایا جائے گا

۱۷......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن دنیا کو بڑھیا کی صورت میں لایا جائے گا، ادھیڑ عمر، سیاہ وسفید بالوں والی، نیلی آنکھوں والی، اسکے دانت سامنے ظاہر ہونگے، منہ کھلا ہوا ہوگا، وہ مخلوقات کو نگاہ اٹھاکر دیکھے گی، پس کہا جائے گا، کیا تم لوگ اسکو پہچانتے ہو؟ لوگ کہیں گے کہ اللہ کی پناہ کہ ہم اسکو پہچانیں، پس کہا جائے گا:

هَذِهِ الدُّنْيَا الَّتِی تَنَاحَرْتُمْ عَلَيْهَا،بِهَا تَقَاطَعْتُمُ الْأَرْحَامَ،وَبِهَا تَحَاسَدْتُمْ

❶الزهد والرقاق لابن المبارک :باب التوکل والتواضع ،ج ا ص ۱۹۵ ، الرقم : ۵۵۵

❷شعب الإيمان:الزهد وقصر الأمل،ج ۱۳ ص ۱۹۲ ،رقم الحديث: ۱۰۱۶۹

وَتَبَاغَضْتُمْ وَاغْتَرَرْتُمْ،ثُمَّ يُقْذَفُ بِهَا فِي جَهَنَّمَ. ❶

ترجمہ: یہی وہ دنیا ہے جس پر تم قربان ہوتے تھے، جس کی وجہ سے آپس میں قطع رحمی کرتے تھے، اور جس کی وجہ سے آپس میں حسد اور بغض کیا کرتے تھے اور دھوکہ کھاتے تھے، پھر اس دنیا کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

پس یہ دنیا پکارے گی، اے میرے رب! میرے پیروکار کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ''أَلْحِقُوا بِهَا أَتْبَاعَهَا وَأَشْيَاعَهَا'' اسکے تابعداروں اور پیروکاروں کو بھی اسکے ساتھ ڈال دو۔

انسان کی پہچان کا معیار کیا ہے؟

۱۸......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْجِبُكُمْ إِنْسَانٌ وَإِنْ صَلَّى،وَإِنْ صَامَ حَتَّى تَنْظُرُوا عَلَى مَا تَهَجَّمَ مِنَ الدُّنْيَا. ❷

ترجمہ: تمہیں کوئی انسان اچھا نہ لگے اگر وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو بلکہ یہ دیکھو کہ وہ کس قدر دنیا سے دور بھاگتا ہے۔

دنیا کے تین اجزاء اور تین خریدار

۱۹......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَ الدُّنْيَاثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ جُزْءٌ لِلْمُؤْمِنِ وَجُزْءٌ لِلْمُنَافِقِ وَجُزْءٌ لِلْكَافِرِ فَالْمُؤْمِنُ يَتَزَوَّدُ وَالْمُنَافِقُ يَتَزَيَّنُ وَالْكَافِرُ يَتَمَتَّعُ. ❸

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تین جزء بنائے ہیں: ایک جزء مؤمن کے لیے،

❶ الزهد لابن أبي الدنيا: ص ٥٠،الرقم :٦٨

❷ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج١٣ ص ١١١ ،رقم الحديث: ١٠٠٣٥

❸ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج٣ص ٢٠٨

ایک جزء منافق کے لیے، اور ایک جزء کافر کے لیے، مؤمن اس دنیا سے راہ آخرت کے لیے توشہ لیتا ہے، منافق ظاہر کی آرائش پر توجہ دیتا ہے، اور کافر دنیا میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔

دنیا کی کثرت درجات کی کمی کا ذریعہ ہے

۲۰......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا يُصِيبُ عَبْدٌ مِنَ الدُّنْيَا شَيْئًا إِلَّا انْتَقَصَ مِنْ دَرَجَاتِهِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ كَرِيمًا. [1]

ترجمہ: جس بندے کو دنیا میں سے کچھ پہنچتا ہے تو اللہ کے ہاں اسکے درجات کم ہوتے ہیں اگرچہ وہ اسپر مہربان ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے اسّی سال تک پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا

۲۱......حمزہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کھانا کتنا ہی زیادہ اور اچھا ہوتا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پیٹ بھر کر نہیں کھاتے۔ ایک مرتبہ ابن مطیع انکے پاس عیادت کے لیے آئے، انہوں نے دیکھا کہ انکا جسم نحیف اور کمزور ہو چکا تھا، انہوں نے انکی اہلیہ سے کہا: کیا آپ ان کے لیے کوئی عمدہ کھانا تیار نہیں کرتیں تاکہ انکی صحت اچھی ہو جائے، انہوں نے جواب دیا کہ ہم تیار کر دیتے ہیں لیکن یہ سب (فقراء) کو بلا لیتے ہیں اور سب اِن کو کر کھلا دیتے ہیں، آپ ان سے اس بارے بات کر کے دیکھیں۔ چنانچہ ابن مطیع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عبدالرحمٰن! اگر آپ پیٹ بھر کھانا کھالیں تو آپ کی صحت بحال ہو جائے گی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

[1] شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص۲۰۵، رقم الحديث: ۱۰۱۹۴

إِنَّهُ لَيَأْتِي عَلَيَّ ثَمَانِي سِنِينَ مَا أَشْبَعُ فِيهَا شَبْعَةً وَاحِدَةًأَوْ إِلَّا شَبْعَةً وَاحِدَةً فَالْآنَ تُرِيدُ أَنْ أَشْبَعَ حِينَ لَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِي ظِمْءٌ. ❶

ترجمہ: مجھ پر اسّی سال گزر چکے میں نے ان اسّی سال میں ایک مرتبہ بھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا، یا یوں کہا ایک مرتبہ پیٹ بھر کہا، آج تم کہتے ہو کہ میں پیٹ بھر کھانا کھاؤں جبکہ میری عمر باقی نہیں ہے (مگر مختصر وقت۔)

زاہد لوگ کہاں ہیں؟

۲۲......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سنا جو کہہ رہا تھا "أَيْنَ الزَّاهِدُونَ فِي الدُّنْيَا الرَّاغِبُونَ فِي الْآخِرَةِ؟" دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں رغبت رکھنے والے کہاں ہیں؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبر دکھائی اور کہا: عَنْ هَؤُلَاءِ تَسْأَلُ" انکے بارے میں تم پوچھ رہے ہو۔ ❷

دنیا آخرت کو تباہ کرنے والی ہے

۲۳......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے گوبر کے ڈھیر کی طرف دیکھ کر فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ لَمُذْهِبَةُ دُنْيَاكُمْ وَآخِرَتِكُمْ. ❸

ترجمہ: یقیناً یہ تمھاری دنیا تمھاری آخرت کو لے ڈوبنے والی ہے۔

جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا جائے اُس کی علامات

۲۴......حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ الزهد والرقاق لابن المبارك: باب في طلب الحلال، ج ۱ ص ۲۱۳، الرقم: ۶۰۵

❷ حلية الأولياء: المهاجرون من الصحابه، ترجمة: عبد الله بن عمر رضي الله عنه، ج ۱ ص ۳۰۶

❸ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج ۱۳ ص ۲۰۹، رقم الحديث: ۱۰۲۰۴

إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ تَعَالَى بِعَبْدٍ خَيْرًا جَعَلَ فِيهِ ثَلَاثَ خِلَالٍ :فِقْهُ فِي الدِّينِ وَزَهَادَةٌ فِي الدُّنْيَا وَبَصَرٌ بِعُيُوبِهِ.❶

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کیساتھ خیر وبھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسمیں تین خصلتیں پیدا کردیتے ہیں، دین کی سمجھ، دنیا سے بے رغبتی اوراپنے عیوب پر نظر۔

دنیا سے بے رغبت ہونا قلب وبدن کو راحت دیتا ہے

۲۵......حضرت عبداللہ داری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الزُّهْدَ فِي الدُّنْيَا يُرِيحُ الْقَلْبَ وَالْبَدَنَ وَإِنَّ الرَّغْبَةَ فِي الدُّنْيَا تُكْثِرُ الْهَمَّ وَالْحُزْنَ وَإِنَّ الشِّبَعَ يُقَسِّي الْقَلْبَ وَيُفَتِّرُ الْبَدَنَ.❷

ترجمہ: دنیا سے بے رغبت ہونا دل اور بدن کو راحت دیتا ہے،اور دنیا میں رغبت کرنا فکر وغم کو طوالت دیتا ہے،اور زیادہ کھانا کھانا دل کو سخت اور بدن کو سست کردیتا ہے۔

زہد کسے کہتے ہیں

۲۶......ایک مرتبہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے دنیا میں زہد کی تعریف کے بارے میں سوال کیا گیا،تو آپ نے فرمایا:

مَنْ إِذَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَشَكَرَهَا وَابْتُلِيَ بِبَلِيَّةٍ فَصَبَرَ فَذٰلِكَ الزُّهْدُ.❸

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر انعام کرے اوروہ اس پر شکر کرے اور جب مصیبت میں مبتلا کیا جائے تو وہ صبر کرلے تو یہی زہد ہے۔

---

❶حلية الأولياء :فمن الطبقة الأولى من التابعين،ترجمة:محمد بن كعب القرظي، ج۳ص ۲۱۳

❷حلية الأولياء :ذكر طوائف من جماهير النساك والعباد، ترجمة:جعفر الضبعي، ج٦ ص ۲۸۸

❸حلية الأولياء:ترجمة: سفيان بن عيينة، ج۷ص ۲۷۳

دنیا کی کثرت غم وفکر اور حرص کے بڑھنے کا ذریعہ ہے

۲۷......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْطَى أَحَدٌ مِنَ الدُّنيَا إِلَّا وَيُقَالُ لَهُ: هَاكَ مِثْلَيْهِ مِنَ الْحِرْصِ مِثْلَيْهِ مِنَ الشُّغْلِ وَمِثْلَيْهِ مِنَ الْهَمِّ، وَلَا يُعْطَى شَيْئًا مِنَ الدُّنيَا إِلَّا وَنَقَصَ مِنْ آخِرَتِهِ، فَلَا وَاللَّهِ مَا تَأْخُذُ إِلَّا مِنْ كِيسِكَ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَقْلِلْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَكْثِرْ. ❶

ترجمہ: کسی بھی شخص کو دنیا میں سے کچھ نہیں دیا جاتا مگر اس سے کہا جاتا ہے یہ لیجئے اس سے ڈبل حرص اور اس سے دگنی شغل ومصروفیت اور اس سے دگنا غم وفکر تمہیں دیا گیا ہے، اور کسی کو دنیا میں سے کچھ نہیں دیا جاتا مگر اس کے آخرت میں سے درجات کم ہوتے ہیں، پس اللہ کی قسم! کچھ بھی نہیں جاتا مگر تیرے جیب سے، لہذا آپ چاہے تو کم کریں اور چاہے تو اور زیادہ کریں۔

دنیا سے بے رغبتی کامیابی کا ذریعہ ہے

۲۸......امام ابو واقد لیثی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَابَعْنَا الْأَعْمَالَ، فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا أَبْلَغَ فِي طَلَبِ الْآخِرَةِ مِنَ الزُّهْدِ فِي الدُّنيَا. ❷

ترجمہ: ہم نے اعمال کا تحقیقی جائزہ لیا، پس ہم نے آخرت کے طلب کیلئے دنیا سے بے رغبتی سے بڑھ کر کوئی شئی کامیاب نہیں پائی۔

لوگوں نے پانی اور گارے کو اونچا کر دیا ہے

۲۹......حضرت عباد بن راشد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت حسن رحمہ اللہ

---

❶ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج ۱۳ ص ۲۰۵، رقم الحديث: ۱۰۱۹۵

❷ الزهد لأبی داود: ج ۱ ص ۳۲۲، الرقم: ۳۷۰

کیساتھ باہر نکلے، انہوں نے ایک بلند عمارت پر نظر ڈالی اور فرمایا:

يَا سُبْحَانَ اللَّهِ رَفَعُوا الطِّينَ، وَوَضَعُوا الدِّينَ، رَكِبُوا الْبَرَاذِينَ، وَاتَّخَذُوا الْبَسَاتِينَ، وَتَشَبَّهُوا بِالدَّهَاقِينَ، فَذَرْهُمْ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ. ❶

ترجمہ: اے سبحان اللہ! ان لوگوں نے کیچڑ وگارے کو اونچا کردیا ہے اور دین کو نیچے کردیا ہے، خچروں پر سوار ہوگئے ہیں اور باغ حاصل کرلیے ہیں اور کسانوں کیساتھ مشابہت اختیار کرلی ہے، پس انکو اپنی حالت پر چھوڑ و یہ لوگ عنقریب جان لیں گے۔

محل کے بدلے ایک روٹی مل جائے

۳۰...... حضرت حسن رحمہ اللہ اوس کے محل پر گزرے، لوگوں سے پوچھا: یہ کس کا محل ہے؟ لوگوں نے کہا: اوس کا، تو فرمانے لگے:

عَلَيَّ وُدُّ أَوْسٍ إِنَّ هَذِهِ الْقَصْرُ خَيْرُ الْآخِرَةِ رَغِيفٌ. ❷

ترجمہ: اوس آخرت میں یہ پسند کرے گا کہ اس محل کے بدلے اسکو ایک روٹی مل جائے۔

ہم دنیا میں تھوڑے وقت کیلئے آئے ہیں

۳۱...... حضرت مالک بن یخامر رحمہ اللہ کے پاس کچھ لوگ عیادت کرنے آئے اور کہا: آپ کا گھر شہر کی اچھی جگہ واقع ہے، اگر آپ اسکو اچھا بنالیں تو کیا ہی اچھا ہوگا۔ انہوں نے فرمایا:

إِنَّمَا نَحْنُ سَفْرٌ نَازِلُونَ، نَزَلْنَا لِلْمَقِيلِ، فَإِذَا بَرَدُ النَّهَارِ وَهَبَّتِ الرِّيحُ ارْتَحَلْنَا، وَلَا أُعَالِجُ مِنْهَا شَيْئًا حَتَّى أَرْحَلَ مِنْهَا. ❸

❶ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص۲۴۶، رقم الحديث: ۱۰۲۷۶

❷ قصر الأمل لابن أبي الدنيا: باب البناء وذمه، ص۲۱۰، الرقم: ۳۴۵

❸ قصر الأمل لابن أبي الدنيا: باب البناء وذمه، ج۱ ص۲۰۹، الرقم: ۳۴۳

ترجمہ: ہم لوگ مسافر اترے ہیں، ہم قیلولہ کے لیے اترے ہیں، جب دن ٹھنڈا ہوجائے اور ہوا چل جائے تو ہم کوچ کر جائیں گے، میں یہاں کوئی چیز نہیں بناؤں گا حتی کہ یہاں سے ایسا ہی کوچ کر جاؤں گا۔

اگر موت اور قبر کی تاریکی نہ ہوتی تو دنیا میں رغبت کرتا

۳۲......حضرت ابن مطیع رحمہ اللہ نے ایک دن اپنے گھر کی طرف دیکھا تو انکو اسکی خوبصورتی اور حسن پسند آیا تو رو پڑے اور کہا:

وَاللّٰهِ لَوْلَا الْمَوْتُ لَكُنْتُ بِكِ مَسْرُورًا،وَلَوْلَا مَا نَصِيرُ إِلَيْهِ مِنْ ضِيقِ الْقُبُورِ لَقَرَّتْ بِالدُّنْيَا أَعْيُنُنَا. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر موت نہیں ہوتی تو میں تیرے ساتھ خوش ہوجاتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ قبر کی تنگی کے وقت ہمارا کوئی مددگار نہ ہوگا تو دنیا کیساتھ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوجاتیں۔

کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر رو پڑے اور انتہائی شدید روئے یہاں تک انکی چیخیں نکل گئیں۔

دنیا سے بے رغبتی کسے کہتے ہیں

۳۳......حضرت یونس بن میسرہ جبلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الزَّهَادَةُ فِي الدُّنْيَا بِتَحْرِيمِ الْحَلَالِ،وَلَا بِإِضَاعَةِ الْمَالِ،وَلٰكِنَّ الزَّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا أَنْ تَكُونَ بِمَا فِي يَدِ اللّٰهِ أَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا فِي يَدَيْكَ، وَأَنْ يَكُونَ حَالُكَ فِي الْمُصِيبَةِ وَحَالُكَ إِذَا لَمْ تُصَبْ بِهَا سَوَاءً،وَأَنْ يَكُونَ مَادِحُكَ وَذَامُّكَ فِي الْحَقِّ سَوَاءً. ❷

❶قصر الأمل لابن أبی الدنیا: باب البناء وذمه، ص ۱۷۶، الرقم: ۲۷۲

❷الزهد لابن أبی الدنیا: ص ۶۳، الرقم: ۱۰۷

ترجمہ: دنیا کا زہد یہ نہیں کہ آدمی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرلے اور نہ یہ ہے کہ اپنا مال تباہ کردے، لیکن زہد اور درویشی یہ ہے کہ آدمی کو اس مال پر جو اس کے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ بھروسہ نہ ہو جتنا اس مال پر ہے جو اللہ کے ہاتھ میں ہے، اور دنیا میں جب کوئی مصیبت آئے تو اس سے زیادہ خوش ہو بنسبت اس کے کہ مصیبت نہ آئے دنیا میں اور آخرت کے لئے اٹھا رکھی جائے۔

زہد کی تین قسمیں

۳۴......حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلزُّهْدُ ثَلَاثَةُ أَصْنَافٍ فَزُهْدٌ فَرْضٌ وَزُهْدٌ فَضْلٌ وَزُهْدٌ سَلَامَةٌ فَالْفَرْضُ الزُّهْدُ فِی الْحَرَامِ وَالْفَضْلُ الزُّهْدُ فِی الْحَلَالِ وَالسَّلَامَةُ الزُّهْدُ فِی الشُّبُهَاتِ. ❶

ترجمہ: زہد کی تین قسمیں ہیں: زہد فرض، زہد فضیلت اور زہد سلامتی۔ فرض زہد حرام اشیاء میں بے رغبتی اختیار کرنا، زہد فضیلت حلال اشیاء میں بے رغبتی اختیار کرنا اور زہد سلامتی مشتبہ اشیاء میں بے رغبتی اختیار کرنا ہے۔

دنیا کی نعمتوں کے حصول میں امید اور خوف کی کیفیت ہونی چاہیے

۳۵......حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ صِدْقِ الزُّهْدِ إِذَا أَقْبَلَتِ الدُّنْيَا إِلَيْکَ خِفْتَ أَنْ يَكُونَ حَظُّكَ مِنْ آخِرَتِکَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ خِفْتَ أَنْ يَكُونَ حِرْمَانًا، ثُمَّ إِنْ أَعْطَاكَهُ عَنْ غَيْرِ طَمَعٍ وَاسْتِشْرَافِ نَفْسٍ أَخَذْتَهُ مِنَ اللَّهِ تَعَبُّدًا، وَإِنْ مَنَعَکَ لَمْ يَزِدْ خِلَافُهُ وَحَقِيقَتُهُ أَنْ تُؤْثِرَ رِضَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ وَحَلَاوَةَ ذِكْرِ اللَّهِ

❶ حلية الأولياء: ذكر طوائف من جماهير النسک والعباد، ترجمة: ابراهيم بن أدهم، ج۸ ص ۲۶

فِی فَرَاغِ قَلْبِکَ. قَالَ: وَالزُّهْدُ فِی الْحَرَامِ فَرِیضَةٌ، وَفِی الْمُبَاحِ فَضِیلَةٌ، وَفِی الْحَلَالِ قُرْبَةٌ. ❶

ترجمہ: یہ بات سچے زہد میں سے ہے کہ دنیا جب تیری طرف آئے تو آپ کو یہ خوف پیدا ہو جائے کہ کہیں یہ آپ کی آخرت کے نعمتوں کے بدلے اور عوض تو نہیں، اور جب دنیا آپ سے پیچھے ہو جائے تو یہ خوف پیدا ہو جائے کہ کہیں یہ اللہ کی نعمت سے محرومی تو نہیں، پھر اگر اللہ تعالی دنیا عطا کر دے بغیر طمع ولالچ کے اور بغیر نفس کے شدید طلب کے تو اسکو اللہ کی طرف سے بطورِ عبادت سمجھتے ہوئے لے لیں، اگر اللہ وہ چیز نہ دے تو اسکے برخلاف میں اضافہ نہ ہوگا، اسکی حقیت یہ ہے کہ آپ اللہ کی رضا اور آخرت کو ترجیح دیجیئے تو اللہ کی ذکر کی حلاوت اور مٹھاس دل میں پیدا ہوگی۔ اور فرمایا: حرام اشیاء میں زہد فرض ہے اور مباح میں فضیلت ہے اور حلال میں قربت ہے۔

دنیا کی محبت شرک کا ذریعہ بن گئی

۳۶...... حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاللّٰہِ لَقَدْ عَبَدَتْ بَنُو إِسْرَائِیلَ الْأَصْنَامَ بَعْدَ عِبَادَتِهِمْ لِلرَّحْمٰنِ تَعَالَی بِحُبِّهِمُ الدُّنْیَا. ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! پہلے بنو اسرائیل رحمان کی عبادت کرتے تھے لیکن جب انکے دلوں میں دنیا کی محبت غالب آئی تو انہوں نے بتوں کی پرستش شروع کر دی۔

میرے نزدیک حلال دنیا بھی مردار کی مانند ہے

۳۷...... حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ شعب الإیمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۲۵۲، رقم الحدیث: ۱۰۲۹۲

❷ حلیة الأولیاء: فمن الطبقة الأولی من التابعین، ترجمة: الحسن البصری، ج۲ ص ۱۵۶

لَوْ أَنَّ الدُّنْيَا بِحَذَافِيرِهَا عُرِضَتْ عَلَيَّ حَلَالًا لَا أُحَاسَبُ بِهَا فِي الْآخِرَةِ لَكُنْتُ أَتَقَذَّرُهَا كَمَا يَتَقَذَّرُ أَحَدُكُمُ الْجِيفَةَ إِذَا مَرَّ بِهَا أَنْ تُصِيبَ ثَوْبَهُ. ❶

ترجمہ: اگر تمام دنیا مجھے حلال طریقے سے مل جائے اور آخرت میں محاسبہ کا خوف بھی نہ ہو تب بھی میں اس سے اتنی نفرت کروں جتنی تم سڑے ہوئے مردہ جانور سے کرتے ہو اور اس سے بچ کر چلتے ہو کہ کہیں اس کی نجاست سے تمہارے کپڑے آلودہ نہ ہو جائیں۔

دنیا سونے کی ہو پھر بھی فنا ہونے والی ہے

۳۸......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا مِنْ ذَهَبٍ يَفْنَى وَالْآخِرَةُ مِنْ خَزَفٍ يَبْقَى لَكَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَّخْتَارَ خَزَفاً يَبْقَى عَلَى ذَهَبٍ يَفْنَى فَكَيْفَ وَقَدْ اِخْتَرْنَا خَزَفاً يَفْنَى عَلَى ذَهَبٍ يَبْقَى. ❷

ترجمہ: اگر دنیا سونے کی ہوتی تب بھی اسے فنا ہونا تھا، اور آخرت سنگریزوں کی ہوتی تب بھی اسے باقی رہنا تھا، ہمارے لیے مناسب تھا کہ ہم باقی رہنے والے سنگریزوں کو فنا ہونے والے سونے پر اختیار کرتے، ہم نے کس طرح فنا ہونے والے سنگریزوں کو باقی رہنے والے سونے پر ترجیح دی ہے۔

دنیا کی فکر جتنی بڑھتی ہے آخرت کی فکر کم ہوتی ہے

۳۹......حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بِقَدْرِ مَاتَحْزَنُ لِلدُّنْيَا يَخْرُجُ هَمُّ الْآخِرَةِ مِنْ قَلْبِكَ وَبِقَدْرِ مَاتَحْزَنُ

❶ حلية الأولياء: فمن الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: الفضيل بن عياض، ج۸ ص ۸۹

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الدنيا، ج۳ ص ۲۰۷

لِلْآخِرَةِ یَخْرُجُ هُمُّ الدُّنْیَامِنْ قَلْبِکَ. ❶

ترجمہ: جتنا تم دنیا کے لیےغم کروگے اتنا ہی آخرت کے لیے فکرکم ہوگی، اور جتنا تمہیں آخرت کی فکرہوگی اتنا ہی دنیا کا غم کم ہوگا۔

ہم دین کونقصان پہنچا کر دنیا کوسنوارتے ہیں

۴۰......حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے دنیا کا حال دریافت کیا گیا، تو انہوں جواب میں اشعار کہے:

نُرقِعُ دُنُیَانا بِتَمْزِیْق دِیْنِنَا　　　فَلا دِیْنُنا یَبْقَی وَلَا مَا نُرَقِّعُ

فَطُوبَی لِعَبْدٍ آثَرَ اللّٰہ وَحْدَہُ　　　وَجَادَ بِدُنُیَاہ لِمَا یُتَوَقَّعُ. ❷

ترجمہ: ہم اپنے دین کو پھاڑ کر دنیا کو سیتے ہیں، نہ ہمارا دین باقی رہےگا اور نہ دنیا۔ خوش خبری ہو اس بندے کیلئے جس نے اپنے رب کو اختیار کیا اور متوقع چیز (ثواب آخرت) کے لیے اپنی دنیا قربان کردی۔

فکر دنیا کا بڑھنا اور آخرت کا کم ہونا غم کی علامت ہے

۴۱......حضرت سعید بن مسعود رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَارَأَیْتَ الْعَبْدَ تَزْدَادُ دُنْیَاهُ وَتَنْقُصُ آخِرَتُهُ وَهُوَ بِهِ رَاضٍ فَذٰلِکَ الْمَغُوْنُ الَّذِیْ یَلْعَبُ بِوَجْهِهِ وَهُوَ لَایَشْعُرُ. ❸

ترجمہ: جب تو کسی ایسے شخص کو دیکھے جسکی دنیا بڑھ رہی ہے اور دین کم ہورہا ہے اور وہ اس پر راضی بھی ہے تو وہ شخص بڑے خسارے میں ہے، اپنی زندگی سے کھیل رہا ہے اور اسکا ذرا احساس نہیں ہے۔

❶ إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الدنیا، ج۳ص ۲۰۸

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الدنیا، ج۳ص ۲۰۷

❸ إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الدنیا، ج۳ص ۲۰۹

حضراتِ صحابہ کرام کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے (اپنی بیماری کے دوران) پانی مانگا، تو آپ کو ایک برتن دیا گیا جس میں شہد ملا پانی تھا، جب آپ نے اسے اپنے منہ کے قریب کیا تو رو پڑے اور ارد گرد والوں کو بھی رلایا، پھر آپ تو خاموش ہو گئے مگر لوگ خاموش نہ ہوئے، پھر دوبارہ منہ کی طرف کیا تو رو پڑے حتیٰ کہ لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آپ سے اس بارے میں سوال بھی نہ کر سکیں گے، پھر آپ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور افاقہ ہوا، تب لوگوں نے پوچھا: اس رونے پر آپ کو کسی چیز نے ابھارا؟ فرمایا ایک دفعہ جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ سے کسی چیز کو ہٹانے لگے اور فرمانے لگے مجھ سے ہٹ جا! دور ہو جا! حالانکہ میں آپ کے ساتھ کسی کو بھی نہیں دیکھ رہا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو اپنے آپ سے کوئی چیز ہٹاتے دیکھا، حالانکہ میں آپ کے ساتھ کسی کو بھی نہیں دیکھتا؟ ارشاد فرمایا:

هَـذِهِ الدُّنْيَا تَمَثَّلَتْ لِي بِمَا فِيهَا، فَقُلْتُ لَهَا: إِلَيْكِ عَنِّي فَتَنَحَّتْ وَقَالَتْ: أَمَا وَاللَّهِ لَئِنِ انْفَلَتَّ مِنِّي لَا يَنْفَلِتُ مِنِّي مَنْ بَعْدَكَ فَخَشِيتُ أَنْ تَكُونَ قَدْ لَحِقَتْنِي. ❶

ترجمہ: یہ دنیا ہے جو متشکل ہو کر آئی تو میں نے اس سے کہا: مجھ سے دور ہٹ جا تو وہ ہٹ گئی، اور کہا اللہ کی قسم! آپ تو مجھ سے بچ گئے مگر آپ کے بعد والے لوگ نہیں بچ

❶ حلية الأولياء: ترجمة: أبو بكر الصديق، ج ۱ ص ۳۰/شعب الإيمان: كتاب الزهد وقصر الأمل، ج ۱۳ ص ۱۶۳، رقم الحديث: ۱۰۱۱۲

سکیں گے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے اب مجھے خوف ہوا کہ کہیں دنیا مجھے چمٹ گئی ہے، پس یہ ہے جس نے مجھے رلایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زہد وقناعت

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی اہلیہ نے کہا: میرا دل چاہتا ہے کہ کوئی میٹھی چیز کھائیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں تمھارے لیے یہ خرید سکوں، آپ کی اہلیہ نے فرمایا: میں روزانہ کے کھانے کی مقدار میں سے تھوڑی رقم بچالیا کروں گی، کچھ دنوں میں اتنی رقم جمع ہو جائے گی ہم وہ میٹھی چیز کھائیں گے، آپ کی اہلیہ نے کئی روز میں اتنی رقم جمع کر لی جو اس میٹھی چیز یعنی حلوے کے لیے کافی ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو جب یہ پتہ چلا تو فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اتنی رقم ہمیں بیت المال سے زیادہ ملتی ہے، اس کے بغیر بھی ہمارا گذر بسر ہوسکتا ہے، لہذا وہ زائد رقم جو اہلیہ نے جمع کی تھی بیت المال میں جمع کرائی، اور آپ جو بیت المال سے وظیفہ لیتے تھے اس میں اتنی رقم اپنے معاوضہ میں سے کم کر دی کہ یہ ہماری ضرورت سے زائد ہے اور اپنا وظیفہ کم کر دیا۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مرغوبہ چیزوں کی طرف توجہ نہ کرنا

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو شہد ملا پانی پیش کیا گیا، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں قیامت کے دن (ان لذیذ چیزوں) کا حساب نہیں دے سکتا، عموماً جب آپ کے سامنے عمدہ کھانے اور مرغوبات پیش کئے جاتے تو اس موقع پر آپ فرماتے تھے کہ یہ پاکیزہ ہے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اللہ جل شانہ نے لوگوں کی خواہشات نفس پر برائی کی ہے، ارشادِ ربانی ہے ”أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ

❶ أشهر مشاهير الإسلام: ترجمة: أبوبكر صديق رضى الله عنه، ج ۱ ص ۹۳

الدُّنیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا'' تم اپنی لذت کی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کر چکے اوران کا خوب فائدہ لے چکے، اس لئے مجھے خوف ہے کہ کہیں ہمیں ہماری نیکیوں کا صلہ دنیا میں ہی نہ دے دیا جائے، پس آپ نے اسے نہیں پیا۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دستورِ عمل کا سب سے زریں صفحہ اتباع سنت تھا، وہ خورد ونوش، لباس ووضع، نشست وبرخاست غرض ہر چیز میں اُسوہ حسنہ کو پیش نظر رکھتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ زندگی فقر وفاقہ سے بسر کی تھی، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روم وایران کی شہنشاہی ملنے کے بعد بھی فقر وفاقہ کی زندگی کا ساتھ نہ چھوڑا، ایک دفعہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اللہ نے خوش حالی عطا فرمائی ہے، اس لیے آپ کو نرم لباس اور نفیس غذا سے پرہیز نہ کرنا چاہیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جانِ پدر! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسرت اور تنگ حالی کو بھول گئیں، خدا کی قسم! میں اپنے آقا کے نقش پر چلوں گا تاکہ آخرت کی فراغت اور خوش حالی نصیب ہو، اس کے بعد دیر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عسرت کا تذکرہ کرتے رہے، یہاں تک کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بے تاب ہوکر رونے لگیں۔ ❷

عیش وعشرت اور لذیذ کھانوں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتناب

ایک دفعہ یزید بن ابی سفیان کی ساتھ شریک طعام ہوئے، معمولی کھانے کے بعد دستر خوان پر عجیب عمدہ کھانے لائے گئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کھینچ لیا اور کہا:

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۲۴۳/تاریخ مدینة دمشق: ج۴۴ ص ۲۹۸

❷ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ذکر استخلاف عمر رضی اللّٰه عنه، ج۳ ص ۲۱۰/حلیة الأولیاء: عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۴۸

وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ، لَئِنْ خَالَفْتُمْ عَنْ سُنَّتِهِمْ لَيُخَالِفَنَّ بِكُمْ عَنْ طَرِيقَتِهِمْ. ❶

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے، اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش سے ہٹ جاؤ گے تو خدا تم کو جادہ مستقیم سے منحرف کر دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادگی اور دنیا سے بے رغبتی

مسجد آخر تک بھری ہوئی تھی، لوگ سوالیہ نظروں سے باہم تبادلہ خیالات کرنے لگے کہ امیر المؤمنین کو آنے میں تاخیر کیوں ہوگئی، وہ کہاں ہیں؟ چند لمحوں کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور منبر پر چڑھنے کے بعد لوگوں سے معذرت خواہی کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّمَا حَبَسَنِي غَسْلُ ثَوْبِي هَذَا كَانَ يُغْسَلُ وَلَمْ يَكُنْ لِي ثَوْبٌ غَيْرُهُ. ❷

ترجمہ: میں اصل میں اپنے یہ کپڑے دھو رہا تھا اور میرے پاس اس کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں تھا، اس وجہ سے مجھے تاخیر ہوگئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زہد وقناعت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دنیا اور حرص سے طبعی نفرت تھی، یہاں تک کہ خود ان کے ہم مرتبہ معاصرین کو اعتراف تھا کہ وہ زہد وقناعت کے میدان میں سب سے آگے ہیں، حضرت طلحہ کا بیان ہے کہ قدامت اسلام اور ہجرت کے لحاظ سے بہت سے لوگوں کو عمر بن الخطاب پر فوقیت حاصل ہے، لیکن زہد وقناعت میں وہ سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ

❶ الزهد لابن المبارك: باب ما جاء في الفقر، ج ۱ ص ۲۰۳، رقم: ۵۷۸

❷ الزهد لأحمد بن حنبل: زهد عمر بن الخطاب، ص ۱۰۲، رقم: ٦۵۵

دینا چاہتے تو وہ عرض کرتے کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند لوگ موجود ہیں جو اس عطیہ کے زیادہ مستحق ہیں، آپ ان کو دے دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ، فَكُلْ وَتَصَدَّقْ. ❶

ترجمہ: انسان کو اگر بے طلب مل جائے تو لے لے، پھر چاہے تو استعمال کر لے اور چاہے تو صدقہ کر دے۔

ایام خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرزِ زندگی

ایک دفعہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے کہا: امیر المؤمنین! اب اللہ تعالی نے کشادگی عطا کی ہے، بادشاہوں کے سفراء اور عرب کے وفود آتے رہتے ہیں، اس لیے آپ کو اپنے طرزِ معاشرت میں تغیر کرنا چاہیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: افسوس تم دونوں امہات المؤمنین ہو کر دنیا طلی کی ترغیب دیتی ہو، عائشہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حالت کو بھول گئیں کہ تمہارے گھر میں صرف ایک کپڑا تھا، جس کو دن میں بچھاتے تھے اور رات کو اوڑھتے تھے۔ حفصہ تم کو یاد نہیں ہے کہ ایک دفعہ تم نے فرش کو دوہرا کر کے بچھا دیا تھا اس کی نرمی کے باعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر سوتے رہے، بلال نے اذان دی تو آنکھ کھلی، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا حَفْصَةُ! مَاذَا صَنَعْتِ؟ أثنيت لی المهاد ليلتی حتى ذهب بی النوم الى الصباح. ❷

ترجمہ: حفصہ تم نے یہ کیا کیا کہ فرش کو دوہرا کر دیا کہ میں صبح تک سوتا رہا، (مجھے دنیاوی راحت سے کیا تعلق ہے اور فرش کی نرمی کی وجہ سے تو نے مجھے غافل کر دیا۔)

❶ صحيح مسلم: كتاب الزكوة، باب إباحة الأخذ لمن أعطى من غير مسألة، رقم الحديث: ۱۰۴۵

❷ كنز العمال: فضائل الفاروق، زهده، ج ۱۲ ص ۶۴۰، رقم: ۳۵۹۵۹

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سادہ اور معمولی غذا استعمال کرنا

غذا بھی عموماً نہایت سادہ ہوتی تھی، معمولی روٹی اور روغن زیتون دسترخوان پر ہوتا تھا، روٹی اگر چہ گیہوں کی ہوتی تھی لیکن آٹا چھانا نہیں جاتا تھا، مہمان یا سفراء آتے تو کھانے کی ان کو تکلیف ہوتی تھی، کیوں کہ وہ ایسی سادہ اور معمولی غذا کے عادی نہیں ہوتے تھے۔

حفص بن ابی العاص اکثر کھانے کے وقت موجود ہوتے تھے لیکن شریک نہیں ہوتے تھے، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وجہ پوچھی تو کہا کہ آپ کے دسترخوان پر ایسی سادہ اور معمولی غذا ہوتی ہے کہ ہم لوگ اپنے لذیذ اور نفیس کھانوں پر اس کو ترجیح نہیں دے سکتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں قیمتی اور لذیذ کھانا کھانے کی استطاعت نہیں رکھتا؟

وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَوْلَا أَنْ تَنْتَقِصَ حَسَنَاتِی لَشَارَكْتُكُمْ فِی لِینِ عَیْشِكُمْ. ❶

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر قیامت کے دن نیکیوں کے کم ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں بھی تم لوگوں کی طرح دنیاوی عیش وعشرت کا دلدادہ ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر شخص کو اپنی طرح زہد اور سادگی کی حالت میں دیکھنا چاہتے تھے، وقتاً فوقتاً عمال اور حکام کو ہدایت کرتے رہتے تھے کہ رومیوں اور عجمیوں کی طرزِ معاشرت اختیار نہ کریں، سفر شام میں جب انہوں نے افسروں کو اس وضع میں دیکھا

❶ الطبقات الکبری: ترجمۃ: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۲۱۲/تاریخ مدینۃ دمشق: ترجمۃ: حفص بن أبی العاص بن بشر، ج۱۴ ص ۴۱۵

کہ بدن پر حریر و دیباج کے حلے اور پر تکلف قبائیں ہیں اور وہ اپنی زرق برق پوشاک اور ظاہری شان وشوکت سے بھی معلوم ہوتے ہیں ، تو آپ کو اس قدر غصہ آیا کہ گھوڑے سے اتر پڑے اور سنگریزے اٹھا کر ان پر پھینکے اور فرمایا کہ اس قدر جلد تم نے عجمی عادتیں اختیار کر لیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھانے پینے کی لذتوں سے کوسوں دور

ایک دفعہ عتبہ بن فرقد شریک طعام تھے اور ابلا ہوا گوشت اور سوکھی روٹی کے ٹکڑے زبردستی حلق سے نیچے اتار رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم سے نہیں کھایا جاتا تو نہ کھاؤ۔ عقبہ سے نہ رہا گیا، کہنے لگے: امیر المؤمنین! اگر آپ اپنے کھانے پینے اور پہنے میں کچھ زیادہ صرف کریں گے تو اس سے مسلمانوں کا مال کم نہ ہو جائے گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَيُحَكَ آكُلُ طَيِّبَاتِيُ فِيُ حَيَاتِي الدُّنُيَا وَأَسُتَمُتِعُ بِهَا. ❶

ترجمہ: افسوس تم پر! کیا میں دنیا کی زندگی عیش وعشرت اور لذیذ کھانوں میں گزار دوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط اور اہل وعیال کی زاہدانہ تربیت

ایک دفعہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ کی زوجہ عاتکہ بنت زید کے پاس ہدیتاً ایک نفیس چادر بھیجی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا:

خُذُهَا فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيُهَا. ❷

ترجمہ: یہ لے لو ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔

---

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۲۹۶

❷ الطبقات الکبری: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۳ ص ۲۳۴

اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے بیت المال کا جائزہ لیا تو وہاں صرف ایک درہم موجود تھا، انہوں نے اس خیال سے کہ یہ یہاں کیوں پڑا ہے اٹھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کو دیدیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے درہم واپس لے کر بیت المال میں جمع کیا اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا:

أما كان لک فی المدينة أهل بيت أهون عليک من آل عمر؟ أردت أن لا تبقى أحد من أمة محمد صلى الله عليه وسلم إلا طالبنا بمظلمة فی هذا الدرهم،فأخذ الدرهم فألقاه فی بيت المال. ❶

ترجمہ: افسوس کہ تم کو مدینہ میں آلِ عمر کے سوا اور کوئی کمزور نظر نہ آیا، تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تمام امتِ محمدیہ کا مطالبہ میری گردن پر ہو، آپ نے وہ درہم لیا اور بیت المال میں جمع کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خواہشات اور رغبتوں سے اجتناب

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ کے پاس آئے، دیکھا کہ ان کے سامنے گوشت رکھا ہے، آپ نے پوچھا یہ گوشت کیسا ہے؟ حضرت عبداللہ نے متردد ہو کر کہا کہ گوشت کھانے کو میرا جی چاہا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

أَوَ كُلَّمَا اشْتَهَيْتَ شَيْئًا أَكَلْتَهُ؟ كَفَى بِالْمَرْءِ سَرَفًا أَنْ يَأْكُلَ كُلَّمَا اشْتَهَاهُ. ❷

❶ كنز العمال: فضائل الفاروق، ج ١٢ ص ٦٢٩، رقم: ٣٦٠٢٤

❷ الزهد لإمام أحمد: زهد عمر بن الخطاب، ج ١ ص ١٠٢، رقم: ٦٥١

ترجمہ: جس چیز کو بھی تمہارا جی چاہے گا تو کھاؤ گے؟ کسی شخص کے اسراف والا عمل کرنے کیلئے یہی کافی ہے کہ اسکو جو چیز بھی مرغوب ہو کھالے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زہد وسخاوت

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے جب مدینہ سے باہر رہنے کا ارادہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار فرمادیا، لیکن جب ان کا اصرار بڑھا تو اجازت دے دی:

فَخَطَّ بِهَا مَسْجِدًا، وَأَقْطَعَهُ عُثْمَانُ صِرْمَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَاهُ مَمْلُوكَيْنِ، وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ: أَنْ تَعَاهَدَ الْمَدِينَةَ حَتَّى لَا تَرْتَدَّ أَعْرَابِيًّا، فَفَعَلَ. ❶

ترجمہ: اور جاتے ہوئے انہیں اونٹوں کا ایک ریوڑ بھی دیا اور دو غلام بھی دیئے اور انہیں بھی کہا کہ تم مدینہ آیا جایا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بالکل اعرابی بن جاؤ، چنانچہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ ربذہ چلے گئے اور ایک مسجد بنائی اور مدینہ تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

ابن التیاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے امیر المومنین! بیت المال زرد اور سفید مال سے بھر گیا ہے، (یعنی سونے اور چاندی سے) حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً اٹھے اور ابن التیاح کا سہارا لیے اور بیت المال پہنچے، یہاں پہنچ کر آپ نے سونے چاندی کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمایا:

يَا صَفْرَاءُ، يَا بَيْضَاءُ، غُرِّي غَيْرِي هَاوَهَا، حَتَّى مَا بَقِيَ فِيهِ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، ثُمَّ أَمَرَ بِنَضْحِهِ وَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. ❷

---

❶ تاريخ الطبري: سنة ثلاثين، ج ۴ ص ۲۸۴

❷ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: أخبار أمير المؤمنين علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۵۳۱، رقم: ۸۸۴

ترجمہ: اے زرد مال! اے سفید مال! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے، اس کے بعد آپ نے وہ مال مسلمانوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا حتی کہ بیت المال میں ایک درہم یا ایک دینار بھی باقی نہ رہا، پھر آپ نے اس جگہ کو صاف کرنے اور پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور پھر وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سادہ اور پاکیزہ غذا

دوپہر کے وقت عکبر (بغداد کے قریب ایک شہر) کے عامل امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ملنے حاضر ہوئے، تو دیکھا کہ بارگاہِ مرتضوی پر کوئی دربان ہی نہیں ہے جو اندر جانے سے لوگوں کو روکے، پھر انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور اندر تشریف لے گئے، جب اندر گئے تو دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اکڑوں بیٹھے ہیں اور آپ کے سامنے پانی کا بھرا ہوا ایک برتن تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی لائی گئی، وہ آدمی دل میں کہنے لگا شاید حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے میری امانت داری پر کوئی انعام دیں گے، کوئی موتی یا قیمتی چیز عنایت فرمائیں گے، لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اس تھیلی کو کھولا تو میں اس روٹی کے چند ٹکڑے تھے، آپ نے ان ٹکڑوں کو پیالہ میں ڈالا اور اس پر تھوڑا سا پانی انڈیلا، پھر اس آدمی سے فرمانے لگے: آؤ، میرے ساتھ کھانا کھاؤ، وہ آدمی بڑا متعجب ہوا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! آپ عراق میں رہ کر ایسا کرتے ہیں؟ اہل عراق کا کھانا تو اس سے بہت زیادہ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زاہدانہ انداز میں فرمایا: خدا کی قسم!

وَأَكْرَهُ أَنْ أُدْخِلَ بَطْنِي إِلَّا طَيِّبًا. ❶

ترجمہ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ میں پاکیزہ مال کے سوا اور کچھ ڈالوں۔

❶ حلية الأولياء: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۱ ص ۸۲/تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۸

امیرالمؤمنین ہوکرسادہ لباس پہنا

جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے گئے تو عرب کے داناؤں میں سے ایک دانا آدمی حاضر خدمت ہوااوراس نے کہا: اے امیرالمومنین! آپ نے اپنے لیے کسی نرم اوراچھے لباس کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ کپڑا مجھ سے غرور وتکبر کو دور کرتا ہے اور نماز میں خشوع وخضوع کے لیے معاون ہے، اور یہ لوگوں کے لیے اچھانمونہ ہے تا کہ لوگ اسراف اور تبذیر نہ کریں، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿تِلْکَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ.﴾(القصص: ۸۲)

ترجمہ: یہ آخرت ہم انہی لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا اوراچھاانجام نیک لوگوں کے لیے ہے۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تنگدستی میں تلوار فروخت کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار میں تھے، فرمایا: میں اپنی تلوار بیچنا چاہتا ہوں، کون مجھ سے یہ تلوار خریدے گا؟

فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ لَطَالَمَا كَشَفْتُ بِهِ الْكَرْبَ عَنْ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَوْ كَانَ عِنْدِي ثَمَنُ إِزَارٍ مَا بِعْتُهُ. ❷

ترجمہ: اس ذات کی قسم ہے جس نے دانے کو پھاڑا، میں نے اس کے ذریعہ بہت دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرتے ہوئے مصائب کو دور کیا ہے، اگر میرے پاس ایک تہبند کی قیمت بھی ہوتی تو میں یہ تلوار نہ بیچتا۔

❶ خلفاء الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم: ص ۵۱۱، ۵۱۲

❷ حلية الأولياء: ترجمة: علی بن أبی طالب، ج ۱ ص ۸۳

دیکھیں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زندگی کتنی سادگی میں گزاری، گھر کے حالات ایسے بھی آئے کہ آپ کو اپنی تلوار فروخت کرنا پڑی، اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ انسان اپنی زندگی سادگی اور قناعت میں گزار دے، اور اپنے آپ کو حرام سے اور سوال کرنے سے بچائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

آپ کی زندگی کا یہ پہلا بھی بڑا ہی تابناک ہے کہ آپ کی دنیا سے بے رغبتی اور خشیت الٰہی ہمہ وقت موجود ہوتی تھی، انہوں نے پوری زندگی اس سادگی سے گزاری اور بسر کی کہ دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا تھا۔ آپ کی سادگی، نفس کشی اور دنیا سے بے رغبتی کا اندازہ کریں، ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر سے اس حال میں نکلے کہ ایک تہبند باندھے ہوئے تھے اور ایک چادر سے جسم ڈھکے ہوئے تھے، تہبند کو کپڑے کے ایک چیتھڑے سے (کمر بند کی جگہ) باندھ رکھا تھا، ان سے کہا گیا آپ اس لباس میں کس طرح رہتے ہیں؟ تو فرمایا:

إِنَّ لَبُوسِی أَبْعَدُ مِنَ الْكِبْرِ، وَأَجْدَرُ أَنْ يَقْتَدِی بِیَ الْمُسْلِمُ.❶

ترجمہ: یہ لباس اس لیے پسند کرتا ہوں کہ یہ تکبر ونمائش سے بہت دور ہے اور زیادہ مناسب ہے کہ کوئی مسلمان اس میں میری اقتدا کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پُرتعیش کھانوں سے گریز

حضرت عبداللہ بن شریک رحمہ اللہ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ فالودہ لایا گیا اور ان کے سامنے رکھا گیا تو فالودے کو مخاطب کر کے فرمایا:

❶ حلية الأولياء: ترجمة: علی بن أبی طالب، ج ۱ ص ۸۲ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علی بن أبی طالب، ج ۴۲ ص ۴۸۵

إِنَّکَ طَيِّبُ الرِّيحِ،حَسَنُ اللَّوْنِ،طَيِّبُ الطَّعْمِ،لٰكِنْ أَكْرَهُ أَنْ أُعَوِّدَ نَفْسِي مَا لَمْ تَعْتَدْهُ. ❶

ترجمہ: اے فالودے! تیری خوشبو بہت اچھی ہے اور رنگ بہت خوب صورت ہے اور ذائقہ بہت عمدہ ہے، لیکن مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ مجھے جس چیز کی عادت نہیں ہے میں خود کو اس کا عادی بناؤں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زاہدانہ زندگی

محمد بن منکدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حبیب بن مسلمہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف تین سو دینار بھیجے، اس وقت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام میں تھے، اور ساتھ کہا کہ اس سے اپنی ضروریات پوری کرو، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِرْجِعْ بِهَا إِلَيْهِ، مَا أَحَدٌ أَغْنَى بِاللّٰهِ مِنَّا،مَا لَنَا إِلَّا ظِلٌّ نَتَوَارَى بِهِ، وَثُلَّةٌ مِنْ غَنَمٍ تَرُوحُ عَلَيْنَا،وَمَوْلَاةٌ لَنَا تَصَدَّقَتْ عَلَيْنَا بِخِدْمَتِهَا،ثُمَّ إِنِّي لَأَتَخَوَّفُ الْفَضْلَ. ❷

ترجمہ: اسکو اسکی طرف دوبارہ لوٹاؤ، ہم سے بڑھ کر اللہ کیساتھ کوئی غنی نہیں ہے، ہمارے پاس صرف ایک سایہ ہے جسکے نیچے ہم سر چھپاتے ہیں، اور تین بکریاں ہیں جو شام کو ہمارے پاس آجاتی ہیں، اور ایک باندی ہے جو رضا کارانہ طور پر ہماری خدمت کرتی ہے، اسکے بعد اس سے زیادہ ہونے پر خوف کھاتا ہوں۔

اچھا ساز وسامان دائمی گھر بھیج دیتے ہیں

ایک شخص حضرت ابوذر رضی اللہ کے گھر آیا اور انکے گھر میں اپنی نظر گھمانے لگا اور

❶ حلية الأولياء: ترجمة: على بن أبى طالب، ج ۱ ص ۸۱

❷ الزهد لابن أبى الدنيا: ص ۶۰ ،الرقم: ۹۸

پوچھنے لگے: اے ابوذر! آپ لوگوں کے گھر کا سامان کہاں ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "إِنَّ لَنَا بَيْتًا نُوَجِّهُ إِلَيْهِ صَالِحَ مَتَاعِنَا" ہمارا دوسرا گھر ہے، ہم اچھا اچھا سامان وہاں بھیج دیتے ہیں، (یعنی صدقہ کرکے آخرت کے لئے بھیج دیتے ہیں،) اس شخص نے کہا: جب تک آپ یہاں ہیں تب تک سامان ہونا تو ضروری ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "إِنَّ صَاحِبَ الْمَنْزِلِ لَا يَدَعُنَا فِيهِ" گھر کا مالک ہمیں (ہمیشہ) رہنے نہیں دے گا۔ (تو یہ عارضی ٹھکانہ ہے یہاں کے لئے اتنا کافی ہے اور آخرت دائمی جگہ ہے اور وہاں ہمیشہ رہنا ہے تو وہاں کی فکر اور توشہ بھی زیادہ ہونا چاہیے۔) ❶

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اہلِ شام تمہاری شکایت کرتے ہیں، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے مال کو اپنا مال کہنا مناسب نہیں ہے، اور دولت مندوں کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ مال و دولت کو جمع کریں، چنانچہ یہ لوگ میری اس بات سے اختلاف کرتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوذر:

عَلَيَّ أَنْ أَقْضِيَ مَا عَلَيَّ، وَآخُذُ مَا عَلَى الرَّعِيَّةِ، وَلَا أُجْبِرُهُمْ عَلَى الزُّهْدِ، وَأَنْ أَدْعُوَهُمْ إِلَى الْاِجْتِهَادِ وَالْاِقْتِصَادِ. ❷

ترجمہ: میرا یہ فرض ہے کہ میں اپنے فرائض کو ادا کروں اور رعایا کے ذمہ جو واجبات

❶ الزهد لابن أبي الدنيا: ص ٧٠، الرقم: ١٢٧

❷ تاريخ الطبري: سنة ثلاثين، ج ٤ ص ٢٨٤

ہوں انہیں وصول کروں، اس لیے میں انہیں زاہد بننے پر مجبور نہیں کر سکتا، البتہ میں انہیں محنت کرنے اور کفایت شعار بننے کی تلقین کر سکتا ہوں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور انکی اہلیہ دنیا سے بے رغبتی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کندہ قبیلہ کی صواب نامی عورت سے شادی کی، جب اس کے پاس گئے تو دروازے پر رک کر اس عورت کو پکارا، تو اس نے کوئی جواب نہ دیا، آپ نے اس سے فرمایا: اے خاتون! کیا تو گونگی ہے یا بہری ہے کیا تو سنتی نہیں؟ اس نے جواب دیا: اے صحابیِ رسول! میں نہ تو گونگی ہوں نہ بہری ہوں لیکن دلہنیں بولنے سے حیاء کرتی ہیں۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو اس میں پردے لگے ہوئے تھے، قیمتی سامان رکھا ہوا تھا، ریشمی پردے موجود تھے، آپ نے فرمایا: اے خاتون! کیا تیرے گھر کو بخار ہے جو تو نے کپڑے اوڑھا رکھے ہیں یا کعبہ شریف قبیلہ کندہ میں آ گیا ہے۔ اس نے جواب دیا: اے صحابیِ رسول! ایسی تو کوئی بات نہیں، دلہنیں تو اپنے گھر کو سجاتی ہیں۔ پھر آپ نے سر اٹھایا تو نوکروں کو اپنے سامنے کھڑا پایا جو آپ کے پاس کھانا لائے تھے۔ تو آپ نے اسے دنیا سے بے رغبتی اور استغناء کا درس دیا اور آخرت کی طرف رغبت دلائی اور وعظ و نصیحت کی، تو آپ کی اہلیہ نے عرض کیا: اے صحابیِ رسول اللہ!

أُشْهِدُكَ أَنَّ كُلَّ مَافِي الْبَيْتِ صَدَقَةٌ لِوَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى، وَاكْفِنِي بُرًّا، أَكْفِكَ اِشْتِغَالَ الْبَيْتِ وَمُحَاوَلَةَ الْعَيْشِ رَحِمَكَ اللَّهُ وَاعَانَكَ. ❶

ترجمہ: میں آپ کو گواہ بناتی ہوں کہ جو کچھ گھر میں ہے سب اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، میرے سارے غلام اللہ کی راہ میں آزاد ہیں، مجھے آپ تھوڑی سی گندم دے دیں میں

❶ بحر الدموع: الفصل السابع عشر، ج ۱ ص ۷۸، ۷۹/ حلية الأولیا: ج ۱ ص ۱۸۶/ تاريخ مدينة دمشق: ج ۲۱ ص ۴۲۷

آپ کے گھر کے کام کاج اور زندگی کی گزر بسر کی ضروریات کو پورا کرلوں گی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ تم پر رحم فرمائے اور تمھاری مدد کرے۔

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کو بھول گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کو گئے، دیکھا تو وہ رو رہے ہیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: تم کیوں روتے ہو؟ بھائی! کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نہیں اٹھائی؟ کیا یہ بات تم میں نہیں ہے؟ (اِن کے اوصاف اور مناقب بیان کئے اور آخرت کا تذکرہ کیا) تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان دو باتوں میں سے ایک بات کی وجہ سے بھی نہیں روتا، نہ تو دنیا کی حرص کی وجہ سے بخیلی کی راہ سے اور نہ اس وجہ سے کہ میں آخرت کو برا جانتا ہوں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک نصیحت کی تھی اور میں دیکھتا ہوں کہ شاید میں نے اس کو پورا نہیں کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا نصیحت کی تھی؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

أَنَّهُ يَكْفِي أَحَدَكُمْ مِثْلُ زَادِ الرَّاكِبِ، وَلَا أُرَانِي إِلَّا قَدْ تَعَدَّيْتُ. (1)

ترجمہ: تم میں سے ایک کو دنیا میں اس قدر کافی ہے جتنا سوار کو کافی ہوتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اس سے تجاوز کیا ہے۔

لیکن تو اے سعد! جب حکومت کرے تو اللہ سے ڈر کر کرنا اور جب تقسیم کرے تو اللہ سے ڈر کر کرنا اور جب کسی کام کا قصد کرے تو اللہ سے ڈر کر کرنا۔

---

(1) سنن ابن ماجة: كتاب الزهد، باب الزهد فی الدنيا، رقم الحديث: ۴۱۰۴

ثابت راوی نے کہا: مجھے خبر پہنچی کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے نہیں چھوڑا مگر بیس سے کچھ زائد دراہم، وہ ان کے خرچ میں سے ان کے پاس باقی رہ گئے تھے۔

اندازہ کریں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو گورنر بھی گزرے ہیں اور وفات کے وقت صرف بیس دراہم ہیں اور وہ ان کو بھی دنیا جمع کرنے سے تعبیر کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت پر عمل نہیں کر سکے اور ہم نے دنیا جمع کر لی، حالانکہ صرف بیس درہم ہیں، یہ زہد واستغناء، آج اگر ایک غریب شخص بھی انتقال ہو تو وہ بھی بہت سا ساز وسامان اور دنیا چھوڑ کر جاتا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ گورنر ہو کر تارکِ دنیا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام آئے تو بڑے بڑے امراء اور گورنروں سے ملاقات ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرا بھائی کہاں ہے؟ لوگوں نے پوچھا: کونسا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوعبیدہ، لوگوں نے کہا: وہ ابھی آنے والے ہیں، چنانچہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اونٹنی پر سوار ہو کر آئے اور سلام کیا اور لوگوں سے کہا: آپ سب اب چلے جائیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکے ساتھ انکے گھر تشریف لے گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکے گھر پر صرف تین چیزیں دیکھیں: تلوار، ڈھال اور اونٹنی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: بھائی! کچھ سامان بنوا لو، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

إِنَّ هَذَا سَيُبَلِّغُنَا المَقِيلَ. ❶

ترجمہ: یہ ہمیں برخاستگی سے آگاہ کرے گا۔

اس واقعہ سے اندازہ کریں کہ وقت کے گورنر ہو کر کتنی سادگی اور زہد واستغناء کے ساتھ انہوں نے زندگی گزاری۔

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عامر بن عبد الله بن الجراح، ج۲۵ ص ۴۸۰، رقم الترجمة: ۳۰۵۱

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کو حمص کا امیر (گورنر) بنایا۔ ایک عرصہ بعد اہل حمص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے ان سے کہا: اپنے فقراء کے نام لکھ دو تا کہ ہم ان کی مدد کرسکیں۔ انہوں نے فقراء حمص کے نام لکھ کر پیش کیے تو ان میں ایک نام حضرت سعید بن عامر کا تھا۔ پوچھا کون سعید بن عامر؟ کہا: ہمارا امیر، پوچھا: تمہارا امیر فقیر ہے؟ کہا: جی ہاں! کئی دن گزر جاتے ہیں اور ان کے گھر میں آگ نہیں جلتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے اور ایک ہزار دینار ان کے لئے بھیجے۔ جب وہ دینار ان کو ملے تو یک دم ''اِنَّـا لِلّٰـه'' پڑھنے لگے۔ بیوی نے کہا کیا بات ہے۔ امیر المؤمنین انتقال کر گئے؟ کہا: معاملہ اس سے بھی بڑھ کر ہے، دنیا میرے پاس آنے لگی، فتنہ میرے پاس آنے لگا، مجھ پر چھانے لگا۔ کہنے لگی اس کا تو حل ہے، راہِ خدا میں تقسیم کر دیجئے۔ چنانچہ اگلے دن وہ ساری رقم مجاہدین میں تقسیم کر دی۔ ❶

اسلافِ امت کے دنیا سے بے رغبتی کے پُر تاثیر واقعات

حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کی دنیا سے بے رغبتی

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ وقت ہشام بن عبدالملک کعبہ آئے تو حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ بھی وہاں موجود تھے، تو ہشام نے ان سے کہا: کوئی ضرورت ہو تو بتائیں، حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَسْتَحْيِيْ مِنَ اللَّهِ أَنْ أَسْأَلَ فِيْ بَيْتِ اللَّهِ غَيْرَ اللَّهِ.

ترجمہ: مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اللہ کے گھر میں غیر اللہ سے مانگوں۔

❶ أسد الغابة: ترجمة: سعيد بن عامر، ج ۲ ص ۴۸۳، رقم الترجمة: ۲۰۸۴

جب حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کعبہ سے باہر آئے تو ہشام بھی ان کے پیچھے آئے اور کہا: اب اللہ کے گھر سے باہر آ گئے ہو اب مانگو، حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے کہا: دین کی حاجت یا دینا کی حاجت مانگوں؟ ہشام نے کہا کہ دنیا کی حاجت مانگو، تو حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا:

مَاسَأَلْتُ مَن يَّمْلِكُهَافَكَيْفَ أَسْأَلُ مَنْ لَا يَمْلِكُهَا. ❶

ترجمہ: جو دنیا کی حاجتوں کا مالک ہے میں نے اس سے نہیں مانگا تو جو مالک نہیں ہے اس سے کیسے مانگوں؟

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کی دنیا سے بے رغبتی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عبدالملک بن مروان، عبداللہ بن زبیر، مصعب بن زبیر اور عروہ بن زبیر رحمہم اللہ، ایک مرتبہ مسجد حرام میں مل کر بیٹھے تو ان میں سے کسی نے کہا: آج آپس میں اپنی اپنی خواہشات کا اظہار کرنا چاہیے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ابتداء کرتے ہوئے کہا: میری خواہش ہے کہ میں حرمین پر قبضہ کر کے خلافت حاصل کرلوں۔

حضرت مصعب بن زبیر رحمہ اللہ نے کہا: میری آرزو ہے کہ دونوں عراق پر قبضہ کرلوں اور قریش کی دو شریف زدیوں سکینہ بنت حسین اور عائشہ بنت طلحہ کہ اپنے عقد نکاح میں لے آؤں۔

عبدالملک بن مروان نے کہا: میری خواہش ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جانشین بن جاؤں اور ساری دنیا پر بادشاہت کروں۔

---

❶ صفة الصفوة: الطبقة الأولى، ترجمة: سالم بن عبدالله بن عمر، ج ١ ص ٣٥٣، رقم الترجمة: ١٦٣

جب سب اپنی خواہشات کا اظہار کر چکے تو حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے کہا: تمہاری خواہشات تمھیں مبارک، میری تو صرف یہ تمنا ہے کہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں جنت کا پروانہ مل جائے اور مجھ سے اس علم (علم حدیث) کا فیضان جاری ہو جائے۔

تقدیر دیکھئے کہ ہر ایک کی خواش وتمنا کی تکمیل ہوگئی اور ہر ایک نے اپنی آرزو کو پالیا۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ کو علم حدیث میں اللہ تعالی نے جو مقام عطا فرمایا اور ان کا جو فیض جاری ہوا وہ اہلِ علم جانتے ہیں۔ان کی یہ تمنا تو برآئی، دوسری تمنا جنت کی تھی، عبدالملک بن مروان کہا کرتا تھا جو شخص کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ عروہ بن زبیر کو دیکھے (کیونکہ انہوں نے جنت کی خواہش کی تھی۔) ❶

دنیا نے اپنے ہر چاہنے والے کو ہلاک کیا

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک مرتبہ دنیا زیب وزینت میں لپٹی ہوئی بڑھیا کی شکل میں آئی۔آپ نے پوچھا: تو نے کتنے نکاح کئے؟ بڑھیا: اس کا کوئی حساب وشمار نہیں ہے، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تجھ سے نکاح کرنے والے سب تیرے سامنے ہی مر گئے یا انہوں نے تجھے طلاق دے دی؟ بڑھیا: ایسا نہیں ہوا، بلکہ میں نے ہی سب کو قتل کر ڈالا۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تیرے بقیہ شوہروں پر تف ہے کہ وہ ان مردوں سے نصیحت نہیں لیتے کہ تو کس طرح ایک ایک کر کے انہیں قتل کرتی ہے اس کے باوجود وہ نہیں ڈرتے۔ ❷

---

❶ وفیات الأعیان: ترجمة: عروة بن الزبیر، ج۳ص ۲۵۸/الوافی بالوفیات: ترجمة: عروة بن الزبیر، ج ۱۹ ص ۳۶۱

❷ إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الدنیا، ج۳ص ۲۱۵/التبصرة لابن الجوزی: ص ۳۱

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زاہدنہ زندگی اور اولاد کو نصیحت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ، جب مرض الموت میں مبتلا تھے تو کسی نے کہا: امیر المؤمنین! آپ نے اس مال کو اپنے بیٹوں سے دور رکھا ہے، یہ فقیر و بے نوا ہیں، کچھ تو ان کے لئے چھوڑنا چاہیے تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے بیٹوں کو بلایا جن کی تعداد دس تھی، جب یہ حاضر ہوئے تو رونے لگے، پھر مخاطب ہو کر فرمایا:

يَا بَنِيَّ وَاللَّهِ مَا مَنَعْتُكُمْ حَقًّا هُوَ لَكُمْ،وَلَمْ أَكُنْ بِالَّذِي آخُذُ أَمْوَالَ النَّاسِ فَأَدْفَعُهَا إِلَيْكُمْ،وَإِنَّمَا أَنْتُمْ أَحَدُ رَجُلَيْنِ: إِمَّا صَالِحٌ،فَاللَّهُ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ،وَإِمَّا غَيْرُ صَالِحٍ،فَلَا أُخْلَفُ لَهُ مَا يَسْتَعِينُ بِهِ عَلَى مَعْصِيَةِ اللَّهِ،قُومُوا عَنِّي. ❶

ترجمہ: میرے بیٹو! جو تمہارا حق تھا وہ میں نے تم کو پورا پورا دے دیا ہے، کسی کو محروم نہیں رکھا اور لوگوں کا مال تم کو دے نہیں سکتا تم میں سے ہر ایک کا حال یہ ہے کہ یا تو وہ صالح ہوگا تو اللہ تعالیٰ صالح بندوں کا والی اور مددگار ہے، اور غیر صالح کے لئے میں کچھ چھوڑنا نہیں چاہتا کہ وہ اس مال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی معصیت میں مبتلا ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا: بس تم سب جاؤ اتنا ہی کہنا چاہتا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک بڑے فرماں روا اور ایک وسیع مملکت کے مالک تھے، اس کے باوجود ان کی اولاد کو ان کے ترکہ میں سے بیس بیس درہم سے بھی کم ملے لیکن بعد میں میں نے دیکھا کہ ان کے یہ لڑکے اسی اسی گھوڑے فی سبیل اللہ دیتے تھے تاکہ مجاہدین اسلام ان پر سوار ہو کر جہاد کریں، اس کے برعکس سلیمان بن عبدالملک

---

❶ السياسة الشرعية: القسم الأول، ج ۱ ص ۹،۱۰۱ / البداية والنهاية: سنة إحدى ومائة، ترجمة: عمر بن عبدالعزيز، ج ۹ ص ۲۳۵، ۲۳۶

اور دیگر حکمران جنہوں نے اپنا ترکہ اتنا چھوڑا تھا کہ ان کے مرنے کے بعد جب لڑکوں نے باہم تقسیم کیا تو ہر ایک کے حصہ میں چھ چھ لاکھ اشرفیاں آئی تھیں لیکن میں نے ان لڑکوں میں سے بعض کو غیر صالح ہونے کی وجہ سے اس حالت میں دیکھا کہ ان کے ترکہ کا کثیر مال لہو ولعب اور اسراف وفضول خرچی میں ضائع ہو گیا اور پھر وہ وقت آیا کہ وہ لوگوں کے سامنے بھیگ مانگا کرتے تھے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کا کمالِ زہد واستغناء

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک شخص نے پانچ سو دِرہم پیش کیے اور عرض کیا کہ یہ اپنے خدام پر تقسیم فرمادیں۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس ان کے علاوہ اور کچھ بھی ہے، اس نے عرض کیا کہ حضرت میرے پاس بہت سے دینار (اشرفیاں) ہیں۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ ان میں اور اضافہ ہو جائے یا نہیں چاہتے؟ اس نے عرض کیا کہ یہ خواہش تو ضرور ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر تو تم ہم سے زیادہ محتاج ہو (اس لیے کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے ہم اس پر اضافہ نہیں چاہتے۔) اس لیے یہ تم اپنے ہی پاس رکھو، یہ کہہ کر وہ دراہم واپس کر دیے قبول نہ فرمائے۔ ❶

دنیا سے کے گھر کے بدلے جنت کا محل

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ ایک دفعہ گزر رہے تھے، دیکھا کہ ایک نوجوان ہے اور وہ ایک محل تعمیر کر رہا ہے، اس کے ساتھ اس کے نوکر اور خادم بھی تھے، عمارت بن رہی ہے، بڑی خوبصورت عمارت بن رہی ہے۔ مالک بن دینار رحمہ اللہ کے دل میں خیال آیا کہ یہ اس نوجوان کا سارا وقت عمارت کے بنانے پہ لگ رہا ہے، اور اللہ نے اتنی

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص۳۳۷

دولت دی اور یہ دین سے دور ہے، کس طرح یہ دین کے قریب آ جائے؟ مالک بن دینار رحمہ اللہ اس کے پاس گئے، جب وہاں پہنچے تو اسے نصیحت کی، اس نوجوان نے پہلے تو ان کی طرف توجہ نہ کی، تو مالک بن دینار رحمہ اللہ کے ساتھ جو شخص تھا اس نے کہا تمہیں معلوم ہے یہ کون ہے؟ کہا نہیں! کہا یہ مالک بن دینار رحمہ اللہ ہیں۔ جب اس نوجوان نے مالک بن دینار رحمہ اللہ کا نام سنا تو کھڑے ہوگئے اور کہا حضرت معافی چاہتا ہوں، میں آپ کی بات توجہ سے نہ سن سکا، مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا بیٹا! یہ تم کیا بنا رہے ہو؟ کہا جی اپنے لیے ایک خوبصورت محل بنا رہا ہوں، مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا اس پر تم کتنا خرچہ کرو گے؟ نوجوان نے کہا ایک لاکھ درہم اس پر خرچہ کروں گا، مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا بیٹا! یہ ایک لاکھ درہم مجھے دے دو میں اللہ کے ہاں تمہیں اس سے بہترین محل کی ضمانت دیتا ہوں، اور اس کی جو مٹی ہوگی وہ مشک اور عنبر کی ہوگی، زعفران کے ساتھ اسے ملا کر اسے تعمیر کیا گیا ہوگا، اس کا بنانے والا خود خدا ہے کہ جس نے کلمہ کن سے بنایا ہے، جس کے اندر حور و غلمان ہوں گے، خدمت کے لیے نوکر چاکر موجود ہوں گے، وہاں شراب اور دودھ کی نہریں بہہ رہی ہوں گی، جو تم چاہو گے تمہیں ملے گا، تم اپنی یہ رقم مجھے دو، میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں۔ نوجوان نے ان کی طرف دیکھا اور دیکھ کر کہا: مجھے ایک رات کی مہلت دے دو۔ اگلے دن مالک بن دینار رحمہ اللہ آئے لیکن اس سے پہلے رات کو اللہ سے مانگا کہ یا اللہ! یہ نوجوان بہت بڑی رقم مٹی پر لگا رہا ہے، اس کو اپنے راستے میں قبول فرما۔ جب صبح ہوئی تو مالک بن دینار رحمہ اللہ اس نوجوان کے پاس گئے، اور اس سے کل والی بات کے بارے میں پوچھا، نوجوان نے کہا یہ ضمانت مجھے منظور ہے، چنانچہ مالک بن دینار رحمہ اللہ نے قلم دوات منگوائے اور ایک خط لکھا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھٰذَا مَاضَمِنَ مَالِکُ بْنُ دِیْنَارٍ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ: إِنِّیْ ضَمِنْتُ لَکَ عَلَی اللّٰہِ قَصْرًا بَدْلَ قَصْرِکَ بِصِفَتِہِ کَمَاوَصَفْتُ وَالزِّیَادَۃُ عَلَی اللّٰہِ.

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت ہی رحم کرنے والے ہیں، یہ مالک بن دینار کی ضمانت ہے فلاں بن فلاں شخص سے کہ میں تمھارے لئے اللہ کے ہاں محل کی ضمانت لیتا ہوں اسی صفات کیساتھ جو میں نے بیان کی اور اس صفات سے بھی زیادہ جواللہ چاہیے۔

پھر یہ خط لپیٹ کراس نوجوان کو دیا اور مال لیکر مالک بن دینار رحمہ اللہ چلے گئے، اور رات تک سب مال صدقہ کر دیا۔ چالیس دن گزر گئے، ایک دفعہ مالک بن دینار رحمہ اللہ صبح کی نماز کیلئے گئے، نماز پڑھ کرلوٹ رہے تھے، دیکھا کہ محراب میں ایک خط پڑا ہوا ہے، مالک بن دینار رحمہ اللہ نے اٹھایا اوراسمیں لکھا تھا:

ھٰذِہِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ اللّٰہ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ لِمَالِکِ بْنِ دِیْنَارٍ: إِنَّا وَفَیْنَاالشَّاب الْقَصْرَ الَّذِیْ ضَمِنْتَ لَہٗ وَزِیَادَۃَ سَبْعِیْنَ ضِعْفٍ. ❶

ترجمہ: یہ برأت ہے اللہ کی طرف سے مالک بن دینار کیلئے، بے شک ہم نے اس نوجوان کو پورا پورا محل دے دیا جس کی آپ نے ضمانت لی تھی اورستر گناہ زیادہ دیا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ حیران ہوئے اوراس نوجوان کی گھر کی طرف گئے، دیکھا کہ گھر کے باہرلوگ رورہے ہیں، بتایا گیا کہ اس نوجوان کا کل شام انتقال ہوگیا۔تومالک بن

❶ سیلاب مغفرت: ۲۶۰، ۲۶۱/ فضائل صدقات: ساتویں فصل،ص ۷۴۳تا۷۴۵/ التوابین لابن قدامۃ،أخبار جماعۃ من التوابین،توبۃ شاب عن الأنھار کرفی الدنیا، ص ۱۴۶، ۱۴۷/ روض الریاحین: الحکایۃ السادسۃ عشرۃ،ص ۵۸، ۵۹

دینار رحمہ اللہ غسل دینے والا کے پاس گئے اور معاملہ دریافت کیا، تو اس نے کہا: موت سے پہلے اس نوجوان نے مجھے کہا تھا کہ یہ خط میرے کفن میں رکھنا اور اسی کیساتھ مجھے دفن کرنا، تو میں نے ایسے ہی کیا، پھر مالک بن دینار رحمہ اللہ نے خط نکالا تو اس نے کہا یہی تو وہ خط ہے جو میں نے رکھا تھا، آپ کے پاس کہاں سے آیا، تو مالک بن دینار رحمہ اللہ رونے لگے، اسی دوران ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا، مالک بن دینار مجھ سے بھی دولاکھ دراہم لے لو اور مجھے بھی اس جیسی ضمانت دو۔

دنیا کے فتنے سے کیسے بچا جائے

ایک شخص نے خواب میں راستے میں ایک عورت دیکھی جو ہر طرح کے زیورات اور خوبصورت لباس سے آراستہ پیراستہ تھی۔ مگر جو اس کے پاس سے ہو کر جاتا تھا اس پر حملہ آور ہوتی تھی اور اسے زخمی کر دیتی تھی۔ وہ عورت جب سامنے آتی تھی تو نہایت کریہہ المنظر لگتی تھی۔ مگر جب منہ پھیر کر جاتی تھی تو پیچھے سے حسین وجمیل لگتی تھی۔ وہ بڑھیا تھی جس کی آنکھیں نیلگوں چندھی ہوئی، بال سفید۔ اس خواب دیکھنے والے شخص نے کہا: میں اللہ تعالی سے پناہ مانگتا ہوں، وہ مجھے تجھ سے محفوظ رکھے، اس بڑھیا نے کہا: اللہ تجھے مجھ سے نہیں بچائے گا جب تک تو درہم اور مال و دولت سے بغض نہ رکھے۔ اس نے کہا تو آخر ہے کون؟ جواب دیا: میں دنیا ہوں۔ نعوذ باللہ منہا۔ ❶

مالک بن دینار رحمہ اللہ کی نظر میں دنیا اور عورت کی حیثیت اور حورعین کے اوصاف

مالک بن دینار رحمہ اللہ ایک روز بصرہ کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ ایک کنیز کو ایک جاہ وجلال اور حشم وخدم کے ساتھ جاتے دیکھا، آپ نے اسے آواز دے کر پوچھا کہ کیا

❶ روض الریاحین: ص ۱۷۲

تیرا مالک تجھے بیچنا چاہتا ہے؟

اس نے کہا: شیخ کیا کہتے ہو ذرا پھر سے کہو!

تو مالک رحمہ اللہ نے کہا: تیرا مالک تجھے بیچتا ہے یا نہیں؟

اس نے کہا: بالفرض اگر فروخت بھی کرے تو کیا تجھ جیسا مفلس خرید لے گا؟

انہوں نے کہا: ہاں تو کیا چیز ہے میں تو تجھ سے بھی اچھی خرید سکتا ہوں۔

وہ سن کر ہنس پڑی اور خادموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو ہمارے ساتھ گھر تک لے آؤ، خادم لے آیا۔

وہ اپنے مالک کے پاس گئی اور اس سے سارا قصہ بیان کیا، وہ سن کر بے اختیار ہنسا کہ ایسے درویش کو ہم بھی دیکھیں۔

یہ کہہ کر مالک بن دینار رحمہ اللہ کو اپنے پاس بلایا، دیکھتے ہی اس کے قلب پر ایسا رعب سا چھا گیا کہ پوچھنے لگا آپ کیا چاہتے ہیں؟

کہا یہ کنیز میرے ہاتھ بیچ دو، اس نے کہا آپ اس کی کیا قیمت دے سکتے ہیں، فرمایا اس کی قیمت ہی کیا ہے، میرے نزدیک تو اس کی قیمت کھجور کی دو بیکار گھٹلیاں ہیں، یہ سن کر سب ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ یہ قیمت آپ نے کیوں تجویز فرمائی، کہا اس میں بہت عیب ہیں، عیب دار چیز کی قیمت ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔

جب اس نے عیبوں کی تفصیل پوچھی تو بولے:

سنو جب یہ عطر نہیں لگاتی تو اس سے بدبو آنے لگتی ہے۔

منہ صاف نہ کرے تو منہ گندا ہو جاتا ہے۔

اگر تیل نہ لگائے اور کنگھی نہ کرے تو سر میں جوئیں پڑ جاتی ہیں۔

اور جو اس کی عمر زیادہ ہوگئی تو بوڑھی ہو کر کام کی بھی نہ رہے گی۔

حیض اسے آتا ہے، پیشاب پاخانہ یہ کرتی ہے۔

طرح طرح کی نجاستوں سے یہ آلودہ ہے۔

ہر قسم کی کدورتیں اور رنج وغم اسے پیش آتے رہتے ہیں۔

یہ تو ظاہری عیب ہیں، اب باطنی عیب سنو:

خودغرض اتنی ہے کہ تم سے جو محبت ہے وہ غرض کے ساتھ ہے، یہ وفا کرنے والی نہیں اوراس کی دوستی سچی دوستی نہیں، تمہارے بعد تمہارے جانشین سے ایسی ہی مل جائے گی جیسا کہ اب تم سے ملی ہوئی ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں۔ اور میرے پاس اس سے کم قیمت کی ایک کنیز ہے کہ اس کے لئے میری ایک کوڑی بھی صرف نہیں ہوئی اور وہ سب باتوں میں اس سے فائق ہے۔

کافور، زعفران، مشک اور نور سے اس کی پیدائش ہے۔

اگر کسی کھارے پانی میں اس کا دہن ڈال دیا جائے تو وہ شیریں اور خوش ذائقہ ہو جائے۔

اور جو مردے کو اپنا کلام سنادے تو وہ بھی بول اٹھے۔

اور جو اس کی ایک کلائی سورج کے سامنے ظاہر ہو جائے تو سورج شرمندہ ہو جائے۔

اور جو تاریکی میں ظاہر ہو تو اُجالا ہو جائے۔

جو وہ پوشاک وزیور سے آراستہ ہو کر دنیا میں آجائے تو تمام جہان معطر ومزین ہو جائے۔

مشک اور زعفران کے باغوں اور یاقوت ومرجان کی شاخوں میں اس نے پرورش پائی ہے۔

طرح طرح کے آرام میں رہی اور تسنیم کے پانی سے غذا دی گئی ہے۔

اپنے عہد کی پوری ہے دوستی نباہنے والی ہے۔

اب تم بتاؤ کہ ان میں سے کون سی خریدنے کی لائق ہے۔ کہا کہ جس کی آپ نے مدح وثناء کی ہے یہی مستحق خریدنے اور طلب کرنے کی ہے۔

شیخ نے فرمایا پھر اس کی قیمت تو ہر وقت ہر شخص کے پاس موجود ہے اس میں کچھ بھی صرف نہیں ہوتا، پوچھا کہ جناب فرمایئے اس کی قیمت کیا ہے، شیخ نے فرمایا:

اس کی قیمت یہ ہے کہ رات بھر ایک گھڑی کے لئے جملہ اُمور سے فارغ ہو جاؤ اور نہایت اخلاص کے ساتھ دو رکعت پڑھو۔

اس کی قیمت یہ ہے کہ کھانا جب تمہارے سامنے رکھا جائے تو اس وقت کسی بھوکے کو خالص اللہ کی رضا کے لئے دے دیا کرو۔

اور اس کی قیمت یہ ہے کہ راستے میں اگر کانٹا، پتھر یا تکلیف دہ چیز ہو تو اُسے راستے سے ہٹادو۔

اس کی قیمت یہ ہے کہ اپنی عمر کو تنگدستی اور فقر و فاقہ اور بقدرِ ضرورت سامان پر اکتفاء کرنے میں گزاردو۔

اس مکار دنیا سے اپنے فکر کو بالکل الگ کردو اور حرص سے برکنار ہوکر قناعت کی دولت کو لو۔

پھر اس کا یہ ثمرہ ہوگا کہ کل تم بالکل چین سے ہو جاؤ گے اور جنت میں جو آرام وراحت کا مخزن ہے عیش اڑاؤ گے۔ اس شخص نے سن کر کہا اے کنیز! سنتی ہے شیخ کیا فرماتے ہیں، سچ ہے یا جھوٹ، کنیز نے کہا سچ کہتے ہیں اور خیر خواہی کی بات ارشاد فرماتے ہیں، کہا اگر یہی بات ہے تو میں نے تجھے اللہ کے واسطے آزاد کیا اور فلاں فلاں جائداد تجھے دی اور غلاموں سے کہا کہ تم کو بھی آزاد کیا اور فلاں فلاں زمین تمہارے نام کردی، یہ گھر تمام مال اللہ کی راہ میں دیا۔

دروازے پر ایک موٹے کپڑے کا پردہ لٹک رہا تھا اس کو لیا اور عارضی لباس بنا کر اِسے پہن لیا، اس کنیز نے یہ حال دیکھ کر کہا تمہارے بعد میرا کون ہے؟ اس نے بھی اپنا لباس پھینک دیا اور ایک موٹا کپڑا پہن لیا اور وہ بھی اس کے ساتھ ہو گئی، مالک بن دینار رحمہ اللہ نے یہ حال دیکھ کر ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور خیر باد کہہ کر رخصت ہوئے۔ ادھر یہ دونوں اللہ کی عبادت میں مصروف ہو گئے اور عبادت ہی میں جان دے دی۔ ❶

مالک بن دینار رحمہ اللہ کے ہاں دنیا کی قیمت

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ مقام جسر سے لے کر خراسان تک کی سرزمین اگر مجھے اونٹ کی ایک مینگنی کے عوض بھی ملے تب بھی مجھے ذرا برابر خوشی نہ ہو۔ کبھی فرماتے کہ اگر مقام جبل سے ابلہ تک اونٹ کی ایک مینگنی یا کھجور کی ایک گٹھلی کے بدلے بھی ملنے سے مجھے کوئی خوشی نہ ہوگی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ اگر میں یہ بات صرف تمہیں سنانے کے لیے کہہ رہا ہوں تو یہ میری انتہائی بدبختی ہوگی۔ ❷

عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ کی دنیا سے بے رغبتی

سعید بن یحیی بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ کے پاس گیا، وہ ایک سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے کہا اگر آپ اپنے لئے توسیع رزق کی دعا کرتے تو مجھے امید ہے کہ قبول ہوتی، فرمایا حق تعالیٰ بندوں کی حاجتوں کو خوب جانتا ہے، پھر مٹھی بھر کنکریاں زمین سے اٹھا کر کہا اے اللہ! اگر تو چاہے

❶ التوابين لابن القدامة: ذكر التوابين من ملوك هذه الأمة، توبة ملوك البصرة والجارية، ص ۹۳، ۹۴/ الروض الرياحين: الحكاية الخامسة عشرة، ص ۵۷

❷ الزهد لإبن أبي الدنيا: ص ۷۰

تو انہیں سونا کردے، پس وہ ان کے ہاتھ میں سونا بن گئیں، انہیں میری طرف پھینکا اور فرمایا اپنی ضرورت میں خرچ کرو، دنیا میں کوئی خیر نہیں سوائے اس کے جو آخرت کے لئے ہو۔ ❶

دنیا اور آخرت طلب کرنے والوں کے درمیان فرق

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ ایک رات حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کے یہاں سوئے، کچھ رات گزری، تو آپ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ اے جنید تم سوئے ہوئے ہو، میں نے کہا نہیں، فرمایا اس وقت حق تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا، پھر فرمایا: اے سری میں نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو سب نے میری محبت کا دعویٰ کیا، جب میں نے دنیا پیدا کی تو ہر دس ہزار میں سے نو ہزار دنیا میں مشغول ہوگئے اور میری محبت ترک کردی اور ہزار باقی رہ گئے، پھر میں نے جنت پیدا کی تو اس کی محبت میں ہزار میں سے نو سو مشغول ہوگئے اور میری الفت ترک کی، ایک سو رہ گئے ان پر میں نے بلا مسلط کردی تو اس سو میں سے نوے مجھے چھوڑ کر بلا میں مشغول ہوگئے، صرف دس باقی رہ گئے۔ پھر میں نے کہا تم نے نہ دنیا طلب کی نہ آخرت نہ کسی بلاء سے تم بھاگے پھر تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا الٰہی تو جانتا ہے جو کچھ ہم ارادہ رکھتے ہیں، فرمایا تم پر تمہاری طاقت سے زیادہ مصیبت نازل کروں گا جسے مضبوط پہاڑ بھی نہیں اٹھا سکیں گے، کیا تم اس پر ثابت قدم رہو گے؟ عرض کیا الٰہی آپ جب خود ہم کو مصیبت میں مبتلا کریں گے تو آپ کی مدد سے اور آپ کی رضا میں آپ کے لیے ہم ساری بلائیں جھیلیں گے جو پہاڑ سے بھی نہ اٹھ سکتی ہوں، فرمایا تم ہی میرے سچے بندے ہو۔ ❷

❶ روض الریاحین: الحکایۃ الرابعۃ والخمسون بعدالمئتین: ص ۲۲۸

❷ روض الریاحین: الحکایۃ الخامسۃ والثلاثون بعدالثلاث مئۃ، ص: ۲۸۰

اس محل میں دو عیب ہیں

حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنا ایک شہر آباد کیا، اس کی تعمیر میں اس نے بہت سی دولت اور سرمایہ خرچ کیا، پھر اس کے بعد اس نے عام لوگوں کے لئے ایک دعوت کھلانے کا انتظام کیا اور لوگوں کو بلایا اور شہر کے دروازے پر کچھ لوگوں کو بٹھایا کہ وہ ہر اس شخص سے جوان کے پاس گذرے یہ پوچھیں کہ کیا تمہیں اس میں کوئی عیب اور کوئی کمی اور خرابی نظر آتی ہے، لہذا وہ پوچھتے رہے اور سب لوگ گزرنے والے یہ کہتے رہے کہ کوئی عیب نہیں ہے، یہاں تک کہ ان سب کے آخر میں کچھ ایسے نوجوان آئے جن کے اوپر چادریں لپٹی ہوئی تھیں، ان سے پوچھنے والے نے پوچھا کہ کیا تم نے اس میں کوئی عیب دیکھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں! اس میں دو عیب ہیں جو ہم نے دیکھے ہیں، لہذا پوچھنے والوں نے ان نوجوانوں کو روک لیا اور بادشاہ کو جا کر اطلاع دے دی کہ کچھ نوجوان یہ کہتے ہیں کہ اس میں دو عیب ہیں، بادشاہ نے کہا کہ میں تو ایک عیب بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتا دو عیب کیوں ہیں؟ لاؤ ان کو، چنانچہ ان کو پیش کیا گیا، بادشاہ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اس میں کوئی عیب دیکھا ہے، انہوں نے وہی جواب دیا کہ جی ہاں دو عیب ہیں، اس نے کہا میں تو ایک عیب بھی پسند نہیں کرتا دو کیوں رہیں؟ بتایئے وہ کون کون سے ہیں؟ نوجوان نے بتایا کہ ''یُخَرَّبُ وَیَمُوتُ صَاحِبُهَا'' ایک تو یہ ہے کہ یہ ویران ہو جائے گا، دوسرا عیب یہ ہے کہ اسکا مالک مرجائے گا۔ بادشاہ نے پوچھا: کیا تم ایسی حویلی اور گھر بتا سکتے ہو جو کبھی بھی ویران نہ ہو اور نہ اس کا مالک مرے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں! وہ جنت ہے۔ اس نے کہا کہ میرے لئے اس کی دعا کرو، اس نے آمین کہی، پھر انہوں نے اسکو دعوت دی اور بادشاہ نے انکی دعوت قبول کرلی، بادشاہ نے کہا: اگر میں تمھارے ساتھ

ظاہراً سب کے سامنے نکلوں تو میری حکومت اور مملکت والے مجھے نہیں چھوڑیں گے، چنانچہ اس نے ان کو کسی وقت کا وعدہ دیا، اس نے خلوت پا کران کے ساتھ کوچ کیا اور جا کران کے ساتھ عبادت کرنے لگا۔ ایک دن وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک اس کو خیال آیا اور اس نے ان سے کہا کہ سلام علیکم میں آپ لوگوں کو چھوڑ کر جا رہا ہوں، انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے ہمارے اندر کوئی عیب دیکھا ہے؟

اس نے کہا کہ نہیں بلکہ آپ لوگ میری حالت اور کیفیت کو خوب جانتے ہو جس پر میں تھا، لہذا اب تم لوگ اسی کی وجہ سے میرا اکرام کررہے ہو، اس لئے میں جارہا ہوں کہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ مل کر عبادت کروں اور جا کر رہوں جو میرے حال سے واقف نہ ہوں، لہذا وہ ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔ ❶

ایک فقیر کی دنیا سے بے رغبتی

بعض بزرگ ایک فقیر کے یہاں گئے، ان کے یہاں کسی قسم کا کوئی سامان نہ پایا، پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز نہیں ہے؟ کہا: ہاں ہے، ہمارے دو گھر ہیں: ایک امن کا گھر ہے، اور ایک خوف کا، جو مال ہوتا ہے اسے ہم امن کے گھر میں جمع کرتے ہیں، یعنی دار آخرت کو بھیج دیتے ہیں، میں نے کہا: یہاں کے واسطے بھی تو کچھ چاہیے، فرمایا: اس گھر کا مالک یہاں ہمیں نہیں چھوڑے گا، کسی کا مقولہ ہے کہ دنیا یا عاریت ہے یا امانت، عاریت دینے والا اور امانت رکھنے والا اپنی چیز ضرور واپس لے گا۔ ❷

دنیا سے بے تحاشہ محبت کا عبرتناک انجام

حضرت عیسی علیہ السلام ایک بستی سے گزرے جس میں سب لوگوں کو مردہ پایا اور وہ

❶ شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص ۲۴۲، رقم الحديث: ۱۰۲۶۸

❷ روض الرياحين: الحكاية الثانية والثمانون بعد الثلاث مئة، ص ۳۰۵

گلیوں میں مونہوں کے بل گرے پڑے تھے۔ حضرت عیسی علیہ السلام اس سے بہت متعجب ہوئے اور فرمایا: اے حواریو! یہ سب لوگ (اللہ کے) عذاب اور غضب کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں، اگر یہ اللہ تعالی کی خوشنودی میں مرتے تو ایک دوسرے کو دفن کرتے۔ انہوں نے عرض کیا: اے روح اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ ان کے قضیہ اور قصہ کو معلوم کریں، حضرت عیسی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کے متعلق دعا فرمائی، تو ان کی طرف اللہ تعالی نے وحی فرمائی کہ جب رات کا وقت ہو تو ان کو بلانا یہ تمہیں جواب دیں گے۔

جب رات آئی تو حضرت عیسی علیہ السلام ایک بلند جگہ پر چڑھ گئے اور پکارا، اے بستی والو! تو ان میں سے ایک شخص نے ان کو جواب دیا، لبیک یا روح اللہ! فرمایا: تمہارا کیا قضیہ ہے؟ تمہارا کیا واقعہ ہے؟ عرض کیا: اے روح اللہ! رات کو ہم عافیت میں سوئے تھے لیکن صبح کو ہلاکت میں جا گرے، فرمایا: ایسا کیوں ہوا؟ عرض کیا: ہماری دنیا سے محبت کی وجہ سے، بدکاروں کی فرمانبرداری کی وجہ سے۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا: دنیا سے تمہاری محبت کیسی تھی؟ کہا: كَحُبِّ الصَّبِيِّ لِأُمِّهِ، كُنَّا إِذَا أَقْبَلَتْ فَرِحْنَا، وَإِذَا أَدْبَرَتْ حَزِنَّا" جس طرح سے بچے کو ماں سے ہوتی ہے، جب وہ سامنے آئی ہم خوش ہوئے، جب چلی گئی ہم غمگین ہوئے اور رونے لگے۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا، اے فلانے تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا، وہ کیوں نہیں جواب دیتے؟ کہا: ان کو طاقتور سخت فرشتوں کے ہاتھوں دوزخ کی لگام پڑی ہوئی ہے، فرمایا: پھر تو نے مجھے کیسے جواب دیا تو بھی تو ان میں سے ہے؟ کہا: ہوں تو میں ان میں لیکن ان کی طرح عذاب میں مبتلا نہیں ہوں، جب ان پر عذاب آیا تو ان کے ساتھ مجھ پر بھی آپڑا، میں اس وقت دوزخ کے کنارے پر لٹکا دیا گیا ہوں، مجھے پتہ نہیں مجھے اس

سے نجات ملے گی یا اس میں جھونک دیا جاؤں گا۔ ❶

جو دنیا سے دل لگائے وہ ذلیل ہوتا ہے

حضرت شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دل نے کہا کہ تُو بخیل ہے، مگر میرے نفس نے کہا کہ نہیں بخیل نہیں ہوں۔ میرے دل نے پھر کہا کہ نہیں تُو بخیل ہے۔ میں نے اس کے جانچنے کے لیے یہ ارادہ کرلیا کہ سب سے پہلے میرے پاس جو کچھ آئے گا (خواہ وہ کتنا ہی ہو) میں سب کا سب اس فقیر کو دے دوں گا جو مجھے سب سے پہلے ملے گا۔ میری یہ نیت پوری بھی نہ ہونے پائی تھی کہ مجھے ایک شخص نے پچاس دینار (اشرفیاں) نذر کیے، میں نے وہ لے لیے اور اپنی نیت کے موافق کسی فقیر کی تلاش میں نکلا۔ سب سے پہلے مجھے ایک نابینا فقیر ملا جو ایک حجام سے حجامت بنوا رہا تھا، میں نے وہ سب کے سب اس نابینا کو دے دیے، اس نے کہا کہ یہ (حجامت کی اجرت میں) اس حجام کو دے دو، میں نے کہا کہ یہ پچاس اشرفیاں ہیں (اتنی اشرفیاں بھی کہیں حجامت کی اجرت میں دی جاتی ہیں) اس نابینا نے اوپر کو سر اٹھا کر کہا: ہم نے کہا نہیں تھا کہ تو بخیل ہے۔ میں نے جلدی سے وہ حجام کو دے دیے، اس حجام نے کہا کہ جب یہ نابینا حجامت بنوانے بیٹھا تھا تو میں نے اس کی غربت کو دیکھ کر یہ نیت کرلی تھی کہ اس کی اجرت نہ لوں گا۔ (مجھے ان دونوں کی گفتگو سن کر اس قدر غیرت آئی کہ) میں نے ان اشرفیوں کو دریا میں پھینک دیا کہ خدا تیرا ناس کرے، تجھ سے جو بھی ذرا دل لگائے، حق تعالیٰ شانہ اس کو اسی طرح ذلیل کرتے ہیں۔ ❷

❶ حلية الأولياء: فمن الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: وهب بن منبه، ج۴ ص ۶۱، ۶۲

❷ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص ۶۸۷، ۶۹۷

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے

حضرت عیسی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

حُبُّ الدُّنيَا أَصلُ كُلِّ خَطِيئَةٍ،وَالْمَالُ فِيهِ دَاءٌ كَبِيرٌ. قَالُوا :وَمَا دَاؤُهُ؟ قَالَ:لَا يَسْلَمُ مِنَ الْفَخرِ وَلَا الْخُيَلَاءِ. قَالُوا:فَإِنْ سَلِمَ يَشْغَلُهُ إِصْلَاحُهُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. [1]

ترجمہ: دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے ،اور مال میں بڑی بیماری ہے ۔لوگوں نے پوچھا: مال کی بیماری کیا ہے ؟فرمایا: فخر اور تکبر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔لوگوں نے پوچھا: اگر اس سے محفوظ ہوگیا؟ فرمایا کہ اس کی اصلاح اس کو ذکر اللہ سے غافل کردے گی۔

ایک شاہزادی کی فقیر سے شادی اور دنیا سے بے رغبتی

ایک عورت بنی اسرائیل میں بڑی عابدتھی ،اوروہ ان کے بادشاہ کی لڑکی تھی ،ایک شہزادہ نے اس سے منگنی کی درخواست کی ،اس نے اس سے نکاح کرنے سے انکارکیا، پھراپنی ایک لونڈی سے کہا کہ میرے واسطے ایک عابدزاہد نیک آدمی تلاش کروجوفقیر ہو، وہ لونڈی گئی اورایک فقیر عابدزاہد ملا ،اسے لے آئی اس سے پوچھا: کہ اگرتم مجھ سے نکاح کرنا چاہوتو میں تمہارے ساتھ قاضی کے یہاں چلوں تا کہ نکاح کردے، اس فقیر نے منظورکرلیااورنکاح ہوگیا، پھراس سے کہا: مجھےاپنے گھرلے چل،اس نے کہا: واللہ اس کمبل کے سوائے کوئی چیز میری ملکیت میں نہیں ہے، اس کورات کے وقت اوڑھتا ہوں اور یہی دن میں پہنتا ہوں ،اس نے کہا: میں اس حالت پر تیرے ساتھ راضی ہوں، چنانچہ وہ فقیراس کواپنے گھرلے گیا، وہ دن بھرمحنت کرتا تھااوررات

[1] شعب الإيمان: الزهد وقصر الأمل، ج ۱۳ ص ۴۷، رقم الحديث: ۹۹۷۴

کو اتنا کما لیتا تھا جس سے افطار ہو جائے، وہ دن کو نہیں کھاتی تھیں بلکہ روزہ رکھتی تھیں، جب ان کے پاس کوئی چیز لاتے تو افطار کرتی تھیں اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی تھیں اور کہتی تھیں اب میں عبادت کے واسطے فارغ ہوگئی۔ ایک دن فقیر کو کوئی چیز نہ ملی جو ان کے واسطے لے جاتے، یہ امر ان پر شاق ہوا اور بہت گھبرائے اور جی میں کہنے لگے کہ میری اہلیہ روزہ دار گھر میں بیٹھی انتظار کر رہی ہے کہ اور میرے پاس کچھ نہیں جو میں افطار کے لئے لے کر جاؤں، یہ سوچ کر وضو کیا اور نماز پڑھ کے دعا مانگی اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میں دنیا کے واسطے کچھ طلب نہیں کرتا، صرف اپنی نیک بیوی کی افطاری کی رضامندی کے واسطے مانگتا ہوں، اے اللہ! تو مجھے اپنے پاس سے رزق عطا فرما، تو ہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے، اسی وقت آسمان سے ایک موتی گر پڑا اسے لیکر اپنی بیوی کے پاس گیا، جب انہوں نے اسے دیکھا تو ڈر گئیں اور کہا: یہ موتی تم کہاں سے لائے ہو کہ جس کا مثل میں نے کبھی اپنے اہل میں بھی نہیں دیکھا؟ کہا: آج میں نے رزق کے واسطے محنت کوشش بہت کی، لیکن کہیں سے نہ ملا، تو میں نے کہا کہ میری بیوی گھر میں بیٹھی انتظار کر رہی ہے اور وہ شہزادی ہے، میں اس کے پاس خالی ہاتھ نہیں جا سکتا۔ میں نے اللہ سے دعا کی تو حق تعالیٰ نے یہ موتی عنایت فرمایا، اور آسمان سے نازل کیا۔ کہا: اس جگہ جا جہاں تم نے اللہ سے دعا کی تھی اور اس سے گریہ وزاری کے ساتھ دعا کرو اور کہو کہ اے اللہ! اے میرے مالک! اے میرے مولا! اگر یہ شئی تو نے ہمیں دنیا میں روزی کے طور پر دی ہے تو اس میں ہمیں برکت دے اور اگر ہمارے آخرت کے ذخیرہ میں سے عطا فرمائی ہے تو اسے اٹھا لے، اس شخص نے ایسا ہی کیا تو موتی اٹھا لیا گیا، فقیر نے واپس آ کر اس کے اٹھا لئے جانے کا قصہ بیان کیا، تو اس نے کہا: شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں وہ ذخیرہ دکھا دیا جو

ہمارے واسطے آخرت میں جمع کیا گیا ہے، پھر کہا: میں اس دنیائے فانی کی کسی شئی کی خواہش نہیں رکھتی، میں اللہ رب العزت سے آخرت کی طلب گار ہوں۔ ❶

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی زاہدانہ زندگی

بہاولپور میں ایک نواب صاحب نے مدرسہ بنوایا، اس نے مقامی علماء سے کہا کہ عمارت تو میں بنوا دیتا ہوں مگر آباد کیسے ہوگا؟ علماء نے کہا کہ ہم آپ کو ایک ایسی شخصیت کے بارے میں بتائیں گے، آپ انہیں لے کر آنا تو مدرسہ چل جائے گا، اس نے کہا: ہیرا تم ڈھونڈنا قیمت ہم لگا دیں گے، نواب صاحب کو پیسے کا بڑا ناز تھا، چنانچہ جب عمارت بن گئی تو اس نے علماء سے پوچھا: بتاؤ کونسا ہیرا ڈھونڈا ہے؟ کہنے لگے: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ، اس نے علماء سے پوچھا: حضرت کی تنخواہ کتنی ہوگی؟ انہوں نے کہا کہ چار یا پانچ روپے ہوگی، (اس دور میں اتنی ہی تنخواہ ہوتی تھی) کہنے لگا: جاؤ اور میری طرف سے سو روپے ماہانہ کا پیغام دو، اب جس آدمی کو پانچ روپے کے بجائے سو روپے ملنا شروع ہو جائے تو اُسے کتنی خوشی ہوگی؟

چنانچہ علماء بڑے خوش ہوئے کہ اب حضرت ضرور آئیں گے، دیوبند جا کر حضرت سے ملے، حضرت رحمہ اللہ نے ان کو خوب خاطر تواضع فرمائی، پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگے: حضرت! نیا مدرسہ بنایا ہے، آپ وہاں تشریف لائیں، نواب صاحب نے آپ کے لیے سو روپے ماہانہ مشاہرہ مقرر کیا ہے۔

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: بات یہ ہے کہ میرا مشاہرہ تو پانچ روپے ہے، اس میں سے تین روپے میرے ذاتی خرچہ کے ہیں اور دو روپے میں غریبوں، مسکینوں، یتیموں میں خرچ کر دیتا ہوں، اگر میں وہاں چلا گیا اور سو روپے تنخواہ ہوگئی تو میرا خرچہ تو تین

❶ روض الرياحين :الحكاية الثامنة والسبعون بعدالأربع مئة، ص ۳۸۰، ۳۸۱

روپے رہے گا اور باقی ستانوے روپے غریبوں میں تقسیم کے لیے مجھے سارا دن ان کو ہی ڈھونڈنا پڑے گا اور میں وہاں پڑھا نہیں سکوں گا، لہذا میں وہاں نہیں جا سکتا۔

ایسی دلیل دی کہ ان علماء کی زبانیں گنگ ہوگئیں، اسے زہد فی الدنیا کہتے ہیں۔ ❶

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی اہلیہ کا زہد واستغناء

حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحب رحمہ اللہ کے کسی معتقد نے ایک چادر بیش قیمت اور ایک عدد زیور چلائی بی بی صاحبہ (یعنی اہلیہ محترمہ) کی ملک کر کے بھیجا، تو حضرت کی اہلیہ محترمہ نے فرمایا: فی الحقیقت چادر اور زیور سے دل خوش ضرور ہوتا ہے لیکن چند روز کے استعمال سے یہ دونوں ہی چیزیں خراب ہو جائیں گی، یہ کام اس ریشمی چادر سے نکلے گا وہی لٹھے کی سفید چادر سے نکل سکتا ہے، کسی مستحق کو دے دو، اللہ تعالی انکے عوض عاقبت میں پائدار لباس اور زیور عطا فرمائیں گے۔

اللہ اکبر! اسلاف کی زندگی کے مطابق زندگی گزارنے والا عالم جو خود اپنی ہی حد تک تیار نہیں بلکہ اسکی بیوی بھی اسی رضاء ورغبت کے ساتھ راہِ خدا میں دینے کو آمادہ ہے، چنانچہ بی بی صاحبہ نے فوراً چادر اور زیور دونوں صدقہ کر دیئے اور دل میں دنیا کی ذرہ برابر محبت نہیں تھی۔ ❷

دولت ہے مگر برکت نہیں ہے

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ لکھنؤ کے ایک بہت بڑے نواب صاحب بہت بڑے جاگیر دار تھے، ان کے محلات اور قلعے تھے، نوکر چاکر، حشم وخدم تھے، انواع واقسام کی نعمتیں مہیا تھیں، مگر ان نواب صاحب کے معدے میں ایک ایسی بیماری ہوگئی تھی جس کی وجہ سے ان کے

❶ ہمارے اسلاف: ۱۳۴، ۱۳۵

❷ ماہنامہ دارالعلوم: جولائی ۱۹۵۵ء، ص ۱۱

معالج نے یہ کہہ دیا تھا کہ اب آپ کی غذا ساری عمر ایک ہی ہوسکتی ہے، وہ یہ کہ بکری کا آدھا پاؤ قیمہ لیا جائے اور اس کو ململ کے کپڑے میں رکھ کر اس کا جوس نکالا جائے، بس وہ جوس آپ کی غذا ہے، اس کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ نہیں کھا سکتے۔ اب گھر میں انواع واقسام کے کھانے پک رہے ہیں۔ پھل فروٹ موجود ہیں، میوے موجود ہیں اور دنیا بھر کی نعمتیں موجود ہیں لیکن نواب صاحب کو صرف قیمہ کا جوس ملتا ہے اور کچھ نہیں ملتا۔ ایک دن وہ نواب صاحب دریائے گومتی کے کنارے اپنے محل میں بیٹھے ہوئے تھے اور دریا کا نظارہ کر رہے تھے، انہوں نے دیکھا کہ دریا کے کنارے پھٹے پرانے کپڑے پہنے ایک مزدور آیا، دوپہر کا وقت تھا، وہ دریا کے کنارے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گیا اور پھر اس نے اپنی گٹھڑی کھولی اور اس میں سے جو کی دو موٹی موٹی روٹیاں نکالیں اور پیاز نکالی اور ان روٹیوں کو اس پیاز کے ساتھ خوب شوق اور رغبت کے ساتھ کھایا، پھر دریا سے پانی پیا اور پھر اسی درخت کے نیچے سو گیا اور خراٹے لینے شروع کر دئے۔

نواب صاحب نے اوپر سے یہ سارا منظر دیکھنے کے بعد کہا کہ میں اس پر راضی ہوں کہ یہ ساری دولت، یہ کوٹھی، یہ بنگلے وغیرہ سب اللہ تعالیٰ مجھ سے لے لیں اور آرام وسکون کی جو نیند اس مزدور کو حاصل ہے وہ مجھے مل جائے۔

پس دولت ہے لیکن برکت نہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یہ نظر آئے گا کہ ہمارا بھی آج کا مسئلہ یہی ہے کہ آج ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن برکت نہیں ہے۔ ❶

عقل کامل ہونے پر دنیا کی حقیقت کھل جاتی ہے

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد

❶ اتباع سنت اور اس کے فضائل: ص ۸۴

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس اللہ سرہ نے اپنا ایک واقعہ سنایا اور جو اللہ والے ہوتے ہیں یہ اپنے ساتھ جو بھی واقعہ پیش آئے اس سے کوئی نہ کوئی سبق لیتے ہیں، اپنے بچپن کا واقعہ سناتے ہیں کہ بچپن میں جب میں چھوٹا سا بچہ تھا، اپنے ایک بھائی کے ساتھ کھیل رہا تھا اور دیو بند (ہندوستان) میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کے زمانے کے بچوں کے کھیل آج کل کے بچوں کی طرح نئے نئے کھیل تو تھے نہیں۔ ایسے ہی چھوٹے چھوٹے کھیل ہوا کرتے تھے، یہ سرکنڈے ہوتے ہیں اس کے چھوٹے چھوٹے پورے بنا کر اس سے بچے کھیلا کرتے تھے۔ ایک بچے نے اپنا پورا نیچے کی طرف لڑھکایا، دوسرے بچے نے بھی لڑھکایا، جس کا پورا پہلے پہنچے گا وہ جیت گیا۔ اور دو دوسرے سے ایک پورا لے لیتا تھا۔ فرمایا کہ میں یہ کھیل ایک مرتبہ اپنے بھائی کے ساتھ کھیل رہا تھا، بہت سارے پورے لے کر آیا، وہ بھی لے کر آئے تھے، اب جب کھیلنا شروع کیا تو جب بھی میں اپنا پورا لڑھکاتا ہوں تو میر پورا پیچھے رہ جاتا ہے بھائی کا پورا آگے بڑھ جاتا ہے اور ہر مرتبہ وہ مجھ سے ایک پورا لیتے یہاں تک کہ جتنے پورے لے کر آیا تھا وہ سارے کے سارے ایک ایک کر کے ختم ہو گئے۔ اب میرے پاس کوئی پورا نہیں، اور بھائی جتنے لائے تھے انکے پاس اس سے دوگنے ہو گئے، فرماتے ہیں کہ جب میں سارے کے سارے پورے ہار گیا مجھے آج تک یاد ہے کہ مجھے اتنا شدید صدمہ اور اتنا غم ہوا اور میں اس پر اتار دیا کہ اس کے بعد اس سے بڑے سے بڑے نقصان پر اتنا صدمہ نہیں ہوا۔ اور یہ سمجھا کہ آج تو میری کائنات لٹ گئی، آج تو میری دنیا تباہ ہو گئی۔ یہ صدمہ اس وقت اتنا ہو رہا تھا کہ کسی بڑی سے بڑی جائیداد کے لٹ جانے پر بھی نہیں ہوتا۔

فرماتے ہیں کہ آج جب سوچتا ہوں کہ کس بات پر رویا تھا، کس بات پر صدمہ ہوا تھا۔

کسی بات پر اتنا غم کیا تھا، ان معمولی، بے حقیقت، بے قیمت پوروں کے چھن جانے سے اتنا صدمہ ہورہا تھا تو آج اس واقعہ کو یاد کر کے ہنسی آتی ہے، کتنی حماقت کی بات تھی، کتنی بے وقوفی کی بات تھی۔ پھر فرمایا اب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت ہم بے وقوف تھے، بچے تھے عقل نہیں تھی اس واسطے اس بے حقیقت چیز کے کھو جانے پر اتنا صدمہ کر رہے تھے۔ اس لئے اب اس پر ہنستے ہیں لیکن اب سمجھتے ہیں کہ اب عقل آ گئی ہے کہ وہ پورے بے حقیقت تھے در حقیقت یہ روپے پیسے یہ بنگلے، یہ جائیدادیں کاریں، یہ ہیں اصل چیز کہ جن کو انسان حاصل کرے۔

لیکن فرماتے ہیں کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس آخرت میں پہنچ جائیں گے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ یہ تمام چیزیں جن کے اوپر دنیا میں لڑ رہے تھے یہ زمین یہ جائیداد، یہ دولت، یہ کوٹھیاں، یہ بنگلے، یہ کاریں، یہ ساری کی ساری ایسی بے حقیقت تھیں جیسے کہ وہ سرکنڈے کے پورے، اور جس طرح آج اس بات پر ہنس رہے ہیں کہ پوروں کو چھن جانے سے افسوس ہورہا تھا، اسی طرح اس وقت ان کی حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ جو کوٹھیاں ہم بنایا کرتے تھے، جائیدادوں پر زمینوں پر اور مال و دولت کی بنیاد پر جھگڑتے اور دنیا میں ان چیزوں کو دولت سمجھا کرتے تھے یہ حقیقی دولت نہیں تھی، حقیقت میں دولت یہ اعمال تھے جو جنت میں لے جانے والے ہیں۔ ❶

حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے زہد واستغناء کا پر تاثیر واقعہ

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے اکابر میں سے ہیں اور دارالعلوم دیو بند کے بانیوں میں سے ہیں، وہ دہلی میں پڑھا کرتے تھے، طالب علم تھے، ایک مکان پر ان کا کھانا مقرر تھا، وہاں کھانا لینے کے لئے جایا کرتے تھے، دونوں

❶ اصلاحی خطبات: دولت قرآن کی قدر ومنزلت، ج ۳ ص ۶۴ تا ۶۶

وقت آتے جاتے راستے میں ایک درویش ملا کرتا تھا، ایک دن درویش نے کہا: مولوی صاحب! کھانا لینے کے لئے کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں جگہ، تو درویش نے کہا کہ وہاں کا راستہ تو ادہر سے قریب ہے تو اس دور والے راستے سے کیوں جاتے ہو؟ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ طالب علم تھے، انہوں نے کہا کہ ادہر بازار ہے اور میں روزانہ کی آمد ورفت کو وہاں سے پسند نہیں کرتا، وہاں بہت سے منکرات اور بے حیائی کی باتیں ہوتی ہیں، اس لئے محفوظ راستہ میں نے یہ سمجھا، یہاں سے آتا جاتا ہوں۔ درویش کو اس ہونہار طالب علم کی یہ بات سن کر اس بات کا احساس ہوا کہ یہ کوئی جوہر قابل ہے، ایک روز اس نے کہا کہ مجھے مولوی صاحب سونا بنانا آتا ہے اور یہاں دہلی میں جو گھاس موجود ہے، آپ میرے ساتھ چلو میں آپ کو وہ گھاس بتاؤں گا اور سونا بنا کر دکھادوں گا، تو آپ کے کام آئے گا، لہذا آپ ضرور میرے ساتھ چلیں، اس نے بہت اصرار کیا، مولوی صاحب نے کوئی خاص توجہ نہ دی اور کہا کہ بھائی مجھے تو پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے فرصت نہیں ملتی، جمعے کا دن چھٹی کا ہوتا ہے اگر ہو سکا تو جمعہ کو دیکھیں گے۔ جمعہ آیا لیکن مولوی صاحب نہیں آئے، جب ملاقات ہوئی تو اس درویش نے کہا کہ آپ نے جمعے کا وعدہ کیا تھا، میں انتظار کرتا رہا آپ آئے نہیں، تو کہنے لگے کپڑے دھونے تھے، کچھ کتاب دیکھنی تھی اس لئے میں نہیں آسکا۔ اگلے جمعے پر بات گئی، وہ بھی گزر گیا تو ایک روز اس درویش نے کہا کہ بھائی یوں کام نہیں چلے گا اور جمعے کے دن مولوی صاحب کے حجرے میں پہنچ گیا اور ان کو پکڑ کر لے گیا اور وہ گھاس دکھائی اور کہا کہ اس کو اچھی طرح پہچان لو تا کہ بعد میں بھول نہ جاؤ اور پھر اس کے بعد اس گھاس کی مدد سے سونا بنا کر دکھایا اور وہ سونا مولوی صاحب کے حوالے کر دیا کہ بازار میں بیچ دینا اور اس سے اپنا کام نکالنا۔ سونا درویش نے مولوی صاحب کو

دیدیا مولوی صاحب نے رکھ لیا، اب وہ جب ملتا تو پوچھتا کہ سونا بیچ دیا، تو کہتے ہیں کہ میرے پاس وقت ہی نہیں، تو اس نے کہا اچھا پھر مجھے دو میں بیچ دیتا ہوں، وہ بیچ کر آیا، پیسے مولوی صاحب کو دیدیئے۔ کچھ دن گزرے تو اس درویش نے مولوی صاحب سے کہا اب میں دہلی سے جارہا ہوں، ایک مرتبہ پھر آپ میرے ساتھ چلیں اور اس گھاس کو اچھی طرح پھر پہچان لیں وہ یہاں بھی ہوتی ہے اور فلاں فلاں جگہ بھی ہوتی ہے، دو تین جگہوں کے نام اور لئے وہاں بھی ملتی ہے، تو آپ ایک مرتبہ اور چلیں اور اس کو خوب پہچان لیں۔ مولوی صاحب نے پھر لیت ولعل سے کام لیا اور نہیں گئے، اس نے وہ گھاس پھر دکھائی اور بقول مولوی صاحب کے انہوں نے اس کو پہلی ہی مرتبہ خوب اچھی طرح پہچان لیا تھا دوسری مرتبہ اور زیادہ پختگی ہوگئی، یہ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ ہیں۔

بالکل آپ ہی کی طرح مدرسے میں پڑھتے تھے بعد میں فارغ التحصیل بھی ہوئے۔ پھر شادی بھی کی، بچے بھی ہوئے، گھر آباد ہوا، ان کا خاندان آج بھی موجود ہے۔ کراچی میں ان کے خاندان کے لوگ موجود ہیں، گنگوہ میں بھی موجود ہیں، اور خدا جانے کہاں کہاں ہوں گے، لیکن دوستو! مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیض آج دنیا جہاں میں پھیلا ہوا ہے کوئی جگہ شاید ایسی ہو کہ جہاں ان کے برکات اوران کے فیوض نہ پہنچے ہوں۔ یہ اثر ہے کس کا؟ اگر وہ سونا بنانے لگتے تو ٹھیک ہے بہت سی دولت ان کے پاس اکٹھی ہو جاتی۔ باغات ہوتے، محلات ہوتے اور آپ جانتے ہیں کہ پھر محلات خاک میں مل جاتے ہیں، اجاڑ بن جاتے ہیں۔

میں نے ابھی سفر کے دوران عثمان علی خان کے محل کو حیدرآباد میں دیکھا آپ یقین فرمائیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے یہاں اُلو بستے ہیں۔ اس کی حالت افسوس ناک حد

تک خراب تھی، مجھے یقین نہیں آیا کہ یہ محل عثمان علی خان کا ہوگا لیکن دوستوں نے کہا ان ہی کا ہے، حکومت وقت کی چونکہ توجہ نہیں ہے، اس لئے انہوں نے اس کو یوں عبرت کے لئے کسمپرسی میں ڈال رکھا ہے، نہ سفیدی کرائی ہے نہ بارش کی وجہ سے دیواروں کے اوپر جو کائی جم گئی اس کو ہٹایا گیا ہے، اور نہ اس کی اصلاح اور مرمت کی طرف توجہ دی گئی ہے، بہت لوگ آئے ہیں اور انہوں نے دنیا سجائی اور دولت اکٹھی کی ہے لیکن بالآخر وہ چلے گئے اور یہاں آج ان کا کوئی نام لینے والا بھی نہیں ہے، بلکہ بعض دفعہ تو اگر کوئی نام لے تو موردِ عتاب بن جاتا ہے اور ایک یہ ہیں جنہوں نے سونے پر لات ماردی، دنیا کی دولت پر فریفتہ ہونے کو اپنی شان کے خلاف سمجھا چونکہ وہ محبت کے قابل نہیں، سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ کے نزدیک دنیا کی قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ٹھیک فرمایا یا غلط؟ (سامعین کی طرف سے جواب آیا ٹھیک فرمایا) لہذا دنیا کی کوئی قیمت نہیں۔ ❶

دل کا دنیا کی محبت سے آزاد ہونا

کسی امیر نے ایک بزرگ (غالبًا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ) کی خدمت میں ایک چینی آئینہ بہت قیمتی ہدیہ بھیجا تھا، وہ بزرگ کبھی کبھی اس میں اپنا منہ دیکھا کرتے تھے، اتفاقاً وہ آئینہ خادم کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا، اس کو بڑا ہی ڈر ہوا کہ دیکھئے کیا ہوگا؟ کیسا جلال آئے گا؟ جب خادم کو عتاب کا ڈر ہوا تو اس نے سوچا کہ بزرگ زندہ دل ہوتے ہیں، لاؤ شاعری بگھار و خوش ہو کر کچھ نہ کہیں گے، چنانچہ وہ حاضر ہوا اور کہنے لگا:

”از قضا آئینہ چینی شکست“

❶ مجالس علم وذکر: ج ۲، ص ۶۸ تا ۱۷۱

یعنی امر الٰہی سے وہ چینی آئینہ ٹوٹ گیا۔آپ نے فی البدیہ فرمایا:

''خوب شُد اسباب خود بینی شکست''

یعنی اچھا ہوا کہ خود بینی کا سبب ضائع ہوا۔

فائدہ: اہل اللہ کے دنیوی تعلقات کی یہ حالت ہوتی ہے کہ انھیں کسی چیز کے نہ آنے سے فرحت ہوتی ہے اور نہ جانے سے غم ہوتا ہے۔

یعنی جسے اللہ تعالیٰ اپنا بنا لیتے ہیں اسے تمام دنیا کے کاروبار سے بیکار کر دیتے ہیں، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ زراعت، تجارت، بیوی، بچے سب چھوٹ جاتے ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ دل کو کوئی خاص لگاؤ اور تعلق نہیں رہتا بلکہ خاص لگاؤ اللہ تعالی سے ہوتا ہے۔ ❶

خواجہ عبید اللہ رحمہ اللہ کی دنیا سے بے رغبتی

خواجہ عبید اللہ رحمہ اللہ کے یہاں بڑا ساز وسامان تھا، سلطنت جیسے ٹھاٹ تھے، مگر مال سے بے تعلقی کی یہ حالت تھی کہ ایک فقیر نے آپ کا امتحان لینا چاہا کہ دیکھوں ان کو مال سے کتنا تعلق ہے؟ اس نے ایک دن خواجہ صاحب سے عرض کیا کہ حضرت میرا جی چاہتا ہے کہ اس سال آپ کے ساتھ حج کروں، اس نے دل میں سوچا ہوگا کہ خواجہ صاحب انتظام ریاست کا عذر کر کے کچھ طویل میعاد مقرر کریں گے، مگر وہاں کیا دیر تھی، خواجہ صاحب فوراً رومال جھاڑ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: بہت اچھا چلو، فقیر نے کہا: حضرت ریاست کا کچھ انتظام فرما دیجئے۔ فرمایا کہ یہ تو خدا کا مال ہے وہ خود اس کی حفاظت کریں گے، میں تو برائے نام ایک محافظ ہوں، اگر میں نہ ہوں گا تو وہ کسی دوسرے کو میری جگہ مقرر کر دیں گے، مجھے انتظام کی ضرورت نہیں، اس نے کہا: اچھا

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۵۰، ۵۱

ذرا میں کمبل اور کپڑے لے آؤں، خواجہ صاحب نے فرمایا بس اسی پر اپنے کو دنیا سے بے تعلق سمجھتے ہو، مجھے تو اتنی بڑی ریاست کی بھی فکر نہ ہوئی اور تمہارا دل ابھی تک کپڑے اور کمبل میں لٹکا ہوا ہے، درویش اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔ ❶

دنیا کی حرص اور شیخ سعدی رحمہ اللہ کی نصیحت

شیخ سعدی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ایک رات مجھے ایک تاجر کے پاس رہنے کا اتفاق ہو گیا، جس کے پاس سامانِ تجارت تھا اور بہت سے غلام اور خدمت گار تھے، اس نے تمام رات میرا سر کھایا کہ اس وقت میرے پاس اتنا مال ہے، اور میرا فلاں شریک ترکستان میں ہے، اور کچھ سامانِ تجارت ہندوستان میں ہے، اور یہ فلاں زمین کی دستاویز ہے، اور فلاں سامان کا ایک شخص ضامن ہے، کبھی کہتا کہ اسکندریہ جانے کا خیال کر رہا ہوں اور وہاں کی آب وہوا اچھی ہے، کبھی کہتا کہ وہاں کا دریا خطرناک ہے۔ پھر کہنے لگا: سعدی! مجھے ایک سفر اور درپیش ہے اگر وہ پورا ہو جائے تو پھر بقیہ زندگی قناعت کے ساتھ گوشہ نشین ہو کر گزاروں گا، میں نے پوچھا: وہ کون سا سفر ہے؟ کہا: فارس کی گندھک چین میں لے جانا چاہتا ہوں کیوں کہ سنا ہے اس کی وہاں بہت قیمت ہے اور چینی گلاس روم میں لیجا کر فروخت کروں گا اور دیبائے رومی ہندوستان میں اور فولادِ ہندی طلب میں اور حلبی شیشہ یمن میں اور یمنی چادر فارس میں، اس کے بعد میں سفر ترک کر کے ایک دوکان میں بیٹھ جاؤنگا۔ اب بھی ترکِ دنیا کا ارادہ نہیں دوکان ہی میں بیٹھنے کی نیت ہے۔ غرض اس قسم کا خیالی پلاؤ پکاتا رہا، اخیر میں سعدی رحمہ اللہ سے کہا کہ آپ کبھی کچھ اپنی دیکھی اور سنی ہوئی باتیں سنائیں، سعدی نے جواب دیا:

---

❶ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۶۸، ۶۹

آں شنیدستی کہ درصحرائے غور　　بار سالارے بیفتاد از ستور

تو نے غور کے جنگل کا قصہ سنا ہوگا کہ ایک تاجر کا سامان سواری سے گر گیا۔

گفت چشمِ تنگ دنیادار را　　یا قناعت پر کند یا خاک گور

وہ بولا کہ دنیادار حریص کی آنکھ کو یا تو قناعت بھرتی ہے یا قبر کی مٹی۔

واقعی دنیادار کی حرص کبھی ختم نہیں ہوتی ہیں مر کر ہی ختم ہوتی ہے۔

حدیث میں بھی آیا ہے کہ انسان کی حرص کے شکم کو مٹی ہی بھر سکتی ہے:

وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ. ❶

اس طولِ امل اور فضول لایعنی خیالات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ صبح آوے تو شام کی فکر نہ کرو اور شام ہو تو صبح کی فکر نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو اہلِ قبور میں سے شمار کرو یعنی یہ سمجھ لو کہ گویا آج ہی کا تھوڑا سا وقت زندگی کا باقی ہے۔ ❷

شیخ بہاءالدین زکریا رحمہ اللہ کے صاحبزادے کا زہد واستغناء

جس وقت حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ کا وصال ہوا تو آپ نے چار کروڑ روپے ترکہ میں چھوڑے، آپ کے چار صاحبزادے تھے، حضرت شیخ رحمہ اللہ کے وفات کے بعد بڑے صاحبزادے حضرت صدر الدین رحمہ اللہ مسند پر بیٹھے، تو انہوں نے حکم دیا کہ میرے حصے کے ایک کروڑ روپے فقراء میں تقسیم کر دیئے جائیں، لوگوں نے عرض کیا: آپ کے والد نے باوجود یادِ خداوندی کے چار کروڑ روپے جمع کیے اور آپ اسطرح اتنی بڑی رقم ختم کیے دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: میرے والد بڑے عالی ظرف تھے، انکے پاس چار کروڑ روپے موجود

❶ صحیح البخاری: کتاب الرقاق، باب مایتقی من فتنة المال، رقم الحدیث: ٦٤٣٦

❷ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص٧٦، ٧٧

تھے پھر بھی خدا تعالیٰ کی یاد کیا کرتے تھے مگر میرا یہ حال ہے کہ جب سے میں نے سنا ہے کہ میرے حصے میں ایک کروڑ روپے آئے ہیں، طرح طرح کے خیالات آرہے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ ان روپوں کی وجہ سے میں اللہ سے غافل نہ ہو جاؤں، اس لئے ان کا تقسیم کر دینا ہی بہتر ہے۔ ❶

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ علیہ کا زاہدانہ زندگی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے امتیازات سے سرفراز فرمایا، ان کے خصائص اور صفات کسی ایک شخص کے اندر جمع ہونا بہت مشکل ہے، میں ایک مرتبہ ایک مہینے تک ان کے پاس رہا ہوں اور وہاں میں نے ایک عجیب بات دیکھی جو مجھے متاثر کرتی رہی، وہ یہ بات تھی کہ ان کے ہاں قطعاً نہ لباس کے بارے میں اہتمام تھا اور نہ خوراک کے بارے میں، ایک مہینے کا عرصہ اچھا خاصا ہوتا ہے، میں ان کے گھر پر بھی دس دن رہا ہوں اور بیس دن ان کے ساتھ ندوۃ العلماء میں رہا، ہر جگہ میں نے یہی دیکھا کہ ان کے ہاں خوراک میں اور پوشاک میں کوئی اہتمام نہیں تھا۔

حضرت مولانا ایک مرتبہ مصر تشریف لے گئے، وہاں پہنچے تو ان کا لباس ایک مختصر سا پاجامہ اور ایک مختصر سا کرتہ تھا اور ایک کالے رنگ کی مختصر سی رامپوری ٹوپی تھی، قمیص ان کی بہت سادی ہوتی تھی، مولانا فرماتے تھے کہ میرے لباس کی قیمت ایک روزے کے فدیہ سے زیادہ نہیں تھی، تو مصری علماء نے مجھے اس لباس میں دیکھ کر بہت تعجب کیا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں اور اتنے بڑے مؤرخ اور ادیب ہیں اور آپ کا یہ لباس! مثل تو مشہور ہے کہ ''اَلنَّاسُ بِاللِّبَاسِ'' یعنی لوگوں کی شان لباس کے ساتھ قائم ہے

❶ ہمارے اسلاف: ص ۱۱۶

لیکن مولانا نے فرمایا کہ اصل سنت تو یہی ہے کہ لباس میں سادگی ہو اور اسی میں دین کی حفاظت بھی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں لباس کے سلسلے میں کوئی خصوصی اہتمام قطعاً نہیں ہوتا تھا، حد جواز میں جو چیز بھی سامنے آ جائے اس کو استعمال کر لیا جاتا۔ تو بہرحال میں کہہ رہا تھا کہ ہمارا ذوق وہ تو بالکل ہی مختلف ہے، فلاں قسم کا کپڑا پہنا جائے گا اور فلاں درزی سے سلائی ہوگی، فلاں تراش خراش اور وضع ہوگی تب ہم اس کو استعمال کریں اور یہی حال ہمارے دوسرے معاملات کا بھی ہے کہ ہم مباحات میں انہماک رکھتے ہیں۔ ❶

معاشرے میں عزت دین سے ہیں ہے دنیا سے نہیں

ایک دفعہ حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور نے اپنے صاحبزادے جناب حافظ ولی اللہ صاحب سے بطور سوال یہ فرمایا کہ:

تم دیکھتے ہو کہ میرے پاس ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، آنے والوں کے اندر امیر، غریب، اعلیٰ افسر اور علماء ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ آخر یہ کیوں آتے ہیں؟ صاحبزادہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں خاموش ہو گیا، جب کوئی جواب نہ ملا تو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے خود ہی فرمایا: میرے پاس کیا ہے؟ کچھ نہیں لیکن ان لوگوں کو شبہ ہو گیا ہے کہ میں دیندار ہوں تو گویا لوگ دین کی وجہ سے میرے پاس آتے ہیں، اس سے اندازہ کرلو کہ دین میں کتنی عظمت پوشیدہ ہے، دین کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے، دین اللہ کی رحمت و برکت کا سرچشمہ ہے، دولت کوئی چیز نہیں، وہ ہوا کے جھونکے کی طرح نکل جاتی ہے۔

ایک دفعہ صبح سویرے جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ

---

❶ مجالس علم وذکر: ج ۲، ص ۲۵، ۲۶

نے دیکھا کہ اساتذہ اور طلبہ ادھر ادھر بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں، کہیں فرش صاف کیا جا رہا ہے اور کہیں کتابیں سنوار کر رکھی جارہی ہیں، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے دریافت فرمایا کہ اس سارے اہتمام کا کیا باعث ہے؟

آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جناب گورنر (سردار عبدالرب نشتر) صاحب نے اطلاع بھیجی ہے کہ وہ جناب والا سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کیلئے آج تشریف لائیں گے، اس وقت تو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ خاموش ہو گئے مگر جب گورنر پنجاب جناب نشتر صاحب مرحوم تشریف لائے تو آپ نے انتہائی استغناء کے ساتھ انہیں ہدایت فرمائی: آئندہ جب آپ کبھی احقر کے پاس تشریف لائیں، بغیر کسی اطلاع کے آئیں، اسطرح اطلاع کر کے آنے سے یہاں کے اساتذہ وطلبہ کو بے حد زحمت وتکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نشتر صاحب مرحوم نے آئندہ ہمیشہ اس بات کی پابندی کی اور ہمیشہ بغیر کسی پیشگی اطلاع کے آئے۔ (۱)

حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا زہد واستغناء

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ جب پاکستان تشریف لائے تو اس حکومت نے دستور ساز اسمبلی کے ساتھ تعلیماتِ اسلامی بورڈ بنایا تھا، حضرت والد صاحب کو بھی اس کا ممبر بنایا گیا، یہ بورڈ حکومت ہی کا ایک شعبہ تھا، ایک مرتبہ حکومت نے کوئی کام گڑ بڑ کر دیا تو حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے اخبار میں حکومت کے خلاف بیان دیدیا کہ حکومت نے یہ کام غلط کیا ہے، بعد میں حکومت کے کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے والد صاحب سے کہا کہ حضرت! آپ تو

(۱) ہمارے اسلاف: ۱۱۷، ۱۱۸

حکومت کا حصہ ہیں، آپ نے حکومت کے خلاف یہ بیان دیدیا؟ حالانکہ آپ تعلیمات اسلامی بورڈ کے رکن ہیں اور یہ بورڈ دستور ساز اسمبلی کا حصہ ہے، حکومت کے خلاف آپ کا یہ بیان دینا مناسب بات نہیں ہے، جواب میں حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ رکنیت کسی اور مقصد کے لئے قبول نہیں کی تھی، صرف دین کی خاطر قبول کی تھی اور دین کے ایک خادم کی حیثیت سے یہ میرا فرض ہے کہ جو بات حق سمجھوں وہ کہہ دوں، چاہے وہ بات حکومت کے موافق پڑے یا مخالف پڑے، میں اس کا مکلّف نہیں، بس اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو بات حق ہے وہ واضح کروں، رہا رکنیت کا مسئلہ، یہ رکنیت کا معاملہ میری ملازمت نہیں ہے، آپ حکومت کے خلاف بات کہتے ہوئے ڈریں کیونکہ آپ حکومت کے ایک ملازم افسر ہیں، آپ کی تنخواہ دو ہزار روپے ہے، اگر یہ ملازمت چھوٹ گئی تو پھر آپ نے زندگی گزارنے کا جو نظام بنا رکھا ہے وہ نہیں چل سکے گا۔ میرا یہ حال ہے کہ جس دن میں نے رکنیت قبول کی تھی اسی دن استعفیٰ لکھ کر جیب میں ڈال لیا تھا جب بھی موقع آئے گا پیش کر دوں گا، جہاں تک ملازمت کا معاملہ ہے تو مجھ میں اور آپ میں یہ فرق ہے یہ میرا سر سے پاؤں تک زندگی کا جو خرچہ ہے وہ دو روپے سے زیادہ نہیں ہے، اس لئے اللہ کے فضل وکرم سے میں اس تنخواہ اس الاؤنس کا محتاج نہیں ہوں، یہ دو روپے اگر یہاں نہیں ملیں گے تو کہیں بھی مزدوری کر کے کما لوں گا اور اپنے ان دو روپے کا خرچ پورا کرلوں گا، اور آپ نے اپنی زندگی کو ایسا بنایا ہے کہ دو سو روپے سے کم میں آپ کا سوٹ نہیں بنتا، اس وجہ سے آپ حکومت سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ملازمت نہ چھوٹ جائے مجھے الحمد للہ اس کا کوئی ڈر نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) اصلاحی خطبات: راحت کس طرح حاصل ہو؟ ج ۸ ص ۹۲، ۹۳

علامہ یوسف بنوری رحمہ اللہ کا زہد واستغناء

ایک شخص حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے پاس بہت بڑی رقم لے کر آیا اور بولا: حضرت! میں یہ رقم آپ کے مدرسے کے لیے لایا ہوں، مولانا نے جواب میں کہا: ہمارے مدرسے کا ایک سال کا خرچ پورا ہو چکا ہے، اس لیے آپ یہ رقم لے جائیں اور کسی ایسے مدرسے میں دے دیں جو ہم سے زیادہ اس رقم کا حق دار ہے، اس نے پھر کہا: حضرت! میں یہ آپ کے مدرسے کے لیے لایا ہوں، انہوں نے پھر وہی جواب دیا، وہ پھر بھی اصرار کرتا رہا لیکن مولانا صاحب نہ مانے، آخر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور جاتے ہوئے بولا: حضرت! آپ کو اتنی زیادہ رقم دینے والا کوئی نہیں ملے گا، اس پر انہوں نے جواب دیا اور تمہیں بھی اتنی بڑی رقم ٹھکرانے والا کوئی نہیں ملے گا۔ ❶

مال دولت اور دنیا سے استغناء

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ اپنے مضمون ''یادیں'' میں تحریر فرماتے ہیں: والد گرامی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کیلئے مستقل طور پر دیوبند چھوڑ کر پاکستان جانا بہت سے مسائل کی وجہ سے نہایت مشکل تھا۔ اول تو دیوبند میں ان کے مشاغل مختلف نوعیّتوں کے تھے جنہیں چھوڑنا آسان نہیں تھا، دوسرے ہماری دادی صاحبہ رحمہا اللہ انہی کے ساتھ رہتی تھیں، انہیں دیوبند میں تنہا چھوڑنا بھی مشکل تھا اور ساتھ لے جانا بھی مشکل کیونکہ وہ بہت عمر رسیدہ تھیں اور امن و امان کے لحاظ سے یہ وقت بڑا مخدوش تھا، نیز دو شادی شدہ بیٹیاں ایسی تھیں کہ انہیں ساتھ لے جانا اس وقت ممکن نہیں تھا اور اس دور میں اولاد کے کسی دوسرے ملک میں رہنے کا تصور بڑا تکلیف دہ ہوتا تھا، تیسرے دارالعلوم سے مستعفی ہونے کے بعد گھریلو

❶ مختصر پر اثر: ص ۹۵

اخراجات کے لئے آمدنی کا واحد ذریعہ تجارتی کتب خانہ دارالاشاعت تھا، اور اسے ان فسادزدہ حالات میں پاکستان منتقل کرنا کارے دارد، چوتھے اس وقت ملک کے مختلف حصوں میں ہندوؤں اور سکھوں کی طرف سے مسلمانوں کا قتل عام ہورہا تھا، اور پاکستان جانے والے مہاجرین کو قدم قدم پر آگ اور خون کی ندیاں عبور کرنی پڑتی تھیں، پانچویں پاکستان میں آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں تھا، اس لئے کافی دن خاندان میں یہ مسئلہ زیر بحث رہا کہ پاکستان جانا مناسب ہے یا نہیں؟ حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی رحمہ اللہ علیہ جو پاکستان بننے سے پہلے دہلی سیکرٹریٹ کی مسجد میں خطیب تھے، حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ علیہ کے تقریباً ساتھ ساتھ پاکستان چلے گئے تھے، علامہ عثمانی رحمہ اللہ علیہ نے ان کو حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ کو دعوت دینے کے لئے دیوبند بھیجا، خاندان کے بہت سے رشتہ داروں کی رائے مذکورہ بالا حالات کی وجہ سے اسکے خلاف تھی، لیکن حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ نے آخر یہی فیصلہ کیا کہ جس پاکستان کے بنانے میں اپنی جدوجہد اب تک صرف کی ہے، اس کی صحیح بنیادوں پر تعمیر وترقی کے اہم کام میں بھی اپنا حصہ ڈالنا ضروری ہے۔

یہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ کا ایک مشکل فیصلہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی حوصلہ عطا فرمایا تھا، اس لئے انہوں نے تمام مسائل کو نظر انداز فرما کر اپنے گھر والوں سے فرما دیا کہ وہ ہجرت کی تیاری کریں۔ مجھے اپنے بچپن کی وجہ سے مسائل کا تو کچھ علم نہیں تھا لیکن میں گھر کی مجموعی فضا پر خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات کا اندازہ کر سکتا تھا، حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اب تک اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اپنے جدی مکان کے ایک چھوٹے سے کمرے میں گزارا تھا، اور اب چند سال پہلے ہی انہوں نے وہ مکان بڑے شوق و ذوق سے تعمیر کروایا تھا جس میں وہ اب مقیم تھے۔

دوسری طرف انہیں باغبانی کا بھی شوق تھا، جس کے لئے انہوں نے جی ٹی روڈ کے قریب ایک باغ لگایا تھا، اور جب کبھی انہیں اپنی علمی مشغولیات سے کچھ فرصت ہوتی، وہ عموماً عصر کے بعد اس باغ میں تشریف لے جاتے۔ کئی مرتبہ میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا، اس باغ میں انہوں نے خاص طور پر آم کے پودے لگائے ہوئے تھے، اور اس سال ان پر پہلا پھل آ رہا تھا، وہاں انہوں نے ایک کمرہ بھی بنوا دیا تھا جہاں کبھی کبھی تمام گھر والے جمع ہو کر باغ کی شاداب فضا سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے، ان تمام چیزوں کو ایک دم سے چھوڑ کر چلے جانا یقیناً بہت صبر آزما تھا، کیونکہ یہ یقین تھا کہ چھوڑ کر جانے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ساری جائیدادیں حکومت کی تحویل میں چلی جائیں۔ لیکن حضرت والد صاحب رحمہ اللہ علیہ نے جب چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا تو فرمایا کرتے تھے کہ جس دن میں نے گھر اور باغ سے قدم نکالا، یہ ساری جائیدادیں میرے دل سے نکل گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ زہد کی یہ تفسیر جو بعد میں کتابوں میں پڑھی، اور بزرگوں سے سنی کہ انسان دُنیا کے مال و دولت سے دل نہ لگائے، اور مال ہو مگر اس کی محبت دل میں بسی ہوئی نہ ہو، اس کا جیتا جاگتا نمونہ ہم نے اپنے والد ماجد کی زندگی میں ہر مرحلے پر دیکھا۔ ❶

حقیقی زاہد

ایک بادشاہ کو ایک مہم پیش آئی، کہا (منت مانی) اگر کام کا انجام میرے مقصد کے موافق ہو تو زاہدوں کو اتنے درہم دوں گا، جب اس کی حاجت پوری ہوگئی اور اس کے دل کی پریشانی جاتی رہی تو شرط پوری ہونے پر نذر کا ادا کرنا ضروری ہوا، ایک خاص غلام کو درہموں کی تھیلی دی کہ زاہدوں کو دے آئے۔ کہتے ہیں کہ وہ غلام عقلمند اور

❶ یادیں: پانچویں قسط، ص ۱۵ تا ۱۸/ البلاغ مارچ ۲۰۱۸ء جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ

ہوشیار تھا، تمام دن پھرتا رہا اور رات کے وقت واپس آیا اور درہموں کو چوم کر بادشاہ کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا: زاہدوں کو جہاں تک میں نے تلاش کیا نہیں پایا، بادشاہ نے کہا: یہ کیا کہہ رہا ہے میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس ملک میں چار سو زاہد ہیں، کہا: اے دنیا کے مالک! جو زاہد ہے وہ لیتا نہیں اور جو لیتا ہے وہ زاہد نہیں۔ بادشاہ ہنسا اور مصاحبوں سے کہا جتنا کہ مجھے فقیروں اور خدا پرستوں سے عقیدہ اور اقرار ہے اس شوخ چشم کو دشمنی اور انکار ہے اور حق اسی کی جانب ہے۔ ❶

دولت نے اولاد کو والد سے دور کر دیا

میں نے اپنے والد ماجد رحمہ اللہ علیہ سے سنا کہ والد صاحب کے جاننے والوں میں ایک تاجر تھے، ان کا ایک کاروبار کراچی میں تھا، ایک ممبئی میں، ایک سنگاپور میں، ایک بنکاک میں تھا، کئی شہروں میں فیکٹریاں لگی ہوئی تھیں، ایک بیٹا سنگاپور میں کام کر رہا ہے، ایک بنکاک میں کام کر رہا ہے، ایک ممبئی میں کام کر رہا ہے اور خود کراچی میں کام کر رہے ہیں۔ والد صاحب نے ایک دن ان سے پوچھا کہ آپ کی اپنے بیٹوں سے ملاقات ہو جاتی ہے؟ جواب میں کہنے لگے کہ میری اپنے بیٹے سے ملاقات کو اتنے سال ہو گئے ہیں، گویا کہ ایک بیٹا اپنے کاروبار میں مگن ہے اور دوسرا بیٹا اپنے کاروبار میں مگن ہے اور باپ اپنے کاروبار میں مگن ہیں، سالہا سال سے باپ نے اپنے بیٹے کی شکل نہیں دیکھی اور بیٹے نے باپ کی شکل نہیں دیکھی اور پیسوں کی گنتی میں روز اضافہ ہو رہا ہے۔ ارے بھائی! جن پیسوں کے نتیجے میں انسان کو اپنی اولاد سے اپنے باپ سے ملنے کی نعمت نصیب نہ ہو ایسا پیسہ کس کام کا؟ ❷

❶ گلستان سعدی: ص ۵٦

❷ اصطلاحی خطبات: ''قناعت'' اختیار کرو، ج ١٦ ص ١١٨، ١١٩

۱۷......صدقہ وسخاوت کی اہمیت وفضیلت اوراسلاف امت کے سخاوت کے پرتاثیرواقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

أمّابعد:فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبَارَكَ وَتعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِى سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِى كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾(البقرة: ٢٦١)

وَفِىْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَلا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا﴾(الاسراء: ٢٩)

وَفِىْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿مَنْ ذَا الَّذِى يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ﴾(الحديد: ١١)

قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ،وَلا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا طَيِّباً، كَأَنَّ إِنَّمَا يَضَعُهَافِى كَفِّ الرَّحْمنِ يُرَبِّيهَا كَمَايُرَبِّى أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْفَصِيلَهُ حَتّٰى

يَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ.❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ.❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صداحترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں صدقہ وخیرات کا حکم دیا گیا اور بخل سے منع فرمایا ہے، صدقہ وخیرات وسخاوت بہت ہی اعلی صفت ہے، ایک انسان مال و دولت جمع کرنے میں محنت کرتا ہے لیکن مال سے دل نہیں لگاتا، وہ دولت چاہتا ہے لیکن خرچ کرنے کے لیے، دوسروں کو دینے کے لیے، وہ مال کو ذخیرہ اندوزی کے لیے جمع نہیں کرتا، وہ اپنے خاندان کے ساتھ اچھی زندگی گزارتا ہے اور فلاحی کاموں میں شرکت بھی کرتا ہے، وہ محروم اور بے نوا لوگوں کی مدد کرتا ہے، ایسے لوگ اپنے مال سے صحیح استفادہ اٹھاتے ہیں، کنجوس شخص مال کو جمع کرنے اور ذخیرہ اندوزی کے لیے اکٹھا کرتا ہے، خرچ کرنے کے لیے نہیں، اس سے نہ وہ خود فائدہ اٹھاتا ہے اور نہ اس کا خاندان، نہ ہی دل راہ خیر میں خرچ کرنے کو چاہتا ہے، ایسا ذخیرہ اندوز شخص ایک ایسا ملازم ہے جو بغیر خواہش کے مال ورثاء کے لیے اکٹھا کرتا ہے، اسلام نے بخل کی مذمت اور سخاوت کی تعریف کی ہے۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں صدقہ وسخاوت کی اہمیت وفضیلت

خرچ کرنے والوں کی مثال

قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

❶ موطأ مالک: کتاب الصدقة، الترغيب فی الصدقة، رقم الحديث: ۳٦۵۱

❷ صحيح البخاری: كتاب الزكوة، باب إتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة، رقم الحديث: ۱۴۱۷

﴿مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾(البقرة: ۲۶۱)

ترجمہ: جولوگ اللہ کے راستے میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سات بالیں اگائے (اور) ہر بالی میں سو دانے ہوں، اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے (ثواب میں) کئی گنا اضافہ کر دیتا ہے، اللہ بہت وسعت والا (اور) بڑے علم والا ہے۔

خرچ کرنے والوں کے لئے اجر وثواب اور انعام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ (البقرة: ۲۶۲)

ترجمہ: جولوگ اپنے مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں اور نہ کوئی تکلیف پہنچاتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کے پاس اپنا ثواب پائیں گے، نہ ان کو کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ کوئی غم پہنچے گا۔

دن رات خفیہ اعلانیہ خرچ کرنے والوں کی فضیلت

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾(البقرة: ۲۷۴)

ترجمہ: جولوگ اپنے مال دن رات خاموشی سے بھی اور علانیہ بھی خرچ کرتے ہیں وہ اپنے

پروردگار کے پاس اپنا ثواب پائیں گے، اور نہ انہیں کوئی خوف لاحق ہوگا، نہ کوئی غم پہنچے گا۔

خوشحالی اور تنگدستی میں خرچ کرنے والے اللہ کے محبوب ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾(الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾(آل عمران : ۱۳۳، ۱۳۴)

ترجمہ: اور اپنے رب کی طرف سے مغفرت اور وہ جنت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے بڑھ کر تیزی دکھاؤ جس کی چوڑائی اتنی ہے کہ اس میں تمام آسمان اور زمین سما جائیں، وہ ان پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے، جو خوشحالی میں بھی اور بدحالی میں بھی (اللہ کے لیے) مال خرچ کرتے ہیں، اور جو غصے کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کر دینے کے عادی ہیں۔ اللہ ایسے نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

بخیل لوگوں کا مال اُن کے گلے کا طوق بنے گا

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾(ال عمران: ۱۸۰)

ترجمہ: اور جو لوگ اس (مال) میں بخل سے کام لیتے ہیں جو انہیں اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے کوئی اچھی بات ہے، اس کے برعکس یہ ان کے حق میں بہت بری بات ہے، جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا

ہوگا، قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ اور سارے آسمان اور زمین کی میراث صرف اللہ ہی کے لیے ہے، اور جو عمل بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے۔

وہ بخل جسے حرام قرار دیا گیا ہے یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ خرچ کرنے کا حکم دیں، انسان وہاں خرچ نہ کرے، مثلاً زکوٰۃ نہ دے، ایسی صورت میں جو مال انسان بچا کر رکھے گا، قیامت کے دن وہ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔ حدیث میں اس کی تشریح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ ایسا مال ایک زہریلے سانپ کی شکل میں منتقل کرکے اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا جو اس کی باچھیں پکڑ کر کہے گا کہ میں ہوں تیرا مال! میں ہوں تیرا جمع کیا ہوا خزانہ!۔ (1)

مال کا حق ادا نہ کرنے والوں کے لئے رسوا کن عذاب ہے

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ﴾ (النساء: ۳۷)

ترجمہ: ایسے لوگ جو خود بھی کنجوسی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی کنجوسی کی تلقین کرتے ہیں، اور اللہ نے ان کو اپنے فضل سے جو کچھ دے رکھا ہے اسے چھپاتے ہیں، اور ہم نے ایسے ناشکروں کے لیے ذلیل کر دینے والا عذاب تیار رکھا ہے۔

اللہ بے نیاز ہے تم محتاج ہو

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

(1) آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۷۷، ۱۷۸/ صحیح البخاری: کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، رقم الحدیث: ۱۴۰۳

﴿هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخَلُ وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ﴾(محمد: ۳۸)

ترجمہ: دیکھو! تم ایسے ہو کہ تمہیں اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے تو تم میں سے کچھ لوگ ہیں جو بخل سے کام لیتے ہیں، اور جو شخص بھی بخل کرتا ہے وہ خود اپنے آپ ہی سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ بے نیاز ہے، اور تم ہو جو محتاج ہو۔ اور اگر تم منہ موڑو گے تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کردے گا، پھر وہ تم جیسے نہیں ہوں گے۔

جو بخل سے بچا وہ کامیاب ہے

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾(الحشر: ۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ ہو جائیں، وہی ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

بخل اور فضول خرچی کی مذمت

بخل کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا﴾(الإسراء: ۲۹)

ترجمہ: اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو، اور نہ (ایسے فضول خرچ کہ) ہاتھ کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو، جس کے نتیجے میں تمہیں قابلِ ملامت اور قلاش ہو کر بیٹھنا پڑے۔

اللہ خرچ کرنے والے کو دگنا کر کے لوٹاتا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿مَنْ ذَا الَّذِی يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ﴾

(الحدید: ١١)

ترجمہ: کون ہے جو اللہ کو قرض دے؟ اچھا قرض جس کے نتیجے میں اللہ اسے دینے والے کے لیے کئی گنا بڑھا دے، اور ایسے شخص کو بڑا باعزت اجر ملے گا۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں صدقہ وسخاوت کی اہمیت وفضیلت

احادیثِ مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صدقہ وخیرات اور سخاوت کی کافی اہمیت وفضیلت بیان فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ صدقے کو بڑھا کر پہاڑ کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے

حضرت سعد بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلاَ يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا طَيِّباً، كَأَنَّ إِنَّمَا يَضَعُهَا فِي كَفِّ الرَّحْمنِ يُرَبِّيهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ حَتَّى يَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ. ❶

ترجمہ: جو شخص حلال مال سے صدقہ دے اور اللہ نہیں قبول کرتا مگر مال حلال کو، تو وہ اس صدقے کو اللہ جل جلالہ کی ہتھیلی میں رکھتا ہے اور پروردگار اس کی پرورش کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے اونٹ کے بچے کو پالتا ہے، یہاں تک کے وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔

صدقہ کرنے والوں کیلئے جنت میں داخل ہونے کا الگ دروازہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ موطأ مالک: کتاب الصدقة، الترغیب فی الصدقة، رقم الحدیث: ٣٦٥١

مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ،نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الجَنَّةِ،يَا عَبْدَ اللَّهِ هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلاَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلاَةِ،وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ،وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ،وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ .

ترجمہ: جوکوئی کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کے راستے میں خرچ کرے تو وہ شخص جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا،اے اللہ کی بندے! یہ دروازہ تیرے لئے بہتر ہے (اور جنت کے مختلف دروازے ہیں) جونمازی ہوگا تو وہ شخص نماز کے دروزے سے بلایا جائے گا،اور جو جہاد کرنے والا ہوگا وہ جہاد کے دروازے سے پکارا جائے گا،اور جو شخص روزہ رکھنے والا ہوگا تو اس کو باب الریان سے پکارا جائے گا،اور جوشخص صدقہ کرنے والا ہوگا تو اس کوصدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا، یہ سن کرابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ!

هَلْ عَلَى مَنْ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ.

کیا کوئی شخص اس قسم کا بھی ہوگا کہ جس کوتمام دروازوں سے بلایا جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَعَمْ، وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ. ❶

ہاں! اور مجھ کواس بات کی توقع ہے کہ اے ابوبکر! تم ان ہی میں سے ہوں گے۔

صدقہ جاریہ کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶صحيح البخاري: كتاب الصوم ،باب الريان للصائمين،رقم الحديث :۱۸۹۷

إِذَا مَـاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلاَ ثَةٍ إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ،أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ،أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ. ❶

ترجمہ: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کے ثواب کا سلسلہ اس سے منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزوں کے ثواب کا سلسلہ باقی رہتا ہے۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم جس سے نفع حاصل کیا جائے (۳) صالح اولاد جو مرنے کے بعد اس کے لئے دعا کرے۔

صدقہ کے ذریعے جہنم سے اپنے آپ کو بچاؤ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ. ❷

ترجمہ: تم لوگ صدقہ نکال کر دوزخ سے بچو! اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

اہل وعیال پر خرچ کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دِينَـارٌ أَنْـفَـقْـتَـهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ،وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَـى مِسْكِيـنٍ،وَدِيـنَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ،أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ. ❸

ترجمہ: ایک دینار وہ ہے جسے تم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے

❶ صحیح مسلم: کتاب الهبات، باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، رقم الحدیث: ۱۶۳۱

❷ صحیح البخاری: کتاب الزکوة، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقلیل من الصدقة، رقم الحدیث: ۱۴۱۷

❸ صحیح مسلم: کتاب الزکوة، باب فضل النفقة علی العیال والمملوک.... رقم الحدیث: ۹۹۵

جسے تم نے غلام کی آزادی کے لیے خرچ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جسے تم نے مسکین پر صدقہ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جسے تم نے اپنے اہل خانہ پر خرچ کیا، ان میں سب سے زیادہ اجر اُس دینار پر ملے گا جسے تم نے اپنے اہل خانہ پر خرچ کیا۔

اپنے اہل وعیال اور ماتحتوں پر خرچ کرو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا: تو ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ''عِنْدِی دِینَارٌ'' میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى نَفْسِکَ'' اسے اپنے اوپر خرچ کرلو۔ اس نے عرض کیا ''عِنْدِی آخَرُ'' میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ فرمایا: ''تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى وَلَدِکَ'' اسے اپنی اولاد پر خرچ کر لو۔ عرض کیا ''عِنْدِی آخَرُ'' میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ فرمایا: ''تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى زَوْجَتِکَ'' اسے اپنی بیوی پر خرچ کرلو۔ عرض کیا: ''عِنْدِی آخَرُ'' میرے پاس ایک اور بھی ہے، فرمایا: ''تَصَدَّقْ بِهِ عَلَى خَادِمِکَ'' اسے اپنے خادم پر خرچ کرو۔ عرض کیا: ''عِنْدِی آخَرُ'' میرے پاس ایک اور بھی ہے، فرمایا: ''أَنْتَ أَبْصَرُ''، جس کے لیے تم مناسب سمجھو (اس پر خرچ کرو)۔ ❶

رشتے داروں پر صدقہ کرنے کا دوہرا ثواب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْکِینِ صَدَقَةٌ، وَهِيَ عَلَى ذِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ. ❷

ترجمہ: کسی حاجت مند کو صدقہ دینا (صرف) ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا

❶ سنن أبی داود: کتاب الزکاة، باب فی صلة الرحم، رقم الحدیث: ١٦٩١

❷ سنن الترمذی: أبواب الزکاة، باب ما جاء فی الصدقة علی ذی القربة، رقم الحدیث: ٦٥٨

دوصدقات (کے برابر) ہے: ایک صدقہ اور دوسرا صلہ رحمی۔

صدقہ وسخاوت میں اپنے مستحق رشتہ داروں کوترجیح دیں

آج کل ہمارے معاشرے میں یہ اَخلاقی مرض بہت عام ہے کہ دوسرے غیرلوگوں پرتو بہت زیادہ نوازشات کی جاتی ہیں اوران پر کثرت سے صدقہ وخیرات وسخاوت بھی کیا جاتا ہے لیکن اپنے غریب اور مستحق رشتہ داروں کو یکسر نظرانداز کیا جاتا ہے۔اس کی وجوہات بھی کوئی ٹھوس نہیں ہوتیں بلکہ اکثر اوقات بدظنی و بدگمانی اورانا پرستی ہی اس بے اعتنائی و بے توجہی کا سبب بنتی ہیں۔مثال کے طور پرغریب رشتہ دار نے صاحبِ ثروت رشتہ دار کے خلافِ منشا کوئی بات کردی، اُس سے اختلافِ رائے کرلیا یا بالفرض اُس امیر رشتہ دار کے بارے میں کوئی بات ہی کردی تو صاحبِ ثروت رشتہ دار دل میں رنجش پال لیتا ہے اور اپنے اس غریب رشتہ دار کی مدد کرنا اپنے اوپرحرام کرکے دوہرے اجروثواب کے باعث عملِ خیر سے رک جاتا ہے۔اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم صدقہ وخیرات اس پرکریں گےجس سے ہم خود راضی ہوں گے نہ کہ جس پرخرچ کرنے کا حکم ہمیں اسلام دیتاہے، گویا ہم صدقہ وخیرات کرکے غریب کو اپنا نیازمند اور احسان مند بنانا چاہتے ہیں نہ کہ کما حقہ اَحکامِ الٰہی پرعمل پیرا ہونا چاہتے ہیں۔اس لیے جوغریب رشتہ دار ہمارے ذاتی معیار پر پورا نہیں اترتا، ہم اسے دھتکار دیتے ہیں چاہے وہ کتنا ہی مستحق کیوں نہ ہو۔رشتہ دار کا عمل اس کے ذمہ ہے، جس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ اس پرصدقہ وخیرات کرنے والے امیر رشتہ دار کو دوگنا اَجروثواب نہیں ملے گا۔لہٰذا صدقہ وخیرات ہی نہیں بلکہ ہرنیک عمل کی بجاآوری میں محض اللہ اور اس کے رسول مکرم کی خوشنودی کو ہی پیشِ نظر رکھنا چاہیےاورکسی بھی عمل کی ادائیگی میں ذاتی پسند وناپسند کو نہیں داخل کرنا چاہیے۔

خفیہ صدقہ کرنے والا عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس روز (یعنی قیامت کے دن) اپنے سائے میں رکھے گا، جس روز اللہ کے عرش کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک آدمی یہ ہے:

وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ. ❶

ترجمہ: وہ آدمی جس نے اس طرح مخفی طور پر صدقہ دیا ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

اجر وثواب کا حصول نیت اور ارادے پر ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک آدمی نے کہا کہ میں ضرور صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ صدقہ کرنے کی غرض سے (رات کو) مال لے کر نکلا اور اس نے ایک چور کو دے دیا۔ صبح لوگ باتیں کرنے لگے کہ چور پر صدقہ کیا گیا ہے۔ تو وہ عرض گزار ہوا کہ "**اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ**" اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لیے ہیں میں ضرور پھر صدقہ دوں گا۔ وہ اگلے دن مال لے کر نکلا اور (اندھیرے میں) بدکار عورت کو دے دیا۔ صبح کے وقت لوگوں نے چرچا کیا کہ آج رات بدکار عورت پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: "**اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ**" اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ میں ضرور پھر صدقہ دوں گا۔ وہ مال لے کر نکلا تو (ناجانی میں) ایک مالدار کو دے دیا۔ صبح کے وقت لوگ باتیں کرنے لگے کہ غنی پر صدقہ کیا گیا ہے۔ تو اس نے کہا:

---

❶ صحیح البخاری: کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ بالیمین، رقم الحدیث: ۱۴۲۳

"اللّٰھُمَّ لَکَ الحَمدُ، لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ" اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لیے ہیں، (افسوس کہ) چور، زانیہ اور غنی پر صدقہ کر بیٹھا۔ پھر اُسے لایا گیا تو اس سے کہا گیا:

أَمَّا صَدَقَتُکَ عَلَی سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهِ،وَأَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا،وَأَمَّا الغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ. ❶

ترجمہ: تم نے چور کو جو صدقہ دیا تو شاید وہ چوری کرنے سے رک جائے اور بدکار عورت، شاید وہ بدکاری سے باز آ جائے اور مالدار شاید عبرت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو مال دیا ہے اس میں سے خرچ کرنے لگے۔

اب یہاں رات کے اندھیرے کی وجہ سے مال اگرچہ غیر مستحق کے ہاتھ لگا، لیکن اللہ رب العزت اسے اس کی نیت کے بقدر اجر وثواب عطا کرے گا۔ اور جن کے ہاتھ لگا ہے انہیں توبہ، ندامت اور عبرت کی توفیق ہوگی۔

ہر آدمی روزِ محشر اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ امْرِءٍ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتَّى يُفْصَلَ بَيْنَ النَّاسِ. ❷

ترجمہ: ہر آدمی (قیامت کے دن) اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔

صدقہ کرنے والا راحت میں اور نہ کرنے والا تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْمُنْفِقِ وَالْمُتَصَدِّقِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ عَلَيْهِ جُبَّتَانِ أَوْ جُنَّتَانِ مِنْ لَدُنْ

❶ صحیح البخاری: کتاب الزکاۃ، باب إذا تصدق علی غنی وھو لا یعلم، رقم الحدیث: ۱۴۲۱

❷ مسند أحمد: حدیث عقبة بن عامر الجھنی، ج۲۸ ص۵۶۸، رقم الحدیث: ۱۷۳۳۳

ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا،فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ وَقَالَ الْآخَرُ :فَإِذَا أَرَادَ الْمُتَصَدِّقُ أَنْ يَتَصَدَّقَ سَبَغَتْ عَلَيْهِ أَوْ مَرَّتْ،وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ،قَلَصَتْ عَلَيْهِ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا،حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ.❶

ترجمہ: خرچ کرنے والے اور صدقہ کرنے والے کی مثال اس آدمی کی سی ہے جس کے اوپر دو زرہیں یا دو کرتے ہوں، اس کی چھاتیوں سے ہنسلی (گلے) کی ہڈی تک، جب خرچ کرنے والا ارادہ کرے، اور دوسرے راوی نے کہا: جب صدقہ کرنے والا ارادہ کرے کہ وہ صدقہ کرے تو وہ زرہ کھل جائے یا لمبی ہو جائے اور اس کے سارے بدن پر پھیل جائے، اور جب بخیل خرچ کرنے کا ارادہ کرے تو وہ زرہ اس پر تنگ ہو جائے اور اتنی سکڑ جائے کہ ہر کڑی اپنی جگہ پر کس جائے یہاں تک کہ اس کے قدموں کے نشان کو مٹا دے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

خرچ کرنے والوں کیلئے فرشتوں کی دعا اور نہ کرنے والوں کے لئے بدعاء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ،إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ،فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا :اَللَّهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا،وَيَقُولُ الْآخَرُ:اَللَّهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا.❷

ترجمہ: بندوں پر کوئی صبح نہیں آتی، مگر اس میں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں

❶ صحیح مسلم : کتاب الزکاۃ،باب مثل المنفق والبخیل،رقم الحدیث: ۱۰۲۱

❷ صحیح البخاری: کتاب الزکاۃ،بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَ:فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى،وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى......الخ،رقم الحدیث: ۱۴۴۲

سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما، اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! بخل کرنے والے کو تباہی عطا کر۔

ایمان اور بخل ایک ساتھ جمع نہیں ہوتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِي جَوْفِ عَبْدٍ أَبَدًا، وَلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيمَانُ فِي قَلْبِ عَبْدٍ أَبَدًا. ❶

ترجمہ: کسی بندہ میں جہاد کا غبار اور دوزخ کا دھواں کبھی جمع نہیں ہو سکتے، اسی طرح کنجوسی اور ایمان کبھی ایک بندہ کے قلب میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

لوگوں کی ہلاکت کا سبب بخل اور ظلم ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِتَّقُوا الظُّلْمَ، فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَاتَّقُوا الشُّحَّ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ. ❷

ترجمہ: ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہے اور بخل (یعنی کنجوسی) سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور بخل ہی کی وجہ سے انہوں نے لوگوں کے خون بہائے اور حرام کو حلال کیا۔

---

❶ سنن النسائی : کتاب الجهاد، باب فضل من عمل فی سبیل اللّٰه علی قدمه، رقم الحدیث: ۳۱۱۰

❷ صحیح مسلم : کتاب البر و الصلة و الآداب، باب تحریم الظلم، رقم الحدیث: ۲۵۷۸

اللہ تعالی سخاوت کو پسند کرتا ہے

حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ.❶

ترجمہ: بے شک اللہ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے۔

اس امت کی پہلی اصلاح اور پہلا فساد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَوَّلُ صَلاحِ هَذِهِ الْأُمَّةِ بِالْيَقِينِ وَالزُّهْدِ، وَأَوَّلُ فَسَادِهَا بِالْبُخْلِ وَالْأَمَلِ.❷

ترجمہ: اس امت کی پہلی اصلاح یقین اور زہد سے ہے، اور اس امت کا پہلا فساد بخل اور امیدوں سے ہیں۔

بخل سے بڑھ کر کوئی بیماری نہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوسلمہ سے فرمایا کہ تمھارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا: جُد بن قیس لیکن ہم اسکو بخیل پاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَى مِنَ الْبُخْلِ؟ بَلْ سَيِّدُكُمْ عَمْرُو بْنُ الْجَمُوحِ.❸

ترجمہ: بخل سے بڑھ کر کونسی بیماری ہے؟ بلکہ تمھارا سردار عمرو بن جموح ہے۔

بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ شعب الإيمان: كتاب الزهد وقصر الأمل، ج۱۳ ص۲۸۷، رقم الحديث: ۱۰۳۴۶

❷ شعب الإيمان: الجود والسخاء، ج۱۳ ص۲۹۰، رقم الحديث: ۱۰۳۵۰

❸ الأدب المفرد: باب البخل، ج۱ ص۱۱۱، رقم الحديث: ۲۹۶

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلا مَنَّانٌ وَلَايَخِيلٌ. ❶

ترجمہ: جنت میں داخل نہ ہوگا فریب کرنے والا، احسان جتلانے والا اور بخیل شخص۔

بخل کرنے والے پر اللہ ذلت مسلط کردیتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِذَا ضَنَّ النَّاسُ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ، وَتَبَايَعُوا بِالْعِينَةِ، وَتَتَّبِعُوا أَذْنَابَ الْبَقَرِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ الْوَارِثِ أَحْسِبُهُ قَالَ: وَتَرَكُوا الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَدْخَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِم ذُلًّا لَا يَرْفَعُهُ عَنْهُمْ حَتَّى يُرْجِعُوا دِينَهُمْ. ❷

ترجمہ: جب لوگ دینار اور درہم کیساتھ بخل کرنے لگ جائیں، اور دھوکہ کیساتھ خرید وفروخت میں لگ جائیں، اور گائے کے دم کے پیچھے لگ جائیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ عبدالوارث نے کہا: میرا گمان ہے کہ یہ بھی کہا کہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیں، تو اللہ تعالیٰ ان پر ذلت مسلط کردے گا، یہ ذلت ان سے نہیں ہٹے گی یہاں تک یہ لوگ اپنی دین کی طرف لوٹ جائیں۔

صدقہ رب کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ماجاء فی البخل، رقم الحديث: ۱۹۶۳. قال الترمذی: هذاحديث حسن غريب/ قَالَ الْهَيْثَمِيُ: رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ بِاخْتِصَارٍ، رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَأَبُو يَعْلَى، وَقَدْ حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ/ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: باب أهل الجنة، باب فی أوائل من يقرع باب الجنة، ج ۱۰ ص ۴۱۱، رقم الحديث: ۱۸۷۱۵

❷ شعب الإيمان: الجود والسخاء، ج ۱۳ ص ۳۰۵، رقم الحديث: ۱۰۳۷۳/ نصب الراية: كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ج ۴ ص ۱۷/ قال الزَّيْلعی: وهذاحديث صحيح، ورجاله ثقات.

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوْءِ. ❶

ترجمہ: بے شک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ وسخاوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت کوئی درہم و دینار نہیں چھوڑا

حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً، إِلَّا بَغْلَتَهُ وَسِلَاحَهُ، وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً. ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی دینار چھوڑا، نہ درہم چھوڑا، نہ غلام چھوڑا، نہ لونڈی چھوڑی اور نہ کوئی اور چیز چھوڑی، البتہ آپ کا ایک سفید خچر تھا (جس کو دلدل کہا جاتا تھا اور جو مقوقس حاکم اسکندریہ نے تحفہ کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا) آپ کے کچھ ہتھیار تھے اور آپ کی کچھ زمین تھی، اس کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کر دیا تھا۔

دو جہاں کے سردار جب دنیا سے گئے ہیں، تو کچھ بھی نہیں چھوڑا، سب اللہ کے راہ میں خرچ کر دیا۔ جب آپ دنیا سے پردہ فرما رہے ہیں تو آپ نے کوئی مال و متاع نہیں چھوڑا سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا، یہ امام الأنبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی جود و سخاوت تھی، جس کی نظیر نہیں ملتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کتنی تھی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

❶ سنن الترمذی: أبواب الزکوة، باب ما جاء فی فضل الصدقة، رقم الحدیث: ٦٦٤

❷ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الزکوة، ج ١ ص ٥٨٠، رقم الحدیث: ١٥٢٨، قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ/صحیح ابن خزیمة: ج ٤ ص ١٢٠، رقم الحدیث: ٢٤٨٩

ہے فرماتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، لِأَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ. ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور تمام دنوں سے زیادہ رمضان المبارک میں سخی ہو جاتے تھے، جبکہ جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے برابر ملتے اور رمضان المبارک میں ہر رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیل علیہ السلام ملا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف کا دور کرتے تھے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فائدہ رسانی میں بادِ نسیم سے بھی زیادہ بڑھے ہوئے ہوتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا عطا کرتے ہیں کہ فاقہ کا خوف نہیں ہوتا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک شخص نے سوال کیا، تو آپ نے دو پہاڑوں کے درمیان (جتنی بکریاں آتی تھیں) اس کے برابر بکریاں اسے عنایت فرمادیں، جب وہ شخص واپس اپنی قوم میں گیا، تو انہیں پکار کر کہنے لگا:

أَيْ قَوْمِ أَسْلِمُوا، فَوَاللَّهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ. ❷

❶ صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب كان جبرائيل عليه السلام يعرض القرآن على النبي صلى الله عليه وسلم، رقم الحديث: ۴۹۹۷

❷ صحيح مسلم: كتاب الفضائل: باب ما سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قط فقال لا وكثرة إعطائه، رقم الحديث: ۲۳۱۲

ترجمہ: اے قوم! سب کے سب مسلمان ہو جاؤ! بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ کبھی بھی فاقہ کا خوف نہیں رہتا۔

میرے نام پر خرید و میں ادا کر دوں گا

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب میرے پاس کچھ نہیں لیکن تم میرے نام پر خرید لو، جب میرے پاس مال آئے گا تو میں ادا کر دوں گا۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز کا مکلّف و ذمہ دار نہیں بنایا جس پر آپ قادر نہ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اس بات کو سن کر ناپسند کیا، انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! آپ خرچ کرتے جائیے اور عرش کے مالک کے رب سے کسی کمی کا خوف نہ کیجیے، یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا مسکرائے کہ اس بات کی خوشی کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر نمودار ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔ (1)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت دیکھ کر صفوان بن اُمیّہ مسلمان ہو گئے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتحِ مکہ کے دن صفوان بن اُمیّہ کی بیوی حضرت بغوم بنت مُعَدَّل رضی اللہ عنہا مسلمان ہو گئیں۔ ان کا تعلق قبیلہ کنانہ سے تھا، لیکن خود صفوان بن اُمیّہ مکہ سے بھاگ کر ایک گھاٹی میں چھپ گئے تھے، ان

(1) الشمائل للترمذی: باب ما جاء فی خلق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، ج ۱ ص ۲۰۱، رقم الحدیث: ۳۳۸

کے ساتھ صرف ان کا غلام یسار ہی تھا، اس کو انھوں نے کہا: تیرا ناس ہو! دیکھو کون آ رہا ہے؟ اس نے کہا: یہ عمیر بن وہب آ رہے ہیں، صفوان نے کہا: میں عمیر کے ساتھ کیا کروں؟ اللہ کی قسم! یہ تو مجھے قتل کرنے کے اِرادے سے ہی آ رہے ہیں، انھوں نے تو میرے خلاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی ہے، اتنے میں حضرت عمیر رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے تو اُن سے صفوان نے کہا: اتنا کچھ میرے ساتھ کر گزرنے کے بعد بھی تمھیں چین نہ آیا، اپنے قرض اور اپنے اَہل وعیال کی ذمہ داری تم نے مجھ پر ڈالی تھی (وہ سب میں نے برداشت کی) اور اب تم مجھے قتل کرنے آ گئے ہو۔ حضرت عمیر نے کہا: اے ابو وہب! (یہ صفوان کی کنیت ہے) میں تم پر قربان ہوں! میں تمھارے پاس ایسے آدمی کے پاس سے آ رہا ہوں جو لوگوں میں سب سے زیادہ نیک اور سب سے زیادہ جوڑ لینے والے ہیں۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے آنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا: یا رسول اللہ! میری قوم کا سردار (صفوان) سمندر میں چھلانگ لگانے کے لیے بھاگ گیا ہے اور اسے ڈر تھا کہ آپ اسے اَمن نہیں دیں گے، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ اسے اَمن دے دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اسے اَمن دے دیا۔ چنانچہ یہ اُن کی تلاش میں چل پڑے اور صفوان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمھیں اَمن دے چکے ہیں۔ صفوان نے کہا: نہیں، میں اللہ کی قسم! تمھارے ساتھ (مکہ) واپس نہیں جاؤں گا جب تک تم ایسی نشانی نہیں لے آتے جس کو میں پہچانتا ہوں۔ (چنانچہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نشانی کے دینے کی درخواست کی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لو میری پگڑی لے جاؤ! وہ پگڑی لے کر صفوان کے پاس واپس آئے، اور اُن سے کہا: اے ابو

وہب! تمہارے پاس میں ایسے آدمی کے پاس سے آرہا ہوں جو لوگوں میں سب سے بہترین اور سب سے زیادہ جوڑ لینے والے اور سب سے زیادہ نیک اور سب سے زیادہ بُردبار ہیں۔ اُن کی شرافت تمہاری شرافت ہے، اُن کی عزت تمہاری عزت ہے، اور اُن کا ملک تمہارا ملک ہے، تمہارے ہی خاندان کے آدمی ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ صفوان نے اُن سے کہا: مجھے اپنے قتل ہونے کا خوف ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو تمہیں اِسلام میں داخل ہونے کی دعوت دے رہے ہیں، اگر تمہیں بخوشی یہ منظور ہے تو ٹھیک ہے ورنہ تمہیں انھوں نے دو ماہ کی مہلت دے دی ہے۔ اور جو پگڑی باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) داخل ہوئے تھے تم اسے پہچانتے ہو؟ صفوان نے کہا: ہاں! چنانچہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے وہ پگڑی نکال کر دکھائی تو صفوان نے کہا: ہاں! یہ وہی ہے۔ چنانچہ صفوان وہاں سے چل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت مسجدِ حرام میں عصر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ یہ دونوں وہاں پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔

صفوان نے پوچھا: مسلمان دن رات میں کتنی نمازیں پڑھتے ہیں؟ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: پانچ نمازیں! صفوان نے کہا: کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نماز پڑھا رہے ہیں؟ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں! جوں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے سلام پھیرا، صفوان نے بلند آواز سے کہا: اے محمد! عمیر بن وہب میرے پاس آپ کی پگڑی لے کر آئے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے اپنے پاس بلایا ہے کہ میں (اِسلام میں داخلہ پر) راضی ہو جاؤں تو ٹھیک ہے ورنہ آپ نے مجھے دو ماہ کی مہلت دے دی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو وہب! (سواری سے

نیچے) اُتر آ ؤ۔انھوں نے کہا: میں اس وقت تک نہیں اتروں گا جب تک آپ مجھے صاف صاف بیان نہ فرما دیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو ماہ چھوڑ تمھیں چار ماہ کی مہلت ہے۔ چنانچہ صفوان سواری سے اتر آئے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم (صحابہ رضی اللہ عنہم کے لشکر کو لے کر) ہوازِن کی طرف تشریف لے گئے۔ (اس سفر میں) حضور اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صفوان بھی گئے، وہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔حضور اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے ہتھیار بطور عاریت لینے کے لیے آدمی بھیجا، انھوں نے حضور اللہ علیہ وسلم کو سو زِرہیں مع سارے سامان کے بطورِ عاریت دیں۔انھوں نے کہا: مجھ سے یہ زِرہیں میری خوشی سے لینا چاہتے ہیں یا زبردستی؟ حضور اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم بطورِ عاریت لینا چاہتے ہیں جو واپس کر دیں گے۔ چنانچہ انھوں نے وہ زِرہیں عاریتاً دے دیں۔حضور اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر وہ یہ زِرہیں اپنی سواری پر لاد کر حنین لے گئے۔ وہ غزوہ حنین وطائف میں شریک رہے پھر وہاں سے حضور اللہ علیہ وسلم جِعِرَّانہ واپس آئے۔حضور اللہ علیہ وسلم چل پھر کر مالِ غنیمت کو دیکھ رہے تھے،صفوان بن اُمیَّہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ صفوان بن اُمیَّہ نے بھی دیکھنا شروع کیا کہ جِعِرَّانہ کی تمام گھاٹی جانوروں، بکریوں اور چرواہوں سے بھری ہوئی ہے اور بڑی دیر تک غور سے دیکھتے رہے۔حضور اللہ علیہ وسلم بھی اُن کو کن آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔آپ نے فرمایا: اے ابووہب! کیا یہ (مالِ غنیمت سے بھری ہوئی) گھاٹی تمھیں پسند ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: یہ ساری گھاٹی تمہاری ہے اور اس میں جتنا مالِ غنیمت ہے وہ بھی تمہارا ہے۔ یہ سن کر صفوان نے کہا: اتنی بڑی سخاوت کی ہمت صرف نبی ہی کر سکتا ہے اور کلمہ شہادت ”اَشْھَدُ اَنْ لَّا إِلٰـہَ إِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَـہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ

وَرَسُوْلُه"، پڑھ کر وہیں مسلمان ہو گئے۔ ❶

یہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت، خود کے پاس کچھ نہ بھی ہوتب بھی سخاوت کی انتہاء کر لیتے۔

صدقہ وسخاوت کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کے زریں اقوال

صدقہ گناہوں کو مٹانے والا ہے

۱......حضرت لقمان اپنے صاحب زادے کو نصیحت کیا کرتے تھے:

إِذَاأَخْطَأْتَ خَطِيْئَةً فَأَعْطِ الصَّدَقَةَ. ❷

ترجمہ: جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو صدقہ دے دیا کرو۔

اعمال میں صدقہ افضل عمل ہے

۲......حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْأَعْمَالَ تَبَاهَتْ فَقَالَتِ الصَّدَقَةُ أَنَاأَفْضَلُكُنَّ. ❸

ترجمہ: اعمال نے آپس میں فخر کیا، صدقے نے کہا کہ میں تم سب سے افضل عمل ہوں۔

صدقہ سے ستر سال کی عبادت قبول ہوگئی

۳......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ رَجُلاًعَبَدَ اللّٰهَ سَبْعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ أَصَابَ فَاحِشَةً فَأَحْبَطَ عَمَلُهُ ثُمَّ مَرَّ بِمِسْكِيْنَ فَتَصَدَّقَ عَلَيْهِ بِرَغِيْفٍ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذَنْبَهُ وَرُدَّ عَلَيْهِ عَمَلُ السَّبْعِيْنَ سَنَةً. ❹

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: حرف الصاد، صفوان بن أمية رضى الله عنه، ج۲۴ ص۱۱۲
❷ إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكوة، الفصل الرابع، ج۱ ص۲۲۶
❸ إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكوة، الفصل الرابع، ج۱ ص۲۲۶
❹ إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكوة، الفصل الرابع، ج۱ ص۲۲۶

ترجمہ: ایک شخص نے ستر سال تک عبادت کی، ستر سال کے بعد اس سے ایک گناہ سرزد ہوگیا، اس گناہ کی سزا یہ ملی کہ اس کے تمام اعمال بیکار ہوگئے، پھر اسے ایک مسکین ملا جسے اس نے ایک روٹی دے دی، اس صدقے کی وجہ سے وہ گناہ معاف ہوگیا اور اس کی ستر سال کی عبادت بحال کردی گئی۔

محبوب چیز صدقہ کرو

۴......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ وخیرات کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ قرآن پاک میں ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهِ عَلِيمٌ (آل عمران: ۹۲) ❶

ترجمہ: تم نیکی کے مقام تک اس وقت تک ہرگز نہیں پہنچو گے جب تک ان چیزوں میں سے (اللہ کے لیے) خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں، اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

سخی وہ ہے جو سوال کرنے سے پہلے نیکی کرے

۵......حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْجَوَادُ الَّذِي يُعْطِي بَعْدَ الْمَسْأَلَةِ، لِأَنَّ الَّذِي يَبْذُلُ السَّائِلُ مِنْ وَجْهِهِ وَكَلَامِهِ أَفْضَلُ مِمَّا يَبْذُلُ الْمَسْئُولُ مِنْ نَائِلَةٍ، وَإِنَّمَا الْجَوَادُ الَّذِي يَبْتَدِئُ بِالْمَعْرُوفِ. ❷

ترجمہ: سخی وہ نہیں جو سوال کے بعد دیتا ہے بلکہ سخی وہ ہوتا ہے جو سوال کرنے سے پہلے

❶ إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكوة، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۲۲۶

❷ تاريخ مدينة دمشق: حرف العين، ترجمة: عبد الله بن جعفر، ج ۲۷ ص ۲۹۳، رقم الترجمة: ۳۲۲۲

نیکی کرگزرتا ہے،اس لیے کہ جو اپنے منہ سے اور کلام سے عطا کرتا ہے وہ اس سے افضل ہوتا ہے جومسئول بننے اور مطلوب بننے کے بعد دیتا ہے۔

صدقہ بادشاہ کے سامنے لے جاتا ہے

۶......حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصَّلَاۃُ تُبَلِّغُکَ نِصْفُ الطَّرِیْقِ وَالصَّوْمُ یُبَلِّغُکَ بَابَ الْمَلِکِ وَالصَّدَقَۃُ تَدْخُلُکَ عَلَیْہِ. ❶

ترجمہ: نماز تمہیں آدھے راستے تک پہنچاتی ہے، روزہ تمہیں بادشاہ کے دروازے تک پہنچادیتا ہےاور صدقہ تمہیں بادشاہ کے سامنے لے جاتا ہے۔

سخاوت کی اصل اللہ رب العزت کے ساتھ حسنِ ظن ہے

۷......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَظَرْتُ فِی السَّخَاءِ فَمَا وَجَدْتُ لَہُ أَصْلًا وَلَا فَرْعًا إِلَّا حُسْنَ الظَّنِّ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ،وَأَصْلُ الْبُخْلِ وَفَرْعُہُ سُوْءُ الظَّنِّ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ. ❷

ترجمہ: میں نے سخاوت میں نظر کی ، میں نے اسکی اصل اور فرع صرف اللہ تعالی کے ساتھ حسن ظن پائی ، اور میں نے بخل میں نظر کی تو میں نے اسکی اصل اور فرع صرف اللہ تعالی کے ساتھ بدگمانی پائی۔

دولت اور فقر آزمائش کے لئے ہے

۸......حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْشَاءَ اللّٰہُ لَجَعَلَکُمْ أَغْنِیَاءَ لَافَقِیْرَفِیْکُمْ وَلٰکِنَّہُ اُبْتُلِی بَعْضُکُمْ بِبَعْضٍ. ❸

❶إحياء علوم الدين : كتاب أسرار الزكوة ،الفصل الرابع، ج ١ ص ٢٢٦

❷شعب الإيمان:الجود والسخاء، ج١٣ ص ٣٢٠،رقم الحديث: ١٠٣٩٩

❸إحياء علوم الدين : كتاب أسرار الزكوة ،الفصل الرابع، ج ١ ص ٢٢٦

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب لوگوں کو مالدار بنا دیتا اور تم میں کوئی فقیر نہ رہتا، لیکن وہ تم میں سے بعض لوگوں کو بعض کے ذریعے آزمانا چاہتا ہے۔

بخل سے بچانے والی تین صفات

۹......امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ الشُّحِّ: مَنْ أَدَّى زَكَاةَ مَالِهِ، وَقَرَى الضَّيْفَ، وَأَعْطَى فِي النَّوَائِبِ. ❶

ترجمہ: تین چیزیں جس میں پائی جائیں وہ یقیناً بخل سے بری ہوگیا، جو اپنی مال کی زکوۃ ادا کرے، مہمان نوازی کرے اور مصائب میں خرچ کرے۔

بخیل کون ہے؟

۱۰......ولید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے پوچھا: بخیل کون ہے؟ انہوں نے فرمایا "الَّذِي يُضَيِّعُ الصَّدَقَةَ وَالْحُقُوقَ" بخیل وہ ہے جو صدقہ اور حقوق ضائع کرتا ہے۔ ❷

سخی انسان کی تین علامات

۱۱......حضرت ذوالنون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةٌ مِنْ أَعْلَامِ السَّخَاءِ: اَلْبَذْلُ لِلشَّيْءِ مَعَ الْحَاجَةِ إِلَيْهِ، وَخَوْفُ الْمُكَافَأَةِ اسْتِقْلَالًا لِلْعَطِيَّةِ، وَالْحَمْلُ عَلَى النَّفْسِ اسْتِغْنَامًا لِإِدْخَالِ السُّرُورِ عَلَى النَّاسِ. ❸

ترجمہ: سخی ہونے کی تین نشانیاں ہیں: اپنی ضرورت کے ہوتے ہوئے کوئی چیز کسی کو

❶ شعب الإيمان: الجود والسخاء، ج۱۳ ص ۳۲۰، رقم الحديث: ۱۰۴۰۲

❷ شعب الإيمان: الجود والسخاء، ج۱۳ ص ۳۲۰، رقم الحديث: ۱۰۴۰۱

❸ شعب الإيمان: الجود والسخاء، ج۱۳ ص ۳۳۰، رقم الحديث: ۱۰۴۲۶

دے دینا، اور عطیہ دینے میں مستقل اس بات کا خوف کرنا کہ کہیں اس عطیہ کا بدلہ وہ نہ دے دیں، اور لوگوں کو خوشی دینے کیلئے نفس پر بوجھ برداشت کرنے کو غنیمت جاننا۔

صدقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کردیتا ہے

۱۲......ابن ابی الجعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتَدْفَعُ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ السُّوْءِ وَفَضْلُ سِرِّهَا عَلَى عَلَانِيَتِهَا بِسَبْعِيْنَ ضِعْفًا وَإِنَّهَا لَتَفُكُّ لَحْيَيْ سَبْعِيْنَ شَيْطَانًا. ❶

ترجمہ: صدقے سے برائی کے ستر دروازے بند ہوتے ہیں، چھپا کر صدقہ دینا علی الاعلان صدقہ دینے سے ستر گنا افضل ہے، صدقہ ستر شیطانوں کے جبڑے توڑ دیتا ہے۔

صدقہ کا ایک دانہ پہاڑوں کے برابر ہے

۱۳......امام یحیی بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا أَعْرِفُ حَبَّةً تَزِنُ جِبَالَ الدُّنْيَا إِلَّا الْحَبَّةَ مِنَ الصَّدَقَةِ. ❷

ترجمہ: مجھے نہیں معلوم کہ صدقے کے ایک دانے کے علاوہ بھی کوئی ایسا ہے جو دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر ہو۔

قیامت کے دن کی بھوک پیاس کو ختم کرنے والا عمل

۱۴......امام عبید بن عمیر رحمہ اللہ فرماتیہیں:

يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَجْوَعُ مَا كَانُوْا قَطُّ وَأَعْطَشُ مَا كَانُوْا قَطُّ وَأَعْرَى مَا كَانُوْا قَطُّ فَمَنْ أَطْعَمَ لِلَّهِ عَزَّ وَجَل أَشْبَعَهُ اللَّهُ وَمَنْ سَقَى لِلَّهِ عَزَّ وَجَل سَقَاهُ اللَّهُ وَمَنْ كَسَا لِلَّهِ عَزَّ وَجَل كَسَاهُ اللَّهُ. ❸

❶ إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكوة، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۲۲٦
❷ إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكوة، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۲۲٦
❸ إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكوة، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۲۲٦

ترجمہ: قیامت کے روز لوگ دیگر دنوں سے زیادہ بھوکے پیاسے اور ننگے اٹھیں گے، ہاں جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے کھانا کھلایا ہوگا اللہ اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں گے، جس شخص نے اللہ کے لیے پانی پلایا ہوگا اللہ اسے سیراب کریں گے، جس شخص نے اللہ کے لیے کپڑا پہنایا ہوگا اللہ اسے کپڑے پہنائیں گے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی رائے میں سخی اور بخیل کی وضاحت

۱۵......امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّ الْجُودَ مِنْ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَالْبُخْلَ مِنْ أَرَاذِلِهَا، وَلَيْسَ الْجَوَادُ الَّذِي يُعْطِي فِي غَيْرِ مَوْضِعِ الْعَطَاءِ، وَلَا الْبَخِيلُ الَّذِي يَمْنَعُ فِي مَوْضِعِ الْمَنْعِ، لَكِنَّ الْجَوَادَ مَنْ يُعْطِي فِي مَوْضِعِ الْمَنْعِ، وَالْبَخِيلُ الَّذِي يَمْنَعُ فِي مَوْضِعِ الْعَطَاءِ، فَكُلُّ مَنِ اسْتَفَادَ بِمَا يُعْطِي أَجْرًا أَوْ حَمْدًا فَهُوَ الْجَوَادُ، وَمَنِ اسْتَحَقَّ بِالْبُخْلِ ذَمًّا أَوْ عِقَابًا فَهُوَ الْبَخِيلُ.[1]

ترجمہ: سخاوت عمدہ اخلاق میں سے ہے اور بخیلی رذیل عادات میں سے ہے، سخی وہ نہیں جو بے موقع اور بے محل دے دے اور نہ ہی بخیل وہ شخص ہے جو منع کرنے کی جگہ پر دینے سے انکار کردے۔ بلکہ سخی وہ شخص ہے جو دینے کے مقام پر دے اور بخیل وہ شخص ہے جو دینے کے مقام پر نہ دے، ہر وہ شخص اپنی عطا سے اجر وثواب یا حمد وتعریف حاصل کرے وہ سخی ہے، اور جو اپنی بخل کی وجہ سے برائی اور سزا کا مستحق ہے وہ بخیل ہے۔

تین چیزیں جنت کے خزانوں میں سے ہیں

۱۶......حضرت عبدالعزیز ابن ابی رواد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[1] شعب الإيمان: الجود والسخاء، ج۱۳ ص۲۷۷، الرقم: ۱۰۳۳۲

ثَلاثَةٌ مِّنْ كُنُوْزِالْجَنَّةِ: كِتْمَانُ الْمَرَضِ وَكِتْمَانُ الصَّدَقَةِ وَكِتْمَانُ الْمَصَائِبِ. ❶

ترجمہ: تین چیزیں جنت کے خزانوں میں سے بتلائی جاتی ہیں: (۱) مرض کا چھپانا۔ (۲) صدقے کا چھپانا۔ (۳) مصائب کا چھپانا۔

اسلافِ امت کا مہمانوں کے اکرام میں طرزِ عمل

۱۷...... محمد بن زیاد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ السَّلَفَ، وَإِنَّ الْقَوْمَ لَيَكُونُونَ فِي الْمَنْزِلِ الْوَاحِدِ بِأَهْلِهَا، فَرُبَّمَا نَزَلَ عَلَى بَعْضِهِمْ ضَيْفٌ، وَقِدْرُ بَعْضِهِمْ عَلَى النَّارِ فَيَأْخُذُهَا صَاحِبُ الضَّيْفِ فَيَفْتَقِدُ الْقِدْرَ، فَيَقُولُ صَاحِبُهَا مَنْ أَخَذَ الْقَدْرَ؟ قَالَ صَاحِبُ الضَّيْفِ: نَحْنُ أَخَذْنَاهَا لِضَيْفِنَا، قَالَ: فَيَقُولُ صَاحِبُ الْقِدْرِ: بَارَكَ اللَّهُ لَكُمْ فِيهَا أَوْ كَلِمَةً نَحْوَ هَذَا. ❷

ترجمہ: میں نے سلف کو پایا ہے کہ وہ لوگ اپنے گھر والوں سمیت ایک منزل میں ٹھہرے ہوئے ہوتے، بسا اوقات انکے بعض کے پاس کوئی مہمان آجاتا اور بعض ان میں سے اپنی ہنڈیا آگ پر چڑھائے ہوئے ہوتے، مگر جسکا مہمان ہوتا وہ آکر اس ہنڈی کو لیجاتا (اپنے مہمان کے لیے) اور ہنڈیا کا مالک پوچھتا: میری ہنڈیا کس نے لے لی ہے؟ چنانچہ مہمان والا اس سے کہتا: ہم نے اپنے مہمان کے لیے لی ہے، تو ہنڈیا کا مالک (بجائے ناراض ہونے کے) اس سے کہتا کہ اللہ تمھارے لیے اسمیں برکت دے یا اس جیسا کوئی دوسرا کلمہ کہتا۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكوة، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۲۲۶

❷ شعب الإيمان: الجود والسخاء، ج ۱۳ ص ۳۰۹، الرقم: ۱۰۳۷۸

مسجد کی سبیل سے ہر شخص پانی پی سکتا ہے

۱۸......امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لاَ نَرى بَأْسًا بِشُرْبِ الْمُؤمِنِ مِنَ الْمَاءِ الَّذِیْ یَتَصَدَّقُ بِهِ وَیُسْقِیْ فِی الْمَسْجِدِ لِأَنَّهُ إِنَّمَا جُعِلَ لِلْعَطْشَانِ مَنْ كَانَ وَلَمْ یَرُدَّ بِهِ أَهْلُ الْحَاجَةِ وَالْمَسْكَنَةِ عَلَى الْخُصُوْصِ. ❶

ترجمہ: اگر کوئی مالدار شخص وہ پانی پی لے جو کسی نے صدقے کی نیت سے مسجد میں رکھا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ اس نے پیاسوں کے لیے سبیل لگائی ہے، چاہے وہ پیاسے مالدار ہوں یا غریب ومسکین، یہ صرف خاص ضرورت مندوں کے لئے نہیں ہے۔

تین خوبصورت خصلتیں

۱۹......حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ یُدْرِكْ عِنْدَنَا مَنْ أُدْرِكَ بِكَثْرَةِ صِیَامٍ وَلَا صَلَاةٍ، وَإِنَّمَا أُدْرِكَ بِسَخَاءِ الْأَنْفُسِ، وَسَلَامَةِ الصَّدْرِ، وَالنُّصْحِ لِلْأُمَّةِ. ❷

ترجمہ: ہمارے ہاں (یعنی اہل تصوف کے ہاں) جس نے جو بھی کچھ پایا اس نے نہ روزوں کی کثرت کی وجہ سے اور نہ ہی نمازوں کی کثرت سے کچھ پایا ہے، بلکہ جو کچھ پایا ہے اس نے سخاوت نفس اور دل کی صفائی اور امت کی خیر خواہی کرنے سے پایا ہے۔

بخیل کے ساتھ نشست وبرخاست دل کو سخت کردیتی ہے

۲۰......حضرت بشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ إحیاء علوم الدین: کتاب أسرار الزکوۃ، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۲۲۶

❷ شعب الإیمان: الجود والسخاء، ج ۱۳ ص ۳۱۶، رقم الحدیث: ۱۰۳۹۲

اَلنَّظَرُ إِلَى الْأَحْمَقِ سَخنَةُ عَيْنٍ،وَالنَّظَرُ إِلَى الْبَخِيلِ يُقَسِّى الْقَلْبَ. ❶

ترجمہ: احمق آدمی کی طرف دیکھنا آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے اور بخیل کی طرف دیکھنا دل کو سخت کر دیتا ہے۔

صدقہ دینے والا ثواب کا زیادہ محتاج ہے

۲۱......امام شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَرَ نَفْسَهُ إِلَى ثَوَابِ الصَّدَقَةِ أَحْوَجُ مِنَ الْفَقِيْرِ إِلَى صَدَقَتِهِ فَقَدْ أَبْطَلَ صَدَقَتَهُ وَضَرَبَ بِهَاوَجْهَهُ. ❷

ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں ثواب کا اس قدر محتاج نہیں ہوں جس قدر فقیر میرے صدقے کا محتاج ہے تو اس کا صدقہ قبول نہیں ہوگا بلکہ اس کے منہ پر مار دیا جائے گا۔

اللہ کے نام پر عیب دار چیز صدقہ نہ کرو

۲۲......امام نخعی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں:

إِذَاكَانَ الشَّيْءُ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَايَسُرُّنِيْ أَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ عَيْبٌ. ❸

ترجمہ: جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے لیے دی جائے تو مجھے یہ بات اچھی نہیں معلوم ہوتی کہ وہ عیب دار ہو۔

خفیہ صدقہ خیرات کرنے کے فوائد

شریعت کا حکم یہ ہے کہ حتی الامکان خفیہ صدقہ کیا جائے، اس میں اخلاص بھی زیادہ ہوتا ہے اور سائل کی عزتِ نفس کا بھی خیال ہوتا ہے، امام غزالی رحمہ اللہ نے خفیہ صدقہ

❶ شعب الإيمان: الجود والسخاء، ج۱۳ ص ۳۲۲، رقم الحديث: ۱۰۴۰۸

❷ إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكوة، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۲۲۶

❸ إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكوة، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۲۲۶

کے تین اہم فوائد نقل کیے ہیں:

پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح لینے میں لینے والے کا پردہ رہتا ہے، اگر علی الاعلان لے گا تو مروت وشرافت پر ضرب پڑے گی اور اس کا محتاج ہونا ظاہر ہو جائے گا اور اس سے عزتِ نفس مجروح ہوتی ہے۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح لینے سے لوگوں کے قلوب اور زبانیں محفوظ رہیں گی۔ مطلب یہ ہے کہ ظاہر کر کے لینے سے بعض لوگ حسد کرتے ہیں اور دل ہی دل میں جلتے ہیں۔ بعض لوگ لینے والے پر نکیر بھی کرتے ہیں کہ بلا ضرورت زکوۃ لے لی یا ضرورت سے زیادہ لے لی۔ غیبت، بدگمانی اور حسد کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتے ہیں۔ لوگوں کو ان گناہوں سے محفوظ رکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نئے کپڑے اس لیے نہیں پہنتا کہ میرے پڑوسیوں کے دلوں میں جذبہ حسد پیدا نہ ہو جائے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں بہت سی چیزیں محض اس لیے استعمال نہیں کرتا کہ میرے بھائی یہ نہ کہنے لگیں کہ یہ چیزیں ان کے پاس کہاں سے آئی ہیں؟ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے ایک روز نئی قمیص زیب تن کی ان کے کسی بھائی نے دریافت کیا کہ یہ قمیص کہاں سے آئی ہے؟ فرمایا کہ یہ قمیص مجھے میرے بھائی خیثمہ نے پہنائی ہے۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ ان کے بھائی یہ بات جان گئے ہیں تو میں ہرگز قبول نہ کرتا۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس طرح دینے والے کی خفیہ اعمال پر اعانت ہوتی ہے، اس لیے کہ دینے میں اظہار سے زیادہ اخفاء کا ثواب ہے، کسی نیک کام کی تکمیل پر اعانت کرنا بھی نیکی میں داخل ہے۔ یہ اخفاء اس وقت ممکن ہے جب کہ دونوں فریق (لینے والا اور دینے والا) اس کے لیے آمادہ ہوں۔ اگر لینے والا حال ظاہر کر دے تو دینے والے

کا معاملہ مخفی نہیں رہ سکتا۔

کسی شخص نے ایک عالم کی خدمت میں لوگوں کے سامنے کوئی چیز پیش کی، عالم نے لینے سے انکار کر دیا۔ کسی دوسرے شخص نے چھپا کر کوئی چیز پیش خدمت کی، آپ نے قبول کر لی۔ لوگوں نے عرض کیا: اس فرق کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: دوسرے شخص نے چھپا کر دینے میں صدقات کے آداب کا خیال رکھا، اس لیے میں نے بھی قبول کر لینا مناسب خیال کیا، پہلے شخص نے اپنے عمل میں سوءِ ادب کا معاملہ کیا اس لیے میں نے اس کا صدقہ لینے سے انکار کر دیا۔

کسی شخص نے ایک درویش کی خدمت میں کوئی چیز مجمع عام میں نذر کی، درویش نے لینے سے انکار کر دیا، اس شخص نے کہا: اللہ کی دی ہوئی نعمت کو کیوں ٹھکراتے ہو؟ درویش نے کہا: جو چیز اللہ تعالیٰ کے لیے تھی اس میں تو نے دوسرے کو شریک کر لیا اور صرف خدا تعالیٰ کی نگاہِ التفات پر اکتفاء نہیں کیا، میں نے تیرا شریک تجھے واپس کر دیا۔

ایک بزرگ نے مجمع عام میں دی ہوئی چیز نہیں لی اور جب وہ چیز خفیہ طور پر دی گئی تو قبول کر لی، دینے والے کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تو نے مجمع عام میں دے کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی، میں قبول کر کے اس معصیت پر تیرا معاون نہیں بننا چاہتا تھا۔ خفیہ طور پر دینے میں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، اس لیے میں نے بھی نیکی پر تیری معاونت ضروری سمجھی۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ فلاں شخص اپنے صدقات کا اظہار نہیں کرتا نہ لوگوں سے کہتا پھرتا ہے تو میں اس شخص کا صدقہ قبول کر لیتا ہوں۔ [1]

---

[1] إحياء علوم الدين: كتاب أسرار الزكوة، الفصل الرابع، ج ۱ ص ۲۲۷

حضراتِ صحابہ کرام کا صدقہ وسخاوت

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا اللہ کی راہ میں خوب مال خرچ کرنا

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس مال تھا میں نے کہا اگر میں کبھی ابوبکر سے سبقت حاصل کرسکتا ہوں تو آج میں ان سے سبقت حاصل کرکے رہوں گا۔ لہٰذا اس خیال کے تحت میں اپنا نصف مال لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ سو میں نے عرض کیا: اتنا ہی اور ہے یعنی نصف مال۔ جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے پاس موجود سارا مال ومتاع لے کر حاضر خدمت ہوگئے:

فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟ قَالَ أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قُلْتُ لاَ أُسَابِقُكَ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا. ❶

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر سے دریافت فرمایا اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے لیے میں اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا: میں کبھی بھی آپ سے کسی چیز میں سبقت حاصل نہیں کرسکتا۔

ہجرت کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارا مال ساتھ لے گئے

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے

❶ سنن أبی داود: کتاب الزکاة، باب الرخصة فی ذلک، رقم الحدیث: ۱۶۷۸ / سنن الترمذی: أبواب المناقب، باب مناقب أبی بکر الصدیق، رقم الحدیث: ۳۶۷۵ / حلیة الأولیاء: ترجمة: ابوبکر صدیق، ج ۱ ص ۳۲

ہمراہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے نکلے، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال جو پانچ چھ ہزار درہم بنتا تھا بھی ساتھ لے لیا اور روانہ ہوگئے، تھوڑی دیر بعد ہمارے دادا ابوقحافہ آ گئے، ان کی بینائی جا چکی تھی، وہ کہنے لگے: ''وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاهُ قَدْ فَجَعَكُمْ بِمَالِهِ مَعَ نَفْسِهِ'' میرا خیال ہے کہ وہ اپنے ساتھ ہی اپنا سارا مال بھی لے گیا ہے۔ میں نے کہا: ''كَلَّا يَا أَبَهْ! إِنَّهُ قَدْ تَرَكَ لَنَا خَيْرًا كَثِيرًا'' ابا جان! نہیں وہ تو ہمارے لئے بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں۔

یہ کہہ کر میں نے کچھ (چھوٹے چھوٹے پتھر دراہم اور دینار کے شکل) لئے اور انہیں گھر کے ایک طاقچے میں جہاں میرے والد اپنا مال رکھتے تھے، رکھ دیا اور ان پر ایک کپڑا ڈال دیا، پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا: ابا جان! اس مال پر اپنا ہاتھ رکھ کر دیکھ لیجئے، انہوں نے اس پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ اگر وہ تمہارے لئے یہ چھوڑ گئے ہیں تو کوئی حرج نہیں اور اس نے بہت اچھا کیا اور تم اس سے اپنی ضروریات کی تکمیل کر سکو گے، حالانکہ والد صاحب کچھ بھی نہیں چھوڑ کر گئے تھے، میں نے اس طریقے سے صرف بزرگوں کو اطمینان دلایا تھا۔ ❶

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمین اللہ کی راہ میں دینا

اس آیت ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران: ۹۲) (ترجمہ: جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کروگے ہرگز بھلائی نہیں پاؤگے۔) کے نازل ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ هُوَ أَنْفَسُ

❶ مسند أحمد: مسند النساء، ج ۴۴ ص ۵۲۰، رقم الحديث: ۲۶۹۵۷

عِنْدِی مِنْهُ،فَمَا تَأْمُرُنِی بِهِ؟ قَالَ:إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا، وَتَصَدَّقْتَ بِهَا. ❶

ترجمہ: مجھے اپنے تمام مال میں سب سے زیادہ پسندیدہ مال خیبر کی زمین کا حصہ ہے، میں اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے وقف کردو، اصل روک لو، اور پھل وغیرہ اللہ کی راہ میں دے دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پینتیس ہزار درہم کا کنواں خرید کر صدقہ کرنا

حضرت بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب مہاجرین مدینہ آئے تو ان کو یہاں کا پانی موافق نہ آیا۔ بنو غِفّار کے ایک آدمی کا کنواں تھا جس کا نام رُومہ تھا، وہ اس کنویں کے پانی کی ایک مَشک ایک مُدّ (تقریباً ۱۴ چھٹانک) میں بیچتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں والے سے فرمایا: "بِعْنِیها بِعَیْنٍ فِی الْجَنَّةِ" تم میرے ہاتھ یہ کنواں بیچ دو تمھیں اس کے بدلہ میں جنت میں ایک چشمہ ملے گا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ! میرے اور میرے اہل وعیال کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے اس لیے میں نہیں دے سکتا۔ یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی، تو انھوں نے وہ کنواں پینتیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ! "أَتَجْعَلُ لِی مِثْلَ الَّذِی جَعَلْتَهُ له عَیْنًا فِی الْجَنَّةِ إِنِ اشْتَرَیْتُهَا؟ " جیسے آپ نے اس سے جنت کے چشمے کا وعدہ فرمایا، تو کیا اگر میں اس کنویں کو خرید لوں تو مجھے بھی جنت میں وہ چشمہ ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں، بالکل ملے گا۔ حضرت عثمان نے فرمایا: " قَدِ اشْتَرَیْتُهَا، وَجَعَلْتُهَا لِلْمُسْلِمِینَ"، میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے صدقہ کردیا ہے۔ ❷

❶ صحیح مسلم : کتاب الهبات، باب الوقف، رقم الحدیث: ۱۶۳۲

❷ المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۲ ص ۴۱، رقم الحدیث: ۱۲۲۶

حیرت انگیز سخاوت پر لسانِ نبوت سے بشارت

حضرت عبد الرحمٰن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور جیش عسرہ (غزوہ تبوک میں جانے والے لشکر) پر خرچ کرنے کی ترغیب دی، تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا: کجاوے اور پلان سمیت سو اونٹ میرے ذمہ ہیں یعنی میں دوں گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے ایک سیڑھی نیچے تشریف لائے اور پھر خرچ کرنے کی ترغیب دی، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر کہا کجاوے اور پلان سمیت سو اونٹ میرے ذمہ ہیں۔ حضرت عبد الرحمٰن کہتے ہیں:

فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِيَدِهِ هَكَذَا يُحَرِّكُهَا وَأَخْرَجَ عَبْدُ الصَّمَدُ يَدَهُ كَالْمُتَعَجِّبِ مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذَا. (۱)

ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (حضرت عثمان کے اتنا زیادہ خرچ کرنے پر بہت خوش ہیں اور خوشی کی وجہ سے) ہاتھ کو ایسے ہلا رہے ہیں جیسے تعجب وحیرانی میں انسان ہلایا کرتا ہے۔ اس موقعہ پر عبد الصمد راوی نے سمجھانے کے لیے اپنا ہاتھ باہر نکل کر ہلا کر دکھایا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اگر اتنا زیادہ خرچ کرنے کے بعد عثمان کوئی بھی (نفل) عمل نہ کرے تو ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پچاس ہزار درہم کا قرضہ معاف کر دینا

ایک مرتبہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پچاس ہزار کی رقم کے مقروض تھے۔ ایک دن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل رہے تھے تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میں نے مال کا بندوبست

(۱) حلية الأولياء: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۵۸ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۶۰

کرلیا آپ اپنی رقم لے لیجئے ،حضرت عثمان نے فرمایا:
اے ابو محمد! یہ رقم میں نے تم کو دے دی اپنی ضرورت پر خرچ کرو۔ ❶

سخاوت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان کے لیے دعائیں کرنا

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے ۔ لوگوں کو (سخت بھوک کی) مشقت اٹھانی پڑی (جس کی وجہ سے)میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار اور منافقوں کے چہروں پر خوشی کے آثار دیکھے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ بات دیکھی تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! سورج غروب ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالی آپ لوگوں کیلئے رزق بھیج دیں گے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ضرور پوری ہوگی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چودہ اونٹنیاں کھانے کے سامان سے لدی ہوئی خریدیں اوران میں سے نو اونٹنیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اونٹنیاں دیکھیں تو فرمایا وہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو ہدیہ میں بھیجی ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے زیادہ خوش ہوئے کہ خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر محسوس ہونے لگے اور منافقوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار ظاہر ہونے لگے:

فَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ يَدْعُوْ لِعُثْمَانَ دُعَاءً مَاسَمِعْتُهُ دُعَالِأَحَدٍقَبْلَهُ وَلَابَعْدَهُ بِمِثْلِهِ:اَللّٰهُمَّ أَعْطِ

❶تاريخ مدينة دمشق:ترجمة:طلحة بن عبيد الله، ج۲۵ ص ۱۰۳

عُثْمَانَ، اَللّٰهُمَّ افْعَلْ لِعُثْمَانَ. ❶

ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور حضرت عثمان کیلئے ایسی زبر دست دعا کی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی کیلئے ایسی دعا کرتے ہوئے سنا، اے اللہ! عثمان کو (یہ اور یہ) عطا فرما اور عثمان کے ساتھ ایسا اور ایسا معاملہ فرما۔

ایک ہزار اونٹوں پر لدا ہوا ساز وسامان صدقہ کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں قحط پڑا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مخاطبین سے فرمایا: تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تنگی دور کردیں گے، تو صبح ہی ایک قاصد نے خبر دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا لایا ہے، صبح کو غلہ کے تاجر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دروازے پر دستک دی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے جس کے دونوں کنارے مونڈھوں پر پڑے ہوئے تھے، تاجروں سے کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ تاجروں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار اونٹ، گیہوں اور کھانا آپ کا آیا ہے، آپ اسے ہمارے ہاتھ فروخت کردیں تا کہ فقرائے مدینہ کی تنگی رفع ہو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو اندر بلایا، جب وہ لوگ اندر گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں غلہ کا بڑا ڈھیر رکھا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ میرے ملک شام سے آئے غلہ

❶ المعجم الأوسط: ج۷ ص۱۹۵، رقم الحديث: ۷۲۵۵/ قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۹/ ۹۲): رواه الطبراني في الأوسط والكبير باختصار وإسناده حسن

پر کس قدر نفع دو گے؟ ان لوگوں نے کہا دس کے بارہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور زیادہ دو، ان لوگوں نے کہا دس کے چودہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور زیادہ دو، تو ان لوگوں نے کہا دس کے پندرہ، حضرت عثمان نے فرمایا اور زیادہ، ان لوگوں نے کہا:

مَنْ زَادَکَ وَنَحْنُ تُجَّارُ الْمَدِیْنَةِ؟قَالَ: زَادَنِي بِكُلِّ دِرْهَمٍ عَشَرَةٌ عِنْدَكُمْ زِيَادَةٌ ؟قَالُوا: لَا، قَالَ: فَأُشْهِدُكُمْ مَعْشَرَ التُّجَّارِ أَنَّهَا صَدَقَةٌ عَلَى فُقَرَاءِ الْمَدِيْنَةِ. ❶

ترجمہ: ہم لوگ تجارِ مدینہ ہیں (سب موجود ہیں) اس سے زیادہ کوئی آپ کو نہ دے گا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ کو ایک درہم پر دس درہم نفع میں دو گے؟ انہوں نے کہا: نہیں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہِ تجار! تم لوگ گواہ رہنا کہ میں نے فقراء مدینہ کو تمام غلہ صدقہ میں دے دیا۔ (یعنی رب العالمین مجھے ایک درہم کے بدلے دس عطا فرمائیں گے۔)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دس پر پندرہ مل رہے تھے مگر جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ پریشانی میں ہیں، تنگی میں ہیں، تو اپنا نفع تو کیا قیمت خرید بھی رہنے دی اور تمام غلہ صدقہ کر دیا، جب ہمارے پاس کوئی چیز ہو اور دوسروں کو اس کی ضرورت ہو تو ہمیں دوسروں کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے، ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں۔ دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رب العالمین کے نام پر دے دیا جو ایک کے بدلے دس عطا فرماتا ہے۔ یہ آج کا کوئی تاجر ہوتا تو ذخیرہ اندوزی کر کے جب خوب قحط بڑھ جاتا تو مہنگے داموں میں فروخت کرتا، لیکن یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

❶ الرياض النضرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج۳ ص ۴۴

تھے کہ ایک دن میں ہزار اونٹوں پر لدا ہوا سامان صدقہ کر دیا۔

حسن وجمال اور حیرت انگیز سخاوت

ابن سعید بن یربوع مخزومی فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں گیا ایک شیخ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) حسن الوجہ سوئے ہوئے تھے، ان کے سر کے نیچے اینٹ تھی یا اینٹ کا ٹکڑا تھا، میں کھڑا کا کھڑا رہ گیا، ان کی طرف دیکھتا تھا اور ان کے حسن وجمال سے متعجب وحیران تھا، انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا اے لڑکے! تم کون ہو؟ میں نے انہیں اپنے متعلق بتلایا، ان کے قریب ایک لڑکا سویا ہوا تھا، آپ نے اسے بلایا مگر اس نے جواب نہ دیا، آپ نے مجھے فرمایا: اسے بلاؤ، تو میں نے اسے بلایا، تو آپ نے اسے کوئی حکم دیا اور مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ، وہ لڑکا چلا گیا اور ایک حلہ میں ایک ہزار درہم لے کر واپس آ گیا، مجھے وہ حلہ (جوڑا) پہنا دیا اور ہزار درہم اس (جوڑے کی جیب میں) ڈال دیئے۔

میں اپنے باپ کے پاس آیا اور انہیں اس واقعہ کی خبر دی، انہوں نے کہا تیرے ساتھ یہ (حسن سلوک اور جود وکرم) کس نے کیا؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا، میں تو اتنا جانتا ہوں کہ وہ مسجد میں سو رہا تھا، اور میں نے اس سے زیادہ صاحب حسن وجمال کبھی نہیں دیکھا، میرے والد نے کہا وہ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❶

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اونٹوں کا ریوڑ اور دو غلام دینا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جب مدینہ سے باہر رہنے کا ارادہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار فرما دیا، لیکن

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ٣٩، ص ٢٢٩ / مختصر تاريخ مدينة دمشق: ج ١٦ ص ١٦٥

جب ان کا اصرار بڑھا تو اجازت دے دی:

فَخَطَّ بِهَا مَسْجِدًا، وَأَقْطَعَهُ عُثْمَانُ صِرْمَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَاهُ مَمْلُوكَيْنِ، وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ: أَنْ تَعَاهَدِ الْمَدِينَةَ حَتَّى لَا تَرْتَدَّ أَعْرَابِيًّا، فَفَعَلَ. (1)

ترجمہ: اور جاتے ہوئے انہیں اونٹوں کا ایک ریوڑ بھی دیا اور دو غلام بھی دیئے اور انہیں بھی کہا کہ تم مدینہ آیا جایا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بالکل اعرابی بن جاؤ، چنانچہ ابوذر رضی اللہ عنہ ربذہ چلے گئے اور ایک مسجد بنائی اور مدینہ تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اپنے ساتھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے محبت کا عالم دیکھئے کہ پہلے تو روک رہے ہیں مگر جب وہ رکنے کے لیے تیار نہیں ہوئے تو ان کا کتنا اکرام کیا، اور سخاوت کی عجیب مثال قائم کردی، اگر ہمارے پاس بھی مال و دولت ہو تو اپنے ساتھیوں پر خرچ کرنا چاہیے۔ فرمایا: مدینہ آتے رہو تو حضور کا حقِ محبت بھی ادا ہو اور لوگ بھی آپ سے دین سیکھتے رہیں۔ حضور کا ہر صحابی چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح راہِ ہدایت ہے، آپ کی زندگی سے اخلاص وللّٰہیت، زہد وتقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی اور استغناء کا درس سیکھنا چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے مثال سخاوت

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں فاقہ تھا، کھانے کو کوئی چیز میسر نہیں تھی، آپ نے اس موقعہ پر ایک رات کسی کے باغ کو پانی سینچ کر ڈالنے کی مزدوری کی، اور اس کام پر صبح کو باغ والے نے کچھ ''جو'' دیے، آپ اس کو لے کر آئے اور گھر میں اس ''جو'' کے تین حصے بنا کر ایک حصہ چکی میں پسوایا اور اس سے خزیرہ نام کا ایک کھانا پکایا تھا، اور کھانے کے لیے بیٹھے تو ایک مسکین آیا اور دستک دی کہ اللہ کے نام پر کچھ دے

(1) تاريخ الطبري: سنة ثلاثين، ج ۴ ص ۲۸۴

دو آپ نے اور گھر کے افراد نے وہ سارا کھانا مسکین کو دے دیا، پھر باقی آٹے میں سے کچھ نکال کر پکایا اور کھانے بیٹھے تو ایک یتیم آیا کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو، آپ نے یہ کھانا بھی اللہ کے نام پر اس یتیم کو دے دیا، اور آٹے کے آخری بچے ہوئے حصہ کو لے کر اس کو پکایا، اور کھانے بیٹھے تو ایک قیدی آیا اور سوال کیا، آپ نے یہ بھی اللہ کے نام پر دے دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ (الدھر: ۸)

ترجمہ: وہ اللہ کی محبت میں مسکین ویتیم وقیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ❶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک ضرورت مند کے مقام سے آگاہ ہو کر خوب سخاوت کرنا

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک ضعیف البدن آدمی آ گھسا، آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور پیشانی ابھری ہوئی تھی اور فقر وحاجات اور افلاس و بھوک کے آثار اس پر ظاہر ہو رہے تھے اور جو کپڑے اس نے پہن رکھے تھے اس میں بے شمار پیوند لگے ہوئے تھے، آہستہ آہستہ قریب آیا اور آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا، اس کے ہونٹ مارے حیاء کے کانپ رہے تھے، پھر اس نے اپنے اوپر ضبط کرنے کے بعد بارگاہِ خلافت میں اپنی نحیف آواز کے ساتھ عرض کیا: یا امیر المومنین! میں ضرورت مند ہوں، میں نے اپنی حاجت آپ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے بارگاہِ الٰہی میں بھی پیش کی ہے، اگر آپ میری حاجت روائی کریں گے تو میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور آپ کا شکریہ ادا کروں گا، اور اگر آپ نے میری حاجت پوری نہ کی تو میں اللہ کی تو تعریف کروں گا اور آپ کا عذر قبول کروں گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا: یہ بات

---

❶ أسباب النزول للواحدی ص: ۴۷۰

زمین پر لکھو، کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میں تیرے چہرے پر سوال کی ذلت دیکھوں، اس آدمی نے زمین پر لکھ دیا کہ میں حاجت مند ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوڑا (کپڑوں کا) پیش کیا جائے، جوڑا لایا گیا، آپ نے وہ جوڑا اس آدمی کو پہنا دیا، پھر اس آدمی نے یہ اشعار کہے:

كَسَوْتَنِي حُلَّةً تَبْلَى مَحَاسِنُه فَسَوْفَ أَكْسُوكَ مِنْ حُسْنِ الثَّنَا حُلَلَا إِنْ
نِلْتَ حَسَن ثَنَائِي نِلْتَ مَكْرُمَةً وَلَسْتَ أَبْغِي بِمَا قَدْ قُلْتُهُ بَدَلَا إِنَّ
الثَّنَاءَ لَيُحْيِي ذِكْرَ صَاحِبِهِ كَالْغَيْثِ يُحْيِي نَدَاهُ السَّهْلَ وَالْجَبَلَا
لَا تَزْهَدِ الدَّهْرَ فِي خَيْرٍ تُوَاقِعُهُ فَكُلُّ عَبْدٍ سَيُجْزَى بِالَّذِي عَمِلَا

ترجمہ: آپ نے مجھے کپڑوں کا ایسا جوڑا پہنایا جس کی خوبیاں پرانی ہو جائیں گی لیکن میں آپ کو حسن تعریف کے جوڑے پہناؤں گا، اگر آپ کو میری حسن تعریف حاصل ہوئی تو آپ نے عزت کی چیز کو حاصل کیا اور جو کچھ میں نے کہا ہے آپ اس کا بدل نہیں ڈھونڈیں گے، کسی کی تعریف اس ممدوح کے ذکر کو زندہ رکھتی ہے جیسے شیر کی آواز میدانوں میں اور پہاڑوں میں زندہ رہتی ہے، تو کبھی بھی خیر کے کام سے بے رغبت نہ ہو جس کی تجھے توفیق ملے، کیونکہ ہر بندے کو اس کے عمل کا بدلہ ملنے والا ہے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے اشعار سنے تو فرمایا:

عَلَيَّ بِالدَّنَانِيرِ فَأُتِيَ بِمِائَةِ دِينَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ، قَالَ الْأَصْبَغُ: فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! حُلَّةً وَمِائَةَ دِينَارٍ؟ قَالَ: نَعَمْ! سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ. وَهَذِهِ مَنْزِلَةُ هَذَا الرَّجُلِ عِنْدِي. ❶

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: على بن أبى طالب، ج ۴۲ ص ۵۲۳ / البداية والنهاية: سنة أربعين من الهجرة، ج ۸ ص ۹

ترجمہ: اشرفیاں لاؤ، چنانچہ سو دینار لائے گئے، آپ نے اس فقیر کو دے دیئے، اصبغ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ نے اس کو جوڑا اور سو دینار دے دیے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے لوگوں کو ان کے درجات پر اتارو، میرے نزدیک اس آدمی کا یہی مرتبہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا راہِ خدا میں سونا چاندی خرچ کرنا

ابن التیاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے امیر المومنین! بیت المال زرد اور سفید مال سے بھر گیا ہے، (یعنی سونے اور چاندی سے) حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً اٹھے اور ابن التیاح کا سہارا لیے اور بیت المال پہنچے، یہاں پہنچ کر آپ نے سونے چاندی کو الٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمایا:

يَا صَفْرَاءُ، يَا بَيْضَاءُ، غُرِّى غَيْرِى هَاوَهَا، حَتَّى مَا بَقِىَ فِيهِ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، ثُمَّ أَمَرَ بِنَضْحِهِ وَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. (1)

ترجمہ: اے زرد مال! اے سفید مال! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے، اس کے بعد آپ نے وہ مال مسلمانوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا حتی کہ بیت المال میں ایک درہم یا ایک دینار بھی باقی نہ رہا، پھر آپ نے اس جگہ کو صاف کرنے اور پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور پھر وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مال وزر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک غلام تھے جس کا نام قنبر تھا، وہ ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ناصحانہ انداز میں کہا: اے امیر المؤمنین! آپ

---

(1) فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: أخبار أمير المؤمنين علی بن أبی طالب، ج ۱ ص ۵۳۱، الرقم: ۸۸۴

تو کچھ باقی نہیں چھوڑتے، آپ کے اہلِ خانہ کا بھی اس مال میں حصہ ہے، میں نے آپ کے لیے ایک چیز چھپا رکھی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حیرت سے پوچھا: وہ کیا ہے؟ قنبر نے کہا کہ میرے ساتھ چلیے، قنبر آگے بڑھے، امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے حتی کہ ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے، اس میں ایک دیوار کے نیچے بڑی بوری سی رکھی ہوئی تھی جسے ایک چادر سے ڈھانپا گیا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کھولا تو پتہ چلا کہ یہ سونے اور چاندی کے برتنوں سے بھری ہوئی ہے جس پر سونا جڑا ہوا ہے، جب دیکھا تو فرمایا:

ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، لَقَدْ أَرَدْتَّ أَنْ تَدْخُلَ بَيْتِيْ نَاراً عَظِيْمَةً، ثُمَّ جَعَلَ يَزِنُهَا وَيُعْطِيْ كُلَّ عَرِيْفٍ بِحِصَّتِهٖ ثُمَّ قَالَ: لَاتَغِرِّيْنِيْ، وَغُرِّيْ غَيْرِيْ هٰذَا. ❶

ترجمہ: تیرا ناس ہو! تم تو میرے گھر میں ایک بڑی آگ داخل کرنا چاہتے ہو، پھر ان برتنوں کا وزن کرتے گئے اور لوگوں میں تقسیم کرتے گئے، اور ساتھ ساتھ یہ فرما رہے تھے، اے دنیا! جا! کسی اور کو جا کر دھوکہ دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اللہ کی راہ میں ہر طرح سے مال خرچ کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا: اے ابن عباس! یہ آیت کریمہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے "**اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً**" (البقرة: ۲۷۴) تو آپ نے فرمایا:

نَزَلَتْ فِيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ كَانَتْ عِنْدَهُ أَرْبَعَةُ دَرَاهِمَ، فَأَنْفَقَ بِاللَّيْلِ وَاحِدًا، وَبِالنَّهَارِ وَاحِدًا، وَفِي السِّرِّ وَاحِدًا، وَفِي الْعَلَانِيَةِ وَاحِدًا. ❷

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علی بن أبی طالب، ج ۴۲ ص ۴۷۸ / مختصر تاريخ مدينة دمشق لابن منظور: ج ۱۸ ص ۵۸

❷ المعجم الكبير للطبرانی: ج ۱۱ ص ۹۷، رقم الحديث: ۱۱۱۶۴

ترجمہ: یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی، ان کے پاس چار درہم تھے، ایک درہم رات کے وقت خرچ کیا، ایک درہم دن کے وقت خرچ کیا، اور ایک پوشیدہ طور پر اور ایک اعلانیہ طور پر (اللہ کی راہ) میں خرچ کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی سخاوت

ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس شہر بصرہ کے چند علماء آئے، اس وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ کے گورنر تھے، انھوں نے کہا کہ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب رہتے ہیں جو صوام وقوام یعنی دن بھر روزہ رکھنے والے اور رات بھر نماز پڑھنے والے بڑے عابد وزاہد اور اللہ والے ہیں، ہم میں سے ہر شخص کی خواہش ہے کہ ان جیسے بن جائیں، انہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنے ایک غریب بھتیجے سے کر دیا ہے، اور وہ اس قابل نہیں کہ اپنی بیٹی کی رخصتی کا انتظام کرسکیں۔ یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ان علماء کو اپنے گھر لے گئے اور ایک صندوق کھول کر اس میں سے درہموں کی چھ تھیلیاں نکالیں اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ، پھر کہنے لگے کہ ٹھہرو، یہ کوئی انصاف کی بات نہیں کہ ہم ایک شخص کی عبادت میں خلل ڈال دیں، لہٰذا مجھے بھی ساتھ لیتے چلو تاکہ ہم سب اس کی بیٹی کی رخصتی میں اس کی مدد کریں:

فَلَيْسَ لِلدُّنْيَامِنَ الْقَدْرِ مَايَشْغَلُ مُؤْمِناًعَنْ عِبَادَةِ رَبِّه وَمَابِنَامِنَ الْكِبْرِ مَالَا نَخْدِمُ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ. ❶

ترجمہ: دنیا اتنی قابل قدر نہیں کہ مؤمن کی عبادت میں اس سے خلل ڈالا جائے، اور نہ ہم اتنے بڑے کہ اولیاء اللہ کی خدمت نہ کریں۔

چالیس ہزار دراہم، بیس غلام اور گھر کی سخاوت

ایک مرتبہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج۳ ص ۲۴۸

پاس بصرہ آئے، انہوں نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کیلئے گھر فارغ کر دیا اور کہا:

لَأَصْنَعَنَّ بِکَ کَمَا صَنَعْتَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: كَمْ عَلَيْكَ مِنَ الدَّيْنِ؟ قَالَ: عِشْرُونَ أَلْفًا، قَالَ: فَأَعْطَاهُ أَرْبَعِينَ أَلْفًا وَعِشْرِينَ مَمْلُوكًا، وَقَالَ: لَکَ مَا فِي الْبَيْتِ. ❶

ترجمہ: میں آپ کے ساتھ وہی کروں گا جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا، اور کہا: آپ پر کتنا قرضہ ہے؟ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: بیس ہزار، راوی فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دیئے اور بیس غلام دیئے اور فرمایا: میرے گھر میں جو ہے سب تمھارا ہے۔

تین شخصوں کے احسان کا بدلہ میں نہیں دے سکتا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثَةٌ لَا أُكَافِئُهُمْ: رَجُلٌ وَسَّعَ لِي فِي الْمَجْلِسِ لَا أَقْدِرُ أَنْ أُكَافِئَهُ وَلَوْ خَرَجْتُ لَهُ مِنْ جَمِيعِ مَا أَمْلِکُ، وَالثَّانِي مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ بِالِاخْتِلَافِ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُكَافِئَهُ وَلَوْ قَطَرْتُ لَهُ مِنْ دَمِي، وَالثَّالِثُ لَا أَقْدِرُ أُكَافِئُهُ حَتَّى يُكَافِئَهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ عَنِّي مَنْ أَنْزَلَ بِي الْحَاجَةَ لَمْ يَجِدْ لَهَا مَوْضِعًا غَيْرِي. ❷

ترجمہ: تین شخصوں کو میں احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا، پہلا وہ شخص جو میرے لیے محفل میں وسعت کر کے جگہ بنا دے، میں اسکا بدلہ عطا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اگر چہ سب کچھ اسکو دے دوں جسکا میں مالک ہوں۔ دوسرا وہ شخص جسکے قدم میرے پاس

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب معرفة الصحابة رضی اللہ عنهم، ج۳ ص ۵۲۰، رقم الحدیث: ۵۹۳۶

❷ شعب الإیمان: الجود والسخاء، ج۱۳ ص ۱۱۳، الرقم: ۱۰۳۸۲

آمدورفت رکھنے کی وجہ سے غبار آلود ہوتے ہیں، میں اسکا بدلہ اتارنے کی طاقت نہیں رکھتا اگر چہ میں اس کے لیے اپنا خون بھی بہا دوں۔ تیسرا وہ شخص جسکے احسان کا بدلہ میں دے سکتا یہاں تک رب العالمین میری طرف سے بدلہ اتار کردے گا، وہ یہ جسکو کوئی ضرورت پیش آجائے اور وہ اپنی ضرورت میرے آگے پیش کردے اور میرے سوااس کے لیے اپنی حاجت پیش کرنے کی دوسری کوئی جگہ بھی نہ ہو۔

نیکی اور سخاوت بری موت سے بچاتی ہے

امام شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کثرت سے فرمایا کرتے تھے:

مَارَأَيْتُ أَحَدًاأَحْسَنْتُ إِلَيْهِ إِلَّا أَضَاءَ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ،وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا سَأَلْتُ إِلَيْهِ إِلَّا أَظْلَمَ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ،فَعَلَيْكَ بِالْإِحْسَانِ،وَاصْطِنَاعِ الْمَعْرُوفِ،فَإِنَّ ذَلِكَ يَقِي مَصَارِعَ السُّوءِ. ❶

ترجمہ: میں نے نہیں دیکھا کسی کو جسکی طرف میں نے احسان کیا ہو مگر میرے اور اسکے درمیان جو تعلق ہے وہ رات کو اس نے روشن کر دیا، اور میں نے نہیں دیکھا کسی کو جس سے میں سوال کیا ہو مگر میرے اور اسکے درمیان جو تعلق ہے وہ تاریک ہو گیا، لہذا آپ احسان کرنے اور از خود نیکی کرنے کو لازم کیجئے اور بھلائی کرنے کو، بے شک یہ چیز بری موت سے بچاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی سخاوت

ابان بن عثمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبیداللہ بن عباس کو پریشان اور ذلیل کرنے کے لیے یہ حرکت کی کہ قریش کے سرداروں کے پاس جا کر یہ کہا کہ

❶ شعب الإيمان: الجود والسخاء، ج ۱۳ ص ۳۲۵، الرقم: ۱۰۴۱۷

ابنِ عباس نے کل صبح کو آپ کی کھانے کی دعوت کی ہے۔ سب جگہ یہ پیغام پہنچا تا ہوا گیا۔ جب صبح کو کھانے کا وقت ہوا تو حضرت حضرت عبید اللہ بن عباس کے گھر اتنا مجمع اکٹھا ہو گیا کہ گھر بھر گیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ صورت پیش آئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سب کو بٹھایا اور بازار سے پھلوں کے ٹوکرے منگا کر ان کے سامنے رکھے کہ اس سے شغل کریں اور بات چیت شروع کر دی، اور بہت سے باورچیوں کو حکم دے دیا کہ کھانا تیار کیا جائے۔ ابھی وہ حضرات پھلوں کے کھانے سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ کھانا تیار ہو گیا، سب نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اس کے بعد حضرت عبید اللہ بن عباس نے اپنے خزانچیوں سے پوچھا: ''لِوُ کَلَائِهِ أَوْ مَوْجُوْدٌ لَنَاهٰذَا كُلُّ يَوْمٍ قَالُوْانَعَمْ قَالَ فَلْيَتَغَدَّ عِنْدَنَاهٰؤُلَاءِ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ''. کیا اتنی گنجائش ہے کہ ہم اس دعوت کے سلسلہ کو روزانہ جاری رکھ سکیں؟ انھوں نے عرض کیا کہ الحمد للہ ہے۔ آپ نے فرما دیا کہ اس مجمع کی روزانہ صبح کو ہمارے یہاں دعوت ہے، روز آجایا کریں۔ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فقراء کے بغیر کھانا نہ کھانا

حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیوی پر کچھ لوگ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ناراض ہوئے اوران سے کہا کہ کیا تم ان بڑے میاں پر ترس نہیں کھاتی ہو کہ یہ کمزور ہوتے جارہے ہیں (انھیں کچھ کھلایا پلایا کرو) انھوں نے کہا میں ان کا کیا کروں؟ جب بھی ہم ان کے لیے کھانا تیار کرتے ہیں تو وہ اور لوگوں کو بلا لیتے ہیں جو سارا کھانا کھا جاتے ہیں (یوں دوسروں کو

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص ۷۰۵/إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل و ذم حب المال، ج ۳ ص ۲۴۷

کھلا دیتے ہیں خود کھاتے نہیں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مسجد سے نکلتے تو کچھ غریب لوگ ان کے راستے میں بیٹھ جاتے تھے (جن کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ساتھ گھر لے آتے اور ان کو اپنے کھانے میں شریک کر لیتے) ان کی بیوی نے ان غریبوں کے پاس مستقل کھانا پہلے سے بھیج دیا اور ان سے کہلا بھیجا کہ تم یہ کھانا کھا لو اور چلے جاؤ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے راستہ میں نہ بیٹھو، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مسجد سے گھر آ گئے (انھیں راستے میں کوئی غریب بیٹھا ہوا نہ ملا) تو فرمایا فلاں اور فلاں کے پاس آدمی بھیجو (تا کہ وہ کھانے کے لیے آ جائیں آدمی ان کو بلانے گئے، لیکن ان میں سے کوئی نہ آیا کیوں کہ) ان کی بیوی نے ان غریبوں کو کھانے کے ساتھ یہ پیغام بھی بھیجا تھا کہ اگر تمھیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بلائیں تو مت آنا۔ (جب کوئی نہ آیا) تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں آج رات کھانا نہ کھاؤں چناں چہ اس رات کھانا نہ کھایا۔ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک شب میں دس ہزار دراہم تقسیم کرنا

حضرت ایوب بن وائل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک پڑوسی نے یہ قصہ سنایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے چار ہزار، ایک اور آدمی کی طرف سے چار ہزار، اور ایک اور آدمی کی طرف سے دو ہزار (کل دس ہزار درہم) اور ایک جھالر والی چادر آئی، پھر وہ بازار گئے اور اپنی سواری کے لیے ایک درہم کا چارہ ادھار خریدا۔ مجھے معلوم تھا کہ ان کے پاس اتنا مال آیا ہے (اس لیے میں بڑا حیران ہوا کہ ان کے پاس اتنا مال آیا ہے اور یہ ایک درہم کا چارہ ادھار خرید رہے (اس لیے) میں ان کی باندی

❶ حلية الأولياء: ترجمة: عبد الله بن عمر بن الخطاب، ج ا ص ۲۹۸

کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں تم سچ سچ بتانا، کیا حضرت ابوعبدالرحمٰن (یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) اِن کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے چار ہزار، ایک اور آدمی کی طرف سے چار ہزار، ایک اور آدمی کی طرف سے دو ہزار اور ایک چادر نہیں آئی ہے؟ اس نے کہا ہاں آئی ہے، میں نے کہا میں نے انھیں دیکھا ہے کہ وہ ایک درہم کا چارہ ادھار خرید رہے تھے۔ (تو یہ کیا بات ہے؟ اتنے مال کے ہوتے ہوئے وہ ادھار کیوں خرید رہے تھے؟) اس باندی نے کہا رات سونے سے پہلے ہی انھوں نے وہ دس ہزار درہم تقسیم کردیے تھے اور پھر وہ چادر اپنی کمر پر ڈال کر باہر چلے گئے تھے اور وہ بھی کسی کو دے دی، پھر گھر واپس آ گئے:

فَقُلْتُ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ مَا تَصْنَعُونَ بِالدُّنْيَا، وَابْنُ عُمَرَ أَتَتْهُ الْبَارِحَةَ عَشَرَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ وَضَحٍ، فَأَصْبَحَ الْيَوْمَ يَطْلُبُ لِرَاحِلَتِهِ عَلَفًا بِدِرْهَمٍ نَسِيئَةً. ❶

ترجمہ: چناں چہ میں نے (بازار میں جا کر) اعلان کیا اے تاجروں کی جماعت! تم اتنی دنیا کما کر کیا کرو گے؟ (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی طرح دوسروں پر سارا مال خرچ کردو) کل رات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دس ہزار کھرے درہم آئے تھے وہ (انھوں نے ایک ہی شب میں سارے خرچ کردیے اس لیے) آج اپنی سواری کے لیے وہ ایک درہم کا ادھار چارہ خرید رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ کرنا

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیمار

❶ حلية الأولياء، ترجمة: عبد الله بن عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۲۹۷

ہوگئے، ان کے لیے ایک درہم میں انگور کا ایک خوشہ خریدا گیا۔ (جب وہ خوشہ ان کے سامنے رکھا گیا تو) اس وقت ایک مسکین نے آکر سوال کیا۔ انھوں نے کہا: یہ خوشہ اسے دے دو۔ (گھر والوں نے وہ خوشہ اس مسکین کو دے دیا، وہ لے کر چل دیا) گھر کے ایک آدمی نے جا کر اس مسکین سے وہ خوشہ ایک درہم میں خریدلیا (کیوں کہ بازار میں اس وقت انگور نایاب تھے اس لیے اس سے خریدا) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کردیا۔ اس مسکین نے آکر پھر سوال کیا، آپ نے فرمایا: یہ اسے دے دو۔ (گھر والوں نے اسے دے دیا وہ لے کر چل دیا) گھر کے ایک آدمی نے جا کر اس مسکین سے وہ خوشہ پھر ایک درہم میں خریدلیا اور لا کر پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کردیا۔ اس مسکین نے آکر پھر سوال کیا، آپ نے فرمایا: یہ اسے دے دو۔ (گھر والوں نے اسے دے دیا، وہ لے کر چل دیا) پھر گھر کے ایک آدمی نے جا کر اس مسکین سے وہ خوشہ پھر ایک درہم میں خریدلیا۔ (اور لا کر ان کی خدمت میں پیش کردیا) اس مسکین نے پھر واپس آکر مانگنے کا ارادہ کیا تو گھر والوں نے اسے روک دیا۔ لیکن اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوجاتا کہ یہ خوشہ اس مسکین سے خریدا گیا ہے اور اسے سوال کرنے سے بھی روکا گیا ہے تو وہ اسے بالکل نہ چکھتے۔ ❶

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی سخاوت

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَصَدَّقَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَطْرِ مَالِهِ أَرْبَعَةِ آلَافٍ، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا، ثُمَّ تَصَدَّقَ

❶ حلية الأولياء: ترجمة: عبد اللّٰه بن عمر بن الخطاب، ج ۱ ص ۲۹۷

بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا، ثُمَّ تَصَدَّقَ بِأَرْبَعِينَ أَلْفَ دِينَارٍ، ثُمَّ حَمَلَ عَلَى خَمْسِمِائَةِ فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ثُمَّ عَلَى أَلْفٍ وَخَمْسِ مِائَةِ رَاحِلَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَكَانَ عَامَّةُ مَالِهِ مِنَ التِّجَارَةِ. ❶

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اپنے مال میں چار ہزار دراہم صدقہ کئے، پھر چالیس ہزار درہم صدقہ کئے، پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کئے، پھر پانچ سو گھوڑے اللہ کے راستے میں صدقہ کئے، پھر پندرہ سو سواریاں اللہ کے راستے میں صدقہ کیں، اِن کی اکثر سخاوت مالِ تجارت سے ہوتی تھی۔

حضرت ابودحداح رضی اللہ عنہ کا کھجوروں کا باغ اللہ کی راہ میں صدقہ کرنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرضِ حسن سے متعلق آیت قرآن کریم میں نازل ہوئی تو حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ (انصاری) آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ ہم سے قرض طلب فرماتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! وہ عرض کرنے لگے: اپنا دست مبارک مجھے پکڑا دیجیے (تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ایک عہد کروں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا، حضرت ابوالدحداح (انصاری) رضی اللہ عنہ نے معاہدہ کے طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ! ''فَإِنِّي قَدْ أَقْرَضْتُ رَبِّي حَائِطِي'' میں نے اپنا باغ اپنے اللہ کو قرض دے دیا، ان کے باغ میں کھجور کے (۶۰۰) درخت تھے، اور اسی باغ میں ان کے بیوی بچے رہتے تھے، یہاں سے اٹھ کر اپنے باغ گئے اور اپنی بیوی ام الدحداح رضی

❶ الزهد والرقائق لابن المبارك: باب هوان الدنيا على الله عزوجل، ص ۱۸۳، الرقم: ۵۲۰/ حلية الأولياء: ترجمة: عبدالرحمن بن عوف، ج ۱ ص ۹۹

اللہ عنہا کو آواز دے کر کہا: ''اخرجی فقد أقرضتہ ربی'' کہ چلو اس باغ سے، یہ باغ میں نے اپنے رب کو قرض دیدیا۔ ❶

یہ ہے وہ قیمتی سودا جو حضرت ابوالدحداح رضی اللہ عنہ نے کیا، یہ باغ تھا جس کو وہ خود بھی بہت پسند کرتے تھے اور اسی میں وہ اور ان کے بچے رہتے تھے، لیکن مذکورہ آیت کے نزول کے بعد یہ قیمتی باغ ضرورت مند لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کو قرض دے دیا۔ ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (الحشر: ۹)

ترجمہ: اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، چاہے خود ان کو کتنی ہی سخت حاجت ہو۔

حضرت ابوعبیدہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کی سخاوت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کہیں سے مال آیا، تو آپ نے چارسو دینارر لے کر ایک تھیلی میں ڈالے اور اپنے غلام سے کہا: یہ تھیلی ابوعبیدہ بن جراح کو دے آؤ، پھر کچھ دیر گھر میں رہ کر دیکھنا کہ وہ ان اشرفیوں کا کیا کرتے ہیں؟ غلام وہ تھیلی لے کر ان کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ امیر المؤمنین آپ سے فرمارہے ہیں کہ ان اشرفیوں کو اپنی ضروریات میں صرف کرلو، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ ان پر اپنا فضل فرمائے اور ان پر اپنی رحمت فرمائے، پھر خادمہ کو آواز دی، وہ آئی تو اس کو فرمایا یہ پانچ اشرفیاں فلاں کو دے دو، اور یہ پانچ فلاں کو دے دو، اس طرح انہوں نے تمام اشرفیوں کو تقسیم کردیا، غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور ان کو سارا واقعہ بتایا۔ غلام نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کی ایک تھیلی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لئے بھی تیار کی ہوئی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ

❶ مسند البزار: باب عبد اللہ بن حارث، ج۵ ص ۴۰۲، رقم الحدیث: ۲۰۳۳

نے فرمایا کہ یہ تھیلی معاذ بن جبل کو دے آؤ، اور گھر میں تھوڑی دیر ٹھہر کر دیکھنا کہ وہ ان اشرفیوں کا کیا کرتے ہیں؟ چنانچہ غلام وہ تھیلی لے کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ امیر المؤمنین آپ سے فرما رہے ہیں کہ یہ اشرفیاں ہیں، ان کو اپنی ضروریات میں صرف کرلو، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی ان پر رحم فضل فرمائے، پھر خادمہ کو بلایا اور فرمایا کہ اتنے دینار فلاں کے گھر دے آؤ اور اتنے دینار فلاں کے گھر دے آؤ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی بیوی کو پتہ چلا تو کہنے لگی:

وَنَحْنُ وَاللَّهِ مَسَاكِينُ، فَأَعْطِنَا، فَلَمْ يَبْقَ فِي الْخِرْقَةِ إِلَّا دِينَارَانِ، فَدَحَا بِهِمَا، فَرَجَعَ الْغُلَامُ إِلَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ، فَسُرَّ بِذَلِكَ عُمَرُ، وَقَالَ: إِنَّهُمْ إِخْوَةٌ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! ہم بھی محتاج ہیں، ہمیں بھی دو، تھیلی میں صرف دو دینار رہ گئے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وہ دو دینار ان کو دے دیئے، غلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا اور آپ کو سارا واقعہ سنایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت مسرور ہوئے اور فرمایا کہ یہ سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی چار لاکھ دراہم کی سخاوت

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت سعدیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے، وہ مجھے بڑے غمگین نظر آئے۔ میں نے کہا: کیا بات ہے؟ مجھے آپ کا چہرہ بڑا پریشان نظر آرہا ہے، کیا ہماری طرف سے کوئی

❶ الزھد لابن المبارک: باب ھوان الدنیا علی اللہ عزوجلّ، ج ۱ ص ۱۷۸، الرقم: ۵۱۱

ناگوار بات پیش آئی ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! تمہارے طرف سے کوئی ناگوار بات پیش نہیں آئی ہے، تم تو اچھی بیوی ہو، میں اس وجہ سے غمگین و پریشان ہوں کہ میرے پاس بہت سا مال جمع ہوگیا ہے، میں نے کہا: آپ آدمی بھیج کر اپنے رشتہ داروں اور اپنی قوم کو بلالیں، اور ان میں یہ مال تقسیم کردیں، چنانچہ انھوں نے بلاکر ان میں سارا مال تقسیم کردیا، پھر میں نے خزانچی سے پوچھا کہ انھوں نے کتنا مال تقسیم کیا ہے؟ اس نے بتایا: چار لاکھ، ان کی روزانہ آمدن ایک ہزار وافی تھی۔ (ایک وافی ایک درہم اور چار دانق کا ہوتا ہے اور ایک درہم میں چھ دانق ہوتے ہیں، لہٰذا ہزار وافی کے ایک ہزار چھ سو چھیاسٹھ درہم اور چار دانق ہوئے) اسی سخاوت کی وجہ سے انہیں فیّاض کہا جاتا تھا، یعنی بہت زیادہ سخی۔ ❶

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا اپنا باغ اللہ کے راہ میں خرچ کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (ترجمہ: جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کروگے ہرگز بھلائی نہیں پاؤگے۔) آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے محبوب چیز کے خرچ کرنے کا ذکر فرمایا ہے: "وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ" اور مجھے ساری چیزوں میں اپنا باغ سب سے زیادہ محبوب ہے، "وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ" میں اس کو اللہ کے لیے صدقہ کرتا ہوں اور اس کے اجر وثواب کی اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ جہاں مناسب سمجھیں اس کو خرچ کریں، تو آپ صلی

❶ المستدرك على الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة رضى الله عنهم: مناقب محمد بن طلحة رضى الله عنه، ج۳ ص ۴۲۵، رقم الحديث: ۵۶۱۵

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے طلحہ تم نے بہت ہی نفع کا سودا کیا اور یہ مال تمہیں نفع دے گا، آپ نے فرمایا: اسے اپنے رشتے داروں میں خرچ کرو، چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اسے اپنے رشتہ داروں میں اور چچازاد رشتہ داروں میں تقسیم کردیا۔ ❶

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ کا محبوب گھوڑا اللہ کی راہ میں دینا

جب یہ آیت ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران: ۹۲) نازل ہوئی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گھوڑا تھا جو ان کو اپنی ساری چیزوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا۔ وہ اس کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ صدقہ ہے، آپ نے قبول فرمالیا اور لے کر ان کے صاحبزادہ حضرت اسامہ کو دیدیا۔ حضرت زید کے چہرہ پر کچھ گرانی کے آثار ظاہر ہوئے (کہ گھر میں ہی رہا، باپ کے بجائے بیٹے کا ہوگیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول کرلیا، (اب میں چاہے اس کو تمہارے بیٹے کو دوں یا کسی اور رشتہ دار کو یا اجنبی کو۔) ❷

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی سخاوت

ابوحازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ مدینہ میں وہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے زیادہ سواریاں رکھتا ہو۔ راوی فرماتے ہیں کہ مدینہ کے دو اعرابی اللہ کی راہ کیلئے سواری مانگنے آئے، تو ان کو حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتایا گیا، یہ دو اعرابی گئے اور ان سے کہا کہ سواری چاہیے تا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں، حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا: یہی ٹھہرو جب تک میں نہ آجاؤں، گھر

❶ صحیح البخاری: کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ علی الأقارب، رقم الحدیث: ۱۴۶۱

❷ تفسیر الطبری: سورۃ آل عمران، باب فی قولہ تعالیٰ: لن تنالوا البر، ج۵، ص۷۷ ۵

گئے اور وہ کپڑے پہنے جو مصر سے لائے گئے تھے گویا کہ جال کی طرح کپڑے ہیں اور عصا لیا اور اپنے ساتھ غلام لیا اور آئے ،ان اعرابیوں کو ساتھ لیا اور چل پڑے ،اور جب بھی وہ کسی کوڑے یا کوڑے کے ٹکڑوں کے پاس سے گزرا تو اس نے اس میں اونٹوں کے لیے موزوں کپڑے کا ٹکڑا دیکھا جسے وہ خدا کی خاطر سوار کرتا تھا اس نے اسے اپنی چھڑی کی نوک سے لیا اور اسے جھاڑتا ،اور غلام سے کہتا: اسے اپنے پاس رکھو اور اسے اپنے آلے میں استعمال کرتے ہیں۔ان دو اعربیوں نے ایک سے دوسرے سے کہا: تیرا ناس ہو! ہمیں اس سے چھٹکارا دو ،خدا کی قسم! اس کے پاس بھوسے کی بوری کے سوا کچھ نہیں ہے۔دوسرے اعرابی نے کہا: جلدی مت کرو حتی کہ ہم دیکھ لیں ،پس حکیم بن حزام انکو لے گئے حتی کہ بازار پہنچے ،تو اس نے دو موٹی اونٹیوں کی طرف دیکھا جو دو پیٹھوں کے پیچھے تھیں ،اور اس نے انہیں خریدا ،اور اس نے ان کا آلہ خریدا ،اس نے ان چیتھڑوں کے ساتھ ان کا اتنا ہی سامان پھینک دیا جتنا اسے چاہیے تھا۔پھر کھانے پینے میں اور دوستی میں ان کا زیادہ احترام کیا اور ان کا نفقہ دیا۔پھر اس نے انہیں دو اونٹنیاں دیں۔ایک نے دوسرے سے کہا: خدا کی قسم! میں نے آج تک ایسا گہری نظر والا سخی نہیں دیکھا۔ ❶

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کا مساکین کی امداد اپنے ہاتھ سے کرنا

حضرت عثمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بینائی جا چکی تھی ،انھوں نے اپنی نماز کی جگہ سے لے کر اپنے کمرے کے دروازے تک ایک ایسی رسی باندھ رکھی تھی جب دروازے پر کوئی مسکین آتا تو اپنے ٹوکرے میں سے کچھ لیتے اور رسی کو پکڑ کر دروازے تک جاتے اور خود اپنے ہاتھ سے اس مسکین کو دیتے۔گھر

❶ المعجم الکبیر: باب الحاء، ج۳ص۱۸۷ ،رقم الحدیث: ۳۰۷۴

والے ان سے کہتے آپ کی جگہ ہم جا کر مسکین کو دے آتے ہیں، وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری موت سے بچاتا ہے۔ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک لاکھ اسی ہزار درہم صدقہ کرنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دو بوریوں میں ایک لاکھ اسّی ہزار دراہم بھیجے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک طباق منگوایا اور یہ ساری رقم لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کردی یہاں تک کہ ساری رقم فقراء میں تقسیم کردی، جب شام ہوئی تو اپنی باندی سے فرمایا کہ میری افطاری لاؤ، باندھی نے ایک روٹی اور زیتون کا تیل پیش کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک خادمہ ام ذرہ تھیں، انھوں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے جو مال تقسیم کیا اس میں ایک درہم کا گوشت ہمارے لیے نہیں خریدا جاسکتا تھا جس سے ہم لوگ افطار کرتے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تم نے مجھے یاد دلایا ہوتا تو میں خرید لیتی۔ ❷

یہ حیرت انگیز قسم کی سخاوت ہے کہ اپنی تو فکر نہیں اور ساری دنیا پر لٹا دیا اور رقم بھی کوئی معمولی نہیں بلکہ ایک لاکھ اسّی ہزار دراہم، کیا ٹھکانہ ہے اس سخاوت کا!۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دس ہزار دراہم دے دیئے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر فیاض تھیں کہ جو کچھ ہاتھ آجاتا تھا اس کو صدقہ کر دیتی تھیں، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو فیاضی سے روکنا چاہا تو اس

❶ الإصابة فی تمییز الصحابة: ترجمة: حارثة بن النعمان، ج ۱ ص ۲۰۸، رقم الترجمة: ۱۵۳۷

❷ تذکرة الحفاظ: ترجمة: أم المؤمنین عائشة رضی اللّٰه عنها، ج ۱ ص ۲۶

قدر برہم ہوئیں کہ ان سے بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس سے بھی زیادہ فیاض تھیں، حضرت عائشہ کا معمول یہ تھا کہ جمع کرتی جاتی تھیں جب معتد بہ سرمایہ جمع ہو جاتا تھا تو اس کو تقسیم کر دیتی تھیں، لیکن حضرت اسماء کل کے لئے کچھ نہیں رکھتی تھیں روز خرچ کر دیا کرتی تھیں۔ ایک بار حضرت منکدر بن عبداللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، بولیں کہ تمہارا کوئی لڑکا ہے؟ انہوں نے کہا ''نہیں''

لَوْ كَانَ عِنْدِيْ عَشَرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ لَوَهِبْتُهَا لَكَ قَالَ فَمَا أَمْسَتْ حَتَّى بَعَثَ إِلَيْهَا مُعَاوِيَةُ بِمَالٍ فَقَالَتْ: مَا أَسْرَعُ مَا ابْتُلِيْتُ وَبَعَثَتْ إِلَى الْمُنْكَدِرِ بِعَشَرَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ فَاشْتَرَى مِنْهَا جَارِيَةً فَهِيَ أُمُّ وَلَدِهِ مُحَمَّدٌ وَعُمَرُ وَأَبِيْ بَكْرٍ. ❶

ترجمہ: فرمایا اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو میں تم کو دے دیتی، حسنِ اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس دراہم بھیجے، بولیں کس قدر جلدی میری آزمائش پوری ہوئی، فوراً آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور دس ہزار درہم دیدیئے، انہوں نے اس رقم سے لونڈی خرید لی، اور اس ام ولد سے محمد، ابوبکر اور عمر پیدا ہوئے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کی سخاوت

حضرت اسماء خواتین میں سخاوت کے اعتبار سے بڑی مشہور ہوئیں۔ انہوں نے اپنے نطاق کی قربانی اس وقت دی جب ان کے پاس دوسرا نطاق نہ تھا اور یہی سخاوت کی انتہاء ہے، انہوں نے اپنی زندگی کے اہم اوقات اور ہر اس چیز کو جوان کی ملکیت میں

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: منکدر بن عبد اللّٰه، ج۵ ص ۲۰ / صفة الصفوة: الطبقة الرابعة من أهل المدينة، ترجمة: محمد بن المنکدر بن عبد اللّٰه، ج ۱ ص ۳۷۸

تھی اللہ کے راستے میں خرچ کیا اللہ تعالی کی رضا کے لئے ،لیکن انہوں نے کبھی اپنے ایمان یا اپنے شرف کو ذرہ برابر بھی ضائع نہیں کیا۔ان کی سخاوت کو ہر دور اور قریب والے انسان نے دیکھا۔

حضرت اسماء کی سخاوت اس درجہ بلند تھی کہ ضرب المثل سمجھی جاتی تھی ،ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کی سخاوت کو بیان فرماتے ہیں:

مَارَأَيْتُ اِمْرَأَتَيْنِ قَطُّ أَجْوَدَ مِنْ عَائِشَةَ وَأَسْمَاءَ وَجُوْدُهُمَامُخْتَلِفٌ أَمَّا عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَجْمَعُ الشَّيْءَ إِلَى الشَّيْءِ حَتَّى إِذَااجْتَمَعَ عِنْدَهَاوَضَعَتْهُ مَوَاضِعَهُ وَأَمَّاأَسْمَاءَ فَإِنَّهَا كَانَتْ لَاتَدَّخِرُ شَيْئًالِغَدٍ. ❶

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما سے زیادہ کوئی سخی خاتون نہیں دیکھیں، ان دونوں کی سخاوت کا انداز بھی الگ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک چیز کو جمع کرتیں اور دوسری چیز کے ساتھ صدقہ کردیا کرتیں اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایک چیز کو آنے والے کل کے لئے کبھی ذخیرہ نہ کرتیں تھیں، بلکہ جیسے ہاتھ میں آیا خود اللہ کے راستے میں دے دیا۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی سخاوت

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا کا جب وفات کا وقت قریب آیا، تو انہوں نے خود اپنا کفن تیار کرلیا اور فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ عنقریب میرے لئے کفن بھیجیں گے ان میں سے ایک صدقہ کردینا، اور دوسری چادر بھی ہدیہ کرنا چاہو تو کردینا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہ کا حصہ بیت المال سے بارہ ہزار تھا، حضرت عمر

---

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: أسماء بنت أبي بكر الصديق بن أبي قحافة، ج ٦٩ ص ١٩ /سير أعلام النبلاء: ترجمة: أسماء بنت أبى بكر، ج ٢ ص ٢٩٢

رضی اللہ عنہ کے زمانے میں صرف اس کوایک سال لیا اور فرمایا: اے اللہ! یہ مال مجھ کو آئندہ سال نہ ملے کیونکہ مال تو فتنہ ہے، پھر اس مال کو رشتہ داروں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی آپ نے فرمایا یہ عورت ثواب کی امید کرتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلام پیش کیا اور کہا کہ جو آپ نے تقسیم کیا ہے اس کی مجھے خبر مل چکی ہے، مزید ہدیہ بھیجا، اور کہا: اس کو اپنے اوپر خرچ کریں، انہوں نے اس کو بھی فقراء میں خرچ کر دیا۔ ❶

ازواجِ مطہرات میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نہایت فیاض تھیں، وہ اپنے ہاتھ سے چمڑے کی دباغت کرتی تھیں اور جو کچھ آمدنی ہوتی مساکین کو دے دیتی تھی، ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہوگا وہ مجھ سے سب سے پہلے ملے گا، اس بناء پر ازواج مطہرات اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں، حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے چھوٹے تھے، لیکن جب سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے فیاضی مراد تھی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سخاوت

سلمہ بن عبداللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں ہماری ایک دائی کے خاوند نے بتایا کہ میں بیس یا تیس طاقتور اونٹ لے کر آیا تا کہ کھجور لے جاؤں، مجھے کہا گیا عمرو بن عثمان اور حسین بن علی رضی اللہ عنہم اپنے اپنے مال میں موجود ہیں، میں عمرو بن عثمان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے دو اونٹوں کے بوجھ کے برابر کھجوریں دیں، پھر مجھے ایک آدمی نے کہا حسین

❶ الطبقات الكبرى: ذكر أزواج رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، زينب بنت جحش، ج٨ ص ٨٦، ٨٧

بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ، میں ان کے پاس گیا، میں ان کی شکل سے ان کو نہ جانتا تھا، جا کر دیکھا کہ ایک آدمی زمین پر بیٹھا ہے، اس کے اِرد گرد غلام ہیں، سامنے ایک بڑا پیالہ ہے جس میں موٹی روٹی اور گوشت ہے، وہ صاحب بھی کھا رہے ہیں اور غلام بھی اسی میں سے کھا رہے ہیں، میں نے سلام کیا اور دل میں سوچا اللہ پاک کی قسم! یہ مجھے کچھ نہیں دینے لگے۔

انہوں نے کہا آ جاؤ کھانے میں شریک ہو جاؤ، میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا، پھر وہ بہتے ہوئے پانی کی طرف اٹھے اور ہاتھ سے پانی پینے لگے، پھر ہاتھ دھوئے اور پوچھا تیری کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالی آپ کے ذریعے نفع پہنچائے، میں اپنے اونٹ لے کر آیا ہوں تا کہ اس بستی سے راشن لے جاؤں، مجھ سے آپ کا تذکرہ کیا گیا تو میں آپ کے پاس چلا آیا ہوں تا کہ آپ اللہ پاک کے دیئے ہوئے مال میں سے مجھے بھی عنایت فرمائیں۔ فرمایا جا اور اپنے اونٹ لے آ، میں اونٹ لے آیا تو فرمایا کھجوریں سوکھنے کی جگہ کی طرف جاؤ اور انہیں اپنے اونٹوں پر لا دلو، سائل کہتا ہے اللہ کی قسم! میں نے اتنا لا دا جتنا اونٹ اٹھا سکتے تھے، پھر میں چلا گیا اور میں نے کہا میرے ماں باپ قربان جائیں، اللہ کی قسم! یہ ہے سخاوت۔ ❶

تین سو مثقال سونا صدقہ کرنا

حضرت قداح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ باب بنی شیبہ سے نکلے تو ایک آدمی سامنے سے آ رہا تھا، اس نے کہا اے جنت میں اُڑنے والے شخصیت کے فرزند! مجھے اتنا خرچہ عطا کرنے کی مہربانی فرمایئے جس سے اپنے گھر والوں تک جا سکوں، اللہ پاک آپ کے چہرے کو معزز بنائیں، راوی کہتے ہیں:

❶ مكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا، باب الجود وإعطاء السائل، ص ۱۳۱، الرقم: ۴۳۴

فَرَمَى إِلَيْهِ بِرُمَّانَةٍ مِنْ ذَهَبٍ كَانَتْ فِي يَدِهِ، فَوَزَنَهَا الرَّجُلُ فَإِذَا فِيهَا ثَلاثُمِائَةِ مِثْقَالٍ. ❶

ترجمہ: ان کے ہاتھ میں سونے کا انار تھا جو انہوں نے بلاتوقف اس آدمی کو دیدیا، اس نے وزن کیا تو تین سو مثقال کا تھا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی سخاوت

ابواسحاق مالک فرماتے ہیں کہ یزید بن معاویہ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور بہت بڑے مال کا ہدیہ دیا، پس انہوں نے اسی وقت اہل مدینہ پر تقسیم کردیا اور اپنے گھر کچھ بھی نہیں لے کر گئے۔ اس بات کی خبر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن جعفر فضول خرچ کرنے والوں میں سے ہیں۔ اس بات کی خبر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا:

بَخِيلٌ يَرَى فِي الْجُودِ عَارًا وَإِنَّمَا عَلَى الْمَرْءِ عَارٌ أَنْ يَضِنَّ وَيَبْخَلا

إِذَا الْمَرْءُ أَثْرَى ثُمَّ لَمْ يَرْجُ نَفْعَهُ صَدِيقٌ فَلاقَتْهُ الْمَنِيَّةُ أَوَّلا

ترجمہ: جو شخص سخاوت کرنے میں عار سمجھتا ہے وہ خود بخیل ہے مرد پر (سخاوت کرنا) عار نہیں ہے بلکہ عار تو یہ ہے کہ وہ بخل اور تنگ دلی کا مظاہرہ کرے۔ جس وقت کوئی آدمی ایثار سے کام لیں (اور خود اس مال کے نفع کی امید نہ رکھے) اور نہ ہی اسکا دوست اس مال سے نفع اندوز ہونے کی امید کرسکے تو اسکو تو پہلے موت کا سامنا ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ عبیداللہ بن قیس رحمہ اللہ کو یہ اشعار پہنچے تو انہوں نے اپنے قصیدے میں انکو شامل کردیا، جس کے ذریعے وہ بعض امراء کی تعریف کرتے تھے۔ ❷

❶ مكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا، باب الجود وإعطاء السائل، ص ١٢٩، الرقم الحديث: ٤٢٧

❷ تاريخ مدينة دمشق: حرف العين، ترجمة: عبد الله بن جعفر، ج ٢٧ ص ٢٨٥، رقم الترجمة: ٣٢٢٢

اہلِ مدینہ کے لئے عمدہ کھجوریں خرید کر مفت تقسیم کردیں

ایک مرتبہ ایک شخص بصرہ سے مدینہ میں عمدہ کھجوریں لیکر آیا، یہ بات حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ کو پہنچی تو انہوں نے اپنے چوکیدار سے کہا کہ جا کر خرید لیں، اسکے بعد انہوں اہل مدینہ پر مفت تقسیم کیں۔ ❶

ایک شخص نے عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ کو رقعہ لکھا اور اسکو انکے تکیہ میں چھپا دیا۔ جب عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے تکیہ پلٹا تو انکی نظر اس رقعہ پر پڑی، انہوں نے اسکو پڑھ کر واپس اسی جگہ رکھ دیا اور اس جگہ ایک جیب لگادی اور اسمیں انہوں نے پانچ ہزار دینار رکھ دیئے۔ پھر وہ آدمی آیا اور ان سے ملا، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ نے ان سے فرمایا "قَلِّبِ الْمِرْفَقَةَ فَانْظُرْ مَا تَحْتَهَا فَخُذْهُ" تکیہ کو پلٹیں اور اسکے نیچے دیکھیں اور اسکو لے لیں۔ چنانچہ اس شخص نے وہ تھیلی اور دینار لئے اور چلا گیا اور یہ اشعار پڑھے:

زَادَ مَعْرُوفُکَ عِنْدِی عِظَمًا — إِنَّهُ عِنْدَکَ مَیْسُورٌ حَقِیرُ

تَتَنَاسَاهُ کَأَنَّهُ لَمْ تَأْتِهِ — وَهُوَ عِنْدَ النَّاسِ مَشْهُورٌ کَثِیرُ. ❷

ترجمہ: میرے نزدیک آپ کی نیکی کی عظمت اور بڑھ گئی ہے، اگر چہ وہ آپ کے نزدیک معمولی اور حقیر سی بات ہے۔ آپ تو اسکو (دے کر) بھول جائیں گے جیسے کہ وہ آدمی آپ کے پاس آیا ہی نہیں تھا کیونکہ آپ لوگوں کے نزدیک انتہائی (سخاوت میں) مشہور ہیں۔

---

❶ الطبقات الکبری: ترجمة: عبد اللّٰه بن جعفر، ج۲ ص ۱۹، الرقم: ۴۹۴

❷ تاریخ مدینة دمشق: حرف العین، ترجمة: عبد اللّٰه بن جعفر، ج۲۷ ص۲۷۷، رقم الترجمة: ۳۲۲۲

اسلافِ امت کے صدقہ وسخاوت کے پُر تاثیر واقعات

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بیٹوں کی سخاوت

امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے گیارہ بیٹوں کو بلایا، مسلمہ بن عبدالملک نے ان سے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ اپنے بیٹوں کا معاملہ میرے سپرد کردیں۔ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: میرے بیٹے اگر صالحین میں سے ہوئے تو اللہ تعالیٰ صالحین کا خود متولی ہے اور اگر یہ صالحین میں سے نہ ہوئے تو پھر میں اللہ کی نافرمانی میں ان کی مدد کیوں کروں۔ ان کے انتقال کے بعد بیویوں کو شرعی حصہ دینے کے بعد ہر بیٹے کو صرف ایک دینار ملا۔ بعد میں اللہ رب العزت نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی امانت ودیانت کے سبب اِن کی اولاد کو اتنا نوازا کہ ان کے ایک ایک بیٹے نے اللہ کے راستے میں اسی گھڑ سواروں کو مکمل سامان جہاد دے کر گھوڑوں پر سوار کیا (یعنی ان کے مال میں اتنی برکت ہوگئی) جبکہ سابقہ بادشاہوں کی اولاد اور سلیمان بن عبدالملک جنہوں نے اپنی اولاد کے لیے لاکھوں دراہم چھوڑے، لیکن انہوں نے سارا مال خواہشات اور اسراف میں ضائع کردیا، پھر ان کی اولاد پر فقر وفاقہ میں مبتلا ہوگئی، اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اولاد کو اللہ رب العزت نے اتنا دیا کہ وہ ایک مجلس میں ہزاروں درہم خرچ کرتے تھے، اور بادشاہوں کے بیٹے لوگوں سے بھیک مانگتے تھے۔ (1)

امام زین العابدین کی پندرہ ہزار دینار کی سخاوت

حضرت امام زین العابدین رحمہ اللہ محمد بن اسامہ بن زید کی عیادت کو تشریف لے گئے، محمد بن اسامہ آپ کو دیکھ کر رونے لگے، آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے، روتے

(1) البداية والنهاية: سنة إحدى ومائة، ج ۹ ص ۲۳۵

کیوں ہو؟ کہا مجھ پر قرض ہے، آپ نے فرمایا: کس قدر؟ فرمایا: پندرہ ہزار دینار، آپ نے فرمایا: ان کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے، میں ادا کردوں گا۔ ❶

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سخاوت

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور فیاض تھے، آپ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ انتہائی شفقت اور بھلائی کا معاملہ فرمایا کرتے تھے، آپ محتاجوں کی شادی کرواتے اور انہیں خرچ کے لیے مال عطا فرماتے، اور ہر ایک کے پاس اس کے شایانِ شان تحفہ بھیجا کرتے، ایک مرتبہ آپ نے ایک شاگرد کو پراگندہ کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہیں بیٹھے رہنا یہاں تک کہ سب لوگ رخصت ہوجائیں، جب لوگ چلے گئے تو آپ نے اسے قریب بلایا اور فرمایا: اس جائے نماز کے نیچے جو کچھ ہے وہ سارے کا سارا لے لو، اس نے جائے نماز اٹھائی تو اس کے نیچے ایک ہزار درہم موجود تھے۔ ❷

سخاوت کی انتہاء کہ جسم پر موجود ایک کپڑا بھی صدقہ کردیا

ابو عاصم اپنے والد کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر بن کریز رحمہ اللہ سے سوال کیا اس وقت ان کے جسم پر صرف ایک لنگی تھی، اس کے سوا ان کے پاس کچھ نہ تھا، آپ اپنے گھر کے دروازہ کی اوٹ میں کھڑے ہوگئے اور سائل سے فرمایا اس لنگی کا کنارہ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لے، اس نے لنگی کا کنارہ پکڑ کر لنگی کھینچ لی اور عبدالاعلیٰ صاحب نے گھر کا دروازہ بند کرلیا۔ ❸

---

❶ روض الرياحين :الحكاية الحادية والسبعون ،ص: ١١١

❷ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: ص ٥٦

❸ مكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا،باب الجود واعطاء السائل ، ص ١٣٣ ،الرقم: ٤٣٩

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی حیرت انگیز سخاوت

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ عراق کے شہر مرو میں قیام پذیر تھے، اکثر و بیشتر حج کرتے۔ان کے عزیز، رشتہ دار اور دوست اس بات کی تمنا کرتے کہ ان کے ہمراہ حج کے لیے جائیں، خود مخیّر تھے، حجاج پر خوب خرچ کرتے۔ایک سال حج کے موقع پر لوگ ان کے پاس آئے اور عرض کیا: حضرت! آپ حج پر جانا چاہتے ہیں، ہمیں بھی ساتھ لے لیں۔فرمایا: ٹھیک ہے اپنا زادِراہ میرے پاس جمع کروادو۔ان کا زادِراہ لے لیا اور اس کو ایک بڑے صندوق میں ڈال کر تالا لگا دیا، پھر کرائے پر سواریاں لے کر مرو سے بغداد تک گئے، اس دوران سارے قافلے کو عمدہ کھانا پینا مہیا کیا۔اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کے پھل اور میوہ جات مہیا کیے، یہاں تک کہ بغداد پہنچ گئے۔پھر قافلے کو لے کر پوری شان وشوکت کے ساتھ بغداد سے نکلے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ ہر ایک کو فرداً فرداً بلوا کر پوچھا کہ تمہارے گھر والوں نے مدینۃ الرسول سے کیا تحفے تحائف لانے کے لیے کہا تھا؟ لوگ بتلانے لگے کہ فلاں فلاں چیز لانے کے لیے کہا تھا۔ان کو وہ چیزیں خرید کردے دیں۔اسی طرح مکہ مکرمہ پہنچے، حج کے بعد پھر فرداً فرداً ہر ایک سے پوچھا کہ مکہ مکرمہ سے کیا کیا تحائف لانے کے لیے کہا تھا؟ لوگوں نے بتایا کہ فلاں فلاں چیز، تو ہر ایک کو اس کی پسند کی چیز خرید کردی، مکہ سے مرو تک وہ مسلسل اخراجات کرتے رہے۔ جب ادائیگی حج کے بعد مرو واپس آئے اور دو تین دن کے بعد حجاج کی تھکاوٹ دور ہوگئی تو ایک بڑی دعوت کی اور تمام حجاج کو کپڑے بھی دیے۔اس کے بعد انھوں نے صندوق منگوا کر اسے کھولا اور اس میں سے ہر آدمی کی زادِراہ والی تھیلی نکالی جس پر اس کا نام لکھا ہوا تھا وہ اس کو واپس کردی۔ [1]

[1] سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبدالله بن المبارك بن واضح الحنظلي، ج۸ ص۳۸۵، ۳۸٦، رقم الترجمة: ۱۱۲

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ کی بے مثال سخاوت

ہارون الرشید رحمہ اللہ نے پانچ سو دینار (اشرفیاں) ایک مرتبہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی نذر کیے۔ حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے ایک ہزار دینار حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے پاس نذرانہ میں بھیجے۔ بادشاہ کو جب اس کا علم ہوا تو وہ ناراض ہوا کہ تم رعایا ہو کر بادشاہ سے بڑھنا چاہتے ہو (گویا میری توہین مقصود ہے) حضرت لیث رحمہ اللہ نے کہا: امیر المومنین! ''إِنَّ لِیْ مِنْ غَلَّتِیْ کُلَّ یَوْمٍ أَلْفَ دِیْنَارٍ فَاسْتَحْیَیْتُ أَنْ أُعْطِیَ مِثْلَهُ أَقَلَّ مِنْ دَخْلِ یَوْمٍ'' یہ بات نہیں ہے، بلکہ آج کل میری روزانہ کی آمدنی ایک ہزار دینار ہے، مجھے حیاء آئی کہ اتنے بڑے جلیل القدر امام کو میں نذرانہ پیش کروں اور اپنی ایک دن سے بھی کم کی آمدنی دوں۔

حضرت لیث رحمہ اللہ کا مستقل معمول بھی تھا کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی خدمت میں سو اشرفی سالانہ پیش کیا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ بھی نذرانے آتے رہتے تھے، لیکن اس کے باوجود اللہ کے فضل سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ بسا اوقات مقروض رہتے تھے اور خود یہ حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ مشہور محدثین اور علما میں ہیں، جن کی روزانہ کی اس وقت آمدنی ایک ہزار دینار (اشرفیاں) تھی، مگر عمر میں کبھی ان کے ذمہ زکوٰۃ واجب نہیں ہوئی، مختلف زمانوں میں ان کی آمدنی مختلف رہی تھی، اور ایسا ہوا ہی کرتا ہے کہ آمدنی کم و بیش ہوتی رہا کرتی ہے، لیکن زکوٰۃ کسی زمانہ میں بھی واجب نہ ہوئی کہ زکوٰۃ تو جب واجب ہو جب کوئی جمع کر کے رکھے بھی۔

محمد بن رُمح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت لیث رحمہ اللہ کی سالانہ آمدنی ہر سال اسّی ہزار دینار تھے، مگر اللہ تعالیٰ نے کبھی ان پر ایک درہم کی زکوٰۃ واجب نہیں کی، خود ان کے

بیٹے شعیب کہتے ہیں کہ میرے والد کی آمدنی بیس پچیس ہزار (اشرفیاں) سالانہ تھی، مگر وہ ہمیشہ مقروض ہی رہتے تھے۔

اِبتدا میں بیس پچیس ہزار ہوگی جس پر قرضہ ہوتا رہتا تھا، اس کے باوجود وہ سب کچھ اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیتے تھے، اس وجہ سے اس کا بڑھنا ضروری تھا۔ اس لیے کسی وقت میں ایک ہزار روزانہ بھی ہوگیا۔

ایک عورت حضرت لیث رحمہ اللہ کے پاس ایک پیالی لے کر آئی کہ مجھے تھوڑے سے شہد کی ضرورت ہے، اگر آپ کے پاس ہو تو مرحمت فرما دیجیے۔ انھوں نے ایک مشک شہد کی اس کے حوالہ کر دی، کسی نے کہا کہ وہ تو تھوڑا سا مانگتی تھی، آپ نے فرمایا کہ ''إِنَّهَا سَأَلَتْ عَلَى قَدْرِ حَاجَتِهَا وَنَحْنُ نُعْطِيهَا عَلَى قَدْرِ النِّعْمَةِ عَلَيْنَا'' یہ اس کا فعل تھا کہ اس نے اپنی حاجت کے بقدر مانگا، مجھے اُس کے موافق دینا چاہیے تھا جتنا میرے اللہ نے مجھ پر احسان فرما رکھا ہے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے ان کے ایک باغ کا پھل خریدا، اس میں خریداروں کو نقصان ہوا، ان کو اطلاع ہوئی، انھوں نے باغ کی بیع کا معاملہ فسخ کر دیا، ان کی قیمت واپس کر دی اور ان کو اپنے پاس سے پچاس دینار (اشرفیاں) نذر کیے۔ کسی نے پوچھا کہ یہ کس چیز کا تاوان دیا؟ فرمانے لگے کہ ان لوگوں نے میرے باغ سے نفع کی امید باندھی تھی، میرا دل چاہا کہ ان کی امید پوری کر دوں۔ ❶

امام شافعی رحمہ اللہ کی سخاوت

ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ ایک مرتبہ سواری پر سوار

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص ۱۳-۷، ۱۴-۷/إحیاء علوم الدین: کتاب ذم البخل وذم حب المال، ج۳ص ۲۵۰/الرسالة القشیریة: ج۲ص ۴۰۸

ہو رہے تھے، ایک شخص نے جلدی سے رکاب پکڑ لی (تا کہ چڑھنے کی سہولت ہو) حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ میری طرف سے اس شخص کو چار اشرفیاں دے دو اور کمی کی معذرت بھی کر دینا۔

عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ حج کے لیے تشریف لے گئے، دس ہزار اشرفیاں آپ کے پاس تھیں، مکہ مکرمہ سے باہر آپ کا خیمہ لگا ہوا تھا، صبح کی نماز کے بعد آپ نے وہیں خیمہ میں ایک کپڑا بچھا کر وہ اشرفیاں اس پر ڈال دیں اور (اہلِ مکہ میں سے) جو جو ملنے کے لیے آتا رہا ایک ایک مٹھی اس کو دیتے رہے، ظہر کے وقت تک وہ سب ختم ہو گئیں۔ ❶

یحیی بن سعید رحمہ اللہ نے خفیہ طور پر پچاس دینار دے دیئے

عبداللہ بن ہاشم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے خالد بن حارث رحمہ اللہ پر پچاس دینار قرضہ تھا، انہوں نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا، پس یہ یحیی بن سعید رحمہ اللہ کے پاس آئے اور کہا: آپ فلاں سے کہیے کہ مجھے کچھ دنوں کی مہلت دے دیں، یحیی بن سعید رحمہ اللہ خاموش ہو گئے، جب خالد بن حارث چلے گئے، تو یحیی بن سعید رحمہ اللہ نے قرض خواہ کو بلایا ”فَأَعْطَاهُ الْخَمْسِينَ الدِّينَارَ، وَلَمْ يُخْبِرْ خَالِدًا أَنِّي أَدَّيْتُهُ عَنْكَ“ اور اسکو پچاس دینار دیئے اور خالد کو بتایا بھی نہیں کہ میں نے اسکی طرف سے قرضہ ادا کر دیا۔ ❷

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ کی اہلِ علم اور دیانت داروں پر خوب سخاوت

منصور بن عمار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن مصر کی ایک مسجد میں خطاب

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص۷۲۰/ إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج۳ص ۲۵۱

❷ شعب الإيمان: الجود والسخاء، ج۱۳ ص ۳۳۶، رقم الحديث: ۱۰۴۴۴

کیا۔تو دو آدمی آئے اور ہمارے حلقہ پر کھڑے ہو کر کہا کہ حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ بلا رہے ہیں، میں گیا تو حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ نے کہا: آپ نے مسجد میں خطاب کیا تھا، میں نے کہا: ہاں! کہا: وہی خطاب دوبارہ کرو، میں نے بعینہ وہی خطاب کیا جو میں نے مجلس میں کیا تھا،تو حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ نے پھر کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: منصور، پھر کہا: باپ کا نام؟ میں نے کہا: عمار، کہا: آپ ابو السری ہو، میں نے کہا: ہاں! پھر کہا: اللہ کا شکر ہے میں اس وقت مرا نہیں جب تک میں نے آپ کو نہ دیکھا۔ پھر لونڈی سے کہا: فلاں فلاں تھیلا لے کر آؤ،لونڈی ایک تھیلی لائی جسمیں ایک ہزار دینار تھے، پھر اس نے مجھ سے کہا:

يَاأَبَاالسَّرِى خُذْ هَذَاإِلَيْکَ وَصُنْ هَذَاالْكَلَامَ أَنْ تَقِفَ بِهِ عَلَى أَبْوَابِ السَّلَاطِيْنَ،وَلَاتَمْدَحَنَّ أَحَداًمِنَ الْمُخْلُوْقِيْنَ بَعْدَ مِدْحَتِکَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ،وَلَکَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ مِثْلُهَا.

ترجمہ: اے ابو السری! یہ لے لو اور اس کلام کو بادشاہوں کے دروازوں پر کھڑے ہونے سے محفوظ کرلو،اور رب العالمین کی تعریف کے بعد مخلوق میں سے کسی کی تعریف نہ کرو،اور تمھارے لئے ہر سال اتنے ہی دینار ملیں گے۔

میں نے کہا: اللہ آپ رحم کریں، یقیناً اللہ نے مجھ پر بڑا احسان کیا، میں نے یہ دینار لیےاور چلا گیا۔

جب دوسرا جمعہ آیا، میں لیث بن سعد رحمہ اللہ کے پاس آیا،انہوں نے کہا: جو خطاب کیا اسکو دوبارہ کرو، میں نے وہی خطاب شروع کیا تو بہت زیادہ رونے لگے، جب میں نے جانے کا ارادہ کیا تو کہا:

اُنْظُرْ مَافِى ثَنِيِّ الْوِسَادَةِ وَفَإِذَاخَمْسُمِائَةِ دِيْنَارٍ.

ترجمہ: دیکھواس تکیے کے پردے میں کیا ہے؟اسمیں پانچ سو دینار تھے۔

میں نے کہا: **عَهْدِیُ بِصِلَتِکَ بِالْأَمْسِ.**

آپ نے گزشتہ ایام میں بھی میرے اوپر بڑا احسان کیا۔

انہوں نے کہا: کوئی شیٔ مت لٹانا، پھر کہا: دوبارہ آپ کو کب دیکھوں گا میں نے کہا: آنے والا جمعہ کو۔

جب اگلا جمعہ آیا تو میں الوداعی اجازت لینے آیا، انہوں نے کہا: کلام سناؤ کچھ، میں نے سنایا تو بہت رونے لگے، پھر مجھ سے کہا: ''**يَامَنْصُوْرُ أُنْظُرْ مَافِيُ ثِنِّيِ الْوِسَادَةِفَإِذَاثَلَثْمِائَةِ دِيْنَارٍ**'' اے منصور! تکیہ کے پردے میں دیکھو کیا ہے؟ میں نے دیکھا تو تین سو دینار تھے جوانہوں حج کیلئے جمع کیے تھے، پھراس نے باندی سے کہا: منصور کے احرام کے کپڑے لے آؤ، تو ایک ازار لایا گیا جسمیں چالیس کپڑے تھے، میں نے کہا: دو کپڑے کافی ہے، تو اس نے کہا: آپ معزز آدمی ہیں، آپ کے ساتھ قوم ہے توانکو دے دینا، اورساتھ یہ بھی کہا کہ یہ باندی بھی تمھاری ہوگئی۔ ❶

وقت کے تین بڑے سخیوں کی حیرت انگیز سخاوت

تین آدمیوں نے آپس میں شرط لگائی، ایک نے کہا: ہمارے زمانے میں سب سے بڑے سخی قیس بن سعد بن عبادہ ہیں۔ دوسرے نے کہا: ہمارے زمانے کے سب سے بڑے سخی عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہیں۔ تیسرے نے کہا: ہمارے زمانے کے سب سے بڑے سخی عرابہ اَوسی ہیں۔

ان کا باہمی یہ اختلاف زور پکڑ گیا، کسی نے ان سے کہا: تمہیں چاہیے کہ تم میں سے ہر

❶ حلية الأوليا: ترجمة: الليث بن سعد، ج۷ص ۳۲۰/صفة الصفوة: ذكر المصطفين من أهل مصر، ترجمة: ليث بن سعد، ج ۲ ص ۴۴۰، رقم الترجمة: ۸۳۵

ایک اپنے سخی کے پاس جائے اوراس سے کچھ مانگے ، ہم دیکھیں گے کہ وہ کیا سخاوت کرتا ہے اس کے بعد ہم فیصلہ کریں گے کہ کون بڑا سخی ہے، چنانچہ ایک آدمی جنھوں نے عبداللہ بن جعفر کے سخی ہونے کا دعویٰ کیا تھا ان کے پاس آیا، یہ اس وقت اپنی سواری پر سفر پر جانے کے لیے سامانِ سفر رکھ رہے تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول کے چچازاد بھائی! میں بھٹکا ہوا مسافر ہوں، مجھے کچھ دیجیے تاکہ میں منزل تک پہنچ سکوں، اس وقت عبداللہ سواری پر پاؤں رکھ چکے تھے، انھوں نے پاؤں رکاب سے کھینچا اور کہا: یہ سواری ساز وسامان سمیت لے لیجیے، آدمی نے سواری لے لی، اس پر ریشم کی بہت سی چادریں اور چار ہزار دینار تھے، اور نہایت خوبصورت تلوار تھی۔

جن صاحب نے قیس بن سعد کے بڑے سخی ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہ ان کے پاس گئے، قیس گھر میں سوئے ہوئے تھے، آدمی نے دروازہ کھٹکھٹایا، گھر سے ان کی لونڈی باہر نکلی اور کہا: وہ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ اپنی آمد کا مقصد بتائیے! انھوں نے کہا: میں بچھڑا ہوا مسافر ہوں، میں ان کے در پر اس لیے آیا ہوں تاکہ وہ میری مدد کریں اور میں اپنا سفر جاری رکھ سکوں، لونڈی نے کہا: آپ کی حاجت کو پورا کرنا ان کو بیدار کرنے سے میرے لیے زیادہ آسان ہے، پھر وہ اندر چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد جب وہ لوٹی تو اس کے پاس سات سو دینار کی ایک تھیلی تھی، اس نے وہ تھیلی ان کو پکڑائی اور کہا: اونٹوں کے باڑے میں جاؤ، ان میں سے اپنے لیے ایک سواری پسند کرلو، اور ایک غلام بھی خدمت کے لئے لے لو، آدمی نے مال، سواری اور غلام لیا اور چل پڑا، جب قیس نیند سے بیدار ہوئے تو لونڈی نے ان کو مسافر کی آمد اور اسے دینار اور سواری دینے سے آگاہ کیا، قیس نے اس کے فیصلے سے خوش ہوکر اسے آزاد کردیا۔

جن صاحب نے عرابہ کے زیادہ سخی ہونے کا دعویٰ کیا تھا وہ جب عرابہ کے پاس پہنچے تو

عرابہ اس وقت نابینا ہو چکے تھے اور دو غلاموں کے کندھوں پر سہارا لے کر گھر سے مسجد جا رہے تھے، اس نے کہا: اے عرابہ! میں بچھڑا ہوا مسافر ہوں، تیری نوازش کا طلب گار ہوں، انھوں نے کہا: ہائے کمبختی: حالات نے عرابہ کے گھر ایک درہم بھی نہیں چھوڑا، لیکن بھتیجے! تم یہ دونوں غلام لے لو، اس نے کہا: میں آپ کے دونوں کندھوں کو کاٹنا نہیں چاہتا، عرابہ نے کہا: بخدا یہ آپ کو لینے پڑیں گے اگر آپ نہیں لیتے تو میری طرف سے یہ آزاد ہیں۔ اور فوراً اپنے ہاتھ ان کے کندھوں سے کھینچ لیے، بعدازیں وہ کبھی اس دیوار سے ٹکراتے اور کبھی اس دیوار سے ٹکراتے، یوں ہی گرتے پڑتے جب مسجد اور پھر مسجد سے گھر پہنچے تو ان کے چہرے میں زخم کے کئی گہرے نشانات پڑ چکے تھے۔ جب تینوں جمع ہوئے تو فیصلہ یہ ہوا کہ سب سے بڑے سخی عرابہ اوسی ہیں۔ ❶

موت کے بعد بھی بختی اونٹ کی سخاوت

عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سخی شخص کی قبر کی زیارت کو گئی، دور کا سفر تھا، رات کو وہاں ٹھہرے، ان میں سے ایک شخص نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا، وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تو اپنے اونٹ کو میرے بختی اونٹ کے بدلہ میں فروخت کرتا ہے؟ (بختی اونٹ اعلیٰ قسم کے اونٹوں میں شمار ہوتا ہے جو اس میت نے ترکہ میں چھوڑا تھا) خواب دیکھنے والے نے خواب ہی میں معاملہ کرلیا۔ وہ صاحبِ قبر اٹھا اور اس کے اونٹ کو ذبح کر دیا، جب یہ اونٹ والا نیند سے اٹھا تو اس کے اونٹ کے خون جاری تھا۔ اس نے اٹھ کر ذبح کر دیا (کہ اس کی زندگی کی امید نہ رہی تھی) اور گوشت تقسیم کر دیا۔ سب نے پکایا کھایا، یہ لوگ وہاں سے واپس ہو گئے۔ جب اگلی منزل پر پہنچے تو ایک شخص بختی

❶ المستجاد من فعلات الأجواد: حكاية، ص ۳۴/ قصص العرب، أسخى الناس، ج ۱ ص ۲۶۵، ۲۶۶

اونٹ پر سوار ملا جو یہ تحقیق کر رہا تھا کہ فلاں نام کا شخص تم میں کوئی ہے، اس خواب والے شخص نے کہا کہ یہ میرا نام ہے، اس نے پوچھا کہ تُو نے فلاں قبر والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی ہے؟ خواب دیکھنے والے نے اپنا خواب کا قصہ سنایا، جو شخص بختی اونٹ پر سوار تھا اس نے کہا کہ وہ میرے باپ کی قبر تھی، یہ اس کا بختی اونٹ ہے، اس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ اگر تو میری اولاد ہے تو میرا بختی اونٹ فلاں شخص کو دے دے، تیرا نام لیا تھا۔ یہ بختی اونٹ تیرے حوالے ہے۔ یہ کہہ کر وہ اونٹ دے کر چلا گیا۔ (واقعہ کے وقوع میں کوئی محال چیز نہیں ہے، عالمِ ارواح میں اس قسم کے واقعات ممکن ہیں۔) ❶

ایک ناواقف سائل پر چار ہزار درہم کی سخاوت

ایک قریشی سفر میں جا رہا تھا، راستہ میں ایک بیمار فقیر ملا جس کو مصائب نے بالکل ہی عاجز کر رکھا تھا، اس نے درخواست کی کہ کچھ مدد میری کرتے جاؤ، اس قریشی صاحب نے اپنے غلام سے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس خرچ ہے وہ سب لے آؤ۔ اس غلام کے پاس جو کچھ تھا، جس کی مقدار چار ہزار درہم تھی وہ اس فقیر کی گود میں ڈال دیا۔ وہ فقیر ان کو لے کر ضعف کی وجہ سے اٹھ بھی نہ سکا۔ اس بڑی مقدار کے ملنے پر خوشی میں اس کے آنسو نکل آئے۔ قریشی کو یہ خیال ہوا کہ شاید اس نے اس مقدار کو کم سمجھا اس پر رو رہا ہے، اس سے پوچھا: کیا اس وجہ سے رو رہے ہو کہ یہ بہت کم مقدار ہے؟ (مگر میرے پاس اس کے سوا اور کچھ اس وقت نہیں ہے) فقیر نے کہا: نہیں نہیں، اس پر نہیں رو رہا ہوں۔ اس پر رو رہا ہوں کہ تیرے کرم سے کتنی زمین کھا رہی ہے۔ ❷

---

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص۱۱۷، ۱۲/۷۱۲، إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج۳ص ۲۴۹، ۲۵۰

❷ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص۱۲/۷۱۲، ۱۳/۷۱۳/ إتحاف السادة المتقين: ج۸ص ۱۸۷

میں مہمانوں کو باسی کھانا نہیں کھلاتا

قیس بن سعد رحمہ اللہ جو اپنے زمانے کے مشہور سخی ہیں، اِن سے پوچھا گیا: کیا آپ نے اپنے سے زیادہ سخی دیکھا؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں ہم ایک مرتبہ صحراء میں ایک عورت کے پاس ٹھہرے، شام کو اس کا شوہر آیا، عورت نے کہا: دو مہمان آئے ہیں، شوہر باہر گیا اور ایک اونٹ لا کر اسے ذبح کر ڈالا، اس کا گوشت بھوننے کے بعد ہم سے کہا: آؤ کھانا کھاؤ، ہم نے کھانا کھایا، پھر جب اگلا دن ہوا تو اس نے دوسرا اونٹ ذبح کیا اور ہمیں کھانے پر بلایا، ہم نے کہا: تم نے گزشتہ رات جو اونٹ ذبح کیا تھا اس میں سے ہم نے بہت تھوڑا کھایا ہے، زیادہ گوشت بچا ہوا ہے تو یہ دوسرا اونٹ ذبح کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس نے کہا:

إِنِّي لَا أُطْعِمُ ضَيْفًا مِنَ الْبَائِتِ.

میں مہمانوں کو باسی کھانا نہیں کھلاتا۔

ان دنوں مسلسل بارشیں ہو رہی تھیں، اس لیے ہم اس کے پاس کئی روز ٹھہرے رہے، ہر دن وہ نیا اونٹ ذبح کرتا۔

جس دن ہم نے وہاں سے کوچ کرنے اور آگے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو ہم نے سو دینار اس کے گھر میں رکھے اور اس کی بیوی سے کہا: ہماری طرف سے اپنے شوہر سے معذرت کر دینا، اور وہاں سے ہم رخصت ہو گئے، جب دن چڑھا تو ایک آدمی چیختا ہوا ہمارے پیچھے آیا، کہنے لگا:

قِفُوْا أَيُّهَا الرَّكْبُ اللِّئَامُ! أَعْطَيْتُمُوْنَا ثَمَنَ قِرَانَا.

ترجمہ: اے کمینوں کی جماعت! رکو، تم نے ہمیں ہماری مہمان نوازی کی قیمت دی ہے۔ پھر وہ ہمارے قریب آیا اور اپنا نیزہ نکال کر بولا:

خُذُوْهَا وَإِلَّا طَعَنْتُكُمْ بِرُمْحِيْ هٰذَا. ❶

ترجمہ: یہ رقم واپس لے لو، ورنہ میں اپنے اس نیزے سے تمہارا خاتمہ کردوں گا۔

ہم نے چاررونا چار رقم واپس لی اور جانب منزل آگے بڑھ گئے۔

ایک غریب شخص کی بیٹی کو اپنا من پسند بنگلہ دے دیا

نام بھی مظفر تھا اور رہتے بھی مظفرنگر میں تھے، پورا نام ''نواب مظفر علی خان تھا'' مظفرنگر آج کل تو ہندوستان میں ایک ضلع ہے۔نواب صاحب کو تعمیرات کا شوق تھا، اس شوق براری کیلئے اپنے ایک وسیع وعریض باغ کے بیچوں بیچ ایک بنگلہ بنوایا، خرچ بھی خوب کیا اور نگرانی بھی خود کی، بن کر تیار ہوا تو دیکھنے والوں نے کہا: کہنے کو تو بنگلہ ہے مگر حقیقت میں محل ہے، واقع تھا بھی، ایسے ہی لوگ دیکھتے اور دانتوں تلے انگلیاں دبا لیتے ،نواب صاحب کا ارادہ تھا کہ اس کا افتتاح بڑی شان وشوکت سے کریں گے، اسی ارادے کے پیش نظر صفائیاں دھلائیاں وغیرہ ہورہی تھیں، ریشمی پردے اور فرش فروش بچھائے جارہے تھے، آرائش وزیبائش کا کام آخری مراحل میں تھا کہ انہی دنوں مظفرنگر کے رہائشی ایک غریب آدمی کی بیٹی کی شادی طے پا گی ،لڑکے والوں نے کہا: ہم بارات میں سو آدمی لائیں گے،لڑکی والوں کی پریشانی تھی کہ بارات ٹھہرائیں گے کہاں؟ اس زمانے میں میرج ہال تو تھے نہیں، غریب باپ اسی سوچ اور فکر میں مغموم تھا کہ ایک خیر خواہ نے کہا: بارات ٹھہرانے کی جگہ تو میں بتادیتا ہوں لیکن اگر؟ غریب باپ نے حیران اور سوالیہ نگاہوں سے اپنے خیر خواہ کو دیکھا اور پوچھا لیکن اگر کیا؟ اگر تمہاری قسمت اچھی ہو اور نواب مظفر خان مان جائیں، کیا مطلب؟ مطلب یہ کہ نواب صاحب نے جو نیا بنگلہ بنایا ہے وہ بالکل خالی ہے، انہوں نے ابھی اس میں

❶ المستطرف فی کل فن مستظرف: الباب السادس والعشرون ،ص۱۶۷، ۱۶۸

رہائش تو اختیار نہیں کی ،ایک دو دن تمہاری بیٹی کی بارات شہر جائے تو کوئی مسئلہ نہیں، صفائیاں وغیرہ تو ویسے بھی ابھی ہو رہی ہیں۔نواب صاحب رحم دل اور غریب پرور آدمی تھے۔لڑکی کا باپ نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بڑی لجاجت سے اپنی حاجت پیش کر دی،نواب صاحب نے کہا: بنگلہ میں دے دوں گا مگر ایک شرط ہے، اس غریب باپ نے کہا: میں غریب مسکین آپ کی شرط کیا پوری کر سکتا ہوں؟ ویسے جو حکم دیں گے پورا کروں گا،نواب صاحب مسکرائے اور فرمایا: جتنے دن بارات ٹھہرے گی اس کا تین وقت کا کھانا بھی میری طرف سے ہوگا،غریب باپ کی آنکھوں میں احسان مندی سے آنسو گئے ،اس نے پگڑی کے پلو سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا: نواب صاحب! آپ نے مجھے خرید لیا ہے،ساری زندگی بھی لٹا دوں تو آپ کے احسان کا بدلہ نہیں ہو سکتا،نواب صاحب نے کہا: میاں کریمو! (غریب باپ اس نام سے مشہور تھا) اب میرے بنگلے کا افتتاح تمہاری بیٹی کی بارات سے ہی ہوگا ، یہ لو چابیاں اور جہاں مزید صفائی کی ضرورت ہو خود ہی کر لینا۔

بارات دو دن بنگلے میں ٹھہری اور زردے، پلاؤ اور قورمیں کی دیگیں پک پک کر آتی رہیں، رخصتی کے وقت عورتوں بچوں سمیت ہر باراتی کو ایک ایک جوڑ ابھی نواب صاحب کی طرف سے دیا گیا، بارات رخصت ہوئی تو کریم بخش احسان کے بوجھ تلے دبا شکریے کے احساس میں ڈبڈباتی آنکھوں سے نواب صاحب کی خدمت میں چابیاں واپس کرنے آیا،تو نواب صاحب نے چابیوں کا گچھا لوٹاتے ہوئے کہا: میاں! یہ بنگلہ تو باغ سمیت ہم نے تمہاری بیٹی کو دے دیا، بلکہ اسی وقت دے دیا تھا جب تم بارات کے ٹھہرانے کی اجازت لینے آئے تھے۔دولت سے نوازے،اتنی سخاوت کہ جو بنگلہ اپنی ضرورت کے ئے اپنے من پسند نقشے کے مطابق بنایا،اتنی قیمی

بنگلہ ایک غریب شخص کی بیٹی کو دے دیا، یہ سخاوت کی انتہاء ہے، پھر رب العالمین نے بھی انہیں بہترین بدلہ سے نوازا۔ ❶

مسجد کے لئے چیک پر جتنی رقم لکھیں میں دوں گا

لاہور میں گلبرگ مارکیٹ کی مسجد چھوٹی تھی جس کی وجہ سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی تھی، مسجد کے ساتھ والی دکان اگر مسجد میں شامل ہو جائے تو کافی حد تک نمازیوں کو سہولت ہو جائے، اس سلسلہ میں مقامی کاروباری حضرات نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ مسجد سے ملحق دکان ایک ماڈرن خاتون کی ہے، مارکیٹ کے ایک کاروباری صاحب اپنے ایک دوست کے ہمراہ خاتون سے ملنے کے لئے گئے اور بتایا کہ وہ گلبرگ میں واقع آپ کی دکان خریدنا چاہتے ہیں، خاتون نے دکان بیچنے سے انکار کر دیا کہ مجھے ہر ماہ اس سے کرایہ ملتا ہے اور ویسے بھی میں ضرورت مند نہیں۔

یہ دونوں صاحب مایوس واپس آ گئے، چند دنوں کے بعد دوبارہ مشورہ کیا کہ ہم نے خاتون کو یہ تو بتایا نہیں کہ ہم دکان کس غرض سے خریدنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ دونوں حضرات دوبارہ خاتون سے ملنے کے لئے گئے اور وضاحت کی کہ ہم آپ کی دکان خرید کر مسجد میں شامل کرنا چاہتے ہیں، خاتون نے پوچھا آپ کو معلوم ہے کہ اس جگہ کی قیمت کیا ہے؟ دونوں نے کہا ہم بھی کاروباری ہیں، آپ فکر نہ کریں، ہم بلا سوچے سمجھے آپ کے پاس نہیں آئے، بتائیں آپ کی دکان کی قیمت کیا ہے؟ خاتون نے کہا دکان کی قیمت آپ نہیں دے سکیں گے، یہ سن کر دو میں سے ایک صاحب نے جیب سے چیک بک نکالی اور خاتون کے سامنے رکھ دی اور کہا چیک پر رقم آپ لکھ دیں، دستخط میں کر دیتا ہوں، خاتون نے کہا میں کچھ بھی رقم لکھ سکتی ہوں؟ خاتون کو کہا گیا کہ

❶ یادگار واقعات: ۱۳۴ تا ۱۳۶

کوئی بات نہیں آپ حسب منشا رقم لکھ دیں، خاتون نے چیک بک ہاتھ میں لی اور قلم تھام لیا، چند لمحے سوچنے کے بعد خاتون نے چیک بک بند کی اور واپس کر دی، جی کیا مطلب؟ کیا آپ نے پھر ارادہ بدل دیا؟ خاتون نے کہا ہاں میں نے اپنا ارادہ بدل دیا، میں وہ دکان مسجد کو دیتی ہوں، حالانکہ وہ ایک دنیادار ماڈرن قسم کی خاتون تھی چاہتی تو اپنی مرضی کی رقم کا چیک وصول کر سکتی تھی لیکن اس نے دنیا کے چیک پر آخرت کے چیک کو ترجیح دی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کا ایسا معاملہ کر لیا کہ بڑے بڑے دینداروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔

زاہد نگاہ کم سے کسی رند کو نہ دیکھ　　کیا جانیے کریم کو تو ہے کہ وہ پسند

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی فیاضی، سخاوت اور امور خیر میں خرچ کرنے کی توفیق سے نوازیں اور اپنی آخرت کے بینک میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ بے شک یہی وہ تجارت ہے جس میں نفع ہی نفع ہے۔ ❶

تو کچھ عورتیں ایسی سخی ہوتی ہیں کہ بخیل شوہر کے منع کرنے کے باوجود حسبِ ضرورت خرچ کرتی رہتی ہیں اور کچھ ایسی بخیل ہوتی ہیں کہ اگر شوہر خرچ کرنا بھی چاہیے تو اُسے مستقبل کے فقر وفاقہ سے ڈرا کر روک دیتی ہیں، اور صدقہ میں آڑے آجاتی ہیں، اسی قسم کا ایک واقعہ امام رازی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔

شیطان کی ماں نے مجھے شکست دی

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک واعظ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی مجلس وعظ میں یہ بیان کیا کہ بندہ جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے پاس ستر (۷۰) شیطان آتے ہیں اور اس کے ہاتھ پاؤں اور دل سے چمٹ کر اسے صدقہ

❶ انمول واقعات، ص: ۸۱، ۸۲

کرنے سے روکتے ہیں، مجلس وعظ میں سے ایک صاحب یہ سن کر بولے کہ میں ان ستر (۷۰) شیطانوں سے لڑونگا، چنانچہ وہ صاحب مسجد سے چلے اور اپنے گھر آئے، دامن کو گندم سے بھرا اور صدقہ کرنے کے ارادے سے نکلے، ان صاحب کی بیوی (نے دیکھا تو) کود کر آئی اور میاں سے لڑنے جھگڑنے لگی، حتی کہ ان کے دامن سے ساری گندم نکال ڈالی، وہ صاحب خائب وخاسر ہوکر دوبارہ مسجد چلے آئے، واعظ نے پوچھا میاں کیا کر کے آئے؟ بولے "هَزَمْتُ السَّبْعِيْنَ فَجَاءَتْ أُمُّهُمْ فَهَزَمَتْنِيْ" ستر (۷۰) شیطانوں کو تو میں نے شکست دے دی تھی، لیکن کیا کرتا ان کی ماں آ پہنچی اور اس نے مجھے شکست دے دی۔ ❶

صدقہ وسخاوت کے فوائد وثمرات واقعات کی روشنی میں

صدقہ کی برکت سے متعینہ زمین کا سیراب ہونا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ ایک شخص نے جنگل میں بادل سے ایک آواز سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو، وہ بادل چل پڑا اور اس نے بجری والی زمین پر پانی برسایا، وہاں کے نالوں میں سے ایک نالہ بھر گیا، وہ شخص اس پانی کے پیچھے پیچھے گیا، وہاں ایک شخص باغ میں کھڑا ہوا اپنے پھاوڑے سے پانی کو اِدھر اُدھر کر رہا تھا، اس شخص نے باغ والے سے پوچھا: اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے اپنا وہی نام بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا، اس شخص نے پوچھا: اے بندۂ خدا! تم میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس نے کہا: جس بادل نے اس باغ میں پانی برسایا ہے میں نے اس بادل

❶ التفسير الكبير: الباب الثالث فى لطائف المستنبطة من قولنا أعوذ بالله من الشيطن الرجيم، ج ۱ ص ۹۴

سے یہ آواز سنی تھی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو۔ اس نے تمہارا نام لیا تھا، تم اس باغ میں کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا:

أَمَّا إِذْ قُلْتَ هَذَا، فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ، وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا، وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ. ❶

ترجمہ: اب جب تم نے یہ بتایا ہے تو سنو! میں اس باغ کی پیداوار پر نظر رکھتا ہوں، اس میں سے ایک تہائی کو میں صدقہ کرتا ہوں، ایک تہائی میں اور میرے اہل وعیال کھاتے ہیں اور باقی ایک تہائی کو میں اس باغ میں لگا دیتا ہوں۔

صدقہ دینے کے سبب ایک اژدھے کے شر سے محفوظ ہونا

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں ایک شخص لوگوں کو تنگ کیا کرتا تھا، لوگوں نے حضرت صالح سے اس کی شکایت کی اور درخواست کی کہ آپ اس کے لیے بددعا کریں، صالح علیہ السلام نے فرمایا جاؤ تم اس کے شر سے محفوظ ہو جاؤ گے، وہ آدمی روزانہ لکڑی چننے جاتا تھا۔

چنانچہ وہ اس دن لکڑی چننے کے لیے نکلا، اس دن اس کے ساتھ دو روٹیاں تھیں، اس نے ایک روٹی کھالی اور دوسری صدقہ کردی، چنانچہ وہ گیا اور لکڑی چن کر شام کو صحیح وسالم واپس لوٹ آیا، اسے کوئی نقصان نہ پہنچا، لوگ صالح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ وہ آدمی تو لکڑی چن کر صحیح وسالم واپس آ گیا ہے اسے تو کچھ بھی نہیں ہوا، حضرت صالح علیہ السلام کو تعجب ہوا، انھوں نے اس آدمی کو بلا کر پوچھا کہ تم نے آج کون سے عمل کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں آج لکڑی چننے نکلا تو

❶ صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقاق، باب الصدقة في المساكين، رقم الحديث: ۲۹۸۴

میرے پاس دو روٹیاں تھیں، میں نے ایک کو صدقہ کر دیا اور دوسری کو کھالیا، حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا:

فَقَالَ صَالِحٌ حُلَّ حَطَبَكَ فَحَلَّ حَطَبَهُ، فَإِذَا فِيهِ أَسْوَدُ مِثْلُ الْجِذْعِ، عَاضًّا عَلَى جِذْلٍ مِنَ الْحَطَبِ قَالَ فَقَالَ بِهَا دُفِعَ عَنْهُ يَعْنِي بِالصَّدَقَةِ. ❶

ترجمہ: اس لکڑی کے گھٹ کو کھولو، لوگوں نے اسے کھولا تو اس میں اس میں ایک سیاہ سانپ تنے کی مانند پڑا ہوا تھا اور اپنے دانتوں کو لکڑی کے ایک موٹے تنے پر گاڑے ہوا تھا۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے اسی عمل (یعنی صدقہ) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس سے نجات دی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے افطاری کا کھانا مسکین کو دینا

ایک دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں، اور گھر میں ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا اسی حالت میں ایک مسکین نے سوال کیا تو انھوں نے لونڈی سے کہا کہ وہ روٹی اس کو دے دو اس نے کہا افطار کس چیز سے کریں گے، فرمایا دے دو، شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھیجوا دیا، لونڈی کو بلا کر کہا یہ کھانا تیری روٹی سے بہتر ہے۔ ❷

حضرت حسن، حسین اور عبداللہ بن جعفر کی بے مثال سخاوت

ابوالحسن مدائنی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن اور حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حج کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، راستہ میں ان کے سامان کے اونٹ ان سے جدا ہو گئے، یہ بھوکے پیاسے چل رہے تھے، ایک خیمہ پر ان کا گزر ہوا، اس میں ایک بوڑھی عورت تھی، ان حضرات نے اس سے پوچھا کہ ہمارے پینے کو کوئی

❶ الزهد لأحمد بن حنبل، بقية الزهد عيسىٰ عليه السلام، ص ۸۰، الرقم: ۴۹۴

❷ موطأ مالک: کتاب الصدقة، باب الترغيب في الصدقة، ج ۲ ص ۹۹۷

چیز (پانی یا دودھ لسی وغیرہ) تمہارے پاس موجود ہے؟ اس نے کہا: ہے، یہ لوگ اپنی اونٹنیوں پر سے اُترے۔ اس بڑھیا کے پاس ایک بہت معمولی سی بکری تھی، اس کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا کہ اس کا دودھ نکال لو اور اس کو تھوڑا تھوڑا پی لو، ان حضرات نے اس کا دودھ نکالا اور پی لیا۔ پھر انھوں نے پوچھا کہ کوئی کھانے کی چیز بھی ہے؟ اس بڑھیا نے کہا کہ بکری ہے اس کو تم میں سے کوئی ذبح کر لے تو میں پکا دوں گی، انھوں نے اس کو ذبح کیا، اس نے پکایا، یہ حضرات کھا پی کر جب شام کو چلنے لگے تو انھوں نے اس بڑھیا سے کہا کہ ہم ہاشمی لوگ ہیں، اس وقت حج کے ارادہ سے جا رہے ہیں، اگر ہم زندہ سلامت واپس مدینہ منورہ پہنچ جائیں تو تُو ہمارے پاس آنا، تیرے اس احسان کا بدلہ دیں گے۔

یہ حضرات تو فرما کر چلے گئے، شام کو جب اس کا خاوند (کہیں جنگل وغیرہ سے) آیا تو اس بڑھیا نے ہاشمی لوگوں کا قصہ سنایا، وہ بہت خفا ہوا کہ تو نے اجنبی لوگوں کے واسطے بکری ذبح کر ڈالی، معلوم نہیں کون تھے کون نہیں تھے؟ پھر کہتی ہے کہ ہاشمی تھے، غرض وہ خفا ہو کر چپ ہو گیا۔ کچھ زمانہ کے بعد ان دونوں میاں بیوی کو غربت نے جب بہت ستایا تو یہ محنت مزدوری کی نیت سے مدینہ منورہ گئے، دن بھر مینگنیاں چگا کرتے اور ان کو بیچ کر گزر کیا کرتے۔

ایک دن وہ بڑھیا مینگنیاں چگ رہی تھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے دروازہ کے آگے تشریف رکھتے تھے، جب یہ وہاں کو گزری تو اس کو دیکھ کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کو پہچان لیا اور اپنے غلام کو بھیج کر اس کو اپنے پاس بلوایا اور فرمایا کہ اللہ کی بندی تو مجھے بھی پہچانتی ہے؟ اس نے کہا: میں نے تو نہیں پہچانا، آپ نے فرمایا کہ میں تیرا وہی مہمان ہوں دودھ اور بکری والا، بڑھیا نے پھر بھی نہ پہچانا اور کہا: کیا خدا کی قسم!

تم وہی ہو؟ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں وہی ہوں اور یہ فرما کر ''فَأَمَرَ لَهَا بِأَلْفِ شَاةٍ، وَأَلْفِ دِرْهَمٍ وَبَعَثَ بِهَا مَعَ غُلَامٍ إِلَى الْحُسَيْنِ'' آپ نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کے لیے ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار درہم بھی عطا فرمائے اور اپنے غلام کے ساتھ اس بڑھیا کو چھوٹے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ بھائی نے کیا بدلہ عطا فرمایا؟ اس نے کہا: ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار، یہ سن کر اتنی ہی مقدار دونوں چیزوں کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عطا فرمائی، اس کے بعد اس کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، انھوں نے تحقیق فرمایا کہ ان دونوں حضرات نے کیا کیا مرحمت فرمایا اور جب معلوم ہوا کہ یہ مقدار ہے، تو انھوں نے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے اور یہ فرمایا کہ اگر تو پہلے مجھ سے مل لیتی تو میں اس سے بہت زیادہ دیتا۔ یہ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار (اشرفیاں) لے کر خاوند کے پاس پہنچی کہ یہ اس ضعیف اور کمزور بکری کا بدلہ ہے۔ ❶

والدہ کے صدقے کے سبب بیٹے کا شیر کے حملے سے محفوظ ہونا

ایک عورت کا بچہ طویل عرصہ غائب رہا، ایک دن وہ کھانا کھانے کے لیے بیٹھی، ابھی وہ لقمہ توڑ کر منہ میں ڈالنے ہی والی تھی کہ ایک فقیر نے دروازے پر کھڑے ہو کر صدا لگائی اس نے منہ میں جاتا لقمہ وہیں روک کر لقمہ سمیت پوری روٹی فقیر کو دے دی اور خود بھوکی رہی۔ اسے اپنے بیٹے کی بڑی فکر لگی رہتی اور ہمیشہ اس کی واپسی کی دعائیں کرتی تھی، اس بات کو ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ ایک دن اس کا بیٹا صحیح سلامت گھر

❶ فضائل صدقات: ساتویں فصل، ص۷۰۰، ۷۰۱/إحياء علوم الدين: كتاب ذم البخل وذم حب المال، ج۳ ص ۲۴۹

لوٹ آیا۔ اور پھر ایک دن ماں کو راستے کی سختیوں سے آگاہ کیا، اس نے کہا کہ سب سے حیرت انگیز واقعہ مجھے یہ پیش آیا کہ میں فلاں وقت فلاں شہر کے گھنے جنگل میں جا رہا تھا کہ ایک دم سامنے سے شیر نمودار ہوا میرا گدھا وہیں رک گیا اور مجھے پھینک کر پیچھے کی جانب دوڑا، شیر نے اپنے پنجے میری پیوند شدہ قمیص میں گاڑھ دیئے تاہم مجھے کوئی خراش تک نہیں آئی، البتہ میرے ہوش اُڑ گئے وہ مجھے گھسیٹتا ہوا درختوں کے جھنڈ میں لے آیا۔

عین اسی وقت جب وہ میرے سینے پر پنجے رکھ کر چیر پھاڑنے ہی والا تھا کہ ایک عظیم الخلقت آدمی نمودار ہوا، اس کا چہرہ روشن اور کپڑے سفید تھے، اس نے شیر کو گردن سے پکڑا اور اُٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور کہا:

قُمْ یَا کَلْبُ! لُقْمَۃٌ بِلُقْمَۃٍ. ❶

ترجمہ: اُٹھ، اے کتے! لقمے کے بدلے لقمہ۔

شیر لڑکھڑا کر اُٹھا اور جنگل کی طرف بھاگ گیا، میں نے آدمی کو دائیں بائیں خوب ڈھونڈا مگر کہیں اس کا نشان نہ ملا، میں تھوڑی دیر وہاں بیٹھا رہا یہاں تک کہ میری کھوئی طاقت واپس آ گئی اور حواس مجتمع ہو گئے، پھر میں نے اپنا جسم ٹٹولا۔ کہیں کوئی زخم یا خراش نہ تھی، میں وہاں سے چل پڑا یہاں تک کہ اپنے قافلے سے جا ملا، میں نے ان کو اس بارے میں بتایا تو انھیں اس پر بڑا تعجب ہوا کہ میں شیر کے چنگل سے کیسے بچ گیا، میں ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکا کہ نو وارد آدمی کی اس بات کا کیا مطلب ہے کہ لُقْمَۃٌ بِلُقْمَۃٍ (لقمے کے بدلے لقمہ)۔

ماں نے اس وقت میں غور کیا تو یہ وہی وقت تھا جب اس نے اپنے منہ سے لقمہ نکال کر

❶ نشوار المحاضرة وأخبار المذاكرة: لقمة بلقمة، ج ۲ ص ۴۲، ۴۳

فقیر کو صدقہ کیا تھا چنانچہ اس نے بیٹے کو اس کا مطلب سمجھایا۔

جملہ کا مطلب ہے کہ ماں نے فقیر کو لقمہ دیا تو اللہ رب العزت نے اُس کے بیٹے کو شیر کا لقمہ بننے سے بچالیا۔ غور کریں کہ صدقہ دینے والی ماں ہے چونکہ بیٹے کو اگر شیر کھا لیتا تو تکلیف ماں کو ہوتی، تو اللہ نے ماں سے اس تکلیف کو صدقہ کی برکت سے ہٹایا۔

والدہ کی طرف سے روٹی صدقہ کرنے پر بیٹے کی دشمنوں سے حفاظت

خلیفہ المقتدر باللہ کے وزیر ابوالحسن بن فرات نے ایک مرتبہ ابوجعفر بن بسطام سے کہا کہ یہ تمہاری روٹی کا کیا قصہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس واقعہ یہ ہے کہ میری والدہ نہایت نیک سن رسیدہ عورت تھیں، میری پیدائش کے وقت ہی سے اس کی عادت ہوگئی تھی کہ میں جس بستر میں سوتا تھا ہر رات اس کے نیچے ایک روٹی رکھ دیا کرتی تھی اور صبح میری طرف سے روٹی کو صدقہ کر دیا کرتی تھی ، اور میں بھی اب تک ایسا ہی کر رہا ہوں۔ یہ سن کر وزیر ابن الفرات نے کہا میں تم سے بدظن تھا اور گرفتار کرنا چاہتا تھا، تین رات سے مسلسل خواب دیکھتا تھا کہ تم سے جنگ کر رہا ہوں تا کہ گرفتار کروں ، مگر تمہارے ہاتھ میں ڈھال کی مانند روٹی رہتی تھی ، جس سے میرا تیر تم کو نہ لگتا تھا۔ جاؤ اب تم مامون ہو۔ ❶

صدقہ کے سبب مٹی اور برادے کا آٹے میں تبدیل ہو جانا

حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کی زوجہ نے اپنے شوہر کو کہا کہ گھر میں آٹا نہیں ہے، ابو مسلم رحمہ اللہ بولے کیا کوئی چیز ہے؟ ام مسلم نے کہا کہ ایک درہم ہے جس کا سوت بیچا تھا، انہوں نے کہا کہ وہ مجھے دے دو اور تھیلا لاؤ، پھر وہ بازار چلے گئے، وہ ایک شخص کے پاس کھڑے ہو کر کھانا خرید رہے تھے کہ ایک سائل آ کھڑا ہوا اور بولا اے ابو مسلم!

❶ البر والصلة لابن الجوزي: الباب السابع والأربعون، ص: ۲۲۴

مجھ پر صدقہ کردو، اس نے مطلب میں بڑی الحاح وزاری کی تو انہوں نے وہ ایک درہم اُسے دے دیا، پھر تھیلے کو لکڑی کے برادے اور مٹی سے بھر دیا، گھر کی طرف آئے اور دروازے کے پیچھے رکھ کر واپس ہوگئے، جب ام مسلم نے اس تھیلے کو کھولا تو اس میں سفید آٹا تھا، انہوں نے اسے گوندھا اور روٹیاں پکالیں، جب رات کو ابو مسلم آئے تو انہوں نے ان کے سامنے دستر خوان اور چپاتیاں رکھیں، ابو مسلم رحمہ اللہ نے کہا یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا: اے ام مسلم! انہوں نے جواب دیا، یہ اس آٹے سے بنائی ہیں جو تم دن کو لائے تھے، تو ابو مسلم رحمہ اللہ کھانے لگے اور رو دیئے۔ ❶

یہ ابو مسلم رحمہ اللہ کی کرامت تھی کہ اللہ رب العزت نے برادے کو آٹے سے تبدیل کر دیا، یہ اللہ تعالی کی ان کے لئے غیبی نصرت و مدد تھی۔

بخیل شخص کی سخی بیوی کو آگ نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا

ایک بخیل شخص نے اپنی بیوی کو قسم دی کہ خبردار! گھر میں سے کسی کو خیرات نہ دینا۔ ایک دن اس عورت نے شوہر کی تنبیہ کی پرواہ کئے بغیر کسی محتاج کو کچھ خیرات دے دی، اتفاقاً شوہر نے دیکھ لیا، غصہ میں آکر کہنے لگا تو نے میری حکم عدولی کیوں کی؟ بیوی نے کہا: میں نے خالص اللہ کے لئے تھوڑا سا دیا ہے۔ شوہر نے غضب میں آکر خوب آگ بڑکھائی اور اپنی بیوی سے کہا: اگر تو نے یہ کام اللہ کے لئے کیا ہے تو اس آگ میں اللہ کے لئے کود پڑ۔ اللہ کی متوالی عورت نے اپنے بدن کو زیور اور عمدہ کپڑوں سے آراستہ کیا۔ خاوند نے پوچھا کہ یہ آراستگی کا کیا موقعہ ہے؟ کہا: جب دوست اپنے دوست سے ملتا ہے تو اس کے لئے کچھ بناؤ سنگھار بھی کرتا ہے۔ یہ کہہ کر آگ میں

❶سير السلف الصالحين لإسماعيل بن محمد الأصبهاني: ذكر عبد الله بن ثوب أبي مسلم الخولاني، ص۸۷۷، ۸۷۸

چھلانگ لگادی۔ شوہر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ باوجود خوب آگ کے بڑھنے کے اس خاتون کا ایک بال بھی نہ جلا۔ ❶

ایک یتیم بچے کا حاتم طائی کے لیے دس بکریوں کو ذبح کرنا

ایک شخص نے حاتم طائی سے پوچھا: اے حاتم! کیا سخاوت میں کوئی تجھ سے آگے بڑھا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں قبیلہ طئی کا ایک یتیم بچہ مجھ سے زیادہ سخی نکلا، جس کا قصہ یوں ہے کہ دورانِ سفر میں رات گزاری کے لیے اس کے گھر گیا، اس کے پاس دس بکریاں تھیں، اس نے ایک ذبح کی، اس کا گوشت تیار کیا اور کھانے کے لیے مجھے پیش کردیا، اس نے کھانے کے لیے جو چیزیں مجھے دیں ان میں مغز بھی تھا، میں نے اسے کھایا تو مجھے پسند آیا، میں نے کہا: واہ سبحان اللہ! کیا خوب ذائقہ ہے، یتیم بچہ فوراً باہر نکل گیا، اور ایک ایک کر کے تمام بکریاں میری لاعلمی میں اس نے ذبح کر ڈالیں اور سب سے مغز مجھے پیش کیے، جب میں کوچ کرنے لگا تو کیا دیکھتا کہ گھر کے اردگرد ہر طرف خون ہی خون بکھرا پڑا ہے، میں نے اس سے کہا: آپ نے تمام بکریاں کیوں ذبح کیں؟ اس نے کہا:

يَا سُبْحَانَ اللّٰهِ، تَسْتَطِيْبُ شَيْئًا أَمْلِكُهُ فَأَبْخَلُ عَلَيْكَ بِهٖ، إِنَّ ذٰلِكَ لَسُبَّةٌ عَلَى الْعَرَبِ قَبِيْحَةٌ.

واہ سبحان اللہ! آپ کو میری کوئی چیز اچھی لگے اور میں اس پر بخل کروں، یہ عربوں کے لیے بدترین گالی ہے۔

حاتم سے پوچھا گیا: بدلے میں آپ نے اسے کیا دیا؟ انھوں نے کہا: تین سو سرخ اونٹنیاں اور پانچ سو بکریاں، ان سے کہا گیا: تو پھر آپ اس سے بڑے سخی ہوئے،

❶ حکایتوں کا گلدستہ: ص ۴۳، ۴۴

انھوں نے جواب دیا:

بَلْ هُوَ أَكْرَمُ لِأَنَّهُ جَادَ بِكُلِّ مَا يَمْلِكُهُ وَإِنَّمَا جُدتُّ بِقَلِيْلٍ مِنْ كَثِيْرٍ. ❶

ترجمہ: بلکہ وہ مجھ سے زیادہ سخی ہے کیوں کہ اس نے اپنا سب کچھ لٹا کر سخاوت کی ہے، جب کہ میں نے تو اپنے بہت سے مال میں سے تھوڑا سا خرچ کر کے سخاوت کی ہے۔

راہِ خدا میں صدقہ کے سبب کٹے ہوئے ہاتھ اور ڈوبے ہوئے بچے کی غیبی حفاظت

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ کسی شہر کا حاکم بے حد ظالم اور مردم آزار تھا، چنانچہ اس نے شہر میں منادی کرادی تھی کہ جو شخص کسی فقیر کو کچھ دے گا اس کا ہاتھ کاٹ کر شہر بدر کر دیا جائے گا، اتفاقاً کسی دن ایک بھوک کا مارا فقیر جو زندگی سے مایوس ہو چکا تھا، شہر میں آ کر ایک عورت سے بڑی لجاجت اور عاجزی کے ساتھ کچھ طلب کرنے لگا، عورت نے کہا بندۂ خدا کیا تو نے حاکم وقت کا حکم نہیں سنا جو میری ذلت ورسوائی کا سامان کرنا چاہتا ہے؟ کہنے کو تو اس نے یہ کہہ دیا مگر اس فقیر کی حالت زار کو دیکھ کر عورت سے نہ رہا گیا اور دو روٹیاں نکال کر اس فقیر کو دے ہی دیں، اور کہنے لگی:

اب حاکم کا جو جی چاہے کرے مجھ سے تو اس کی بھوک کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔

جب اس ظالم کو واقعہ کی خبر ملی تو اس نے عورت کا ہاتھ کٹوا کر اس کو شہر بدر کر دیا، جس کے ساتھ ایک دودھ پیتا بچہ بھی تھا، شہر سے نکل جانے کے بعد وہ عورت جنگل وبیابانوں میں ماری پھرتی تھی کہ شدت گرمی کے باعث پیاس سے بے تاب ہوگئی، مجبوراً کہیں پانی نہ ملا تو ایک نہر کے کنارے جا کر پانی پینے کو جھکی ہی تھی کہ اچانک وہ شیر خوار بچہ اس کی گود سے چھوٹ کر نہر میں جا پڑا، جس سے وہ سخت بے قرار ہو کر کہنے

❶ المستجاد من فعلات الأجواد للتنوخي: حكاية، ص ۵۸

لگی کہ افسوس! میری یہ پیاس میرے فرزند دل کے خون کی پیاسی تھی، بچہ کی جدائی اور بے تابی سے جب اس کا دل بھر آیا اور زار و قطار رونے لگی تو یکا یک کیا دیکھتی ہے کہ دو خوبصورت نوجوان جو بہترین پوشاک سے ملبوس تھے، ظاہر ہو کر اس عورت سے معلوم کرنے لگے آخر تو اتنی پریشان کیوں ہے؟ اور زار و قطار رو رو کر تیرا یہ کیا حال بنا ہے جس پر کسی کا دستِ شفقت تیری طرف نہیں بڑھتا؟ عورت نے تمام حال ان نوجوانوں کو بتلایا، بس اب کیا تھا فوراً ایک نوجوان دریا میں کودا اور اس عورت کے بچہ کو صحیح سلامت نکالا لایا اور دوسرے نے اس کے کٹے ہوئے ہاتھ کو صحیح و درست کر دیا، اب وہ دونوں عورت سے کہنے لگے کہ تو نے ہمیں پہچانا بھی؟ عورت نے کہا: نہیں، تو وہ بولے ہم دونوں وہی تیری دو روٹیاں ہیں جو تو نے اللہ کے لئے اس بھوکے فقیر کو دی تھیں، اور جن کے سبب تو ظالم کے ہاتھوں اس بلا میں مبتلا ہوئی تھی، خدا کا شکر ہے کہ اب انہیں دو روٹیوں کے صدقے سے نجات ملی۔ (1)

بسا اوقات اللہ رب العزت مخلص لوگوں کے نیک اعمال کے ثمرات دنیا میں بھی عطا کر دیتا ہے اور آخرت کا اجر و ثواب تو اِس کے علاوہ ہے۔

صدقہ کی برکت سے آنکھ کی بینائی لوٹ آئی

ایک بچہ اپنی بہن کیساتھ کھیل رہا تھا، اس بچے کے ہاتھ میں چھری تھی، اس نے چھری اپنی بہن کے آنکھ میں ماردی تو بہن کو ہسپتال لایا گیا، ڈاکٹروں نے کافی کوششیں کی کہ آنکھ کی بینائی لوٹ نہیں سکی، اس دوران ماں کو صدقے کا خیال آیا تو اس نے شوہر سے کہا کہ فلاں سونا لیکر آؤ، اسکو اللہ کی راہ میں صدقہ کرو اور ماں یہ دعا کرنے لگی:

اے اللہ تو جانتا ہے اس سونے کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں ہے، اس صدقے کی

(1) نوادرات علمیہ: ص ۱۰۷، ۱۰۸/ حکایتوں کا گلدستہ: ص ۳۶، ۳۷

برکت سے میری بیٹی کو ٹھیک فرما۔

چنانچہ کچھ دن گزرے، ڈاکٹروں نے دوبارہ کوشش کی اور اللہ نے بینائی واپس لوٹا دی۔ ❶

صدقے کی برکت سے اللہ نے بیٹی کو شفادی

شیخ سلیمان المفرج ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کی چھوٹی بیٹی تھی، اسکے حلق میں ایک بیماری لگی، بہت علاج کئے لیکن افاقہ نہ ہو، روز صبح ایک انجکشن لگایا جاتا تھا۔ ایک دن ایک شخص نے کہا کہ اپنے مریضوں کا علاج صدقہ سے کیا کرو۔ لہذا تم صدقہ کرو، اس شخص نے کہا میں صدقہ دے چکا، صالح شخص نے کہا: اس بار بیٹی کی شفاء کی نیت سے صدقہ کرو اور جتنا مال آپ کے پاس ہے اسکے بقدر صدقہ کرو۔ چنانچہ ایک شخص اٹھا اور اپنی چاول، گندم وغیرہ سے گاڑی بھر کر فقراء پر صدقہ کیا، فقراء بہت خوش ہوئے۔ یہ شخص فرماتے ہیں کہ چند دن گزرے نہیں تھے کہ اللہ نے بیٹی کو شفادی۔ بعد میں یہ شخص مریضوں کے پاس جاتا اور ان کو صدقہ کرنے کی تلقین کیا کرتا تھا۔ ❷

ایک ساتھی نے دنیا خریدی اور دوسرے نے آخرت وثواب

دو شخص آپس میں شریک تھے، ان کے پاس آٹھ ہزار اشرفیاں جمع ہوگئیں، ایک چونکہ پیشے سے واقف تھا اور دوسرا ناواقف تھا، اس لئے اس واقف کار نے ناواقف سے کہا کہ اب ہمارا نباہ مشکل ہے، آپ اپنا حق لے کر الگ ہوجایئے، آپ کام کاج سے ناواقف ہیں۔ چنانچہ دونوں نے اپنے اپنے حصے الگ کر لئے اور جدا ہوگئے، پھر پیشے سے واقف کار نے بادشاہ کے مرجانے کے بعد اس کا شاہی محل ایک ہزار دینار میں

❶ تحفة الواعظ للخطب والمواعظ: ص ۱۲۰

❷ تحفة الواعظ للخطب والمواعظ: ص ۱۲۱

خریدار اور اپنے ساتھی کو بلا کر اسے دکھایا اور کہا: بتلاؤ! میں نے کیسی چیز خریدی؟ اس کے ساتھی نے بڑی تعریف کی اور یہاں سے باہر چلا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا خدایا! اس میرے ساتھی نے تو ایک ہزار دینار کا قصر دنیوی خرید لیا ہے اور میں تجھ سے جنت کا محل چاہتا ہوں، میں تیرے نام پر تیرے مسکین بندوں پر ایک ہزار دینار خرچ کرتا ہوں، چنانچہ اس نے ایک ہزار دینار راہِ خدا میں خرچ کر دیئے، پھر اس دنیادار شخص نے ایک زمانے کے بعد ایک ہزار دینار خرچ کر کے اپنا نکاح کیا، دعوت میں اس پرانے شریک کو بھی بلایا، اور اس سے ذکر کیا کہ میں نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے اس عورت سے شادی کی ہے۔

اس کے ساتھی نے اس کی بھی تعریف کی، باہر آ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرنے کی نیت سے ایک ہزار دینار نکالے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے اللہ! میرے ساتھی نے اتنی ہی رقم خرچ کر کے یہاں کی ایک عورت حاصل کی ہے اور میں اس رقم سے تجھ سے حورِ عین کا طالب ہوں اور پھر وہ رقم راہِ خدا میں صدقہ کر دی۔ پھر کچھ مدت کے بعد اس دنیادار نے اس کو بلا کر کہا کہ دو ہزار کے دو باغ میں نے خرید لئے ہیں دیکھ لو کیسے ہیں؟ اس نے دیکھ کر بہت تعریف کی اور باہر آ کر اپنی عادت کے مطابق جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ خدایا! میرے ساتھی نے دو ہزار کے دو باغ یہاں کے خریدے ہیں، میں تجھ سے جنت کے دو باغ چاہتا ہوں اور یہ دو ہزار تیرے نام پر صدقہ ہیں، چنانچہ اس رقم کو مستحقوں میں تقسیم کر دیا۔

پھر جب ان دونوں کا انتقال ہو گیا، تو اس صدقہ کرنے والے کو جنت کے محل میں پہنچا دیا گیا، جہاں پر ایک حسین عورت بھی اسے ملی، اور اسے دو باغ بھی دیئے گئے اور وہ وہ نعمتیں ملیں جنہیں بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، تو اسے اس وقت اپنا وہ ساتھی یاد

آ گیا، فرشتے نے بتلایا کہ وہ تو جہنم میں ہے، تم اگر چاہو تو جھانک کر اسے دیکھ سکتے ہو، اس نے جب اسے جہنم کے اندر جلتا دیکھا تو اس سے کہا کہ قریب تھا کہ تو مجھے بھی بھٹکا دیتا یہ تو رب العالمین کی مہربانی ہوئی کہ میں بچ گیا۔ ❶

صدقات اور ایصال ثواب کا مردوں کو فائدہ

صالح مری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شب جمعہ کو جامع مسجد میں گیا تا کہ فجر کی نماز وہاں ادا کروں، راستہ میں ایک قبرستان پر میرا گذر ہوا اور ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا، وہیں میری آنکھ لگ گئی، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ اہلِ قبور سب کے سب اپنی قبروں سے نکل کر گول دائرہ باندھے بیٹھے ہیں اور آپس میں گفتگو کر رہے ہیں، اور ایک جوان میلے کپڑے پہنے ہوئے آیا، اب اچانک خوبصورت برتنوں میں کوئی چیز ڈھک کر لائی گئی، اب جسے وہ برتن دیئے گئے وہ خوشی خوشی قبروں میں لوٹ گئے، اب سب کو ملے، صرف ایک جوان باقی رہا اور غمگین بلا کسی شئی کے قبر میں داخل ہونے کا قصد کر رہا تھا، میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا وجہ ہے کہ میں تجھے غمگین پاتا ہوں اور یہ کیا واقعہ ہے؟ جو میں نے دیکھا، کہا اے صالح! تم نے یہ خوبصورت ڈھکے ہوئے برتن دیکھیے؟ میں نے کہا! ہاں وہ کیا تھا؟ کہا وہ صدقات اور دعائیں ہیں جو زندوں کی جانب مردوں کو بھیجی جاتی ہیں، ان کے پاس ہر شب جمعہ اور روز جمعہ کو پہنچتی ہیں، پھر اس نے ایک لمبی تقریر کی جس کا حاصل یہ تھا کہ اس کی ایک ماں ہے، جو دنیا داری میں مشغول ہو کر اسے بھول گئی ہے اور اس نے نکاح بھی کر لیا ہے اور لہولعب (کھیل کود) میں منہمک ہے، اب وہ اسی قابل ہے کہ غم کرے کیونکہ اب کوئی اس کا یاد کرنے

❶ تفسیر الطبری: سورہ صافات آیت نمبر ۳۴ تا ۵۷ کے تحت، ج ۲۱ ص ۵۶ / تفسیر ابن کثیر: ج ۷ ص ۱۴

والانہیں ہے، شیخ صالح نے اس سے اس کی ماں کا پتہ ومحلّہ دریافت کیا،اس نے بتلایا،صبح کوصالح مری نے اس محلّہ میں جا کراس شخص کی ماں کودریافت کیا،لوگوں نے بتایا،پھراس کی ماں نے پردہ کی آڑ میں بات چیت کی اوراس کے لڑکے کا سارا حال بیان کیا،یہ سن کروہ رونے لگی اوراس کی آنسورخساروں پر جاری ہوگئے، پھر کہنے لگی اے صالح! وہ میرا بیٹااور میرے جگر کا ٹکڑا تھا جس کے لئے میں نے اپنے پیٹ کوگھر بنایااوراپنی چھاتیوں کومشک بنایا،اپنی گودکومحلّہ بنایا تھا،پھرایک ہزار درہم مجھے دیئےاورکہا یہ اس کے واسطے صدقہ کرواور میں اس کودعااورصدقہ سے عمربھرنہ بھولوں گی ان شاء اللہ،صالح کہتے ہیں کہ میں نے وہ درہم اس عورت کی جانب سے خیرات کردیئے، دوسرے جمعہ کوپھر میں جامع مسجد کے قصد سے نکلااوراس مقبرہ میں ایک قبر سے تکیہ لگا کے لیٹ گیااور میں نے وہی منظر دیکھا کہ سب اہلِ قبورایک ایک اپنی قبروں سے نکلےاوروہ جوان بھی سفیدلباس پہنے ہوئے خوش خوش نکلااور میرے قریب آکر کہنے لگا کہ اے صالح! خداوندعالم تجھے میری طرف سے جزائے خیرعطا کرے، میرے پاس بھی ہدیہ (تحفہ) پہنچ گیا۔ ❶

یوم عاشورہ پرصدقہ کی برکت سے ایک نصرانی کوایمان کی دولت اور جنت کے محلات کاملنا

ملک رَیّ میں قاضی غنی رہتے تھے،ان کے پاس ایک فقیرعاشوراء کے دن آیااورکہا: اللہ قاضی صاحب کی عزت کوبڑھائے، میں ایک غریب عیال دارہوں اور میں تمہارے پاس اس دن کوشفیع بنا کرآیاہوں،اس مبارک دن کے وسیلہ میں تم مجھے دس من روٹی پانچ من گوشت دودرہم عنایت کرو،قاضی صاحب نے ظہرتک کاوعدہ کیا،

❶ روض الریاحین :الحکایۃالتاسعۃ والخمسون بعدالمائۃ ،ص:۱۷۸

جب ظہر کے وقت وہ شخص آیا تو عصر کا وعدہ کیا، جب عصر کا وقت آیا تو اسے کچھ نہ دیا، فقیر ٹوٹے دل کے ساتھ ان کے یہاں سے چلا، راستہ میں ایک نصرانی (عیسائی) کو دیکھا کہ اپنے مکان کے دروازہ پر بیٹھا تھا، اس سے کہا: اس دن کی برکت سے مجھے کچھ دے، اس نے کہا یہ کیا دن ہے؟ فقیر نے اس دن کی کچھ فضیلت بیان کی، اس نے کہا: اب تو اپنی حاجت بیان کر، تو نے بڑے دن کا واسطہ دیا ہے، اس نے روٹی کے واسطے دس قفیز گیہوں اور سو من گوشت اور بیس درہم دیئے، پھر کہا: یہ تیری اور تیری عیال کے واسطے جب تک تو زندہ ہے مقرر کیا جاتا ہے، ہر مہینہ آ کر لے جایا کر، یہ اس دن کی برکت کی وجہ سے ہے، فقیر لے کر اپنے گھر گیا، قاضی صاحب جب رات کو سوئے تو خواب میں ان سے کہا گیا، اپنی نگاہ اٹھا کر دیکھو، جب دیکھا تو ایک محل نظر آیا جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی اور ایک محل سرخ یاقوت کا بنا ہوا ایسا شفاف کہ باہر سے اندر کے اشیاء اور اندر سے باہر کے اشیاء نظر آتی تھیں، قاضی صاحب نے دریافت کیا: الٰہی یہ کیسے محل ہیں؟ ارشاد ہوا کہ یہ محل اگر تو فقیر کی حاجت پوری کرتا تو تیرے ہوتے، لیکن جب تو نے رد کر دیا تو اب یہ فلاں نصرانی کے ہو گئے، جب قاضی صاحب بیدار ہوئے تو بڑے پریشان ہوئے، افسوس وحسرت کرتے ہوئے صبح ہی نصرانی کے یہاں گئے اور اس سے کہا: تو نے کل کیا خیرات کی تھی؟ اس نے کہا: تم کیوں دریافت کرتے ہو؟ قاضی صاحب نے خواب کا حال بیان کیا، پھر کہنے لگے:

بِعْنِیْ الْجَمِیْلَ الَّذِیْ عَمِلْتَهُ مَعَ الْفَقِیْرِ بِمِئَةِ أَلْفٍ، فَقَالَ لَهُ النَّصْرَانِیُّ: إِنِّیْ لَاأَبِیْعُ ذٰلِکَ بِمِلْءِ الْأَرْضِ کُلِّهَا، مَاأَحْسَنَ الْمُعَامَلَةَ مَعَ هٰذَاالرَّبِّ الْکَرِیْمِ، أَشْهَدُأَن لَّاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ، وَأَشْهَدُأَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَأَنَّ دِیْنَهُ

هُوَ الْحَقُّ. ❶

ترجمہ: وہ نیکی جو آپ نے فقیر کے ساتھ کی ہے وہ مجھے ایک لاکھ درہم میں فروخت کردو، اس نصرانی نے کہا: تم ساری زمین بھر کے دراہم دو تب بھی نہ بیچوں گا، پھر کہنے لگا: اس کریم پروردگار کے ساتھ معاملہ بہت ہی اچھا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہی دین برحق دین ہے۔ دیکھیں اس عیسائی نے اللہ کی رضا کے لئے تعاون کیا اور محض اللہ کی رضا کے لئے کیا، رب العالمین نے اُس کے اخلاص کی وجہ سے ایمان کی دولت سے بھی نوازا اور جنت میں جو انعام وثواب ملنا تھا اُس کا مشاہدہ بھی کرایا۔ اللہ تعالی نے نصرانی کو بھی خواب میں جنت کے وہ انعامات وثمرات دکھائے۔

ایک صدقہ پر دنیا میں دس گنا عوض

ابو جعفر بن خطاب رحمہ اللہ سے مروی ہے، ان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ آپ ابدال میں سے تھے، فرمایا کہ میرے دروازہ پر ایک سائل آیا، میں نے اہلیہ سے کہا: تیرے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے کہا: چار انڈے ہیں، فرمایا: اس سائل کو دے دو، اس نے دے دیئے، جب سائل چلا گیا، ایک دوست نے میرے یہاں انڈوں کے کریڈ بھیجے، میں نے گھر والی سے دریافت کیا کہ اس میں کتنے انڈے ہیں؟ اس نے کہا: انڈے تو چالیس ہیں لیکن دس ٹوٹے ہوئے ہیں۔ بعض لوگوں نے اس کی وجہ بیان کی ہے کہ سائل کو جو انڈے دیئے تھے اس میں تین صحیح تھے اور ایک ٹوٹا ہوا تھا، ہر ایک کے عوض میں دس دس ملے صحیح کے عوض میں صحیح اور ٹوٹے کے عوض میں ٹوٹے ہوئے۔ ❷

---

❶ روض الریاحین: الحکایۃ السابعۃ والعشرون بعد الثلاثۃ مئۃ، ص: ۲۷۵

❷ روض الریاحین: الحکایۃ الخامسۃ واعشرون بعد الثلاثۃ مئۃ، ص: ۲۷۴

اخلاص اور صدقہ کی بدولت جنت کے محلات کا ملنا

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں نکلا، میرے پاس امیر جیش نے کچھ نفقہ روانہ کیا، میں نے اسے لینا پسند نہ کیا اور حاجت مندوں پر وہ چیز تقسیم کردی، ایک دن میں نماز ظہر پڑھ کر متفکر بیٹھا تھا کہ میں نے وہ مال قبول کر کے لوگوں پر کیوں تقسیم کیا؟ قبول ہی نہ کرتا، ناگاہ میری آنکھ لگ گئی، میں نے خواب میں بہت سے محل آراستہ بنتے ہوئے دیکھے، جن میں بہت سی نعمتیں بھی تھیں، میں نے سوال کیا کہ یہ کس کے محلات ہیں؟ جواب آیا کہ یہ ان لوگوں کے محل ہیں جن کا مال تم نے لے کر غازیوں (جہاد کرنے والوں) پر تقسیم کیا ہے، میں نے کہا اس کے ساتھ میرا کچھ بھی حصہ نہیں؟ کہا تمہارا وہ محل ہے اور ایک بہت بڑے محل کی طرف اشارہ کیا، میں نے کہا مجھے ان سے زیادہ کیوں ملا؟ ارشاد ہوا کہ ان لوگوں نے ثواب کی امید پر مال نکالا تھا جس کے وہ ابھی امیدوار ہیں اور تم نے اسے ایسی حالت میں مال خرچ کیا کہ تمہیں اس کے قبول کرنے کا خوف بھی تھا، نفس کا محاسبہ بھی تھا اور ندامت (شرمندگی) بھی تھی۔ تو صدقہ اور اخلاص اور ضرورت مند ہونے کے باوجود تمہارا خرچ کرنا تمہارے دگنے ثواب کا ذریعہ بن گیا:

اِذَاکَانَتِ الدُّنْیَا تعَدُّ نَفِیْسَۃً
فَدَارُ ثَوَابِ اللّٰہِ اَعْلٰی وَاَنْبَلُ
وَاِنْ کَانَتِ الْاَرْزَاقُ قِسْمًا مُقَدَّرًا
فَقِلَّۃُ سَعْیِ الْمَرْءِ الرِّزْقِ اَجْمَلُ
وَاِنْ کَانَتِ الْاَجْسَادُ لِلْمَوْتِ اُنْشِئَتْ
فَقَتْلُ امْرِیٍٔ فِیِ اللّٰہِ بِالسَّیْفِ اَفْضَلُ

وَإِنْ كَانَتِ الْاَمْوَالُ لِلتَّرْكِ جَمْعُهَا
فَمَا بَالُ مَتْرُوْكٍ بِهِ الْمَرْءُ يَبْخَلُ

ترجمہ: یہ ہے جب دنیا نفیس شمار کی جاتی ہے تو دار ثواب اس سے اعلے واولیٰ ہے، جب رزق مقسوم ومقدر ہے تو اس میں قلت سعی آدمی کو مناسب ہے اور جب اجسام موت ہی کے واسطے پیدا ہوئے ہیں تو آدمی کا اللہ کے راہ میں تلوار سے قتل ہو جانا افضل ہے، اور جب مال کا اکٹھا کرنا اور جمع کرنا چھوڑ جانے کے واسطے ہے تو پھر ایسی متروک چیز میں آدمی کو بخیل نہ ہونا چاہیے۔❶

صدقہ کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپریشن سے بچالیا

چودھری حیدرعلی میرے جاننے والے ہیں، بزرگ آدمی ہیں، علاقہ اقبال ٹاؤن میں رہتے ہیں، ان کا بڑا بیٹا سمال بزنس کارپوریشن میں افسر تھا اور اس حیثیت سے وہ کئی سال تک گلگت میں تعینات رہا۔ چودھری صاحب چونکہ ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے تھے اور فارغ تھے، اس لئے وہ گرمیوں کا سارا عرصہ اپنے بیٹے کے پاس گلگت میں گزارا کرتے تھے۔

انہوں نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ وہاں ان کا تعارف معراج عالم نامی ایک صاحب سے ہوا، جو بڑے زمیندا تھے اور پاکیزہ دینی زندگی گزار رہے تھے، اس زمیندار نے چودھری حیدرعلی صاحب کو بتایا کہ چند سال قبل ان کی ایک پنڈلی پر پھوڑا نکل آیا جو کسی بھی علاج سے ٹھیک نہ ہوا اور پھیلتا چلا گیا، حتیٰ کہ اسلام آباد کے ایک اعلیٰ درجے کے ہسپتال کے ڈاکٹروں نے بھی اسے لاعلاج قرار دے دیا اور بتایا کہ ٹانگ کاٹنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں، ورنہ زندگی خطرے میں پڑ جائے گی، اس کے لئے ہسپتال کے

❶ روض الریاحین: الحکایۃ السادسۃ والعشرون بعد الثلاث مئۃ، ص ۲۷۴، ۲۷۵

سرجنوں نے آپریشن کی تاریخ دے دی اور انہیں ہسپتال میں داخل کرلیا۔

مذکورہ زمیندار نے بتایا کہ حتمی طور پر جب یہ طے پا گیا کہ میری ٹانگ کاٹ دی جائے گی، تو مجھے ہسپتال میں داخل کرلیا گیا تو اس روز میرے پاس پچھتر ہزار روپے تھے، میں نے ہسپتال کے نچلے درجے کے ملازموں کو یعنی چپڑاسیوں، صفائی کرنے والوں، مالیوں اور بیلداروں کو بلالیا اور ساری کی ساری رقم ان میں تقسیم کردی۔

آپریشن والا دن آیا تو آخری مرتبہ ڈاکٹروں کا پینل بیٹھا، ان میں ایک نیا ڈاکٹر بھی تھا، اس نے پھوڑا دیکھ کر کہا کہ ابھی ٹانگ نہ کاٹیں، فلاں ٹیکہ آزمالیں۔ جب وہ ٹیکہ لگایا گیا تو حیرت انگیز طور پر پھوڑا ٹھیک ہونا شروع ہوگیا اور چند روز میں پھوڑے کا وجود ختم ہوگیا۔ حالانکہ اس سے پہلے دنیا جہاں کے بہترین علاج آزمائے جاچکے تھے اور افاقے کی کوئی صورت پیدا نہیں ہورہی تھی، دراصل یہ کرامت تھی پچھتر ہزار روپے کے صدقے کی اور قرآن پاک کی اس نوید کی جو چیز عام انسانوں کے لئے نفع بخش بنتی ہے، اللہ اس کو دوام عطا کردیتا ہے، وہ خیر و برکت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ❶

صدقہ کرنے کی برکت سے مرض ختم ہوگیا

میری ایک عزیزہ شاہدہ عباس نے بتایا (۰۶۔۵۔۳۱) کہ تقریباً سولہ سال قبل یتیم خانے کے علاقے میں کہ جہاں پہلے ہماری رہائش تھی، تاجر گھرانے کی ایک خاتون شمیم اختر صاحبہ کو سینے میں تکلیف محسوس ہوئی تو وہ ڈاکٹر کے پاس گئیں، ڈاکٹر نے ضروری چیک اپ اور ٹیسٹوں کے بعد تشخیص کی کہ موصوفہ کو دل کی خرابی کا عارضہ لاحق ہے، اس کا فوری آپریشن کرانا چاہیے جس پر ستر ہزار روپے خرچ آئے گا۔

محترمہ شمیم اختر صاحب نے شاہدہ عباس کو بتایا کہ میں نے فوری طور پر ستر ہزار روپے

❶ مکافات عمل: ص ۲۹، ۳۰

کی رقم اپنے رشتہ داروں میں دو یتیم بچیوں کی شادی کے لئے دے دی اور ایک یتیم لڑکے کی تعلیم کا بندوبست کر دیا، اور چند روز کے بعد جب میں دوبارہ اسی ڈاکٹر کے پاس گئی اور اس نے چیک کیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران پریشان رہ گیا کہ اب میرے جسم میں مرض کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ ❶

ان واقعات سے اندازہ لگائیں کہ اسلافِ امت میں صدقہ خیراتِ اور سخاوت کا کتنا اہتمام تھا، یہ لوگ اللہ کے راستے میں بے دھڑک خرچ کرتے تھے، پھر رب العالمین بھی انہیں بے انتہاء نوازتا تھا۔ انسان کی نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ اللہ رب العزت اُس کے مال کو اپنے راستے میں قبول فرماتا ہے۔ پھر جس قدر اخلاص ہوتا ہے رب العالمین کی طرف سے اسی قدر عطاء ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت دنیا میں مال میں برکت، نیک عامی اور عزت عطا فرماتے ہیں، لوگوں کے دلوں میں محبت ڈالتے ہیں، اُسے محبوبیت عطا فرماتے ہیں، اور آخرت کا اجر وثواب اور انعامات اس کے علاوہ ہیں۔

اللہ رب العزت ہمارے مال کو اپنی راہ میں قبول فرمائے اور ہمیں صدقہ وسخاوت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

---

❶ مکافات عمل: ص ۴۵

۱۸......زنا کی قباحت ونقصانات اور اسلاف امت کے پاک دامنی کے پر تاثیر واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا،وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أَمَّابَعْد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرآنِ الْمَجِيْدِ:

﴿وَلا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ﴾(الأنعام: ۱۵۱)

﴿وَلا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾(الإسرآء: ۳۲)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾(النّور: ۲)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

لَايَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلا يَشْرَبُ الخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ،وَلا يَسْرِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ،وَلا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً،يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبْصَارَهُمْ حِينَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ.[1]

---

[1] صحيح البخاری: كتاب المظالم والغصب،باب النهبی بغير اذن صاحبه،رقم الحديث:۲۴۷۵

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

إِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ كَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ، فَإِذَا انْقَطَعَ رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ. ❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں زنا جیسے بڑے گناہ کی ہولنا کی اور قباحت کو بیان کیا ہے، زنا ایک سنگین اور قبیح ترین گناہ ہے، دین اسلام جہاں زنا سے منع کرتا ہے وہیں اسباب زنا کے قریب جانے سے بھی روکتا ہے، شرک کے بعد زنا کی نجاست وخباثت تمام معصیات سے بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ گناہ ایسا ہے جو دل کی قوت و وحدت کو پارہ پارہ کر دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان میں مبتلاء ہونے والوں کی اکثریت مشرک ہوتی ہے، جب یہ گناہ دل کو نجاست سے بھر دیتا ہے تو یقیناً اللہ طیب و پاک ذات سے انسان کی دوری ہو جاتی ہے۔ دین اسلام اس بدکاری کی ہر شکل سے روکتا اور اس کی مذمت کرتا ہے۔ سراً ہو یا جہراً، ہمیشہ کا ہو یا ایک لحظہ کا، آزادی سے ہو یا غلامی کے ساتھ، اپنوں سے ہو یا بیگانوں سے، حتی کہ اس کی طرف لے جانے والے اسباب کے قریب جانے سے بھی منع کرتا ہے۔ قربِ قیامت میں زنا، اور اس طرح کے دیگر جرائم کی کثرت ہوگی۔ ان جرائم کی وجہ سے لاعلاج امراض اور سماوی عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔

قرآن وحدیث میں اس کبیرہ گناہ سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔

زنا کے قریب بھی مت جاؤ

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ (الإسراء: ۳۲)

ترجمہ: اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو، وہ یقینی طور پر بڑی بے حیائی اور بے راہ روی ہے۔

❶ سنن أبي داود: كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، رقم الحديث: ۴۶۹۰

اس آیت میں فرمایا کہ زنا کے قریب بھی مت جاؤ یعنی اسکے مبادی اور مقدمات سے بھی بچو۔

اللہ کے نیک بندوں کا وصف

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے عباد الرحمٰن کے اوصاف بیان کئے ہیں، اِن میں ایک وصف یہ ہے کہ اللہ کے نیک بندے زنا نہیں کرتے:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾(الفرقان:۶۸)

ترجمہ: اور جو اللہ کے ساتھ کسی بھی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے، اور جس جان کو اللہ نے حرمت بخشی ہے، اسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کرتے ہیں، اور جو شخص بھی یہ کام کرے گا، اسے اپنے گناہ کے وبال کا سامنا کرنا پڑے گا۔

کامل ایمان والوں کی نشانی

قرآنِ کریم میں اللہ رب العزت نے کامل ایمان والوں کے سات اوصاف بیان فرمائے، ان میں ایک وصف اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنا ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ. إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ. فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾(۵تا۷)

ترجمہ: اور جو اپنی شرمگاہوں کی (اور سب سے) حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں کے جو ان کی ملکیت میں آچکی ہوں، کیونکہ ایسے لوگ قابل ملامت نہیں ہیں، ہاں جو اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیں تو ایسے لوگ حد سے گزرے ہوئے ہیں۔

شریعت نے زنا کی روک تھام کے لیے سخت سزا مقرر کی تا کہ معاشرے میں اس قبیح

فعل کا سدِ باب ہو، اگر غیر شادی شدہ ہے تو اِس کی سزا سو کوڑے ہے اور اگر شادی شدہ ہے تو اس کی سزا سنگسار کرنا ہے اور اس سزا کے نفاذ کے وقت ایمان والوں کی ایک جماعت بھی حاضر ہو تاکہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔

زنا کرنے والے کی دنیاوی سزا

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِى فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِى دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (النور: ۲)

ترجمہ: زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد دونوں کو سو سو کوڑے لگائیں، اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، تو اللہ کے دین کے معاملے میں ان پر ترس کھانے کا کوئی جذبہ تم پر غالب نہ آئے، اور یہ بھی چاہیے کہ مومنوں کا ایک مجمع ان کی سزا کو کھلی آنکھوں دیکھے۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جبکہ زنا کرنے والے شادی شدہ نہ ہو، اگر زنا کرنے والے شادی شدہ ہو تو انکو رجم کرنے کا حکم ہے۔

عورتوں سے پاک دامنی پر بیعت لینا

اس سے بھی اس جرم کی سنگینی کا احساس ہونا چاہئے کہ عورتوں سے بیعت جن الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیتے تھے، قرآن میں ان کو بھی محفوظ کر دیا گیا ہے یعنی عورتوں سے عہد لیا جاتا تھا:

﴿وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ﴾ (الممتحنة: ۱۲)

ترجمہ: وہ بدکاری نہیں کریں گی اور نہ اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ایسا افترا باندھیں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان تراشا ہوگا۔

زنا کی برائیوں کی انتہا نہیں ،مثلاً زنا کے پھیل جانے کے بعد شر وفتن کے چشمے ابل پڑتے ہیں،قوم کی کشت وخون کی گرم بازاری ہوتی ہے، اعمال واخلاق کی مٹی پلید ہو جاتی ہے، ملک کا معیارِ اخلاق گر جاتا ہے، زنا کارقوم کی رفعت وعظمت کا قصر رفیع زمین بوس ہوجاتا ہے، شان وشوکت ملیامیٹ ہوجاتی ہے، پھر انسانیت میں جونہی کمزوری آئی امن وامان خطرہ میں گھر جاتا ہے،غریبوں کی جان لب پر آجاتی ہے، ملک صحت کے اعتبار سے نیچے آجاتا ہے اور جوانانِ قوم خصوصاً اور عام افراد عموماً متعدی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

احادیثِ مبارکہ میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کرنیوالے کے متعلق سخت وعیدیں بیان کی ہیں،جن میں چندایک درج ذیل ہیں:

زنا کرنے والا زنا کے وقت مؤمن نہیں رہتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

لاَ یَـزْنِـی الزَّانِی حِینَ یَزْنِی وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ یَشْرَبُ الخَمْرَ حِینَ یَشْرَبُ وَهُـوَ مُـؤْمِـنٌ،وَلاَ یَسْرِقُ حِینَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ،وَلاَ یَنْتَهِبُ نُهْبَةً،یَرْفَعُ النَّاسُ إِلَیْهِ فِیهَا أَبْصَارَهُمْ حِینَ یَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ. ❶

ترجمہ: جس وقت زانی زنا کا ارتکاب کرتا ہےتو وہ مومن نہیں ہوتا ،اسی طرح سے جو چوری کا ارتکاب کرتا ہےتو مومن نہیں ہوتا،اور جس وقت (شرابی) شراب پیتا ہے تو اس وقت مومن نہیں ہوتا،اور جس وقت کوئی شخص لوٹ مار کرتا ہے کہ جس کی جانب لوگ دیکھیں تو وہ مومن نہیں ہوتا۔

❶صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب،باب النهبی بغیر اذن صاحبه،رقم الحدیث: ۲۴۷۵

زنا کے وقت ایمان دل سے نکل جاتا ہے

دوسری حدیث میں اسکی تشریح ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا زَنَى الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْإِيمَانُ كَانَ عَلَيْهِ كَالظُّلَّةِ، فَإِذَا انْقَطَعَ رَجَعَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ. ❶

ترجمہ: جب بندہ زنا کرتا ہے، تو ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس کے سر پر سائبان کی طرح معلق ہو جاتا ہے اور پھر جب وہ اس معصیت سے فارغ ہو جاتا ہے، تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

زنا کرنے والے کے لیے تین عذاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ. ❷

ترجمہ: تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا، اور نہ انکو پاک کرے گا، اور نہ ان کی طرف دیکھے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، ایک تو زناکار بوڑھا، دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا تکبر کرنے والا مفلس۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا کرنے والے کے لیے تین بڑے عذاب ہیں:

۱......اللہ رب العزت اُس سے کلام نہیں کریں گے۔

۲......اللہ رب العزت اُسے گناہوں سے پاک نہیں کریں گے۔

۳......رب العالمین اُس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائیں گے۔

---

❶ سنن أبی داود: كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، رقم الحديث: ۴۶۹۰

❷ صحيح مسلم: كتاب الايمان، باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار الخ، رقم الحديث: ۱۰۷

زنا کرنے والوں کا برہنہ تنور میں جلنا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھ کر ہماری طرف متوجہ ہوکر فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو عرض کر دیتا تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مشیت کے موافق اس کی تعبیر بیان فرما دیتے تھے۔

چنانچہ حسب دستور ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پوچھا: تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے پاک زمین (بیت المقدس) کی طرف لے گئے۔

آپ صلی اللہ علی وسلم نے مختلف لوگوں کو مختلف عذاب میں دیکھا، ان میں سے ایک عذاب یہ دیکھا:

فَأَتَيْنَا عَلَى مِثْلِ التَّنُّورِ قَالَ: فَأَحْسِبُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فَإِذَا فِيهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ قَالَ: فَاطَّلَعْنَا فِيهِ، فَإِذَا فِيهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذَلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا.

ترجمہ: تنور کی طرح ایک گڑھا ہے جس کا منہ تنگ ہے اور اندر سے کشادہ ہے، برہنہ مرد وعورت اس میں موجود ہیں اور آگ بھی اس میں جل رہی ہے، جب آگ (تنور کے کناروں کے) قریب آجاتی ہے تو وہ لوگ اوپر اٹھ آتے ہیں اور باہر نکلنے کے قریب ہوجاتے ہیں اور جب آگ نیچے ہوجاتی ہے تو سب لوگ اندر ہوجاتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتوں نے بتایا:

وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّورِ،فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي.❶

ترجمہ: وہ برہنہ مرداور عورتیں جو تنور کی طرح گڑھے میں تھے وہ زنا کار مرداور عورتیں تھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا کرنے والوں کے لیے کتنی سخت سزا ہے کہ وہ برہنہ آگ کے تنور میں جل رہے ہیں۔

پانچ گناہوں کی پانچ دنیاوی سزائیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ گناہوں کی سزا پانچ چیزیں ہیں۔

مَا نَقَضَ قَوْمٌ الْعَهْدَ إِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُمْ، وَمَا حَكَمُوا بِغَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الْفَقْرُ، وَلَا ظَهَرَتْ فِيهِمُ الْفَاحِشَةُ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الْمَوْتُ، وَلَا طَفَّفُوا الْمِكْيَالَ إِلَّا مُنِعُوا النَّبَاتَ وَأُخِذُوا بِالسِّنِينَ، وَلَا مَنَعُوا الزَّكَاةَ إِلَّا حُبِسَ عَنْهُمُ الْقَطْرُ.❷

۱......جو شخص عہد شکنی کرتا ہے اللہ اس پر اس کے دشمن کو مسلط اور غالب کر دیتا ہے۔

۲......جو قوم اللہ کے قانون کو چھوڑ کر دوسرے قوانین پر فیصلے کرتے ہیں ان پر فقر وفاقہ عام ہو جاتا ہے۔

۳......جس قوم میں بے حیائی اور زنا عام ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ طاعون (اور دوسرے وبائی امراض) مسلط کر دیتا ہے۔

❶صحیح البخاری: کتاب التعبیر،باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح، رقم الحدیث:۷۰۴۷

❷المعجم الکبیر للطبرانی: ج ۱۱ ص ۴۵ رقم الحدیث: ۱۰۹۹۲/الترغیب والترهیب للمنذری: ج ۱ ص ۳۰۹،رقم الحدیث:۱۱۴۶ .قال المنذری :سنده قریب من الحسن وله شواهد/صحیح الترغیب والترهیب: ج ۱ ص ۴۶۸،رقم الحدیث:۷۶۵

۴......اور جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگیں اللہ تعالیٰ ان کو پیداوار کمی اور قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

۵......جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک دیتا ہے۔

قربِ قیامت میں زنا عام ہو جائے گا

ایک مرتبہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے فرمایا:

أَلا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ، لا يُحَدِّثُكُمْ أَحَدٌ بَعْدِىْ سَمِعَهُ مِنْهُ. ❶

ترجمہ: لوگو! میں تمہیں ایک ایسی حدیث نہ سناؤں جس کو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، ہوسکتا ہے کہ میرے بعد کوئی شخص آپ کو ایسا نہ ملے جس نے اس حدیث کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔

إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ، وَيَكْثُرَ الزِّنَا، وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ.

ترجمہ: بلاشبہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھا لیا جائے گا (یعنی حقیقی عالم اس دنیا سے اٹھ جائیں گے یا یہ کہ علماء کی قدر و منزلت اٹھ جائے گی) جہالت کی زیادتی ہو جائے گی (یعنی ہر طرف جاہل و ناداں ہی نظر آنے لگیں گے جو اگرچہ علم و دانش کا دعوی کریں گے مگر حقیقت میں علم و دانش سے کوسوں دور ہوں گے) زنا کثرت سے ہونے لگے گا (کیونکہ لوگوں میں شرم و حیا اور غیرت کم ہو جائے گی) شراب بہت پی جائے گی (اور پھر شراب خوری کی زیادتی، آبادیوں اور لوگوں میں فتنہ

❶ صحيح البخاري: كتاب النكاح، باب يقل الرجال ويكثر النساء، رقم الحديث: ۵۲۳۱

وفساد پھیلنے کا باعث ہوگی)مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی (جن کے دم سے عالم کا نظام استوار و مستحکم ہوتا ہے)عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی (کہ جن کے ذریعہ ضروری اور اہم امور سرانجام تو کیا پاتے البتہ ان کی وجہ سے تفکرات اور پریشانیوں اور مال ودولت حاصل کرنے کا غم ضرور برداشت کرنا پڑتا ہے) یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنے والا ایک مرد ہوگا (اس سے یہ مراد نہیں کہ ایک ایک مرد کی پچاس بیویاں ہوگی بلکہ یہ مراد ہے کہ ایک ایک مرد پر پچاس پچاس عورتوں کی کفالت وخبر گیری کا بوجھ ہوگا جن میں مائیں ، خالائیں ، دادیاں ،بہنیں ، پھوپھیاں ، وغیرہ ہوں گی۔

(یعنی جنگ وجدال اور حادثات وغیرہ میں مردوں کی موت زیادہ ہونے کے سبب عورتیں زیادہ ہوں گی، یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی دیکھ بھال کی ذمے داری ایک مرد کے اوپر ہوگی۔)

کان،آنکھ،ہاتھ اور پاؤں کا زنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَالْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ،وَالْأُذُنَانِ زِنَاهُمَا الِاسْتِمَاعُ،وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ،وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ،وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطَى،وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهُ. ❶

ترجمہ: دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) دیکھنا ہے اور کان کا زنا باتیں سننا ہے اور ہاتھ کا زنا کسی کا ہاتھ وغیرہ پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا قدم اٹھا کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے۔

❶ صحیح مسلم: کتاب القدر ،باب قدرعلی ابن آدم حظه من الزناوغیره ،رقم الحدیث:۲۶۵۷

زنا کار پر اللہ کو بڑی غیرت آتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، مَا أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللَّهِ أَنْ يَرَى عَبْدَهُ أَوْ أَمَتَهُ تَزْنِي. ❶

ترجمہ: اے امت محمد! اللہ تعالی سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں ہے، اس لیے اللہ تعالی اسکو پسند نہیں کرتا کہ وہ کسی مرد یا عورت کو زنا کرتا ہوا دیکھے۔

زانیوں کے جسم سے نکلنے والی بدبو کا تعفن

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب سنایا۔ جسمیں مختلف چیزوں کا ذکر تھا، ان میں سے ایک یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا بِقَوْمٍ أَشَدَّ شَيْءٍ انْتِفَاخًا، وَأَنْتَنِهِ رِيحًا، كَأَنَّ رِيحَهُمُ الْمَرَاحِيضُ، قُلْتُ: مَنْ هَؤُلَاءِ؟ قَالَ: هَؤُلَاءِ الزَّانُونَ وَالزَّوَانِي. ❷

ترجمہ: پس میں ایسی قوم کے پاس پہنچا جو سب سے زیادہ پھولی ہوئی تھی اور سب سے زیادہ بدبودار تھی، گویا کہ انکی بدبو نجاست بھرے بیت الخلاء ہیں، میں نے (ان دو فرشتوں سے) پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ زنا کار مرد اور زنا کار عورتیں ہیں۔

اسی طرح ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَالْأَرَضِينَ السَّبْعَ وَالْجِبَالَ لَيَلْعَنَّ الشَّيْخَ الزَّانِيَ،

❶ صحيح البخاری: کتاب النکاح، باب الغيرة، رقم الحديث: ۵۲۲۱

❷ صحيح ابن خزيمة: كتاب الصيام، بَابُ ذِكْرِ تَعْلِيقِ الْمُفْطِرِينَ قَبْلَ وَقْتِ الْإِفْطَارِ بِعَرَاقِيبِهِمْ ......الخ، ج۳ ص۲۳۷، رقم الحديث: ۱۹۸۶ / صحيح ابن حبان: باب صفة النار وأهلها، ج۶ ص ۵۳۶، رقم الحديث: ۷۴۹۱

وَإِنَّ فُرُوجَ الزُّنَاةِ لَتُؤْذِي أَهْلَ النَّارِ بِنَتَنِ رِيحِهَا. ❶

ترجمہ: بے شک ساتوں آسمان وزمین اور پہاڑ سب بوڑھے زنا کرنے والے پر لعنت کرتے ہیں اور بے شک زنا کرنے والوں کی شرمگاہ اپنی (انتہائی غلیظ) بدبو سے سارے جہنمیوں کو تکلیف پہنچائیں گے۔

زنا کی کثرت سے طاعون پھیل جاتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إِذَا بُخِسَ الْمِيزَانُ حُبِسَ الْقَطْرُ، وَإِذَا كَثُرَ الزِّنَا كَثُرَ الْقَتْلُ وَوَقَعَ الطَّاعُونُ، وَإِذَا كَثُرَ الْكَذِبُ كَثُرَ الْهَرْجُ. ❷

ترجمہ: جب ناپ تول میں کمی ہونے لگے تو بارش روک دی جاتی ہے، جب زنا کی کثرت ہوجائے تو قتل (اموات) کی کثرت ہوجاتی ہے اور طاعون واقع ہوجاتا ہے، اور جب جھوٹ کثرت سے بولا جانے لگے تو ھرج یعنی قتل وغارت گیری کی کثرت ہوجاتی ہے۔

شرمگاہ انسان کے پاس امانت ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنَ الْإِنْسَانِ فَرْجُهُ، ثُمَّ قَالَ: هَذِهِ أَمَانَتِي عِنْدَكَ لَا تَضَعْهَا إِلَّا فِي حَقِّهَا، فَالْفَرْجُ أَمَانَةٌ، وَالسَّمْعُ أَمَانَةٌ، وَالْبَصَرُ أَمَانَةٌ. ❸

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان کی شرمگاہ بنائی اور فرمایا: یہ تیرے پاس میری امانت ہے، اسکو اسکے حق کے علاوہ کہیں اور استعمال نہ کرنا، پس شرمگاہ امانت ہے، کان امانت ہے، آنکھیں امانت ہے۔

❶ مسند البزار: مسند بريدة بن الحصيب رضى الله عنه، ج ۱۰ ص ۳۱۰، رقم الحديث: ۴۴۳۱

❷ المستدرك على الصحيحين: كتاب الفتن والملاحم، ج ۴ ص ۵۴۹، رقم الحديث: ۸۵۳۶/قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ. ووافقه الذهبي.

❸ الورع لابن أبي الدنيا: باب الورع في الفرج، ص ۹۲، الرقم: ۱۳۳

دوزخ کا خطرناک دروازہ زانیوں کے لیے ہے

عطاء خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِنَّ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ أَشَدُّهَا غَمًّا وَكَرْبًا وَحَرًّا وَأَنْتَنُهَا رِيحًا لِلزُّنَاةِ الَّذِينَ رَكِبُوا بَعْدَ الْعِلْمِ. ❶

ترجمہ: بے شک جہنم کے سات دروازے ہیں، سب سے غمناک، اندوہناک، گرم، زیادہ بدبودار زانیوں کا دروازہ ہوگا جنہوں نے جان بوجھ کر اس کا ارتکاب کیا۔

پڑوسی کی بیوی سے زنا خطرناک گناہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ "**أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ؟**" اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ "**أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ**" تم کسی کو اللہ کے برابر قرار دے دو، حالانکہ اسی نے تم کو پیدا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ بڑا گناہ ہے اور اس کے بعد دوسرا گناہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "**وَأَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ**" اپنی اولاد کو اس اندیشہ سے مار ڈالنا کہ ان کو کھلانا اور پرورش کرنا پڑے گا۔ میں نے کہا کہ اس کے بعد پھر بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا: "**أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ**" اپنے ہمسایہ کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا۔ ❷

زنا کی وجہ سے دعاؤں کی قبولیت سے محرومی

حضرت عثمان بن ابی عاص الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ حلية الاولياء: الترجمة: عطاء بن ميسرة، ج۵ ص ۱۹۸

❷ صحيح البخاری: كتاب تفسير القرآن، بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى: فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ، رقم الحديث: ۴۴۷۷

تُـفُتَحُ أَبُوَابُ السَّمَاءِ نِصُفَ اللَّيُلِ فَيُنَادِى مُنَادٍ :هَلُ مِنُ دَاعٍ فَيُسُتَجَابَ لَـهُ؟ هَلُ مِنُ سَائِلٍ فَيُعُطَى؟هَلُ مِنُ مَكُرُوبٍ فَيُفَرَّجَ عَنُهُ؟،فَلا يَبُقَى مُسُلِمٌ يَدُعُو بِدَعُوَةٍ إِلَّا اسُتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا زَانِيَةٌ تَسُعَى بِفَرُجِهَا أَوُ عَشَّارٌ.

ترجمہ: آسمان کے دروازے نصف شب میں کھول دیے جاتے ہیں اور ایک پکارنے والا ندا لگاتا ہے: کوئی مانگنے والا ہے کہ اسکی دعا قبول کی جائے؟ کوئی سوال کرنے والا ہے اسکو عطا کیا جائے؟ کوئی مصیبت میں مبتلا ہے کہ اسکی کی تکلیف دور کی جائے؟ پس کوئی مسلمان بھی اس وقت دعا کرے تو اس کی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے سوائے زنا کے لیے کوشاں رہنے والی زانیہ عورت اور ظلماً ٹیکس وصول کرنے والا۔ ❶

جب ایک نوجوان زنا کی اجازت مانگنے آیا

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک نوجوان نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے زنا کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

دربارِ نبوی میں موجود صحابہ کرام نے جب نوجوان کی گفتگو سنی تو سخت ناراض ہوئے، غصے سے ان کی رگوں میں خون تیز ہو گیا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو خاموش رہنے کا حکم دیا اور خود نوجوان کو اپنے قریب کیا اور اس سے فرمایا: بتاؤ! تم کیا چاہتے ہو؟

نوجوان کہتا ہے: یارسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نوجوان! جس کام کی اجازت تو مانگ رہا ہے کیا

---

❶ المعجم الكبير :باب العين ،ج۹ ص ۵۹ ،رقم الحديث: ۸۳۹۱/مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الأدعية،باب أوقات الإِجابة، ج۱۰ ص ۱۵۳ ،رقم الحديث: ۱۷۲۴۵ قال الهيثمي: وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

چاہے گا کہ تیری ماں کے ساتھ یہی کام کیا جائے؟

نوجوان: قربان ہو جاؤں، اے اللہ کے رسول ہرگز نہیں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اپنی ماؤں کے ساتھ یہ کام نہیں چاہتے۔ کیا تو پسند کرے گا کہ تیری بیٹی کے ساتھ یہ کام ہو؟

نوجوان: نہیں اللہ کے رسول، اللہ کی قسم میں ایسا نہیں چاہتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لیے یہ کام نہیں چاہتے۔ کیا تو اپنی بہن کے ساتھ اس کام سے راضی ہے؟ اسی طرح آپ نے پھوپھی اور خالہ کا بھی نام لیا۔ نوجوان ہر ایک کے جواب میں کہتا رہا: قربان جاؤں، ہرگز نہیں!۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان کو سمجھایا کہ بالکل اسی طرح کوئی بھی آدمی اسے گوارا نہیں کرے گا، کیوں کہ جب کسی بھی عورت سے زنا کا ارتکاب کیا جائے گا تو وہ کسی کی ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی یا خالہ ہی ہوگی۔

اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوان کے سینے پر ہاتھ رکھا اور اس کے لیے تین دعائیں فرمائیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ، وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ.

ترجمہ: اے اللہ! اس کی مغفرت فرمادے، اس کے دل کو پاک کردے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔

راوی کا بیان ہے:

فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ. ❶

اس کے بعد یہ نوجوان کسی برائی کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتا بھی نہ تھا۔

---

❶ مسند أحمد: حديث أبي أمامة الباهلي، ج۳۶، ص۵۴۵، رقم الحديث: ۲۲۲۱۱

زنا سے بچنے پر غیبی نصرت ومدد

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی چلے جارہے تھے، یکا یک ان پر بارش ہونے لگی تو وہ سب ایک غار میں پناہ گیر ہوئے اور اس غار کا منہ ان پر بند ہوگیا، (غار کے دھانے پر چٹان گرنے کی وجہ سے) پس ایک نے دوسرے سے کہا صاحبو! واللہ بجز سچائی کے کوئی چیز تم کو نجات نہ دے گی، لہذا تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اس چیز کے وسیلہ سے دعا مانگے جس کی نسبت وہ جانتا ہو کہ اس نے اس عمل میں سچائی کی ہے۔

ہر ایک نے اپنے نیک اعمال پیش کئے، ان میں سے ایک نے اپنا یہ نیک عمل پیش کیا:

اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي ابْنَةُ عَمٍّ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَأَنِّي رَاوَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَأَبَتْ إِلَّا أَنْ آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ، فَطَلَبْتُهَا حَتَّى قَدَرْتُ، فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا، فَأَمْكَنَتْنِي مِنْ نَفْسِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا، فَقَالَتْ: اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ الْمِائَةَ دِينَارٍ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا. ❶

ترجمہ: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میرے چچا کی بیٹی تھی جو مجھ کو سب آدمیوں سے زیادہ محبوب تھی، میں نے اس سے ہم بستر ہونے کی خواہش کی مگر وہ بغیر سو اشرفیاں لینے کے رضامند نہ ہوئی، اس لئے میں نے مطلوبہ اشرفیاں حاصل کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کی، جب وہ مجھے مل گئیں تو میں نے وہ اشرفیاں اس کو دے دیں اور اس نے مجھے اپنے اوپر قابو دے دیا، جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں بیٹھ گیا، تو اس نے کہا: اللہ سے خوف کر اور مہر بکارت کو ناحق نہ توڑ، یعنی بغیر شرعی طریقے کے میرے قریب نہ آ۔ پس میں اٹھ کھڑا ہوا اور وہ سو اشرفیاں بھی چھوڑ دیں، اے اللہ! تو خوب

❶ صحیح البخاری: کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدیث الغار، رقم الحدیث: ۳۴۶۵

جانتا ہے کہ میں نے تجھ سے ڈر کر یہ کام چھوڑ دیا تو اب (اس چٹان کو) ہم سے ہٹا دے۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے اُس کے اس نیک عمل کی وجہ سے چٹان کو کچھ ہٹا دیا، باقی دوساتھیوں نے بھی اپنا اپنا نیک عمل پیش کیا، آخر چٹان بالکل ہٹ گئی۔ معلوم ہوا نیکی ضائع نہیں ہوتی۔

زنا کی کثرتِ موت کا سبب ہے

رسول خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَلاَ فَشَا الزِّنَا فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ. ❶

ترجمہ: کسی قوم میں زنا کے عام ہونے کی وجہ سے موت کی بھی کثرت ہو جاتی ہے۔

زنا کی وجہ سے نئی نئی بیماریاں جنم لیتی ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ، وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا. ❷

ترجمہ: جس قوم میں زنا کاری پھیل جاتی ہے اور بلا روک ٹوک ہونے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو طاعون کی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے، اور ایسے دکھ درد میں مبتلا کرتا ہے جس سے ان کے اسلاف نا آشنا تھے۔

زنا سے برکت ختم ہو جاتی ہے

امام یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ لَا تَكُونُ فِي بَيْتٍ إِلَّا نُزِعَتْ مِنْهُ الْبَرَكَةُ السَّرَفُ وَالزِّنَا وَالْخِيَانَةُ. ❸

ترجمہ: تین چیزیں جس گھر میں ہوں گی اس سے برکت اٹھ جائے گی اور وہ تین

❶ مؤطا مالک: كتاب الجهاد، باب ما جاء في الغلول، ص ۶۵۴، رقم الحديث: ۱۶۷۰

❷ سنن ابن ماجه: كتاب الفتن، باب العقوبات، ج ۲ ص ۱۳۳۲، رقم الحديث: ۴۰۱۹

❸ حلية الأولياء: ترجمة: يحيىٰ بن أبي كثير، ج ۳ ص ۶۹

چیزیں یہ ہیں:
۱......فضول خرچی، ۲......زنا کاری، ۳......خیانت۔

زنا کے نو اسباب جن سے شریعت نے منع کیا ہے

۱...... بلا ضرورتِ شرعیہ اختلاط مرد وزن، اسلام نے حتی الامکان اس کے مواقع کو بہت ہی کم بلکہ ختم کر دیا ہے۔

۲......خلوت میں نامحرموں کی ملاقات پر بھی پابندی لگا دی گئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو نامحرم اگر تنہا ہوں گے تو تیسرا وہاں پر شیطان ہوگا یعنی وہ انھیں برائی پر آمادہ کرے گا۔

۳......عورتوں کی زینت وآرائش پر اور تبرج پر پابندی لگائی گئی ہے وہ گھروں کے اندر محرموں یا خاوندوں کے سامنے زینت کا اظہار کرسکتی ہیں باہر نہیں۔

۴......حسب استطاعت نکاح کی ترغیب، نکاح کے ساتھ اسباب زنا کم ہو جاتے ہیں، جو لوگ نکاح کی استطاعت نہ رکھیں، انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے تاکہ ان کی طبیعت کا شہوانی جوش حدود شرع سے متجاوز نہ ہونے پائے۔

۵......نکاح کے سلسلے میں رکاوٹوں کی ممانعت، مثلاً زیادہ حق مہر رکھنے کو برا سمجھا گیا ہے اور اس پر صریح نہی وارد ہے، اسی طرح بچوں کے جوان ہو جانے پر جلدی ان کے نکاح کی فکر کا حکم دیا ہے، مناسب رشتہ مل جانے پر نکاح میں تاخیر کی حرمت بیان فرمائی ہے۔

۶......نکاح اور عیال داری کی صورت میں مفلسی کے خوف کی ممانعت فرمائی ہے، جس سے کئی قباحتیں مثلاً قتلِ اولاد وجود میں آتی ہیں۔

۷......نکاح کے خواہش مند لوگوں کی مالی اور اخلاقی مدد کے احکام دیے گئے ہیں، اس ضمن میں سورہ نور کی صراحتیں بہت واضح ہیں۔

۸......زنا کے وقوع پر اس کی نہایت شدید سزائیں سنائیں تاکہ معاشرہ پاک رہے اور

لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔

۹ ...... بے دلیل پاک باز عورتوں کو بدنام کرنے کی ممانعت اور اس پر حد قذف (اسی کوڑوں) کی سزا مقرر کی ہے۔ ❶

زنا کے تیس بڑے نقصانات

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

زنا بہت سی خرابیوں اور مصیبتوں کا جامع ہے، اس کی چند خرابیاں درج ذیل ہیں:

۱ ...... دین میں کمی کا باعث ہے۔

۲ ...... تقویٰ کے ضیاع کا سبب ہے۔

۳ ...... دینی سوچ کا خاتمہ کرتا ہے۔

۴ ...... غیرت کو کم کرتا ہے۔

۵ ...... زانی میں خوف خدا نہیں ہوتا۔

۶ ...... وفائے عہد زانی کا شعار نہیں ہوسکتا۔

۷ ...... کبھی سچ نہیں بولتا۔

۸ ...... دوست کی عزت وآبرو کی حفاظت نہیں کرسکتا۔

۹ ...... اپنی بیوی پر غیرت نہیں کھا سکتا۔

۱۰ ...... دھوکہ دیتا ہے۔

۱۱ ...... جھوٹ بولتا ہے۔

۱۲ ...... خیانت کرتا ہے۔

۱۳ ...... بے شرم ہوتا ہے۔

۱۴ ...... نگرانی کے قابل نہیں۔

❶ تفسیر فی ظلال القرآن: ج۵ ص ۴۳۵

۱۵......اپنے گھر والوں کے بارے میں محبت کا مادہ اس میں ختم ہو جاتا ہے۔
۱۶......اپنی عزت وآبرو کے خراب کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب ہے۔
۱۷......زانی کے چہرہ پر سیاہی اور ظلمت، بے رونقی اور وحشت ظاہر ہوتی ہے۔
۱۸......دل میں ظلمت پیدا ہوتی ہے۔
۱۹......دل کا نور بجھ جاتا ہے جس سے چہرہ کا نور بھی جاتا رہتا ہے۔
۲۰......فقر لاحق ہو جاتا ہے، رزق میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔
۲۱......زنا زانی کی عزت ختم کر دیتا ہے اور اسے اللہ اور لوگوں کی نگاہ میں گرا دیتا ہے۔
۲۲...... اچھے اوصاف جیسے عفت، نیکی، عدالت وغیرہ چھین کر ان کی ضد جیسے بدکاری، فسق، زنا اور خیانت جیسے برے اوصاف دے دیتا ہے۔
۲۳......لفظ مومن کا اطلاق بھی زنا کی وجہ سے چھن جاتا ہے، جیسا کہ صحیحین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا، اس سے اسم ایمان مطلق تو سلب ہو جاتا ہے اگر چہ مطلق ایمان سلب نہیں ہوتا۔
۲۴...... یہ اپنے آپ کو اس تنور میں رہنے کے لیے پیش کرتا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی مرد وعورت کے لیے دیکھا تھا۔
۲۵...... یہ طیب اور پاکباز ہونے کے لقب کو دور کرتا ہے، کیوں کہ لفظِ طیب اللہ تعالیٰ نے پاکدامن لوگوں کی صفت قرار دیا، اور خبیث ہونے کا لقب دلواتا ہے جو زانیوں کی صفت ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ﴾ (النور: ۲۶)

ترجمہ: گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہیں، اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق۔ اور پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لائق ہیں، اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں

کے لائق یہ (پاکباز مرد اور عورتیں) ان باتوں سے بالکل مبرا ہیں جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔ان (پاکبازوں) کے حصے میں تو مغفرت ہے اور باعزت رزق۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کو ہر خبیث بد باطن شخص پر حرام کیا ہے اور اسے طیب پاکیزہ اور پاکدامن لوگوں کا ٹھکانہ قرار دیا ہے اور اس میں یہی لوگ داخل ہونگے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾(النحل: ۳۲)

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کی روحیں فرشتے ایسی حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوتے ہیں وہ ان سے کہتے ہیں کہ: سلامتی ہو تم پر! جو عمل تم کرتے رہے ہو، اس کے صلے میں جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ﴾(الزمر: ۷۳)

ترجمہ: اور اس کے محافظ ان سے کہیں گے کہ: سلام ہو آپ پر، خوب رہے آپ لوگ! اب اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لیے آجایئے۔

یہ لوگ فرشتوں کے سلام اور دخولِ جنت کے حقدار اپنی پاکیزگی کی وجہ سے بنے، جبکہ زانی ساری مخلوق کے بدترین لوگ ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے جہنم کو خبیث مرد وعورت کا ٹھکانہ قرار دیا ہے، قیامت کے دن خبیث بد باطن لوگوں کو طیب اور پاکیزہ لوگوں سے الگ کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

۲۶......زنا کے نقصانات میں سے ایک وہ وحشت بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ زانی کے سر پر ڈالتے ہیں اور اسی وحشت واجنبیت کی نظیر اس کے چہرہ پر ظاہر ہوتی ہے، پاکدامن آدمی کے چہرہ پر حلاوت اور دل میں انس ہوتا ہے، اس کے پاس بیٹھنے والا اس سے

مانوس ہو جاتا ہے، زانی کے چہرہ پر وحشت اور درندگی ہوتی ہے، اس کے پاس بیٹھنے والا وحشت محسوس کرتا ہے۔

۲۷...... گھر والوں، دوستوں اور دوسرے لوگوں میں اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے اور یہ ان کے دلوں اور نگاہوں میں گھٹیا ترین آدمی بن جاتا ہے، بخلاف پاکدامن آدمی کے کہ اس کو ایک ہیبت اور رعب وچاشنی اور دلکشی عطا کی جاتی ہے۔

۲۸......لوگ اسے خائن ہونے کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور اپنی عزت وآبرو اور اولاد پر اس سے مامون نہیں ہوتے۔

۲۹......زنا کے نتائج میں سے ایک بدبو بھی ہے جسے ہر ذوق سلیم والا شخص سونگھ سکتا ہے، یہ بدبو زانی کے منہ اور بدن سے آتی ہے، اگر لوگوں کا اس بو میں اشتراک نہ ہوتا تو یہ صرف زانی سے پھوٹتی اور اس کا پردہ فاش کر دیتی لیکن جیسا کہ کہا گیا ہے:

كُلٌّ بِهٖ مِثْلُ مَابِىْ غَيْرَ أَنَّهُمْ مِنْ غَيْرِةٍ بَعْضُهُمْ لِابَعْضٍ عُذَالُ

ترجمہ: ہر وہ چیز جو مجھے لاحق ہے، وہ ان کے ساتھ بھی ہے، سوائے اس کے کہ وہ غیرت کی وجہ سے ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہیں۔

۳۰...... زنا کا ایک نقصان دل کی تنگی اور سختی ہے کیوں کہ زانی اپنے منصوبوں اور ترجمہ: ارادوں کے برخلاف کام کر رہے ہوتے ہیں، اس لیے جو شخص زندگی کی لذت و فرحت کو اس چیز کے ذریعہ حاصل کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تو اس کو اس کے برعکس چیز جزاء میں ملے گی، اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ صرف اس کی اطاعت سے حاصل ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی معصیت کو ہرگز خیر کا سبب نہیں بنایا۔ اگر بدکار آدمی پاکدامنی میں ملنے والی لذت وسرور، انشراح قلب، راحت زندگی کو جان لے تو وہ خیال کرے گا کہ جو لذت اس میں ہے وہ زنا کی لذت سے کئی گنا زیادہ ہے۔ ❶

❶ روضة المحبين ونزهة المشتاقين: الباب الرابع والعشرون، ج ۱ ص ۳۶۰ تا ۳۶۲

زنا سے پیدا ہونے والے چھ بڑے مفاسد

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ﴾(الإسراء: ۳۲)

ترجمہ: اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو، وہ یقینی طور پر بڑی بے حیائی اور بیراہ روی ہے۔

اس آیت میں یہ نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو، بلکہ فرمایا: ''زنا کے قریب بھی مت جانا'' جس کا مطلب یہی ہے کہ زنا ہی نہیں بلکہ ہر وہ کام اور طریقہ جو زنا تک پہنچانے والا ہو سب ہی سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اور اگر غور کیا جائے تو قرآن کے ان اجمالی الفاظ میں بعض لطیف اشارے بھی آپ کو مل سکتے ہیں۔ یعنی فطرت انسانی میں جو نفرت اور برائی کا احساس زنا کے متعلق پایا جاتا ہے اس کی طرف ''فَاحِشَةٌ'' کے لفظ سے اشارہ فرمایا۔ اور ''سَاءَ سَبِيلًا'' (برا ہے راہ کے اعتبار سے) کے الفاظ سے اگر سمجھا جائے تو یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ اس سے نسب میں اختلاط اور گڑبڑ پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا اثر میراث، مسائل حرمت، حقوق کی پامالی اور اخلاق پر پڑتا ہے اور سلسلہ بسلسلہ نا معلوم یہ کہاں جا پہنچتا ہے۔ امام رازی رحمہ اللہ اس آیت کے ضمن میں زنا کے مفاسد کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱...... زنا سے نسب مختلط اور مشتبہ ہو جاتا ہے، آدمی یقین کے ساتھ تو نہیں کہہ سکتا کہ زانیہ کی یہ اولاد کس مرد سے ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس بچہ کی پرورش کا کوئی مرد بھی ذمہ دار نہیں بنتا، بچہ ضائع ہو جاتا ہے (یا خود ماں ایسے بچہ کو مار پھینک دیتی ہے) یا وہ غریب بچہ سر پرست نہ ہونے کی وجہ سے نتیجۃً تباہ و برباد ہو جاتا ہے، جو عالم کی ویرانی اور انقطاعِ نسل کا سبب بنتا ہے۔

۲...... زانیہ پر دسترس شرعی قانون میں کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی ہے، کیونکہ اس نے کسی کے ساتھ باضابطہ نکاح نہیں کیا ہے، نتیجہ یہ ہوگا کہ اس عورت پر ہر شخص قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا اور وجہ ترجیح کسی کو بھی حاصل نہ ہوگی، پھر اس راہ میں تباہیوں اور

بربادیوں کے جو طوفان اٹھتے رہتے ہیں، معاشقہ اور آوارگی کی تاریخ میں اس کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

۳......زنا کار عورت کو زنا کی لت پڑ جاتی ہے، طبع سلیم رکھنے والے مرد کو ایسی عورت سے گھن آتی ہے، پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی سلیم الطبع شخص اس سے شادی کرنے کے لئے اپنے کو آمادہ نہیں کرسکتا، محبت والفت تو خیر دور کی بات ہے اور یہی وجہ ہے کہ جو عورت زنا میں مشہور ہو جاتی ہے، اس سے لوگ عموماً نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور سوسائٹی میں وہ حقیر اور ذلت آمیز نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

۴......زنا کا جب دروازہ کھل گیا، کوئی مستقل قاعدہ قانون باقی نہ رہا تو پھر کسی خاص مرد کو کسی خاص عورت سے کوئی خاص لگاؤ نہیں رہے گا، جس کو جہاں موقع مل گیا اور جس نے جس کو بلایا، وہاں دونوں مل گئے اور جو کچھ کرنا چاہیں کر گزریں گے اور یہی حال حیوانات کا ہے، پھر انسان وحیوان میں کونسا فرق باقی رہ جائے گا؟

۵......عورت سے صرف یہی مقصود نہیں ہے کہ اس کے پاس پہنچ کر جنسی تقاضے پورے کئے جائیں بلکہ مقصد یہ بھی ہے کہ دو جان مل کر ایک دوسرے کے رفیق وشریک ہوں، گھر کے کاموں میں بھی، کھانے پینے میں بھی، بچوں کی تعلیم وتربیت میں بھی اور زندگی کی دوسری ضروریات میں بھی، پھر غم میں بھی اور خوشی میں بھی، تنگ حالی میں بھی اور خوش حالی میں بھی۔ یہ ساری باتیں اس وقت تک قطعاً پوری نہیں ہوسکتیں جب تک عورت کسی ایک جائز طریقہ پر ہو کر نہ رہے اور اس کی شکل یہی ہوسکتی ہے کہ زنا کو بالکلیہ حرام قرار دے دیا جائے اور نکاح کے قانونی دائرہ میں عورت اور مرد کے تعلقات کو محدود کیا جائے۔

۶......ہم بستری پردہ کی بات ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کا تذکرہ اشارتاً کیا جاتا ہے اور جو کوئی اس کام کو کرتا ہے تو پردہ کی اوٹ میں کہ کسی کی نگاہ نہ پڑنے پائے، پس معلوم ہوا

کہ اس کو کم سے کم کرنا قرین عقل وقیاس ہے اور اس کی صورت یہی ہوسکتی ہے کہ جائز طور پر ایک عورت ایک مرد کی ہوکر رہے، ورنہ پھر یہ چیز حاصل نہیں ہوسکی۔

یہ وہ چھ خرابیاں ہیں جو بالکل عیاں ہیں۔ ❶

سب سے زیادہ غیرت منداللہ اوراس کا رسول ہے

حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لے تو کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

چار عینی گواہ پیش کرے مگر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ جو فطرتاً غیر معمولی غیور تھے، وہ فرمانے لگے: اگر میں اپنی عورت کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو میری غیرت برداشت نہ کرسکے گی، میں اسی وقت تلوار اٹھاؤں گا اور اسے دوٹکڑے کردوں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، فَوَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي، مِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ. ❷

ترجمہ: سعد کی غیرت پر تعجب کیوں کرتے ہو؟ اللہ گواہ ہے، میں خود ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور میری غیرت سے بڑھ کر خود اللہ رب العزت کی غیرت ہے، اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام ظاہر وباطن فحش کاموں کو حرام قرار دے دیا، یہ فحش کام علانیہ ہوں یا چھپ کر ہوں۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج کو گرہن لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلیغ خطبہ دیا اور اسی خطبۂ کسوف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

---

❶ التفسير الكبير: سورة الإسراء آیت نمبر۳۲ کے تحت، ج۲۰ ص ۳۳۱، ۳۳۲

❷ صحيح مسلم: كتاب اللعان، انقضاء عدة المتوفى عنهازوجهک الخ، ج۲ ص۱۱۳۶، رقم الحديث: ۱۴۹۹ / صحيح البخاري: كتاب التفسير، سورة الأعراف، ج۶ ص۵۹، رقم الحديث: ۴۶۳۷

يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا. ❶

ترجمہ: اے امتِ محمد! اللہ کی قسم! اس بات سے اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کو غیرت نہیں ہوتی کہ کوئی مرد یا عورت زنا کرے اور اللہ کی قسم! جو کچھ میں جانتا ہوں تم جانتے تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔

زنا مظالم کی جڑ ہے

ذرا غور کریں تو یقین کرنا پڑے گا کہ زنا دنیا کے سارے مظالم کی جڑ ہے، دنیا کی ساری برائی زنا کاری میں پائی جاتی ہے، پھر زانی کے ظالم ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے:

۱...... زانی کا فعلِ زنا خود اپنے اوپر بھی ظلم ہے کہ اس سے اخلاق واعمال کی مٹی پلید ہوتی ہے، خون اور روپیہ بے مقصد ضائع ہوتے ہیں، مادۂ تولید جو باعث افزائش نسلِ انسانی ہے ناحق برباد ہوتا ہے، صحت پر ناخوشگوار اثر پڑتا ہے، ذلت اور رسوائی ہوتی ہے۔ ذاتی خوف وہراس میں مبتلا رہتا ہے، حزن وملال سے دوچار رہوتا ہے، متعدی مرض سوزاک وآتشک وغیرہ کا خطرہ لاحق رہتا ہے، بے حیائی، فریب کاری، جھوٹ، بدنیتی، خودغرضی، نفسانی خواہش کی غلامی، ضبطِ نفس کی کمی، خیالات کی آوارگی اور دوسری بیسیوں جسمانی، ذہنی اور روحانی امراض میں زنا آدمی کو مبتلا کردیتا ہے۔

۲...... زنا اپنے خاندان پر بھی ظلم ہے کہ زناکار خاندان کی عزت کو داغ لگاتا ہے اور پھر خاندان کے لئے برائی کا ایک نمونہ قائم کرتا ہے، اہلِ خاندان اور بال بچوں کے لئے زنا کی شاہراہ بناتا ہے۔

۳...... زنا نسوانی عفت وعصمت کی لوٹ ہے۔ زانی ڈاکو ہے کیونکہ وہ ایک کمزور

❶ صحيح البخاري: كتاب الكسوف، باب الصدقة في الكسوف، ج۲ ص ۳۴، رقم الحديث: ۱۰۴۴

ارادے والی ذات کو اپنی ہوس ناکیوں کا تختۂ مشق بناتا ہے، شرم وحیا کی چٹانوں کے نیچے عورت کی فطرت جو قدرتاً دبی ہوئی ہے، ان چٹانوں کو یہی زانی اٹھالیتا ہے، جس کے بعد عورت جس کے لئے کسی مرد سے خواہ اس کا باپ اور بھائی کیوں نہ ہو گفتگو میں جو فطری حیا دامن گیر ہوتی تھی وہ ختم ہوجاتی ہے، اب وہ ایک بیباک، فتنہ پرداز عورت کی شکل اختیار کرلیتی ہے، آنکھوں کا پانی ڈھل جاتا ہے، بے حیائی کے کاموں پر دلیر ہوجاتی ہے۔

اور آج عصمت فروشی کے جتنے بھی بازار نظر آتے ہیں، وہ درحقیقت زانی مردوں ہی کے کھولے ہوئے بازار تو ہیں، یہ سب انہی کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔

۴...... عورت بہرحال کسی خاندان ہی کی عورت ہوتی ہے، کسی کی بیٹی، کسی کی بہن، کسی کی بیوی یا ماں ہوگی۔ سوچئے تو سہی کہ زانی مرد کن رسوائیوں کی سیاہی عورت کے خاندان والوں کے چہروں پر ملتا ہے کہ بسا اوقات خودکشی تک، ان ہی رسوائیوں کے غیر معمولی احساس نے لوگوں کو پہنچا دیا۔

۵...... اور عورت کسی مرد کی اگر باضابطہ منکوحہ ہے تو دوسرے مفاسد کے ساتھ ساتھ غیر کے حق ناموس پر یہ کیسی شرمناک مداخلت اور بے جا اور ظالمانہ حملہ ہے۔

۶ ...... زنا بچہ پر بھی ظلم ہے کیونکہ یا تو اسے ضائع کردیا جائے گا اور بے قصور قتل کیا جائے گا یا باپ نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نگرانی اور تعلیم وتربیت کی ذمہ داری کا کوئی مرکز باقی نہیں رہتا اور اگر کسی طرح بچہ کو پروان چڑھنے کا موقع مل بھی جائے تو سیاہی کے اس داغ کو اس غریب کی پیشانی سے کون دھوسکتا ہے جو خود اس کے ناجائز باپ کے ہاتھوں اس کی پیشانی پر لگا ہے۔ معاشرہ میں ذلیل نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، بسا اوقات زنا سے پیدا ہونے والے بچے امراض خبیثہ کو اپنے ساتھ لے کر پیدا ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ دنیا میں عموماً جو گونگے، بہرے اور لنگڑے لڑکے پیدا ہوتے ہیں

یعنی جونوعی کمالات میں سے کسی کمال سے محروم ہو کر پیدا ہوتے ہیں، بظاہر قدرت کی طرف ان کوتاہیوں کو منسوب کرنے والے منسوب کر دیا کرتے ہیں، لیکن موجودہ طبی تحقیقات کی روشنی میں پتہ چل رہا ہے کہ ان کوتاہیوں کی زیادہ تر ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جن کے تعلق و واسطہ سے بچے دنیا میں قدم رکھتے ہیں، آئندہ نسلوں کی امانت جن کے سپرد ہوتی ہے وہ امانت میں خیانت سے کام لیتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ آئندہ نسلوں کے پھلنے پھولنے کا دارومدار ہی ''جذبۂ امانت'' کے اس احساس پر مبنی، اس کی ذمہ داریوں میں ہلکی سی غفلت قوم کی قوم کو جسمانی، دماغی اور روحانی بربادیوں کی آندھیوں کے سامنے لے آتی ہے۔

اس مسئلہ کی ہمہ گیری کے لئے ''طبیعات'' کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ زنا کا لفظ تو ایک بسیط مختصر سا لفظ ہے، لیکن اس کے مفاسد کا دائرہ خاندانوں اور قوموں کو اپنے احاطہ میں عموماً لے آتا ہے۔ ❶

زنا کی وجہ سے آبادیوں کی ہلاکت

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا ظَهَرَ الرِّبَا وَالزِّنَى فِي قَرْيَةٍ إِلَّا أَذِنَ اللّٰهُ بِإِهْلَاكِهَا. ❷

ترجمہ: کسی بستی میں جب سود اور زنا پھیل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بستی کی ہلاکت کی اجازت مرحمت فرما دیتا ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ زنا کاری کبھی آبادی کی ویرانی کا موجب بن جاتی ہے اور پوری آبادی کو برباد کر ڈالتی ہے، اللہ تعالیٰ کا غضب اس آبادی پر مسلط ہو جاتا ہے جس میں زنا کاری پھیل جاتی ہے۔

---

❶ اسلام کا نظام عفت وعصمت: ص ۱۴۵ تا ۱۴۷

❷ الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی: ص ۱۶۳

شراب پی کر زنا بھی کر گیا اور قتل بھی

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبائِثِ، إِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ خَلا قَبْلَكُمْ تَعَبَّدَ، فَعَلِقَتْهُ امْرَأَةٌ غَوِيَّةٌ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ جارِيَتَها، فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّا نَدْعُوكَ لِلشَّهَادَةِ، فَانْطَلَقَ مَعَ جَارِيَتِهَا فَطَفِقَتْ كُلَّمَا دَخَلَ بَابًا أَغْلَقَتْهُ دُونَهُ، حَتّى أَفْضى إِلَى امْرَأَةٍ وَضِيئَةٍ عِنْدَهَا غُلامٌ وَبَاطِيَةُ خَمْرٍ، فَقَالَتْ: إِنِّي وَاللَّهِ مَا دَعَوْتُكَ لِلشَّهَادَةِ، وَلَكِنْ دَعَوْتُكَ لِتَقَعَ عَلَيَّ، أَوْ تَشْرَبَ مِنْ هَذِهِ الْخَمْرَةِ كَأْسًا، أَوْ تَقْتُلَ هَذَا الْغُلامَ، قَالَ: فَاسْقِينِي مِنْ هَذَا الْخَمْرِ كَأْسًا، فَسَقَتْهُ كَأْسًا، قَالَ: زِيدُونِي فَلَمْ يَرِمْ حَتَّى وَقَعَ عَلَيْهَا، وَقَتَلَ النَّفْسَ، فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا وَاللَّهِ لا يَجْتَمِعُ الْإِيمَانُ، وَإِدْمَانُ الْخَمْرِ إِلَّا لَيُوشِكُ أَنْ يُخْرِجَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ. ❶

ترجمہ: شراب سے پرہیز کرو یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ سنو اگلے لوگوں میں ایک ولی اللہ تھا، جو بڑا عبادت گزار تھا، اور تارک دنیا تھا۔ بستی سے الگ تھلگ ایک عبادت خانے میں شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتا تھا، ایک بدکار عورت اس کے پیچھے لگ گئی، اس نے اپنی لونڈی کو بھیج کر اسے اپنے ہاں ایک شہادت کے بہانے بلوایا، یہ چلے گئے لونڈی اپنے گھر میں انہیں لے گئی، جس دروازے کے اندر سے پہنچ جاتے پیچھے سے آ کر اُسے بند کرتی جاتی۔ آخری کمرے میں جب گئے تو دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت عورت بیٹھی ہے، اس کے پاس ایک بچہ ہے اور ایک جام شراب لبالب بھرا رکھا ہے۔ اس عورت نے اس سے کہا: سنئے جناب میں نے آپ کو در

❶ سنن النسائی: کتاب الأشربة، باب ذکر الآثام المتولدة عن شرب الخمر...... الخ، رقم الحدیث: ۵۶۶۶

حقیقت کسی گواہی کے لئے نہیں بلوایا۔ فی الواقع اس لئے بلوایا ہے کہ یا تو آپ میرے ساتھ بدکاری کریں یا اس بچے کو قتل کر دیں یا شراب کو پی لیں۔ درویش نے سوچ کر تینوں کاموں میں ہلکا کام شراب کا پینا جان کر جام کو منہ سے لگا لیا، سارا پی گیا۔ کہنے لگا اور لاؤ اور لاؤ، خوب پیا، جب نشے میں مدہوش ہو گیا تو اس عورت کے ساتھ زنا بھی کر بیٹھا اور اس لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔ پس اے لوگو! تم شراب سے بچو سمجھ لو کہ شراب اور ایمان جمع نہیں ہوتے، ایک کا آنا دوسرے کا جانا ہے۔

زنا سے بچنے پر جسم سے مشک وعنبر کی خوشبو آتی تھی

علامہ یافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بعض بزرگوں سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

لقيت بالبصرة رجلا يعرّف با لمسكي وذلک لشدة ما كان يوجد من ريح المسک حتى أنه إذا دخل المسجد الجامع يعرّف أنه قد جاء من شدة الرائحة، واذا مرّ فی الأسواق كذلک.

ترجمہ: میں نے بصرہ میں ایک شخص سے ملاقات کی جنہیں لوگ مشکی کہتے تھے، کیونکہ ان سے اکثر ''مشک وعنبر'' کی خوشبو آتی تھی حتی کہ جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تھے، تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ شخص آئے کیونکہ مشک کی خوشبو پھیل جاتی تھی، اس طرح جب بازار سے گزرتے تب بھی خوشبو سے معلوم ہو جاتا۔

میں ان سے ملنے گیا اور ان کے پاس رات کو رہا، میں نے ان سے کہا: بھائی جان تمہیں خوشبو خریدنے کے واسطے بہت سے دام کی ضرورت ہوتی ہوگی؟ اس نے کہا: بھائی میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی، نہ کبھی خوشبو لگائی، میں تم سے اپنا قصہ بیان کروں، شاید میرے مرنے کے بعد تم مجھ پر دعا کرو۔ میری ولادت بغداد میں ہوئی، میرے والد امیر آدمی تھے اور جس طرح امراء اپنی اولاد کی تعلیم کرتے ہیں، میری بھی تعلیم کرتے تھے اور میں بہت خوبصورت بھی تھا اور بہت حیادار بھی تھا۔ میرے والد سے لوگوں نے

کہا: اسے بازار میں بٹھاؤ تاکہ کاروبار سے مناسبت ہواور لوگوں کے مزاج وعادات سے واقف ہو۔ چنانچہ مجھے ایک کپڑے بیچنے والے کی دکان پر بٹھایا، میں صبح شام اس کی دکان پر بیٹھتا تھا۔ ایک دن ایک بڑھیا نے اس دکاندار سے کئی کپڑے کے تھان مانگے، اس نے ویسے ہی نکال کر دکھائے۔ اس نے کہا: میرے ساتھ ایک آدمی کردو تاکہ جس کی ہمیں ضرورت ہو لے لیں باقی تھان اور اس کی قیمت اس شخص کے ہاتھ واپس کر دیں۔ اس نے مجھ سے کہا: اس کے ہمراہ جاکے دل بہلا آؤ، میں نے کہا: اچھا میں اس کے ساتھ چلا وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی، اس کے اندر ایک قبہ تھا اور اس کے دروازہ پر محافظ تھے اور اس کے دروازہ پر پردہ پڑا تھا، جب میں صحن میں پہنچا تو ایک بڑی کوٹھی نظر آئی، اس میں بھی قبہ تھا اور اس کے درواز پر پردہ پڑا تھا، اس بڑھیا نے مجھ سے کہا: قبہ میں چل کر بیٹھا رہ، میں اس میں گیا تو دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں تخت پر منقش فرش بچھائے بیٹھی ہے اور تخت اور فرش نہایت عمدہ اور خوبصورت ہے کہ ویسا میں نے کبھی نہ دیکھا اور وہ لڑکی ہر قسم کا زیور پہنے بیٹھی ہے، مجھے دیکھ کر وہ تخت پر سے اتر کر میرے پاس آئی اور میرے سینہ پر ہاتھ مار کر مجھے اپنی طرف کھینچا، میں نے کہا: اللہ سے ڈر! اللہ سے ڈر! اس نے کہا: کچھ خوف نہ کر، جو کچھ تجھے درکار ہو سب میں دوں گی۔ میں نے کہا: مجھے قضائے حاجت کے لیے جانا ہے، اس نے آواز دی تو چاروں طرف سے لونڈیاں دوڑیں، اس نے کہا: اپنے آقا کو بیت الخلا لے جاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو نکلنے کا کوئی راستہ نہ پایا جہاں سے بھاگ نکلتا، میں نے وہاں جاکر پاخانہ لیا اور اُسے اپنے جسم پر مل دیا تاکہ میں گناہ سے بچ جاؤں، اب جب میں باہر نکلا تو ایک لونڈی جو رومال اور پانی لے کر آئی، اس پر میں چلّا کر دیوانوں کی مانند دوڑا تو وہ ڈر کر بھاگی، وہ سمجھی کہ یہ کوئی دیوانہ ہے، جس نے جسم پر گندگی مل دی ہے اور چلّا رہا ہے، تو وہ کہنے لگی: یہ دیوانہ ہے، ساری لونڈیاں جمع ہو گئیں، اور ٹاٹ میں

مجھے لپیٹا اور ایک باغ میں لے جا کر پھینک دیا، جب میں جان گیا کہ وہ چلی گئیں، تو میں نے اٹھ کر اپنے کپڑے، ہاتھ منہ اور جسم دھویا اور اپنے گھر گیا اور کسی کو یہ قصہ نہ سنایا، اس رات میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ **"فمسح بیده علی وجهی وبدنی، فمن ذلک الوقت صار لبدنی رائحة المسک تفوح علی ثیابی"** اس نے اپنا ہاتھ میرے منہ پر اور بدن پر ملا، اسی وقت سے میرے بدن سے مشک کی خوشبو آنے لگی ہے، جو کپڑوں سے بھی پھوٹتی تھی۔ (دیکھیں اس شخص نے زنا سے بچنے کی ایک تدبیر کی تو رب العالمین اپنی قدرت سے پاخانہ کی بدبو کی جگہ اُس کے جسم سے مشک وعنبر کی خوشبو جاری کر دی۔) ❶

زنا کی وجہ سے ظاہر ہونے والے نقصانات

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے زنا کی قباحت وشناعت اور اس پر وارد وعیدات، سزاؤں اور نقصانات کو تفصیلاً بیان کیا ہے، ان میں سے چند ایک نقصانات درج ذیل ہیں:

ا......زنا کا ظہور دنیا کی تباہی کی علامتوں میں سے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف کے موقع پر جو خطبہ دیا اس میں فرمایا:

يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ إِنْ مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرَ مِنَ اللهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ، أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا، وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ ❷

ترجمہ: اے امتِ محمد! اللہ کی قسم! کوئی شخص بھی اللہ تعالی سے زیادہ غیرت مند نہیں ہے، جب کہ اس کا کوئی بندہ اور بندی زنا کریں، اے امتِ محمد اللہ کی قسم! اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ (پھر اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے فرمایا) کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنا دیا۔

❶ روض الریاحین: الحکایۃ السابعۃ عشرۃ بعد الأربع مئۃ، ص ۳۳۴، ۳۳۵

❷ صحیح مسلم: کتاب الکسوف، باب صلاۃ الکسوف، رقم الحدیث: ۹۰۱

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اس بڑے گناہ کا صلوٰۃ کسوف کی ادائیگی کے موقع پر جو خاص طور سے ذکر کیا اس میں سمجھنے والے کے لیے عجیب نکتہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ زنا کا ظہور دنیا کی تباہی کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے، جب کہ سورج کا حال بدل گیا۔ اس کی روشنی غائب ہوگئی، گرہن کی وجہ سے تو یہ علامت ہے کہ جیسے اچھے حال برے حال سے بدل جاتے ہیں، اسی طرح معاصی، نافرمانی اور گناہوں کی بدولت دنیا کی حالت بدل جاتی ہے۔ اسی چیز کی طرف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ کسوف کے موقع پر اشارہ فرمایا۔ (1)

۲......زانی لوگوں کی ناراضگی مول لیتا ہے۔

۳......زنا بدن میں بہت سے امراض پیدا کرنے کا سبب ہے، پھر یہ امراض وراثت میں والدین سے اولاد میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔

۴......گھر کا نظام بگڑ جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ بیوی سے تعلق ختم ہو جاتا ہے تربیت کے فقدان کی وجہ سے اولاد بے راہ روی کا شکار ہو کر گناہوں میں پڑ جاتی ہیں۔

۵......زانی مرد و عورت کو غم وفکر اور خوف دامن گیر رہتا ہے۔ جب عورت زنا کرتی ہے تو اپنے شوہر اور گھر والوں کو شرمندگی میں مبتلا کرتی ہے۔ ان کے سر شرم سے جھک جاتے ہیں، پھر اگر وہ زنا سے حاملہ ہو جائے اور وضع حمل کے بعد بچے کو قتل کر دے تو دو جرم جمع ہو گئے، اور اگر زنا کے بعد قتل کرنے کی بجائے اپنے پاس رکھ لے تو اپنے شوہر کی طرف غیر کی اولاد کو منسوب کرتی ہے۔

٦......قیامت کی جو نشانیاں احادیث میں آئی ہیں۔ ان میں زنا بھی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی حدیث بیان کر رہا

(1) روضة المحبين ونزهة المشتاقين: الباب الثاني والعشرون، ص ٢٩٥/الجواب الكافي: ص ٦٦

ہوں جس کو میرے بعد کوئی تم سے بیان نہ کرے گا۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ :أَنْ يَقِلَّ العِلْمُ، وَيَظْهَرَ الجَهْلُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا، وَتَكْثُرَ النِّسَاءُ، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ، حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً القَيِّمُ الوَاحِدُ[1]

ترجمہ: قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا، جہل ظاہر ہو جائے گا، زنا پھیل جائے گا، مرد کم جب کہ عورتیں کثرت سے ہوں گی، یہاں تک پچاس عورتوں کی دیکھ بھال کے لیے ایک مرد ہو گا۔

۷......انسان کی بزرگی اور شرافت کو داغ لگ جاتا ہے۔ پاکیزگی، آبرو اور فضیلت کا لباس اتر جاتا ہے۔ اس کے کرنے والے کو سوائے شرمندگی اور عیب و عار کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

۸......معاشرے کی اجتماعیت ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے، آپس کے روابط ختم ہو جاتے ہیں۔ کوڑے کے ڈھیروں پر اور سڑکوں کے کنارے ایسے نومولود پڑے ملتے ہیں کہ جن کو بے رحم جوڑے پھینک جاتے ہیں، ان کے والدین کا کسی کو علم نہیں کہ کون ہیں؟

۹......اس کے علاوہ نسب کا ضائع اور خلط ملط ہونا، وراثت کا غیر اولاد کو مل جانا، یعنی بچہ کسی کے نطفہ سے پیدا ہوا اور وراثت کسی اور کا ہوا۔

۱۰......زنا اللہ تعالی کے غصہ کو کھینچ لاتا ہے، اس کے عذاب کو دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالی کی یہ سنت ہے کہ جب بھی فواحشات کا ارتکاب ہو تو غضبِ الٰہی بڑھ جاتا ہے۔ اس دور میں بے حیائی کے دروازے کھل گئے ہیں۔ ان کی طرف جانے کا راستہ شیطان اور اس کے دوستوں نے آسان کر دیا ہے۔ آج عورت پوری زیب و زینت اور بے حیائی سے مردوں کے سامنے آ رہی ہے۔ نامحرم پر شہوت سے نظر ڈالنا ایک عام بات

[1] صحیح البخاری: کتاب العلم، باب رفع العلم وظهور الجهل، رقم الحديث: ٨١

بن چکی ہے ،مگر جسے اللہ بچائے۔فحش رسالوں ،ننگی فلموں ،عریانیت ، کفروالحاداور اشتراکیت کا دوردورہ ہے۔ایسی جگہوں کی طرف بھی لوگ دھڑادھڑ جارہے ہیں ۔ جہاں ان کی شہوات کی تسکین کا سامان موجود ہے۔ بدکاری کے بازارقائم ہیں، جبراً اور رضامندی سے آبرویزی عام ہوچکی ہے۔اس وجہ سے حرام اولاد کی بھی کثرت ہوگئی ۔جن میں سے اکثر بچے پیدا ہوتے ہیں ماردیئے جاتے ہیں، یہ سب حالات اللہ کے غیظ وغضب ،اس کی ناراضگی اورعذاب کودعوت دینے والے ہیں ،پھر جب اللہ تبارک وتعالی غضب ناک ہوجائیں تو پھران لوگوں کے لئے ہلاکت ثابت ہوجاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودرضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ماظهرالرباوالزنى فى قرينة إلاأذان اللّٰه بإهلاكها.

ترجمہ: جب زناکسی بستی میں ظاہر ہوجائے تواللہ تعالی اس بستی کو ہلاک کرنے کاحکم دے دیتے ہیں۔

۱۱......زانی کادل ہمیشہ پریشان اورمریض رہتاہے۔

۱۲......ایک حیوانی فعل ہے(کہ اپنا کام کیااورفارغ ہوا) لہٰذاایک شریف آدمی اس سے دوررہتاہے۔

۱۳......دنیامیں جتنے قتل ہورہے ہیں ان کاایک سبب زنابھی ہے۔اس لیے کہ غیرت مندآدمی کوزناکی خبرپیش آنے پرکوئی بات نہیں سوجھتی سوائے اس کے کہ وہ زانی کاخون بہادے اوردھبے کودھولے جواس کولاحق ہواہے۔❶

زناایک قرض ہے جس کا بدلہ پکادیاجاتاہے

علامہ ابن حجرمکی ہیتمی رحمہ اللہ نے زناکی ہولنا کیوں کاذکرکرتے ہوئے لکھاہے کہ ”انه يوخذ بمثله من ذرية الزانى “ عمل مکافات کےمطابق زانی کی اولادسے وہی سلوک ہوتاہے جووہ کسی دوسرے سے کرتاہے۔

❶الجواب الكافى:فصل جريمة الرنى،س ۱۵۰ تا۱۶۵

فرماتے ہیں کہ جب یہ بات ایک بادشاہ سے کہی گئی تو اس نے تجربتاً اپنی بیٹی جونہایت خوبصورت تھی کے ہمراہ ایک خادمہ کو بھیجا کہ وہ اس کے ساتھ بازار میں سیر سپاٹے کے لیے جائے۔ اگر کوئی میری بیٹی سے تعرض کرے تو وہ اسے منع نہ کرے۔ چنانچہ وہ بادشاہ کی بیٹی کو بازار گھمانے کے لیے لے گئی۔ لوگوں نے بادشاہ کی بیٹی کو دیکھا تو احتراماً اپنی نگاہوں کو نیچا کرلیا تا آنکہ وہ گھوم پھر کر جب واپس اپنے محل میں آنے لگی تو ایک شخص آیا اور بادشاہ کی بیٹی کا بوسا لے کر بھاگ گیا، چنانچہ جب یہ ماجرا بادشاہ کو سنایا گیا تو وہ سجدہ شکر بجالایا اور کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا وَقَعَ مِنِّى فِي عُمْرِى قَطُّ إِلَّا قُبْلَةٌ لِامْرَأَةٍ وَقَدْ قُوصِصْتُ بِهَا. ❶

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ تعالی کے لیے ہیں، عمر بھر میں نے سوائے ایک عورت کا بوسہ لینے کے کوئی حرکت نہیں کی اور اس نوجوان نے جو میری بیٹی کا بوسہ لیا میرے اس بوسے کے بدلہ میں ہے۔

من حیث القوم مصائب میں مبتلا ہونے کی وجہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب خلیفۃ المسلمین ہوئے اور بیعت عامہ ہوچکی، جس میں تمام مسلمان شریک ہوئے تو آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور بحیثیت خلیفہ پہلا خطبہ ارشاد فرمایا:

دیکھو جس قوم نے بھی اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیا اللہ نے اسے ذلیل کردیا ہے، اور جس قوم میں بھی بدکاری پھیل جاتی ہے، اللہ اس میں مصیبت کو پھیلا دیتا ہے۔ ❷

پہلے خلیفۂ رسول نے اپنے اولین خطبۂ خلافت میں ان کلمات کو ارشاد فرما کر عفت و

❶ الزواجر عن اقتراف الكبائر: كتاب الحدود، الكبيرة الثامنة والخمسون بعد الثلاث مائة، الزنا، ج ۲ ص ۲۲۶

❷ تاریخ ملت: عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، سقیفہ بنو ساعدہ، ج ۱ ص ۱۰۳

عصمت کے متعلق اسلام کے جس نقطۂ نظر کو پیش کیا ہے، اس سے مسلمانوں کو سمجھنا چاہیے کہ عروج واقبال کی زندگی کے تباہ کرنے میں سیاہ کاریوں کو کس حد تک دخل ہے، گویا جو کچھ اب پیش آیا اسی کی پیشین گوئی مسلمانوں کے سب سے پہلے خلیفہ نے کردی تھی۔

امریکہ میں زنا سے پھیلنے والی بیماریاں اور معاشرتی بھیانک نتائج

امریکہ جواس وقت دنیا میں ممتاز ملک مانا جاتا ہے، وہاں زنا کاری کی وبا کا نتیجہ یہ ہے:
تیس چالیس ہزار کے درمیان بچوں کی اموات صرف موروثی آتشک کی بدولت ہوتی ہیں، سوزاک میں کم از کم ساٹھ فیصد نوجوان مبتلا ہیں، اس میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ دونوں ہیں، شادی شدہ عورتوں کے اعضائے جنسی پر جتنے آپریشن کیے جاتے ہیں، ان میں پچھتر فیصد ایسی نکلتی ہیں جن میں سوزاک کا اثر پایا جاتا ہے۔ ❶
جج ''لنڈ سے'' لکھتا ہے، جو ''ڈنور'' کی عدالت ''جرائم اطفال'' کا صدر ہے اور اس حیثیت سے وہ جرائم کا کافی تجربہ رکھتا ہے:
ہائی اسکول کی عمر والی چار سو پچانوے لڑکیوں نے خود مجھ سے اقرار کیا کہ ان کو لڑکوں سے صنفی تعلقات کا تجربہ ہو چکا ہے، ان میں صرف پچیس ایسی تھیں جن کو حمل ٹھہر گیا تھا۔ ❷
اسی جج ''لنڈ سے'' کا امریکہ کے متعلق بیان ہے:
امریکہ میں ہر سال کم از کم پندرہ لاکھ حمل ساقط کیے جاتے ہیں اور ہزاروں بچے پیدا ہوتے ہی قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ ❸
اسی امریکہ کی ایک رپورٹ بھی پڑھ لیجئے اور اس سے اندازہ لگایئے کہ زنا کاری کا

❶ پردہ از سید ابوالاعلیٰ مودودی: ص۹۶
❷ پردہ: ص ۹۶
❸ پردہ: ص ۷۱

انجام کیا ہوتا ہے، یہی ''لنڈ سے'' جن کا قول پہلے نقل کر چکا ہوں، ان کا اپنا اندازہ ہے کہ ہائی اسکول کی کم از کم پینتالیس فیصد لڑکیاں اسکول چھوڑنے سے پہلے خراب ہو چکی ہوتی ہیں۔

زنا کی جسمانی اذیتوں کا ذکر کرتے ہوئے ''انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (۴۵/۴)'' کے حوالے سے جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

امریکہ کے دواخانوں میں اوسطاً ہر سال آتشک کے دو لاکھ اور سوزاک کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے، ساڑھے چھ سو دواخانے صرف انہی امراض کے لئے مخصوص ہیں، مگر لوگ سرکاری دواخانوں میں جانے سے زیادہ پرائیویٹ ڈاکٹروں کے پاس جاتے ہیں، جن کے پاس آتشک کے اکسٹھ فیصد اور سوزاک کے نواسی فیصد مریض جاتے ہیں۔ ❶

امریکہ میں جن عورتوں نے مستقل پیشہ اختیار کرلیا ہے ان کی تعداد کا کم از کم اندازہ چار پانچ لاکھ کے درمیان ہے، قحبہ خانوں کے علاوہ بکثرت ملاقات خانے ہیں جو اس غرض کے لئے آراستہ کئے جاتے ہیں کہ ''شریف اصحاب اور خواتین'' جب باہم ملاقات کرنا چاہیں تو ان کی ملاقات کا انتظام کردیا جائے، تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ایک شہر میں ایسے اٹھہتر (۷۸) مکان تھے، دوسرے شہر میں تینتالیس (۴۳)، ایک اور شہر میں تینتیس (۳۳)۔ ان مکانوں میں صرف کنواری لڑکیاں ہی نہیں جاتیں بلکہ بہت سی شادی شدہ عورتوں کا بھی وہاں گزر ہوتا ہے۔ ایک مشہور ریفارمر کا بیان ہے:

نیویارک کی شادی شدہ آبادی کا پورا تہائی حصہ ایسا ہے جو اخلاقی اور جسمانی حیثیت سے اپنی ازدواجی ذمہ داریوں میں وفادار نہیں ہے۔ ❷

---

❶ پردہ: ص ٦٨

❷ پردہ: ص ٦٧، ٦٨

''زنا'' نے امریکہ میں یہ قیامت برپا کردی ہے کہ بلوغ سے پہلے لڑکے لڑکی کی محبت اورمباشرت دونوں شروع ہوجاتی ہیں۔

۴۸ء میں ''ڈاکٹر ہنلی کنسے'' نے ایک مبسوط رپورٹ پیش کی ہے اور یہ رپورٹ ڈاکٹر کنسے اوران کے ساتھیوں نے بارہ ہزارامریکی مردوں سے ملاقات کرکے تیار کی ہے اوران کے خفیہ حالات معلوم کئے ہیں۔کنسے رپورٹ کے بموجب:

''استلذاذ بالنفس'' (مشت زنی وغیرہ) میں نوے فیصد امریکی مرد زندگی کے کسی نہ کسی حصہ میں مبتلا رہے۔

''استلذاذ بالمثل'' (اپنے ہم جنس سے بدکاری) امریکی مردوں کی ایک تہائی آبادی نے کم ازکم اپنی زندگی میں ایک مرتبہ اس شوق کی تکمیل کی، گویا ستر لاکھ امریکی مرد استلذ اذ بالمثل میں مبتلا ہیں۔

چار فیصد لوگ تمام عمر''امرد پرست'' رہتے ہیں۔

''استلذاذ بالضد'' (زنا) پندرہ سال کی عمر تک ۲۵ فیصد......چھبیس سے چالیس سال کی عمر تک ۹۰ فیصد......سولہ سے بیس سال کی عمر تک غیر فاحشہ عورتوں سے اختلاط کی تعداد ۴۰ فیصد ہے۔

''تعلیم کے اعتبار سے'' جن کی تعلیم ''گرائمر اسکول'' تک ہوتی ہے، اس میں ۴۸ فیصد کو عورتوں سے اختلاط کا سابقہ رہا ہے۔

''ہائی اسکول'' تک تعلیم پانے والوں کا تناسب غیر عورتوں سے اختلاط میں ۷۷ فیصد ہے اور'' کالج'' کے تعلیم یافتہ افراد کا تناسب زنا میں ۴۹ فیصد ہے، یہ اکیس سال عمر والوں کی تعداد ہے۔

شادی شدہ مردوں میں نصف تعداد ایسی ہے جنہوں نے اپنی بیوی کے سوا غیر عورتوں سے دورانِ ازدواج اختلاط کیا ہے۔ ❶

❶ اسلام اور جنسیات: ص ۸۴، ۸۵

انگلستان میں زنا کی وبا

انگلستان جو اپنی جدت پسندی میں بہت مشہور ہے، اس کے متعلق وہیں کا ایک انگریز ''جارر یئلی اسکاٹ'' اپنی کتاب ''تاریخ الفحشاء'' میں لکھتا ہے:

پیشہ ورعورتوں کے علاوہ بڑی تعداد ان عورتوں کی ہے جو آمدنی میں اضافہ کے لئے زنا کاری کے پیشہ کو بھی ضمنی طور پر اختیار کئے ہوئے ہیں، اب جوان لڑکی کے لئے بدچلنی اور بے باکی بلکہ سوقیانہ اطوار تک فیشن میں داخل ہوگئے ہیں، ایسی لڑکیوں اورعورتوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے جو شادی سے پہلے صنفی تعلقات بلا تکلف قائم کرلیتی ہیں اور وہ لڑکیاں اب شاذ کے حکم میں ہیں جو کلیسا کی قربان گاہ کے سامنے نکاح کا پیمان وفا باندھتے وقت صحیح معنی میں دوشیزہ ہوتی ہوں۔ ❶

انگلستان میں کم ازکم اندازہ کے مطابق ہر سال نوے ہزار حمل اسقاط کئے جاتے ہیں، شادی شدہ عورتوں میں اس کا تناسب اس سے بھی زیادہ ہے۔ ❷

فرانس میں بدکاری

انگلستان کے بعد تھوڑا سا حال فرانس کی بدکاری اور اس کے نقصانات کا بھی سن لیجئے:

جنگ عظیم کے ابتدائی دو سالوں میں جن سپاہیوں کو محض آتشک کی وجہ سے رخصت دے کر ہسپتالوں میں بھیجنا پڑا۔ ان کی تعداد چھہتر ہزار تھی، ایک متوسط درجہ کی چھاؤنی میں بیک وقت ۲۴۲ سپاہی اس مرض میں مبتلا ہوئے۔

''ایک ماہر فرانسیسی ڈاکٹر کا بیان ہے:

فرانس میں ہر سال صرف آتشک اور اس کے پیدا کردہ امراض کی وجہ سے تیس ہزار جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ ❸

❶ پردہ: ۷۲

❷ پردہ: ۴۵

❸ پردہ: ۵۷

جنگ عظیم سے پہلے موسیو بیولو فرانس کے اٹارنی جنرل نے اپنی رپورٹ میں ان عورتوں کی تعداد پانچ لاکھ بتائی ہے جو جسم فروشی کا دھندہ کرتی ہیں، اس فن کے لئے اشتہار سے پورا کام لیا جاتا ہے۔ ❶

یہ مختصر سے اقتباسات میں نے اس لئے پڑھنے کی زحمت دی کہ آپ غور کرسکیں کہ زنا کاری کے مفاسد کیا ہوتے ہیں اور ان سے قوم وملک کا کتنا زبردست جانی، مالی، اخلاقی اور سیاسی نقصان ہوتا ہے اور پھر یہ بھی سوچیں کہ زنا کاری کی سزا میں جو امراض پیدا ہوتے ہیں وہ کتنے سخت اور مہلک ہوتے ہیں۔ مزید یہ بھی ذہن نشین کرلیں کہ دنیا کا کوئی کامیاب ترین علاج بھی زنا کاری کے ''دنیاوی عذاب'' سے نہیں بچا سکتا اور ان بڑے مہذب، متمدن اور ترقی یافتہ ملکوں کا جو نقشہ پیش کیا گیا ہے اس کو سامنے رکھ کر غور کریں کہ اسلام نے جن مفاسد کی طرف اشارے کئے ہیں وہ کتنے صحیح ہیں، اور قوانینِ عفت مرتب کر کے اس نے دنیا پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔ ❷

ایک زنا کار ماں کا فلیٹ سے کود کر خودکشی کرنا

ایک مشہور مقالہ نگار نے اپنے ایک مقالے میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ امریکہ میں دوران قیام تین دن کی چھٹیاں گزارنے اٹلانٹا سے چارلسٹن گئے، ایک ملتانی دوست شریف حسن کے فلیٹ میں قیام کیا، رات کو پہنچے تو صبح ہی صبح پولیس نے سامنے والی بلڈنگ کو گھیر لیا، کچھ دیر میں ایک لاش لے کر چلی گئی، میرے دوست نے یہ کہانی سنائی جو اگلے دن وہاں کے اخبار میں شائع ہوئی۔

اس فلیٹ میں ایک شخص رہا کرتا تھا، اس کی بیوی اور وہ ڈبل روٹی بنانے کے کارخانے کے مالک تھے، ان کا ایک لڑکا بھی تھا جب لڑکا چار سال کا ہوا تو باپ مرگیا، اب ماں کی

---

❶ پردہ: ۵۰

❷ اسلام کا نظام عفت وعصمت: ص ۱۵۳ تا ۱۵۷

عمر شوہر کے مرنے کے وقت اکیس سال تھی، کارخانہ چلاتی تھی اور بچے کی نگرانی اس طرح کرتی کہ کارخانے کے قریب ''ڈے کیئر سنٹر'' میں لڑکے کو چھوڑ کر دن بھر کارخانے میں رہتی اور رات کو لڑکے کے ساتھ اپنے فلیٹ میں ایک بستر پر سوتی، ممکن ہے کہ ماں بیٹا نیم برہنہ یا برہنہ سوتے ہوں۔

لڑکے نے بچپن سے لڑکپن اور پھر لڑکپن سے جوانی اس طرح گزاردی، ماں نے لڑکے کو معاشرتی برائیوں سے بچانے کے لیے کسی لڑکی کے پاس نہ جانے دیا اور خود کو اسکے سپرد کردیا۔

شریف حسن نے بتایا کہ ان دونوں کو بوس وکنار کرتے ہوئے انہوں نے متعدد بار بالکونی میں دیکھا مگر ماں بیٹا سمجھ کر کبھی خیال نہ کیا، وہاں کے معاشرے میں تو ایسی بات قابل اعتراض نہ تھی، لڑکا سترہ، اٹھارہ سال کا ہوگیا، ماں گو چھتیس سال کی تھی مگر نوجوان لڑکی سی لگتی، اپنے بیٹے کو کسی گرل فرینڈ تو کیا کسی غیر مرد سے بھی بات نہ کرنے دیتی، کارخانے کے پرانے ملازمین کو نکال دیا اور نئے رکھ لیے، جنہیں انہوں نے آپس میں فرینڈز کہہ کر اپنا تعارف کروایا۔

اب یہ دونوں ماں بیٹے دوستوں کی طرح ساتھ رہتے تھے، مگر آہستہ آہستہ کبھی تلخ کلامی مار پیٹ بھی ہوجاتی، ایک دن ماں نے فلیٹ سے چھلانگ لگا کر جان دیدی، یہ وہ دن تھا جب ہم چارلسٹن میں تھے۔

اخبار میں ایک مزید خبر بھی تھی، وہ یہ کہ پوسٹ مارٹم سے معلوم ہوا کہ اماں جان (گرل فرینڈ) سات ماہ کی حاملہ تھیں۔

یہ سب سن کر اور پڑھ کر ہم نے ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾ کہا اور امریکہ کی معاشرت پر لعنت بھیجی، جہاں نہ ماں ماں ہے اور نہ بیٹا بیٹا، سب فرینڈز ہیں، خدا ہم کو اس لعنت سے بچائے، یہ کہتے ہوئے ہم اٹلانٹا واپس آگئے۔ (۱)

(۱) ناقابل فراموش سچے واقعات: ۲۸۳، ۲۸۴

زانی کے بیٹے گونگے اور بہرے پیدا ہوئے

محمد یونس ایک کسان ہے اور اس کا تعلق چھانگا مانگا کے قریب چک نمبر ۱۱۷ سے ہے، چند سال پہلے تک وہ ہمیں روزانہ دودھ مہیا کرتا تھا، ۲۲-۴-۲۰۰۴ کو اس نے مجھے بتایا کہ تقریباً پچیس (۲۵) سال پہلے ہمارے گاؤں میں دولڑکوں حبیب اور منظور نے ایک غریب آدمی کی گونگی بہری لڑکی سے زبردستی زنا کیا، جب ان دونوں کی وقت پر شادیاں ہوئیں، حبیب کے ہاں چار بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی، سب گونگے اور بہرے تھے، منظور کو خدا نے تین بیٹے عطا کیے، ان تینوں کے سر بڑے بڑے تھے، جنہیں یہ دائیں بائیں ہلاتے رہتے تھے، انہیں دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا۔ ❶

زانی شخص کا قبر میں دردناک عذاب میں مبتلا ہونا

یہ واقعہ ایک ڈاکٹر صاحب کے ساتھ پیش آیا جسے انکی زبانی نقل کیا جارہا ہے:

۱۹۶۱ء میں ایک وارڈ میں بطورِ رجسٹرار کام کر رہا تھا۔ ایک رات عجیب خواب دیکھا جس کی وجہ سے چھ ماہ تک بیمار رہا۔ خواب میں مجھے ایک قبر کے اندر لے جایا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مردہ تڑپ رہا ہے، یوں معلوم ہوتا ہے کہ سخت اذیت میں ہے، اس کا منہ کھلا ہوا تھا مگر اس سے آواز نہیں نکلتی تھی، بازو اور ٹانگیں شدید درد کی وجہ سے حرکت میں تھے، کافی دیر تک یہی حالت رہی پھر کچھ سکون ہو گیا، تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک تیسرا شخص ایک چمکدار چابک جیسی چیز اس میت کی پیشاب کی نالی میں داخل کر رہا ہے جس کی اذیت سے وہ مردہ پھر ویسے ہی تڑپنے لگتا ہے۔

مردہ کی تکلیف دیکھ کر مجھ سے نہ رہا گیا، میں نے اس شخص سے پوچھا کہ اس میت کو یہ عذاب کیوں دیا جارہا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ مردہ دنیا کی زندگی میں زنا کار تھا، جب سے مرا ہے، اسے یہی عذاب دیا جارہا ہے۔ میں کافی دیر تک یہ معاملہ دیکھتا رہا، مجھے

---

❶ مکافات عمل: ص ۴۶۲

مردے کی حالت پر بہت رحم آیا۔ ابھی میں یہ سزا دیکھ ہی رہا تھا کہ کسی نے پکڑ کر مجھے زمین پر لٹا دیا اور ویسی ہی چمک دار چابک نما چیز کسی نے میری پیشاب کی نالی میں داخل کردی، مجھے اس شدت کی تکلیف ہوئی کہ میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔ آج بھی جب مجھے یاد آتا ہے تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، بہر حال کافی دیر تک میں تڑپتا رہا، جب ہوش آیا تو اپنے بستر کو گیلا پایا اور تکلیف کی شدت ابھی تک محسوس ہوری تھی۔ میں سمجھا کہ میرا پیشاب نکل گیا ہے لیکن دیکھا کہ تکیہ تک پانی میں بھیگا ہوا ہے۔ اس کے بعد جب میں نے پیشاب کیا تو وہ خون کی طرح سرخ تھا اور یہ خون والا پیشاب کچھ ماہ تک جاری رہا اور اس دوران میں بہت کمزور ہو گیا۔ ہر قسم کے لیبارٹری ٹیسٹ، گردے، مثانے کے ایکسرے وغیرہ کروائے، بہت سے ڈاکٹر صاحبان سے مشورہ کیا اور علاج کروایا لیکن نہ تو اس بیماری کی وجہ معلوم ہو سکی اور نہ ہی افاقہ ہوا۔ اس دوران میں نے ملازمت سے بھی چھٹی لے لی، آخر کار دعا اور توبہ واستغفار کی طرف متوجہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف سے نجات دی۔ ❶

زانی شخص کی سات بیٹیوں کا جسم فروشی میں مبتلا ہونا

بی اے خاں صاحب تشریف لائے، یہ دیال سنگھ کالج میں میرے کولیگ تھے، انگریزی کے پروفیسر تھے، وائس پرنسپل تھے اور کچھ عرصہ قائم مقام پرنسپل بھی رہے، نواز خاں کی شہادت کے وقت یہی پرنسپل تھے۔ موصوف کسی زمانے میں کٹر کمیونسٹ تھے، دہریے تھے، خدا کا انکار کرتے تھے اور دینی تعلیمات کے سخت مخالف تھے، مگر اب اللہ نے انہیں ہدایت دے دی ہے، وہ بہت حد تک سیدھے راستے پر آ گئے ہیں اور اپنی گزشتہ زندگی پر متأسف ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ قیام پاکستان کے بعد ایک شخص دیال سنگھ کالج کا پرنسپل بنا جو بظاہر

❶ موت اور عذاب قبر کے عبرتناک مناظر وواقعات: ص ۱۹، ۲۰

سید کہلواتا تھا، بہت بڑے شاعر تھے، نامور نقاد تھا، لیکن پرلے درجے کا بدعمل تھا، اس نے کالج میں مخلوط تعلیم کو نافذ کردیا، لڑکیوں کو کثرت سے داخلے دے دیئے اور اس قدر بے باکی اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا کہ وہ کسی نہ کسی لڑکی کو کسی بہانے سے روک لیتا اور اپنے آفس میں اس سے منہ کالا کرتا، بعد میں کلرک حضرات اس لڑکی کو بلیک میل کرتے، اس طرح یہ کالج تھوڑے عرصے میں چکلے کی صورت اختیار کرگیا اور پرنسپل اور پروفیسر حضرات سب اس حمام میں ننگے ہوگئے، یہ سلسلہ ۱۹۵۳ء تک جاری رہا۔

بی اے خاں صاحب نے بتایا کہ اس نام نہاد سید پرنسپل سے قدرتِ خداوندی نے خوب انتقام لیا، اس کی سات بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا، ساری بیٹیاں خوبصورت تھیں، اس کی رہائش مجیٹھہ ہال میں تھی، وہاں روزانہ شام کو ترقی پسند، کمیونسٹ حضرات جمع ہوتے، شعروشاعری کی محفل جمتی، خوب شراب چلتی، پرنسپل کی جوان بیٹیاں مہمانوں کو شراب پلاتیں اور باپ کی موجودگی میں یہ بے خدا، مادر پدر آزاد لوگ اس کی بیٹیوں سے وہی سلوک کرتے جو یہ کالج کی طالبات سے کرتا تھا، بی اے خاں نے بتایا کہ یہ شخص بڑا ہی بے غیرت تھا، شرم وحیا نام کی کوئی چیز اس کے قریب بھی نہیں پھٹکی تھی، اور مکافاتِ عمل کے تحت اس کے ساتھ یہی کچھ ہونا چاہیے تھا۔ (۱)

لواطت کرنے والے کا حشر قوم لوط کے ساتھ ہوگا

عمرو بن اسلم دمشقی رحمہ اللہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ مقام ثغر میں ایک شخص کی موت واقع ہوگئی اور اس کو دفن کردیا گیا، تیسرے دن اتفاق سے اس کو کھودیا گیا تو قبر کی اینٹیں سب اپنی جگہ پر تھیں، اس کی لحد میں جھانک کر دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا یعنی مردہ غائب تھا۔ حضرت وکیع بن جراح رحمہ اللہ سے اس واقعہ کا ذکر کے اس کا سبب دریافت کیا گیا، تو انھوں نے کہا کہ ہم نے ایک حدیث سنی ہے کہ قوم لوط کا عمل

(۱) مکافات عمل: ص ۵۰۵، ۵۰۶

کرنے والا شخص جب مرجاتا ہے تو اس کو اس کی قبر سے اُٹھالیا جاتا ہے اور وہ قوم لوط کے ساتھ رہتا ہے اور جب قیامت ہوگی تو وہ ان ہی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ ❶

بے حیائی کی وجہ سے شرمگاہ سے کیڑوں کا نکلنا اور سوء خاتمہ

واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے ہم لوگوں نے ایک کشتی میں سوار ہوکر مختلف شہروں کا چکر لگانے کا فیصلہ کیا تاکہ اپنے لیے اللہ کی زمین کے کسی حصے میں ذریعہ معاش تلاش کریں۔ ہمارے ساتھ ایک صالح، پاک طینت اور خوش اخلاق نوجوان بھی آ گیا۔ اس کے چہرے پر تقویٰ اور للّٰہیت کے آثار نمایاں تھے۔ جب بھی دیکھتے وہ باوضو ہوتا اور اللہ تعالی کی عبادت میں مگن رہتا، مہلت پاتا تو صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دیتا۔ نماز کا وقت ہوتا تو خود اذان دیتا اور ہماری امامت وہی کرتا، ہم میں سے جو نماز سے پیچھے رہ جاتا یا تاخیر کرتا تو اُسے سرزنش کرتا، ہمارے پورے سفر میں اس نوجوان کا یہی معمول رہا۔

ہم بحری سفر طے کرتے ہوئے ہند کے ایک جزیرے پر جا پہنچے۔ وہاں کچھ عرصہ قیام کے لیے کشتی سے اترے، ہم لوگ یہاں پر خرید وفروخت کرتے اور رات کو کشتی کی طرف لوٹ آتے۔ کشتی والوں میں کچھ گمراہ لوگ بھی تھے۔ وہ لہو ولعب اور خواہشات نفس کی تکمیل کے لیے فسق وفجور کے اڈوں اور طوائف خانوں کے پھیرے لگایا کرتے تھے۔ اُن کے برعکس ادھر یہ نیک بخت نوجوان ہمیشہ کشتی ہی میں رہتا کشتی سے اتر کر باہر گھومنے پھرنے نہ جاتا بلکہ اس مدت میں اپنا سارا وقت کشتی کی مختلف چیزوں کی اصلاح ومرمت میں گزارتا تھا۔ وہ رسی بٹتا تھا اور اس سے کشتی کی لکڑیاں درست کر کے باندھتا تھا۔ بقیہ اوقات ذکر اذکار، قراءت قرآن اور نماز میں صرف کرتا تھا۔

راوی آگے نہایت افسوس سے بیان کرتا ہے، ایک مرتبہ ہم لوگ کشتی سے نکلے، وہ

❶ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عمرو بن اسلم العابد، ج۴۵ ص۴۰۶ رقم الترجمة: ۵۳۱۱

نوجوان معمول کے مطابق اپنے نیک اعمال میں مشغول تھا، کشتی میں اس کے ایک دوست نے اسے کہا: ارے بھئی! تم ہر وقت کشتی سے چمٹے رہتے ہو، کبھی باہر نکلو۔ گھومو پھرو، باہر کیوں نہیں جاتے؟ کشتی سے کیوں نہیں اترتے تاکہ دنیا کی حقیقت سے آگاہ ہوسکو اوراُن دنیاوی چیزوں میں غوروفکر کرسکو جوتمھارے دل کا دریچہ کھولنے اورنفس کو مانوس کرنے میں معاون ثابت ہوں؟ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ سرکشی میں مبتلا کرنے والے اڈوں اور اللہ کی نافرمانی کے لیے مخصوص ٹھکانوں پر چلو، نہ میں یہ تقاضا کرتا ہوں کہ ان مقامات کی سیر کرو جو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتے ہیں، مگر مباح چیزوں کو دیکھنے میں تو کوئی حرج نہیں۔ پھراس نے وہاں کے بازاروں اورطرح طرح کے کھیل تماشوں کا نقشہ کچھ اس خوبصورتی سے پیش کیا کہ وہ بے اختیار ہوکر کہنے لگا:

کیا اس دنیا میں واقعی ایسی دلچسپ چیزیں بھی ہیں جو تم بیان کررہے ہو؟

برے ساتھی نے کہا: ہاں ہاں! دنیا تو دور کی بات ہے، اسی جزیرے میں یہ ساری چیزیں موجود ہیں۔ کنویں کے مینڈک نہ بنو، ذرا کشتی سے اتر کر دیکھو، پھر دیکھنا کتنا مزہ آتا ہے اور تمھیں کتنی خوشی نصیب ہوتی ہے!

صالح نوجوان اپنے ساتھی کے اصرار پر کشتی سے اتر آیا۔ دونوں بازاروں کا چکر لگانے لگے، چلتے چلتے دونوں ایک ایسے راستے پر ہو لیے جو بہت تنگ اور چھوٹا سا تھا۔ وہ اس راستے پر چلتے رہے، راستے کے آخر میں ایک چھوٹا سا گھر تھا، برا ساتھی اس گھر میں گھس گیا اور نوجوان سے کہا: تھوڑی دیر انتظار کرو، میں جلد ہی واپس آرہا ہوں لیکن خبردار! تم اس گھر کے قریب نہ پھٹکنا۔

یہ نیک نوجوان اُس گھر کے دروازے سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا اور ذکر اذکار اور قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہو گیا، زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ایک آوارہ قہقہہ گونجا۔ نوجوان حیران ہوا، نظر اُٹھائی تو سامنے ایک نہایت خوبصورت لڑکی نظر آئی نوجوان

نے اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا، پھر اس کا نفس امارہ حرکت میں آیا، وہ آگے بڑھا۔ دروازے کے قریب پہنچا اور دھیان سے گھر کے اندر کی گفتگو سننے لگا۔ اتنے میں پھر ایک قہقہے کی آواز سنائی دی جس نے اس کے جذبات میں ہل چل سی مچادی۔ اب وہ لپک کر دروازے سے چمٹ گیا اور سوراخ سے جھانکا تو ہکا بکا ہو گیا، اس کی نگاہ ایسے مناظر پر پڑی جو اس کے لیے بالکل نئے تھے۔ وہ ایسے عریاں مناظر کا مشاہدہ کرتا رہا جنہیں پہلے دیکھنا اسے ہرگز گوارا نہ تھا، نہ اس قسم کی چیزیں پہلے کبھی اس نے دیکھی تھیں، پھر وہ اپنی جگہ واپس آ کر بیٹھ گیا۔ جب اس کا براساتھی دروازے سے باہر آیا تو نوجوان نے اُسے لتاڑا: ارے! تو کیسے گھناؤنے فعل میں مبتلا تھا، تیرا ستیاناس ہو! تیری یہ حرکت اللہ کا غصہ بھڑ کانے والی ہے۔

راوی آگے بیان کرتا ہے: ہم رات کو دیر سے کشتی کی طرف آئے اور آتے ہی سو گئے۔ اِدھر نوجوان رات بھر جاگتا رہا جو کچھ اس نے دن میں دیکھا تھا، اُس کے خیالوں کا رُخ بار بار انھی مناظر کی طرف مڑ جاتا تھا۔ اگلی فجر طلوع ہوئی اور روشنی نے تاریکی کا پردہ چاک کیا تو سب سے پہلے کشتی سے اترنے والا وہی نوجوان تھا۔ وہ سیدھا فحاشی والے مکان کے پاس پہنچا اور بلا تردد اس میں داخل ہو گیا۔ پھر وہ سب کچھ بھول کر اگلے دو دن تک شراب و شباب میں ڈبکیاں لگاتا رہا۔

ادھر کشتی ران نے کشتی سے نوجوان کو غائب پایا تو پوچھا: مؤذن کدھر گیا؟ ہمارا امام کہاں ہے؟ کیا وہ نوجوان چلا گیا؟

کشتی میں موجود لوگوں میں سے کسی نے کشتی ران کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ اس نے لوگوں کو نوجوان کی تلاش کے لیے مختلف مقامات پر بھیجا۔ جب کشتی ران کو اطلاع ملی کہ فلاں شخص نے نوجوان کو بہکا کر ایک بدنام زمانہ مکان کی سیر کرائی تھی تو اس نے اسے ڈانٹ پلائی اور کہا: تجھے اللہ تعالیٰ کا کوئی خوف نہیں، کیا تجھے اس کی دردناک سزا

سے ڈر نہیں لگتا؟ جا اور نوجوان کو جلد سے جلد بلا کر لا!

بہکانے والا شخص نوجوان کو بلانے گیا لیکن نوجوان نے واپس آنے سے انکار کر دیا۔ اس بہکانے والے آدمی نے اُس سے بڑی منت سماجت سے بارہا کہا کہ کشتی کا کپتان تمھیں بلا رہا ہے، اب تمھیں واپس چلنا چاہیے۔ نوجوان نے اس کی ایک نہ سنی۔ اب وہ اس رنگین دنیا سے جُدا ہونے کو تیار نہ تھا، اُس نے واپسی کا ہر تقاضا مسترد کر دیا۔

جب جہاز ران کو اُس کے واپس آنے سے انکار کی اطلاع ملی تو اس نے چند لوگوں کو بھیجا اور کہا کہ نوجوان کو زبردستی پکڑ لاؤ، چنانچہ وہ لوگ آئے اور نوجوان کو زبردستی کشتی پر لے گئے۔

راوی آگے بیان کرتا ہے: جب کشتی اپنے شہر روانہ ہوئی اور اس میں سوار لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تو وہ نوجوان کشتی کے ایک گوشے میں جا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اس کی آہ و بکا سُن کر یوں لگتا تھا جیسے اب اس کے دل کی رگیں پھٹ جائیں گی۔ لوگ اس کے سامنے کھانا پیش کرتے لیکن وہ کھانے کو ہاتھ نہ لگاتا اور کسی سے کوئی بات نہ کرتا۔ وہ کئی دنوں تک اسی طرح بھوکا پیاسا آہ وزاری کرتا رہا۔ ایک رات اس کی آہ و بکا بہت تیز ہوگئی، اس کے پھوٹ پھوٹ کر رونے اور سسکیاں بھرنے کی وجہ سے کشتی میں سوار تمام لوگوں کی نیند اڑ گئی۔

بالآخر کشتی ران آیا اور اس نوجوان سے کہا: ارے! کیا تجھے اللہ کا خوف نہیں، آخر تجھے کیا ہو گیا؟ تیرے رونے دھونے کی صداؤں نے ہماری نیند اڑا کر رکھ دی ہے۔ تیرا ناس ہو، آخر ایسی کیا چیز ہے جس نے تجھے بدل کر رکھ دیا ہے، آخر تجھ پر کون سی آفت آن پڑی ہے؟ نوجوان نے انتہائی افسوس کے ساتھ مریل لہجے میں جواب دیا: مجھے میری حالت پر چھوڑ دو، تم نہیں جانتے کہ مجھے کسی آفت نے گھیر رکھا ہے۔

کشتی ران نے پوچھا: بتا تو سہی، تجھے کون سی مصیبت لاحق ہوگئی؟

نوجوان نے اپنی شرمگاہ کھول کر کشتی ران کو دکھلائی، اس کی شرمگاہ سے نہایت کریہہ کیڑے گر رہے تھے۔ کشتی ران نے یہ گھناؤنا منظر دیکھا تو اس پر کپکپی طاری ہوگئی، وہ بے ساختہ بولا: ہم ایسی حالت سے اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر کشتی ران اس کے ہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

فجر سے کچھ دیر پہلے ایک زبردست چیخ نے کشتی والوں کی آنکھیں کھول دیں۔ لوگ چیخ مارنے والے کی طرف لپکے تو دیکھا وہ نوجوان موت کے شکنجے میں جا چکا ہے اور اپنے دانتوں سے کشتی کی لکڑی پکڑے ہوئے ہے۔

کشتی والوں نے ''إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ'' پڑھا اور اللہ تعالیٰ سے حسن خاتمہ کی دعائیں کرنے لگے۔ اس کے بعد اس نوجوان کا قصہ درس عبرت کے طور پر باقی رہ گیا۔ ❶

ہم جنس پرستی کرنے والے کا بھیانک انجام

یہ واقعہ پاکستان بننے سے ایک سال پہلے یعنی ۱۹۴۶ء کا ہے، میری عمر اس وقت آٹھ سال تھی اور میں قریبی گاؤں ہیلاں کے گورنمنٹ مڈل اسکول میں تیسری جماعت میں پڑھتا تھا، حسین شاہ کا تعلق ہمارے ہی گاؤں سے تھا، وہ نمبردار کا بیٹا تھا اور اگرچہ پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا مگر اس کی عمر خاصی زیادہ تھی ہٹا کٹا نوجوان تھا۔

اسی اسکول میں ہیلاں کا ایک ہندو لڑکا دچھی رام بھی پڑھتا تھا، وہ شاید چوتھی جماعت میں تھا اور بہت خوبصورت تھا۔ ایک روز حسین شاہ کی نیت میں فتور آیا، اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر سازش تیار کی اور بیر کھلانے کے بہانے اصرار کر کے دچھی رام کو قریبی نہر پر لے گیا اور وہاں حسین شاہ اور اس کے بدقماش دوستوں نے مل کر دچھی رام سے زبردستی بدفعلی کی، وہ بے چارہ روتا رہا، ان کی منتیں کرتا رہا لیکن کسی نے اس پر رحم نہ کھایا۔

❶ سنہرے نقوش: ۳۴۹ تا ۳۵۳/ مائة قصة وقصة للشهاوی، ص ۲۷۰

اس واقعے کے بعد حسین شاہ پر اللہ کی یہ لعنت طاری ہوئی کہ جنسی حوالے سے وہ شدید قسم کی مجرمانہ ذہنیت میں مبتلا ہوگیا اور اپنے بیگانے کا امتیاز کھو بیٹھا، بھابھی کو بہت تنگ کرتا اور محلے کی خواتین کے لئے عذاب بن گیا، جہاں کسی کا دروازہ کھلا دیکھتا اندر گھس جاتا اور خواتین پر مجرمانہ حملہ کرنے کی کوشش کرتا، اس وجہ سے وہ گاؤں کا انتہائی قابلِ نفرت کردار بن گیا۔

کئی سال اسی کیفیت میں گزر گئے حتی کہ ایک روز اس نے ظلم کی انتہا کردی، کوئی اجنبی مسافر لڑکا گاؤں میں آیا تھا اور مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس ظالم نے اسے دبوچ لیا اور مسجد کے اندر ہی اس کی بے حرمتی کرڈالی، وہ چیختا رہا، شور مچاتا رہا، مگر دوپہر کا وقت تھا، سب لوگ گھروں میں دبکے ہوئے تھے، اس لئے کوئی بھی اس کی مدد کو نہ آیا، البتہ ایک عورت نے اس کی چیخ پکار سن کر مسجد کے اندر جھانکا اور یہ قبیح منظر دیکھ لیا۔

حسین شاہ فارغ ہوکر ایک شادی والے گھر میں جاکر بیٹھ گیا اور بے چارہ مظلوم لڑکا روتا ہوا گاؤں سے باہر نکل گیا، گوندلوں کے چار پانچ لڑکے ایک درخت کے نیچے دوپہر گزار رہے تھے، اس عورت نے انہیں جاکر اس حادثے کی اطلاع دی، وہ بھاگ کر اس لڑکے کے پاس گئے، اس سے واقعے کی تصدیق کی اور پھر حسین شاہ کو تلاش کرنے لگے جو شادی والے ایک گھر میں بیٹھا حلوہ پکنے کا انتظار کررہا تھا۔

ان لڑکوں نے باہم مشورہ کرکے تہیہ کرلیا کہ آج حسین شاہ کو اس کی بدمعاشی اور خانہ خدا کی بے حرمتی کی سزا دی جائے، یہ حسین شاہ کے پاس گئے اور اسے بہانے سے بہلا پھسلا کر ایک حویلی میں لے گئے اور وہاں اس کو وہ ماردی، اس شدت سے زدوکوب کیا کہ اُس کی چیخیں نکل گئیں، وہ زور زور سے چلّا رہا تھا کہ گوندلوں نے مجھے قتل کردیا ہے۔

اسی حالت میں وہ جاکر نہر کے درختوں میں گم ہوگیا اور پھر کبھی کسی کو نظر نہیں آیا، لگتا ہے کہ اس نے نہر میں چھلانگ لگا کر خودکشی کرلی تھی، کیا عجب کہ یہ وہی جگہ ہو جہاں اس نے دچھی رام سے جرم عظیم کا ارتکاب کیا تھا۔ (1)

---

(1) مکافاتِ عمل: ص ۴۴۵ تا ۴۴۷

زنا سے پیدا ہونے والے دوسو اکتالیس بچوں کی لاشیں

ایدھی ٹرسٹ کے بانی عبدالستار ایدھی کی اہلیہ نے اطلاع دی ہے کہ پاکستان کے مختلف ایدھی سینٹروں کے ذریعہ گزشتہ ماہ ۲۴۱ نوزائیدہ بچوں کی لاشیں ملی ہیں جنہیں دفنا دیا گیا ہے۔ جب کہ گزشتہ ماہ کے دوران کراچی اور دیگر علاقوں سے ملنے والے ۳۲ زندہ نوزائیدہ بچوں اور بچیوں کو لاوارث سینٹر میں پہنچا دیا گیا ہے۔ بیگم ایدھی نے کہا کہ نوزائیدہ زندہ اور مردہ بچوں کی اس تعداد سے پاکستانی عوام کو اندازہ ہونا چاہیے کہ اس طرح سے نہ جانے کتنے معصوم نوزائیدہ بچے اپنے ناکردہ گناہوں کی وجہ سے موت کی بھینٹ چڑھا دیئے جاتے ہیں۔ محترمہ نے کہا کہ ایسے افراد جو اپنے ایک گناہ کو چھپانے کے لیے ان معصوموں کو قتل کردیتے ہیں ان سے بار بار اپیل کی گئی ہے کہ خدارا وہ اپنے گناہ اور جرم کو چھپانے کے لیے قتل جیسے سنگین جرم کے مرتکب نہ ہوں بلکہ ان بچوں کو ہمارے سینٹر میں پہنچا دیں۔ انہوں نے کہا کہ اب تک ایسے چار ہزار بچے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے بے اولاد پاکستانی جوڑوں کے حوالہ کئے گئے ہیں۔ ❶

یہ اعداد و شمار صرف ایک ٹرسٹ کے ہیں ورنہ ملک میں ہزاروں نوزائید بچے گلہ گھونٹ کر ختم کردیئے جاتے ہیں یا گلی کے کنارے بے یارومددگار چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اسلامی قوانین سے انحراف اور یورپی تقلید نے محض زنا جیسے خبیث جرم پر ہی آمادہ نہیں کیا بلکہ قتل جیسے سنگین گناہ پر بھی مجبور کردیا۔

زنا کی وجہ سے لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہوکر جوانی میں موت

راقم الحروف کا ایک کلاس فیلو تھا شرافت خان ان کا خاندان ہزارہ سے نقل مکانی کر کے لاہور آباد ہوا تھا۔ وہ خوب چوڑا، چکلا، صحت مند اور خوبصورت تھا۔ میٹرک کے بعد پڑھائی میں اس کا دل نہ لگا اور وہ اپنے دوستوں کے ہمراہ قسمت آزمائی کرتے ہوئے

❶ نوجوان تباہی کے دہانے پر: ص ۱۷۴

سویڈن پہنچ گیا۔ تین سال کے قلیل عرصہ میں وہ خود تو ملنے نہ آسکا لیکن ایک دن اس کی لاش اس کے گھر میں پہنچ گئی۔ اس کے گھر والوں پر جو بیتی وہ ایک علیحدہ داستان ہے تاہم اس کے ہم سفر دوست نے اس کی موت کی جو وجہ بیان کی اسے سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور کافی دیر بعد میں اپنے اوسان بحال کرنے کے قابل ہوا۔ اس نے جو بتایا وہ اس کی زبانی سنیے:

ہم دونوں دوستوں نے آپس میں عہد کیا تھا کہ محنت مزدوری کر کے پیسہ کمائیں گے، تاکہ اپنے گھر والوں کو معقول رقم بھیج سکیں۔ نیز ہم نے یہ بھی عہد کیا تھا کہ شراب وشباب کے نزدیک بھی نہیں بھٹکیں گے اور ہر قسم کی عیاشی سے گریز کریں گے۔

الحمد للہ! میں تو اپنے اس عہد میں قائم رہا لیکن شرافت خان کی شرافت جلد ہی جواب دے گئی۔ اس کی ایک وجہ اس کی غیر معمولی خوبصورتی بھی تھی۔ لڑکیاں اس پر یوں گرتی تھیں جیسے گُڑ پر مکھیاں! ایک ''آنٹی ٹائپ'' عورت تو ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ گئی۔ اس نے شرافت خان کو ہر ماہ اتنی رقم دینا شرع کردی کہ وہ ان میں سے اچھی خاصی رقم پاکستان اپنے گھر بھیجتا اور خود بھی عیش وعشرت سے رہتا۔ اس کے عوض اس عورت کا ایک ہی مطالبہ تھا۔ بدفعلی اور بدفعلی۔ اس عورت کی جنسی خواہش ''جوع البقر'' کی طرح تھی جو کہ کبھی تسکین سے ہم کنار نہ ہوتی۔ وہ جنسی تعلقات قائم کرنے کے ضمن میں دن دیکھتی نہ رات اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہمارے دوست کے پاس ہمارے ساتھ بات چیت کرنے کے لیے چند لمحے نکالنا بھی مشکل ہو گیا اور پھر تھوڑے ہی عرصہ میں اس جنسی بلی نے شرافت خان کو نچوڑ کر رکھ دیا۔ شرافت خان جنسی اور جسمانی کمزوری کا شکار ہو گا۔ عورت اور دولت کی ہوس نے شرافت خان کو جنسی طاقت کے انجکشنوں کا راستہ دکھلایا۔ پہلے پہلے تو ایک آدھ انجکشن بھی کام دے جاتا لیکن آخر کار وہ بے تحاشا انجکشن لگوانے لگا اور اس کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی گئی۔ ایک

روز طبیعت بگڑنے پر اسے ڈاکٹر کے پاس لے جا کر چیک اپ کرایا گیا تو پتہ چلا کہ وہ تو چند دنوں کا مہمان ہے، کیوں کہ ڈاکٹر کے بقول اس کا جگر، معدہ، اور گردے غرض یہ کہ پورا جسمانی سسٹم ناکارہ ہو چکا تھا اور بالآخر وہ اپنے انجام کو پہنچا۔ دوسری طرف وہ عورت بھلی چنگی ہے اور کسی نئے شکار کی تلاش میں ہے۔ ❶

جیسی کرنی ویسی بھرنی

ایک شخص سونا فروخت کرتا تھا، ان کی اولاد نہیں تھی، تو میاں بیوی نے مشورہ کیا کہ ہم کوئی بچہ لے لیتے ہیں اور اس بچے کو پالتے پوستے ہیں تاکہ یہ ہمارے بوڑھاپے کا سہارا بن سکے، تو انہوں نے ایک بچہ لیا اور اس بچے کی خدمت کرتے رہے، یہاں تک وہ بچہ بالغ ہو گیا، نوجوان ہو گیا، ایک دفعہ ایسا ہوا کہ اس شخص کی گھر والی نے اپنے اس بیٹے کو جوان کا منہ بولا بیٹا تھا مٹکا دیا کہ بیٹا! جاؤ نہر سے پانی لے کر آؤ، وہ بیٹا جب اس اپنی ماں کے ہاتھ سے مٹکا لینے لگا تو اپنی ماں کے ہاتھ کو شہوت سے دبایا اور اس کی طرف غلط ارادہ سے بڑھنے لگا، تو ماں نے ایک دم جھڑک دیا کہا: بدبخت دور ہو جا، ہم نے تیری نشو نما پرورش کی تو ہمارا سہارا بنے، آج تو نے غلط نگاہ میری طرف ڈالی، تو ایک دم وہ لڑکا باہر چلا گیا، یہ خاتون گھر کے کمرے میں آئی رونے لگ گئی، اتنے میں شوہر آ گیا، شوہر نے پوچھا کیوں رو رہی ہو؟ کہا: جس بچہ کو ہم نے پالا پوسا تھا آج تو اس نے میری طرف غلط ہاتھ بڑھایا ہے، جب یہ بات کہی تو شوہر نے سر جھکایا، اس کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے، تو پوچھا تم کیوں رو رہے ہو؟ کہا: غلطی اس لڑکے کی نہیں غلطی میری ہے، کہا: آپ کی کیا غلطی ہے؟ کہا: میں سونا بیچتا ہوں، آج چند عورتیں آئیں تھیں سونا خریدنے کے لئے اس میں سے ایک لڑکی کو سونے کی چوڑیاں پسند آئیں، جب میں نے اسے دی تو اس نے کہا: میرے ہاتھ میں پہنا دیں تو جس وقت

---

❶ نوجوان تباہی کے دہانے پر: ص ۱۸۴، ۱۸۵

میں اُسے سونے کی چوڑیاں پہنا رہا تھا تو میں شہوت سے دبا رہا تھا تو میں نے غیر محرم کے ہاتھ کو شہوت سے دبایا، تو گھر میں پلنے والے بیٹے نے تیرے ہاتھ کو شہوت سے دبایا۔

تو زنا کا بدلہ چکا دیا جاتا ہے، اس لئے ہر صورت میں زنا جیسے بڑے گناہ سے انسان اپنے آپ کو بچائے، اس سے زندگی کا سکون ختم ہو جاتا ہے، رزق میں بے برکتی آ جاتی ہے، چہرے کی رونق چلی جاتی ہے، بیوی کے دل سے محبت ختم ہو جاتی ہے، ازدواجی زندگی کا سکون غارت ہو جاتا ہے، اولاد وحشت محسوس کرنے لگتی ہے، دل کمزور ہو جاتا ہے، پرسکون نیند رخصت ہو جاتی ہے، جوانی میں بڑھاپے کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں، جسم لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، دل کی دھڑکن بھڑ جاتی ہے، معدہ اپنی رفتار میں کام نہیں کرتا، ہر وقت خوف رہتا کہیں کوئی اس کی حرکت پر مطلع نہ جائے، ایک وقت آتا ہے کہ انسان نیک صالح اولاد سے محروم ہو جاتا ہے، اور یہ عمل بد معاذ اللہ اہلیہ اور اولاد میں بھی سرایت کر جاتا ہے، پھر نہ انسان جی سکتا ہے اور نہ مر سکتا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو پاک دامنی کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات

